

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ

فتاوى قاسميه

منتخب فتاوى

حضرت مولانا مفتي شبير احمد القاسمي

خادم الافتاء و الحديث جامعه قاسميه

مدرسہ شاہی مراد آباد، الہند

(جلد ۱۳)

المجلد الثالث العشر

بقية النكاح

الى باب المهر

۵۹۴۳ ————— ۵۳۴۹

ناشر

مکتبہ اشرفیہ، دیوبند، الہند

01336-223082

فتاویٰ قاسمیہ

صاحب فتاویٰ
حضرت مولانا مفتی شبیر احمد القاسمی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

بجق صاحب فتاویٰ شبیر احمد القاسمی 094 125 52 294

بجق مالک مکتبہ اشرفیہ دیوبند 093 580 01 571

088 103 83 186 01336-223082

محرم الحرام ۱۴۳۷ھ پہلا ایڈیشن

ناشر

مکتبہ اشرفیہ، دیوبند، ضلع سہارنپور، الہند

01336-223082

ASHRAFI BOOK DEPOT

DEOBAND, SAHARANPUR, INDIA

Phone: 01336-223082

Mob. : 09358001571-08810383186

مکمل اجمالى فهرست ايك نظر مين

رقم المسأله	عنوانات
المجلد الأول	١ ١٧٢ مقدمة التحقيق، الإيمان والعقائد إلى باب ما يتعلق بالارواح.
المجلد الثاني	١٧٣ ٥٥٧ بقية الإيمان والعقائد من باب الحشر إلى باب ما يتعلق بأهل الكتاب، التاريخ والسير، البدعات والرسوم.
المجلد الثالث	٥٥٨ ١٠٠٥ بقية البدعات والرسوم من باب رسومات جنائز إلى رسومات نكاح، كتاب العلم إلى باب ما يتعلق بالكتابة.
المجلد الرابع	١٠٠٦ ١٤١٥ بقية كتاب العلم من كتابة القرآن إلى باب الوعظ والنصيحة، الدعوة والتبليغ، السلوك والاحسان، الأدعية والأذكار.
المجلد الخامس	١٤١٦ ١٩٣٥ الطهارة بتمام أبوابها، الصلوة من أوقات الصلوة إلى صفة الصلوة.
المجلد السادس	١٩٣٦ ٢٤٥٧ الجماعة، المساجد، الإمامة.
المجلد السابع	٢٤٥٨ ٢٩٦٤ بقية الصلوة من تسوية الصفوف إلى سجود التلاوة.
المجلد الثامن	٢٩٦٥ ٣٤٢٣ بقية الصلوة من الذكر والدعاء بعد الصلوة، الوتر، ادراك الفريضة، السنن والنوافل، التراويح، صلوة المسافر.

المجلد التاسع	٣٤٢٤	٣٨٩٣	بقية الصلوة، صلوة المريض، الجمعة، العيدين، الجنائز إلي حمل الجنازة.
المجلد العاشر	٣٨٩٤	٤٤٠٤	بقية الجنائز من صلوة الجنائز إلي باب الشهيد، كتاب الزكوة.
المجلد الحادي عشر	٤٤٠٥	٤٨٧٣	بقية الزكوة، كتاب الصدقات، الصوم، بتمام أبوابها إلي صدقة الفطر.
المجلد الثاني عشر	٤٨٧٤	٥٣٤٨	كتاب الحج بتمام أبوابها، النكاح إلي باب نكاح المكره.
المجلد الثالث عشر	٥٣٤٩	٥٩٤٣	بقية النكاح إلي باب المهر.
المجلد الرابع عشر	٥٩٤٤	٦٤٦٢	الرضاع، الطلاق إلي باب الكناية.
المجلد الخامس عشر	٦٤٦٣	٦٩٠٢	بقية الطلاق، الرجعة، البائن، الطلاق بالكتابة، الطلاق الثلاث، الشهادة في الطلاق، الحلالة.
المجلد السادس عشر	٦٩٠٣	٧٤٠٢	بقية الطلاق، تعليق الطلاق، التفويض، الفسخ والتفريق، الظهار، الإيلاء، الخلع، الطلاق على المال، العدة، النفقة، ثبوت النسب، الحضانة.
المجلد السابع عشر	٧٤٠٣	٧٨٦٧	الأيمان والنذور، الحدود، الجهاد، السلقطة، الامارة والسياسة، القضاء، الوقف إلي باب المساجد.
المجلد الثامن عشر	٧٨٦٨	٨٤٠٨	بقية الوقف من الفصل الثالث، المسجد القديم إلي مصلى العيد، والمقبرة. (قبرستان)

المجلد التاسع عشر	٨٤٠٩	٨٨٥٦	بقية الوقف، باب المدارس، كتاب اليسوع، البيع الصحيح، الفاسد، المراوحة، الصرف، السلم، الوفاء، الشفعة، المزارة.
المجلد العشرون	٨٨٥٧	٩٣٥٠	الشركة، المضاربة، الربوا بتمام أنواعها.
المجلد الحادي والعشرون	٩٣٥١	٩٧٣٥	الديون، الوديعة، الأمانة، الضمان، الهبة، الإجارة.
المجلد الثاني والعشرون	٩٧٣٦	١٠٢٤٥	الغصب، الرهن، الصيد، الذبائح بتمام أنواعها، الأضحية بتمام أنواعها، العقيقة، الحقوق، بأكثر أبوابها إلي باب حقوق الأقارب.
المجلد الثالث والعشرون	١٠٢٤٦	١٠٧٠٥	بقية الحقوق، الرؤيا، الطب والرقى بتمام أنواعها، كتاب الحظر والإباحة إلي باب السابع، ما يتعلق باللحية.
المجلد الرابع والعشرون	١٠٧٠٦	١١٢٠٥	بقية الحظر والإباحة، باب الأكل والشرب، الانتفاع بالحيوانات، الخمر، الدخان، الهدايا، الموالاة مع الكفار، المال الحرام، الأدب، اللهو، استعمال الذهب والفضة، كسب الحلال، الغناء، التصاوير.
المجلد الخامس والعشرون	١١٢٠٦	١١٦٠٠	الوصية، الفرائض بتمام أبوابها.
المجلد السادس والعشرون	١	١١٦٠٠	فهارس المسائل



فہرست مضامین

۱۵/ بقیۃ کتاب النکاح

□	۱۰/ باب الشہود والتوکیل فی النکاح	□
مسئلہ نمبر	صفحہ نمبر	
۵۳۴۹	کراما کا تبین کو گواہ بنا کر نکاح کرنا	۳۸
۵۳۵۰	کیا صحت نکاح کے لئے شرعی نصاب شہادت لازم ہے؟	۳۹
۵۳۵۱	نکاح میں قاضی کے علاوہ دو گواہوں کا ہونا شرط ہے	۴۱
۵۳۵۲	بغیر گواہ کے نکاح کی ایک صورت	۴۲
۵۳۵۳	قاضی و گواہوں کے انتقال کی وجہ سے نکاح کا حکم	۴۳
۵۳۵۴	عاقدين اور دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح کا حکم	۴۴
۵۳۵۵	زوجین کا دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح کرنا	۴۵
۵۳۵۶	کیا مجلس نکاح میں رجسٹرڈ گواہوں کا ہونا ضروری ہے؟	۴۷
۵۳۵۷	گواہوں کو متعین کئے بغیر مجمع عام میں نکاح پڑھانا	۴۸
۵۳۵۸	اجازت کے بعد مجمع عام میں رجسٹرڈ گواہوں اور وکیلوں کی عدم موجودگی میں نکاح	۴۹
۵۳۵۹	گواہوں کی تعیین کئے بغیر مجلس کے نکاح کا حکم	۵۰
۵۳۶۰	زید نے قرآن پر ہاتھ رکھ کر کہا تو میری بیوی اور لڑکی نے کہا تو میرا شوہر ہے	۵۲
۵۳۶۱	بغیر گواہ کے نکاح	۵۳
۵۳۶۲	محض ایک عورت کی موجودگی میں عقد نکاح	۵۴

- ۵۶ نکاح میں دو عورتوں کو گواہ بنانا ۵۳۶۳
- ۵۷ بغیر گواہوں کے ایجاب و قبول کرنے سے نکاح کا حکم ۵۳۶۴
- ۵۸ بلا نکاح فرضی رسید کا حکم ۵۳۶۵
- ۵۹ کیا نکاح کے گواہ باپ اور بھائی بن سکتے ہیں؟ ۵۳۶۶
- ۶۰ زید نکاح کا منکر اور ہندہ مدعیہ تو کس کا قول معتبر؟ ۵۳۶۷
- ۶۱ دولہن سے اجازت لیتے وقت گواہوں کی موجودگی ۵۳۶۸
- ۶۲ کیا لڑکی سے اجازت لیتے وقت گواہوں کا سامنے ہونا ضروری ہے؟ ۵۳۶۹
- ۶۳ لڑکی نے کہا اباجی مالک ہیں تو کیا حکم ہے؟ ۵۳۷۰
- ۶۴ کیا نکاح میں وکیل اور گواہ کو عاقدین کا علم ہونا ضروری ہے؟ ۵۳۷۱
- ۶۵ ولی، گواہ اور نکاح خواں کے بغیر نکاح کرنا ۵۳۷۲
- ۶۶ کیا صحت نکاح کے لئے وکیل اور قاضی کا ہونا لازم ہے؟ ۵۳۷۳
- ۶۷ نکاح میں وکیل اور گواہ ۵۳۷۴
- ۶۸ نکاح میں باپ وکیل سے مراد کون ہیں اور وکیل محرم ہونا ضروری ہے؟ ... ۵۳۷۵
- ۶۹ قاضی کا انشاء پر دلالت کرنے والے حال کے صیغہ سے نکاح پڑھانا ۵۳۷۶
- ۷۰ حال کے صیغہ سے ایجاب و قبول کا حکم ۵۳۷۷
- ۷۱ قاضی کے پوچھنے پر زوجین کا راضی ہوں کہنا ۵۳۷۸
- ۷۲ نکاح خواں اور اولیاء کی غیر موجودگی میں نکاح کرنا ۵۳۷۹
- ۷۳ قاضی اور مہر کی وضاحت کے بغیر نکاح کا حکم ۵۳۸۰
- ۷۴ والد کے اجازت لینے کی صورت میں وکیل اور گواہ کا حکم ۵۳۸۱
- ۷۵ مجبوری میں دی گئی اجازت کا حکم ۵۳۸۲
- ۷۶ لڑکی سے نکاح کی اجازت کون کون لے سکتا ہے؟ ۵۳۸۳

- ۵۳۸۴ غیر محرم کا وکیل بن کر اجازت لینے کا حکم ۸۰
- ۵۳۸۵ لڑکی کا قبول کرنے کے بعد اس سے انکار کرنا ۸۱
- ۵۳۸۶ اجازت کے وقت بالغ لڑکی کا کھلکھلا کر ہنسنا ۸۲
- ۵۳۸۷ مریضہ کو اجازت دینا یا دے تو کیا حکم؟ ۸۳
- ۵۳۸۸ مذاق میں ایجاب و قبول ۸۵
- ۵۳۸۹ لڑکی کا نکاح میں ایجاب و قبول کے بجائے دستخط کرنا ۸۷
- ۵۳۹۰ عورت نے شرعی گواہوں کی موجودگی میں کسی کو اختیار دیا اور اس نے قبول کر لیا ۸۸
- ۵۳۹۱ بوقت نکاح لڑکی کے نام کی تبدیلی ۸۹
- ۵۳۹۲ نکاح کی رسید میں لڑکی، لڑکے کا نام بدلا ہوا ہو تو کیا حکم؟ ۹۱
- ۵۳۹۳ بیوی کا نام بوقت نکاح شاہین سلطانہ کے بجائے شاہین پروین لینا ۹۲
- ۵۳۹۴ قاضی نے چھوٹی بہن کے بجائے شادی شدہ بڑی بہن کے نام سے نکاح پڑھادیا ۹۴
- ۵۳۹۵ قاضی نے لڑکی کا نام بدل دیا تو نکاح ہوا یا نہیں؟ ۹۵
- ۵۳۹۶ قاضی نے دو بہنوں کے نکاح میں ایک کا نام دوسری کی جگہ لے لیا ... ۹۶
- ۵۳۹۷ دو بہنوں کے نکاح میں قاضی نے نام بدل دیا ۹۹
- ۵۳۹۸ قاضی نے لڑکی کا نام بدل کر نکاح پڑھایا ۱۰۰
- ۵۳۹۹ قاضی نے لڑکی کا نام بدل دیا ۱۰۲
- ۵۴۰۰ عقد نکاح کے وقت ولدیت بدل جائے تو کیا حکم ہے؟ ۱۰۳
- ۵۴۰۱ مجلس نکاح میں نکاح پڑھاتے وقت ولدیت کا بدل جانا ۱۰۴
- ۵۴۰۲ کیا نکاح نامہ میں حقیقی باپ کا نام لکھنا لازم ہے؟ ۱۰۵
- ۵۴۰۳ کیا ولدیت کی جگہ حقیقی باپ کا نام لکھنا لازم ہے؟ ۱۰۶
- ۵۴۰۴ جھوٹے اقرار اور جھوٹی خبر سے انعقاد نکاح کا حکم ۱۰۷

□	۱۱ / فون، انٹرنیٹ اور کورٹ میرج کا نکاح	□
---	---	---

۱۱۲ کورٹ میرج	۵۴۰۴
۱۱۳ کورٹ سے نکاح کرنا	۵۴۰۵
۱۱۴ کورٹ میرج اور عدالتی طلاق کا حکم	۵۴۰۶
۱۱۵ فون پر نکاح	۵۴۰۷
۱۱۶ ٹیلیفون پر نکاح	۵۴۰۸
۱۱۷ کیا ٹیلی فون پر نکاح ہو جائے گا؟	۵۴۰۹
۱۱۸ فون پر نکاح کی شرعی حیثیت	۵۴۱۰
۱۲۰ ٹیلی فون پر لڑکی سے اجازت لینا	۵۴۱۱
۱۲۲ فون پر نکاح کی جائز شکل	۵۴۱۲
۱۲۳ فون اور انٹرنیٹ پر نکاح سے متعلق ایک جامع فتویٰ	۵۴۱۳
۱۲۹ بذریعہ انٹرنیٹ نکاح کا حکم	۵۴۱۴
۱۳۰ انٹرنیٹ و موبائیل کے ذریعہ کئے گئے نکاح کا حکم	۵۴۱۵
۱۳۱ انٹرنیٹ اور موبائل کے ویڈیو کانفرنس میں نکاح باطل	۵۴۱۶

□	۱۲ / باب النکاح الصحيح	□
---	------------------------	---

۱۳۳ رسمی نکاح	۵۴۱۷
۱۳۴ نکاح ہونے کے بعد دوبارہ نکاح کرنا	۵۴۱۸
۱۳۵ کیا عزت نفس کی خاطر دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں؟	۵۴۱۹

- ۵۴۲۰ والد کے انتقال کی وجہ سے شادی کی تاریخ کو مؤخر کرنا ۱۳۶
- ۵۴۲۱ گاؤں والوں کا بالغین کا نکاح کروانا ۱۳۷
- ۵۴۲۲ دس بیکھہ زمین نام کرنے کی شرط پر میکہ سے واپس آنا ۱۳۸
- ۵۴۲۳ نکاح بالکتاب کی ایک صورت ۱۳۹
- ۵۴۲۴ شادی کا خرچہ اولاد کے ذمہ ہے یا والد کے؟ ۱۴۰
- ۵۴۲۵ مرد کا ۲۵ سال کی عمر میں دوسری شادی کرنا ۱۴۲
- ۵۴۲۶ ۲۵ سالہ بیوہ سے نکاح پر لوگوں کا اعتراض ۱۴۳
- ۵۴۲۷ شادی شدہ نہ ہونے کی شرط پر نکاح ۱۴۴
- ۵۴۲۸ طلاق کی نیت سے نکاح ۱۴۵
- ۵۴۲۹ قرناء عورت سے شادی کا حکم ۱۴۶
- ۵۴۳۰ جس لڑکی میں زنا نہ حیثیت مکمل نہیں اس سے نکاح ۱۴۸
- ۵۴۳۱ اندام نہانی بند والی عورت سے نکاح کا حکم ۱۴۹
- ۵۴۳۲ کیا احکام شرعیہ سے ناواقف عورت کا نکاح صحیح نہیں؟ ۱۵۰
- ۵۴۳۳ دھوکہ دے کر بیمار عورت سے نکاح کرا دینا ۱۵۱

□	۱۳ باب من یحل نکاحہ	□
---	---------------------	---

- ۵۴۳۴ سوتیلی ماں کی حقیقی بہن سے نکاح ۱۵۲
- ۵۴۳۵ عورت اور اس کی سوتیلی لڑکی سے نکاح ۱۵۲
- ۵۴۳۶ دو حقیقی بھائیوں کا الگ الگ ماں اور بیٹی سے نکاح کرنا ۱۵۶
- ۵۴۳۷ ماں کی خالہ زاد بہن سے نکاح ۱۵۷

- ۵۴۳۸ چچیری خالہ سے نکاح ۱۵۸
- ۵۴۳۹ ناناک خالہ زاد بہن کے لڑکے یا چچیرے بھائی کے پوتے کی لڑکی سے نکاح ... ۱۵۸
- ۵۴۴۰ خالہ کی سوتن کی لڑکی کی لڑکی سے نکاح ۱۵۹
- ۵۴۴۱ ماں کی حقیقی چچی سے نکاح ۱۶۰
- ۵۴۴۲ ماں کی ماموں زاد بہن سے نکاح ۱۶۱
- ۵۴۴۳ باپ کی چچا زاد بہن سے نکاح ۱۶۱
- ۵۴۴۴ باپ کی ربیبہ سے نکاح ۱۶۲
- ۵۴۴۵ قبل الہ خول طلاق دینے کے بعد بیٹی سے جواز نکاح اہماں سے عدم جواز ۱۶۳
- ۵۴۴۶ پہلی بیوی کے لڑکوں کا دوسری بیوی کی لڑکیوں سے نکاح ۱۶۵
- ۵۴۴۷ دوسرے شوہر کی اولاد سے نکاح کرنا ۱۶۶
- ۵۴۴۸ خالہ کی نواسی سے نکاح ۱۶۷
- ۵۴۴۹ چچا کے انتقال کے بعد چچی سے نکاح ۱۶۸
- ۵۴۵۰ چچا اور بھتیجی کا آپس میں نکاح ۱۶۹
- ۵۴۵۱ چچا زاد بہن کی لڑکی سے نکاح ۱۷۱
- ۵۴۵۲ چچا زاد پھوپھی سے نکاح ۱۷۲
- ۵۴۵۳ چچا زاد بھائی کے بیٹے سے نکاح ۱۷۲
- ۵۴۵۴ چچا زاد بہن کی لڑکی سے نکاح ۱۷۳
- ۵۴۵۵ چچا زاد بھائی کی لڑکی سے نکاح ۱۷۴
- ۵۴۵۶ عدت مکمل ہونے کے بعد چچا زاد بھائی کی مطلقہ سے نکاح ۱۷۵

- ۵۴۵۷ متونی چھوٹے بھائی کی بیوی سے نکاح ۱۷۶
- ۵۴۵۸ بھائی کے انتقال کے بعد بھابھی سے نکاح ۱۷۷
- ۵۴۵۹ اپنے بھائی کے سالے کی لڑکی سے نکاح ۱۷۷
- ۵۴۶۰ بیٹے کا نکاح سالی سے کرنا ۱۷۸
- ۵۴۶۱ چچا زاد ماموں سے نکاح کرنے کا حکم ۱۷۹
- ۵۴۶۲ سکے ماموں کی نواسی سے نکاح ۱۸۰
- ۵۴۶۳ دو سگی بہنوں کی اولادوں کے آپس میں نکاح کا شرعی حکم ۱۸۱
- ۵۴۶۴ بھائی کی اولاد سے اپنی اولاد کا نکاح ۱۸۳
- ۵۴۶۵ ایک بھائی کے لڑکے کا دوسرے بھائی کی پوتی سے نکاح ۱۸۴
- ۵۴۶۶ سوتیلے بھائیوں کی اولاد کا باہم نکاح ۱۸۵
- ۵۴۶۷ بھانجی کے لڑکے سے نکاح ۱۸۶
- ۵۴۶۸ پھوپھی زاد بہن کی لڑکی سے نکاح ۱۸۷
- ۵۴۶۹ متونی بیوی کی بھانجی سے نکاح ۱۸۷
- ۵۴۷۰ سمہن کے ساتھ نکاح ۱۸۸
- ۵۴۷۱ داماد کی والدہ سے نکاح ۱۸۹
- ۵۴۷۲ استاذ کی بیوی سے نکاح ۱۹۰
- ۵۴۷۳ غیر مختون سے نکاح ۱۹۱
- ۵۴۷۴ اجنبیہ کو بہن کہنے کے بعد اسی سے نکاح ۱۹۲
- ۵۴۷۵ کسی کو سگی بہن یا بھانجی کہنے کے بعد اس سے نکاح ۱۹۲
- ۵۴۷۷ سوتیلی سالی سے نکاح ۱۹۴

□	۱۴ باب نکاح الحاملۃ والمزنیۃ	□
---	------------------------------	---

۱۹۸ حاملہ سے نکاح	۵۴۷۸
۱۹۹ حمل والی عورت سے نکاح	۵۴۷۹
۲۰۰ اپنی چھ ماہ کی حاملہ مزنیہ سے نکاح	۵۴۸۰
۲۰۱ حبلی من الزنا سے نکاح	۵۴۸۱
۲۰۲ حالت حمل میں نکاح اور طلاق کا حکم	۵۴۸۲
۲۰۴ زانیہ حاملہ سے نکاح	۵۴۸۳
۲۰۵ حاملہ مزنیہ سے نکاح	۵۴۸۴
۲۰۶ حبلی من الزنا سے نکاح	۵۴۸۵
۲۰۷ دو مہینہ کی حاملہ سے نکاح	۵۴۸۶
۲۰۸ شادی کے دو ماہ کے بعد تین ماہ کی حاملہ	۵۴۸۷
۲۱۰ نکاح کے تین ماہ بعد ولادت ہونے والا نکاح صحیح ہے یا نہیں؟	۵۴۸۸
۲۱۱ لاعملی میں تین ماہ کی حاملہ سے نکاح	۵۴۸۹
۲۱۲ مزنیہ حاملہ سے نکاح اور وطی کا حکم	۵۴۹۰
۲۱۳ حبلی من الزنا کا نکاح اور نکاح پڑھانے والے کا حکم	۵۴۹۱
۲۱۵ حبلی من الزنا سے شادی اور اس کا مہر	۵۴۹۲
۲۱۶ حبلی من الزنا سے نکاح اور مہر وغیرہ کا حکم	۵۴۹۳
۲۱۷ کیا سات ماہ کی حاملہ سے نکاح صحیح ہے؟	۵۴۹۴
۲۱۸ مزنیہ سے زانی کا نکاح	۵۴۹۵
۲۲۰ اپنی مزنیہ سے نکاح	۵۴۹۶

۵۴۹۷	زانی کا اپنی مزنیہ سے نکاح	۲۲۱
۵۴۹۸	اپنی مزنیہ سے حالت حمل میں نکاح	۲۲۱
۵۴۹۹	اپنی مزنیہ حاملہ سے نکاح	۲۲۲
۵۵۰۰	زانی کا اس کی مزنیہ سے نکاح	۲۲۳
۵۵۰۱	اپنی مزنیہ سے نکاح اور وطی	۲۲۵
۵۵۰۲	ناجائز تعلقات کے بعد باہم نکاح اور اولاد کا حکم	۲۲۵
۵۵۰۳	کیا زانا سے حمل شدہ لڑکی کا نکاح زانی سے درست ہے؟	۲۲۷
۵۵۰۴	ولد الزنا سے نکاح	۲۲۸
۵۵۰۵	زانی اور مزنیہ کے بیٹے اور بیٹی کا آپس میں نکاح	۲۲۸
۵۵۰۶	زانیہ وزانی کی اولاد کا باہم نکاح	۲۲۹
۵۵۰۷	زانی کی اولاد کا مزنیہ کی اولاد سے نکاح	۲۳۱
۵۵۰۸	زانی اور مزنیہ کے فروع کا نکاح	۲۳۱
۵۵۰۹	کیا زانی مزنیہ کے فروع کا آپس میں نکاح درست ہے؟	۲۳۲
۵۵۱۰	ممسوسہ کی لڑکی سے اپنے لڑکے کا نکاح کرنا	۲۳۵
۵۵۱۱	زانیہ بیوی کو رکھنے اور اس کے حمل و اسقاط کا حکم	۲۳۶
۵۵۱۲	مزنیہ سالی کی لڑکی سے زانی کے لڑکے کا نکاح	۲۳۷
۵۵۱۳	مکرہ علی الزنا سے نکاح	۲۳۸
۵۵۱۴	بہنوئی سے حاملہ سالی کا بھائی سے نکاح	۲۳۹
۵۵۱۵	حالت حیض میں نکاح	۲۴۰
۵۵۱۶	حیض کی حالت میں نکاح	۲۴۰

□	۱۵ باب من لا یحل نکاحہ	□
---	------------------------	---

۵۵۱۷	غیر مقلد کے ساتھ حنفی لڑکی کا نکاح	۲۴۲
۵۵۱۸	غیر مقلد عورت سے نکاح	۲۴۲
۵۵۱۹	حنفی المسلمک کا شیعہ سے نکاح	۲۴۳
۵۵۲۰	سنی لڑکے اور شیعہ لڑکی کا نکاح	۲۴۵
۵۵۲۱	شیعہ لڑکی کو سنی سمجھ کر نکاح کرنا	۲۴۶
۵۵۲۲	سنی لڑکے کا جبراً غالی شیعہ کی لڑکی سے نکاح کا حکم	۲۴۷
۵۵۲۳	کیا شیعہ سے سنی کا نکاح ہو سکتا ہے؟	۲۴۸
۵۵۲۴	شیعہ عورت سے نکاح، اس سے پیدا شدہ بچوں کے نسب اور وراثت کا حکم	۲۵۰
۵۵۲۵	قادیانی کا سنی عورت سے نکاح اور اولاد کا حکم	۲۵۱
۵۵۲۶	اہل قرآن کی لڑکی سے نکاح	۲۵۲
۵۵۲۷	عیسائی رسم و رواج کے مطابق شادی کرنا	۲۵۳
۵۵۲۸	شیعہ سے رشتہ مناکحت قائم کرنا	۲۵۴
۵۵۲۹	نومسلمہ کا اسلام لانے کے بعد نکاح	۲۵۵
۵۵۳۰	نومسلمہ شادی کے لئے کتنے حیض گزارے گی؟	۲۵۶
۵۵۳۱	نومسلمہ کنواری لڑکی کا نکاح فوری طور پر کرنا	۲۵۸
۵۵۳۲	نومسلمہ نکاح کے لئے تین حیض گزارے یا چھ حیض؟	۲۵۹
۵۵۳۳	غیر مسلم بیوہ یا مطلقہ کا اسلام لانے کے بعد مسلمان سے فوراً نکاح	۲۶۱
۵۵۳۴	غیر مسلم کے ساتھ رہ کر تین بچے بھی ہو گئے ان کے نسب کا کیا حکم؟	۲۶۲

- ۵۵۳۳ زانیہ کے ساتھ نکاح اور چھ ماہ سے قبل ولادت کا حکم؟ ۲۶۳
- ۵۵۳۴ غیر مسلم شادی شدہ عورت سے ناجائز تعلقات اور بچوں کا حکم؟ ۲۶۴
- ۵۵۳۵ غیر مسلم کنواری لڑکی سے ناجائز تعلقات اور چار ماہ کے حمل کی حالت میں نکاح ۲۶۶
- ۵۵۳۶ شادی شدہ غیر مسلم عورت کے اسلام قبول کرنے کے بعد مسلمان سے نکاح کے لئے عدت کا حکم ۲۶۷
- ۵۵۳۷ غیر مسلم کنواری لڑکی کے قبول اسلام کے بعد استبراء رحم کے بغیر نکاح ۲۶۹
- ۵۵۳۸ دور حاضر میں باندی کے ساتھ بیوی جیسا سلوک ۲۷۰
- ۵۵۳۹ باندی سے نکاح کرنے کا حکم ۲۷۱

□	۱۶/ باب استبراء الرحم	□
---	-----------------------	---

- ۵۵۳۶ کنواری باندی سے ہمبستری کے لئے استبراء رحم لازم نہیں؟ ۲۷۲
- ۵۵۳۷ کیا ہندو رسم و رواج کے مطابق شادی کر سکتے ہیں؟ ۲۷۳
- ۵۵۳۸ ارتداد کی صورت میں نکاح اور مہر کا حکم ۲۷۴
- ۵۵۳۹ غیر مسلم کے ساتھ فرار ہونے والی لڑکی کے احکام ۲۷۶
- ۵۵۴۰ کیا غیر مسلم کے ساتھ بھاگنے والی عورت کا نکاح ختم ہو جاتا ہے؟ ۲۷۷
- ۵۵۴۱ غیر مسلم کیساتھ فرار ہونے والی لڑکی کے نکاح کا حکم ۲۷۸
- ۵۵۴۲ مسلمان لڑکے کا ہندو لڑکی سے شادی کرنا ۲۸۱
- ۵۵۴۳ مسلم لڑکے کا کافر لڑکی سے نکاح ۲۸۱
- ۵۵۴۴ مرتد کا نکاح کسی سے منعقد نہیں ہوتا ۲۸۳

□	۱۷/ باب المحرمات	□
---	------------------	---

۲۸۴	۵۵۴۵	کن کن عورتوں سے نکاح حرام ہے؟
۲۸۵	۵۵۴۶	بیٹے کی مطلقہ سے نکاح
۲۸۶	۵۵۴۷	باپ کی منکوحہ سے نکاح
۲۸۸	۵۵۴۸	قبل الدخول طلاق شدہ باپ کی منکوحہ سے نکاح کا عدم جواز
۲۸۹	۵۵۴۹	باپ کی سوتیلی بہن سے نکاح
۲۹۰	۵۵۵۰	خالہ سے نکاح
۲۹۱	۵۵۵۱	سگی خالہ سے نکاح
۲۹۲	۵۵۵۲	کیا خوشدامن اور خسر کی والدہ محرمات میں سے ہیں؟
۲۹۳	۵۵۵۳	خالو اور پھوپھو محرم ہیں یا غیر محرم؟
۳۹۴	۵۵۵۴	بیوی کی خالہ اور پھوپھی محرم ہیں یا غیر محرم؟
۲۹۵	۵۵۵۵	بھانجی اور چچا زاد بہن سے نکاح
۲۹۶	۵۵۵۶	دور کے ماموں، بھانجی اور خالہ بھانجے کا نکاح
۲۹۷	۵۵۵۷	علاقائی بھائی بہن کا نکاح
۲۹۸	۵۵۵۸	لا علمی میں اپنی محرم عورت سے نکاح
۲۹۹	۵۵۵۹	لا علمی میں محرم عورت سے نکاح
۲۹۹	۵۵۶۰	بھانجی سے شادی کرنے والے کی عورت کا پکا یا ہوا کھانا کھانے کا حکم ...
۳۰۰	۵۵۶۱	بغیر نکاح کے عورت کو ساتھ رکھنا
۳۰۱	۵۵۶۱	دو بہنیں ایک دوسرے سے چسپاں ہیں ان کا نکاح کیسے ہو؟

□	۱۸ / باب المحرمات بالصهرية	□
---	----------------------------	---

- ۵۵۶۲ حرمت مصاہرت کے متعلق چند سوالات و جوابات ۳۰۳
- ۵۵۶۳ کیا حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد بیوی کو ساتھ رکھنے کی کوئی شکل ہے؟ .. ۳۰۸
- ۵۵۶۴ محرمات ابدیہ سے حرمت مصاہرت ثابت ہونے کا ثمرہ ۳۱۰
- ۵۵۶۵ اجنبیہ منکوحہ سے حرمت مصاہرت کا کیا فائدہ؟ ۳۱۱
- ۵۵۶۶ کیا شرعی شہادت کے بغیر محض عورت کے دعویٰ سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی؟ ۳۱۲
- ۵۵۶۷ کیا تنہا عورت کی گواہی حرمت مصاہرت کے لئے کافی ہے؟ ۳۱۶
- ۵۵۶۸ خسر سے حرمت کے ثبوت کے شرائط ۳۱۷
- ۵۵۶۹ شرعی گواہ نہ ہونے کی صورت میں زنا کا اقرار کرے یا نہ کرے؟ ۳۱۹
- ۵۵۷۰ کیا محض افواہ سے بیوی شوہر پر حرام ہو جائے گی؟ ۳۲۰
- ۵۵۷۱ نابالغ بچی سے زنا کے نتیجے میں حرمت مصاہرت کا حکم ۳۲۱
- ۵۵۷۲ بحالت نابالغ اپنی لڑکی کو شہوت سے چھونا ۳۲۲
- ۵۵۷۳ دس گیارہ سال کی بیٹی کو چھونے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی یا نہیں؟ ... ۳۲۳
- ۵۵۷۴ کیا بارہ سال بعد حرمت مصاہرت کا ثبوت ہوگا؟ ۳۲۴
- ۵۵۷۵ لمس بالید سے حرمت مصاہرت کا حکم ۳۲۵
- ۵۵۷۶ اپنی لڑکی یا سالی سے زنا کرنے سے کیا بیوی حرام ہو جائے گی؟ ۳۲۶
- ۵۵۷۷ چچی کا بوسہ لینے کا حکم ۳۲۷
- ۵۵۷۸ کیا مذاق میں بھی مس، تقبیل وغیرہ سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے؟ . ۳۲۸
- ۵۵۷۹ عورت کو شہوت سے ہاتھ لگانے کا حکم ۳۳۰
- ۵۵۸۰ عورت کے پاس شرعی گواہ ہونے کی صورت میں حرمت مصاہرت ... ۳۳۱

- ۵۵۸۱ بہو سے زنا بالجبر پر کوئی گواہ نہ ہو تو کیا حکم ہے؟ ۳۳۲
- ۵۵۸۲ خسر منکر اور عورت کے پاس شرعی گواہ نہیں ہے تو کیا حکم ہے؟ ۳۳۳
- ۵۵۸۳ عورت کے دعویٰ اور خسر و اہل محلہ کے انکار سے حرمت مصاہرت کا حکم ۳۳۴
- ۵۵۸۴ خسر کا بہو سے بد فعلی کا ارادہ کرنا ۳۳۵
- ۵۵۸۵ شوہر پر بہو سے ہمبستری کرنے کا الزام لگانا ۳۳۷
- ۵۵۸۶ بہو نے خسر پر زنا کا الزام لگایا ۳۳۷
- ۵۵۸۷ بہو کا سسر پر زنا بالجبر کا الزام لگانا ۳۳۸
- ۵۵۸۸ ۷۰ سالہ خسر پر بہو کا زنا کا الزام لگانا ۳۴۰
- ۵۵۸۹ بہو کا سسر پر سینہ پر ہاتھ لگانے کا دعویٰ کرنا ۳۴۱
- ۵۵۹۰ لڑکے کو والد کی طرف سے زنا یا دواعی زنا کا یقین ہے تو کیا حکم ہے؟ ۳۴۲
- ۵۵۹۱ زوجین خسر سے زنا کے ثبوت کے اقراری ہوں تو کیا حکم ہے؟ ۳۴۴
- ۵۵۹۲ خسر کا شہوت کے ساتھ بہو کا ہاتھ پکڑنا ۳۴۶
- ۵۵۹۳ خسر کا شہوت کے ساتھ بہو کو چھونا ۳۴۷
- ۵۵۹۴ خسر کا بہو سے زنا کرنا ۳۴۹
- ۵۵۹۵ خسر کا بہو کے ساتھ زنا بالجبر کرنے کا حکم ۳۵۰
- ۵۵۹۶ کیا خسر کے بہو سے زنا کرنے سے شوہر پر حرام ہو جائے گی؟ ۳۵۱
- ۵۵۹۷ کیا بیٹی سے جماع کرنے سے بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے؟ ۳۵۲
- ۵۵۹۸ ریبہ سے زنا کرنے کا حکم ۳۵۳
- ۵۵۹۹ مسموسہ بالشہوۃ کی بیٹی سے نکاح ۳۵۴
- ۵۶۰۰ موطوہ کی بیٹی سے نکاح تکرار ہے ۳۵۵
- ۵۶۰۱ زانی مزنیہ کی لڑکی سے نکاح ۳۵۶

۳۵۸	۵۶۰۲	مزنیه کی فروغ سے زانی کا نکاح
۳۵۹	۵۶۰۳	اپنی مزنیه کی بیٹی سے نکاح
۳۶۰	۵۶۰۴	باپ کی مزنیه سے نکاح کا عدم جواز
۳۶۱	۵۶۰۵	زانی کا مزنیه کی ماں یا بیٹی کے ساتھ نکاح کا فساد
۳۶۲	۵۶۰۶	مزنیه کی لڑکی سے نکاح کرنے والے کے یہاں کھانا کھانا
۳۶۳	۵۶۰۷	باپ کا لڑکے کی مطلقہ سے نکاح
۳۶۳	۵۶۰۸	بیٹے کا باپ کی ممسوسہ سے نکاح
۳۶۴	۵۶۰۹	بیٹے کا ماں کو شہوت کے ساتھ چھونے کا حکم
۳۶۵	۵۶۱۰	حقیقی بہن سے صحبت کرنے کی وجہ سے کیا بیوی حرام ہو جاتی ہے؟ ...
۳۶۶	۵۶۱۱	ساس کی شرم گاہ کو دیکھنا
۳۶۷	۵۶۱۲	شہوت کے ساتھ ساس کو مس کرنا اور بوسہ لینا
۳۶۸	۵۶۱۳	دھوکے سے داماد کا ساس کو بحالتِ شہوت چھونا
۳۶۹	۵۶۱۴	صحبت کے ارادے سے ساس کو بیوی سمجھ کر ہاتھ لگانا
۳۷۰	۵۶۱۵	شہوت کے ساتھ ساس کو چھونے سے کیا بیوی حرام ہو جائے گی
۳۷۱	۵۶۱۶	خوش دامن سے مجامعت کرنے کا حکم
۳۷۲	۵۶۱۷	کیا سالی سے زنا کرنے کی وجہ سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟
۳۷۳	۵۶۱۸	کیا سالی سے زنا کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا؟
۳۷۴	۵۶۱۹	سالی سے بدکاری کے بعد بیوی نکاح میں رہے گی یا نہیں؟
۳۷۴	۵۶۲۰	منکوحہ اپنے بہنوئی سے زنا کرے تو شوہر پر حرام ہوگی یا نہیں؟
۳۷۶	۵۶۲۱	سالی سے وطی کرنے سے بیوی حرام ہوگی یا نہیں؟
۳۷۶	۵۶۲۲	مزنیه کی بہن سے نکاح اور سالی سے زنا کا حکم

۵۶۲۳	سالی کو اٹھا کر لے جا کر اپنے ساتھ رکھنے سے کیا نکاح ٹوٹ جائے گا؟	۳۷۷
۵۶۲۴	کیا منزیہ کے اصول و فروع زانی پر حرام ہیں؟	۳۷۸
۵۶۲۵	سالی کے سینے کو چھونے کا حکم	۳۷۹
۵۶۲۶	سالی سے زنا کرنے کا حکم	۳۸۰
۵۶۲۷	بیوی کی بہن سے زنا کرنا	۳۸۱
۵۶۲۸	سالی سے زنا کر لے تو حرمت مصاہرت کا حکم	۳۸۲
۵۶۲۹	سالی کے ساتھ زنا کرنا اور اپنے لڑکے کا اس کی لڑکی سے نکاح کرنا ...	۳۸۳
۵۶۳۰	کیا نامحرم سے ناجائز تعلقات کی وجہ سے بیوی حرام ہو جاتی ہے؟	۳۸۴
۵۶۳۱	اجنبی کے ساتھ غلط تعلقات کا نکاح پر اثر	۳۸۵

□	۱۹/ باب الجمع بین المحارم	□
---	---------------------------	---

۵۶۳۲	دو علاتی بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا	۳۸۷
۵۶۳۳	بیوی کی موجودگی میں بیوی کی سگی بہن سے نکاح	۳۸۷
۵۶۳۴	دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا	۳۸۸
۵۶۳۵	بیوی کی موجودگی میں سالی سے نکاح	۳۹۰
۵۶۳۶	بیوی کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی بہن سے نکاح	۳۹۱
۵۶۳۷	دو سگی بہنوں کا ایک ساتھ نکاح میں رکھنا	۳۹۲
۵۶۳۸	دو سگی بہنوں کے ایک نکاح میں اجتماع کا عدم جواز	۳۹۳
۵۶۳۹	بیوی کی بہن سے زنا اور نکاح کرنے کا حکم	۳۹۴
۵۶۴۰	بیوی کے نکاح میں رہتے ہوئے اس کی بہن سے شادی کرنا	۳۹۵

۳۹۶ سالی سے نکاح	۵۶۴۱
۳۹۸ سگی سالی سے نکاح	۵۶۴۲
۳۹۹ بیوی کی موجودگی میں سگی سالی سے نکاح	۵۶۴۳
۴۰۰ بیوی کی موجودگی میں سالی سے نکاح اور اولاد کا حکم	۵۶۴۴
۴۰۱ دو بہنیں ایک مرد کے نکاح میں اور ان کی اولاد کا نکاح	۵۶۴۵
۴۰۲ دو بہنوں سے الگ الگ نکاح اور ان سے پیدا شدہ اولاد کا حکم	۵۶۴۶
۴۰۳ پھوپھی اور بھتیجی کو ایک نکاح میں جمع کرنا	۵۶۴۷
۴۰۴ ماں بیٹی کو نکاح میں جمع کرنا	۵۶۴۸
۴۰۶ خالہ، بھانجی کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا	۵۶۴۹
۴۰۷ بیوی اور اس کی بھتیجی کو ایک نکاح میں جمع کرنا	۵۶۵۰
۴۰۸ بیوی کے رہتے ہوئے اس کی حقیقی بھانجی سے نکاح	۵۶۵۱
۴۰۹ بیوی کی ماں شریک اخیا فی بہن سے نکاح	۵۶۵۲

□	۲۰ / باب النکاح الفاسد والباطل	□
---	--------------------------------	---

۴۱۲ نکاح فاسد کی وضاحت	۵۶۵۳
۴۱۳ نکاح فاسد و باطل کی تحقیق سے متعلق ایک جامع فتویٰ	۵۶۵۴
۴۱۹ کیا دو مردوں کے درمیان بھی نکاح ہونے لگا؟	۵۶۵۵
۴۱۹ عنین اور خنثی مشکل کسے کہتے ہیں؟	۵۶۵۶
۴۲۰ خنثی سے نکاح	۵۶۵۷

□	۲۱ / باب نکاح منکوحۃ الغیر	□
---	----------------------------	---

۵۶۵۸	لاپتہ شوہر کی بیوی کا دوسرا نکاح	۴۲۲
۵۶۵۹	شوہر کی موجودگی میں دوسرے سے کورٹ میرج کرنا	۴۲۳
۵۶۶۰	شوہر سے طلاق لئے بغیر دوسرے سے نکاح	۴۲۴
۵۶۶۱	ایک کے نکاح میں رہتے ہوئے دوسرے سے نکاح	۴۲۵
۵۶۶۲	دوسرے کی بیوی سے نکاح	۴۲۶
۵۶۶۳	دوسرے کی منکوحہ سے نکاح	۴۲۷
۵۶۶۴	دوسرے کی منکوحہ سے نکاح کی شرعی حیثیت	۴۲۹
۵۶۶۵	کسی کی منکوحہ سے نکاح	۴۳۰
۵۶۶۶	منکوحہ الغیر کا دوسری جگہ شادی کرنا	۴۳۱
۵۶۶۷	منکوحہ الغیر کی کسی دوسرے شخص سے شادی کرنا	۴۳۲
۵۶۶۸	منکوحہ الغیر اور معتدہ سے نکاح	۴۳۳
۵۶۶۹	منکوحہ الغیر کا دوسرے مرد سے نکاح	۴۳۵
۵۶۷۰	منکوحہ الغیر کے نکاح سے متعلق چند سوالات کے جوابات	۴۳۶
۵۶۷۱	منکوحہ الغیر سے نکاح کے متعلق چند سوالات و جوابات	۴۳۸
۵۶۷۲	منکوحہ الغیر کا شرعی تفریق کے بغیر نکاح	۴۳۹
۵۶۷۳	شرعی تفریق حاصل کئے بغیر منکوحہ الغیر کا دوسری جگہ نکاح	۴۴۱
۵۶۷۴	منکوحہ الغیر کا دوسرے مرد سے شادی کرنا	۴۴۲
۵۶۷۵	منکوحہ کا تفریق سے قبل دوسرے شخص سے نکاح	۴۴۳
۵۶۷۶	منکوحہ الغیر سے نکاح اور اس کی دعوت قبول کرنے کا حکم	۴۴۴
۵۶۷۷	کیا منکوحہ الغیر سے نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا	۴۴۵
۵۶۷۸	کیا منکوحہ الغیر سے نکاح کرنا حرام ہے؟	۴۴۷

۵۶۷۹	منکوحۃ الغیر سے قصداً نکاح کرنا	۴۴۹
۵۶۸۰	منکوحۃ الغیر کا نکاح	۴۵۰
۵۶۸۱	منکوحۃ الغیر کا نکاح کرنا	۴۵۱
۵۶۸۲	شرعی تفریق حاصل کئے بغیر منکوحہ کا دوسری جگہ نکاح	۴۵۲
۵۶۸۳	منکوحۃ الغیر کی دوسرے سے شادی اور اولاد کا حکم	۴۵۳
۵۶۸۴	منکوحۃ الغیر سے نکاح اور اولاد کا حکم	۴۵۴
۵۶۸۵	منکوحۃ الغیر کے دوسرے سے نکاح کے بعد مہر اور پیدا شدہ بچہ کا حکم	۴۵۵
۵۶۸۶	منکوحۃ الغیر سے نکاح اور اس سے پیدا شدہ بچہ کا نسب	۴۵۷
۵۶۸۷	منکوحہ غیر کو اپنے پاس رکھنا	۴۵۸
۵۶۸۸	دوسرے کی بیوی کو اغواء کر کے نکاح کرنا	۴۵۹
۵۶۸۹	منکوحہ کی اجازت کے بغیر چوری چھپے دوسرے مرد سے نکاح کر دینے کا حکم	۴۶۱
۵۶۹۰	شادی شدہ عورت کا نامحرم مرد کے ساتھ بھاگ جانا	۴۶۲
۵۶۹۱	دوسرے کی بیوی کو بھگا کر اس سے نکاح	۴۶۴
۵۶۹۲	لڑکی کے گھر والوں کا لڑکے کو طلاق پر مجبور کرنا، نیز دوسری جگہ شادی کرنا	۴۶۵
۵۶۹۳	منکوحہ کو فروخت کرنا	۴۶۷
۵۶۹۴	رجعت کردہ بیوی کا دوسری جگہ نکاح	۴۶۸
۵۶۹۵	غیر کی منکوحہ سے نکاح اور اس کی سزا	۴۶۹
۵۶۹۶	شرعی تفریق حاصل کئے بغیر دوسرے سے..... متعلق چند سوالات	۴۷۱
۵۶۹۷	شوہر کے طلاق دیئے بغیر دوسرے کے ساتھ کورٹ میرج	۴۷۳
۵۶۹۸	شوہر سے طلاق لئے بغیر دوسرے سے نکاح	۴۷۴
۵۶۹۹	شوہر اول سے شرعی تفریق کے بغیر دوسرے سے نکاح	۴۷۵

- ۵۷۰۰ شوہر اول سے طلاق لئے بغیر دوسرے کے پاس رہنا ۴۷۶
- ۵۷۰۱ شوہر اول سے طلاق کے بغیر دوسرے سے نکاح ۴۷۷
- ۵۷۰۲ موجودہ شوہر سے خلاصی حاصل کئے بغیر دوسرے سے نکاح ۴۷۸
- ۵۷۰۳ بغیر طلاق دوسری جگہ نکاح ۴۷۹
- ۵۷۰۴ بغیر طلاق و شرعی تفریق کے نکاح ثانی ۴۸۰
- ۵۷۰۵ شرعی تفریق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح ۴۸۱
- ۵۷۰۶ تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ نکاح کا عدم جواز ۴۸۲
- ۵۷۰۷ مطلقہ ثلاثہ سے اس کی عدت میں نکاح اور نسب کا حکم ۴۸۳
- ۵۷۰۸ مطلقہ کی عدت میں جان بوجھ کر دوسرے شخص کا نکاح باطل ۴۸۵
- ۵۷۰۹ تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ کے نکاح ۴۸۶
- ۵۷۱۰ زانیہ بیوی کا بغیر طلاق کے زانی سے نکاح ۴۸۷
- ۵۷۱۱ تین طلاق کے بعد بلا حلالہ نکاح ثانی ۴۸۷
- ۵۷۱۲ سسر کا اپنی بیٹی کے شوہر سے طلاق لئے بغیر دوسری جگہ نکاح کرنا ۴۸۹
- ۵۷۱۳ بغیر شرعی تفریق کے دوسری جگہ نکاح کا حکم ۴۹۰
- ۵۷۱۴ طلاق یا شرعی تفریق کے بغیر دوسری جگہ نکاح ۴۹۰
- ۵۷۱۵ بغیر طلاق نکاح ثانی کا حکم ۴۹۳
- ۵۷۱۶ بغیر شرعی تفریق کے نکاح ثانی کا حکم ۴۹۴
- ۵۷۱۷ بغیر طلاق اور شرعی تفریق کے نکاح ثانی کا حکم ۴۹۶
- ۵۷۱۸ شوہر سے طلاق لئے بغیر دوسری جگہ نکاح کرنا ۴۹۷
- ۵۷۱۹ شوہر سے طلاق حاصل کئے بغیر عدالت مجاز سے نکاح فتح کرا کر دوسرے سے نکاح ... ۴۹۹
- ۵۷۲۰ شوہر سے طلاق لئے بغیر دوسری جگہ نکاح ۴۹۹

۵۰۱ عدالت کی طلاق کے بعد دوسری جگہ نکاح	۵۷۲۱
۵۰۲ شوہر سے تفریق حاصل کئے بغیر دوسری جگہ نکاح کرنے کا حکم	۵۷۲۲
۵۰۳ بغیر تفریق کے نکاح	۵۷۲۳
۵۰۴ طلاق لئے بغیر منکوحہ کا دوسری جگہ نکاح	۵۷۲۴
۵۰۶ شوہر سے تفریق حاصل کئے بغیر بیوی کا دوسرا نکاح کر لینا	۵۷۲۵
۵۰۷ پہلے شوہر سے طلاق حاصل کئے بغیر دوسری جگہ نکاح	۵۷۲۶
۵۰۸ مطلقہ حلالہ سے منع کرے تو کیا حکم ہے؟	۵۷۲۷
۵۱۰ حمل کی حالت میں طلاق کے بغیر دوسرے سے نکاح اور بچہ کا ثبوت ...	۵۷۲۸
۵۱۱ شوہر سے طلاق لئے بغیر دوسری جگہ نکاح کرنا	۵۷۲۹
۵۱۲ کورٹ کی طلاق کے بعد دوسری جگہ نکاح کا حکم	۵۷۳۰

□	۲۲ / باب نکاح المعتدة	□
---	-----------------------	---

۵۱۴ معتدہ کو نکاح کا پیغام دینا	۵۷۳۱
۵۱۶ دوران عدت دوسرے سے نکاح	۵۷۳۲
۵۱۷ مطلقہ کا عدت کی تکمیل سے قبل دوسرا نکاح کرنا	۵۷۳۳
۵۱۸ تکمیل عدت سے قبل دوسرا نکاح کرنا	۵۷۳۴
۵۱۹ کیا مطلقہ دوران عدت نکاح کر سکتی ہے؟	۵۷۳۵
۵۲۰ بحالت عدت مطلقہ کا دوسرا نکاح کرنا	۵۷۳۶
۵۲۱ درمیان عدت نکاح کا حکم	۵۷۳۷
۵۲۲ دوران عدت نکاح کرنا	۵۷۳۸
۵۲۳ دوران عدت نکاح کرنا	۵۷۳۹

۵۲۴ دوران عدت نکاح کا حکم شرعی	۵۷۴۰
۵۲۵ عدت سے قبل بغیر حلالہ کے شوہر کا مطلقہ سے نکاح کرنا	۵۷۴۱
۵۲۷ عدت گزارے بغیر نکاح	۵۷۴۲
۵۲۷ معتدہ کا دوسری جگہ نکاح کرنا	۵۷۴۳
۵۲۸ طلاق نامہ پراگٹوٹھا لگوانے سے طلاق عدت کے اندر نکاح	۵۷۴۴

□	۲۲ / باب نکاح المطلقہ	□
---	-----------------------	---

۵۳۰ مطلقہ مغلطہ کا بعد العدة دوسری جگہ نکاح کرنا	۵۷۴۵
۵۳۱ طلاق کے ڈھائی ماہ بعد دوسرا نکاح کرنا	۵۷۴۶
۵۳۲ مطلقہ مرتدہ سے دوبارہ نکاح	۵۷۴۷
۵۳۳ مطلقہ مرتدہ کا پہلے شوہر سے نکاح	۵۷۴۸
۵۳۴ مطلقہ ثلاثہ کا طلاق کے گیارہ ماہ بعد دوسرا نکاح کرنا	۵۷۴۹
۵۳۶ حلالہ کے بعد نکاح کرنا اور اہل بستی کا اس کو حرام کہنا	۵۷۵۰
۵۳۷ خلع شدہ عورت سے بلا حلالہ نکاح	۵۷۵۱
۵۳۸ کیا طلاق کے بعد بیوی دوسری شادی کر سکتی ہے؟	۵۷۵۲
۵۴۰ شوہر ثانی سے طلاق کے بعد شوہر اول سے نکاح	۵۷۵۳
۵۴۱ تیسرا شوہر طلاق دیدے تو اول و ثانی شوہر کے لئے نکاح کا حکم	۵۷۵۴
۵۴۲ عدت گزرنے کے بعد دوسرا نکاح	۵۷۵۵
۵۴۳ مطلقہ بائنے سے نکاح کرنا	۵۷۵۶
۵۴۵ مطلقہ غیر مدخول بہا کا عدت گزارے بغیر نکاح	۵۷۵۷
۵۴۷ مطلقہ مغلطہ کا بعد العدة دوسری جگہ نکاح کرنا	۵۷۵۸

- ۵۷۵۹ عدت گزرنے کے بعد نکاح کرنا ۵۴۸
- ۵۷۶۰ طلاق ثلاثہ کے بعد ڈھائی سال تک شوہر کے ساتھ رہ کر دوسرے سے شادی کرنا ۵۵۰

□	۲۴ / باب الولایۃ والكفاء	□
---	--------------------------	---

- ۵۷۶۱ والدین میں سے حق ولایت کس کو حاصل ہے؟ ۵۵۲
- ۵۷۶۲ محض والد کی ناراضگی سے مناسب رشتہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا ۵۵۳
- ۵۷۶۳ مناسب رشتہ ملنے پر باپ کی ناراضگی کے ساتھ نکاح ۵۵۵
- ۵۷۶۴ اولیاء کی رضامندی کی صورت میں کفو یا غیر کفو میں نکاح کا حکم ۵۵۶
- ۵۷۶۵ والد کی موجودگی میں بھائی کا غیر کفو میں بہن کا نکاح کرنا ۵۵۷
- ۵۷۶۶ والدہ کی مرضی کے بغیر اپنی پسند سے نکاح کرنا ۵۵۹
- ۵۷۶۷ والدین کا لڑکے کی پسند کے خلاف دوسری جگہ نکاح کرنا ۵۵۹
- ۵۷۶۸ والدین کا بالغ لڑکے کو نکاح پر مجبور کرنا ۵۶۱
- ۵۷۶۹ اولیاء کی اجازت کے بغیر نابالغہ کے نکاح کا حکم ۵۶۲
- ۵۷۷۰ بالغہ کا جبراً نکاح کرنا ۵۶۴
- ۵۷۷۱ اولیاء کا جبراً بالغہ کا نکاح کرنا ۵۶۵
- ۵۷۷۲ لڑکی کو بتائے بغیر اس کی شادی کر دینا ۵۶۷
- ۵۷۷۳ لڑکی کی اجازت کے بغیر والد کی اجازت سے نکاح پڑھانا ۵۶۸
- ۵۷۷۴ نکاح میں زوجین کی رضامندی کا لحاظ ۵۶۹
- ۵۷۷۵ کیا بالغہ لڑکی کا اپنی مرضی سے کیا ہوا نکاح درست ہے؟ ۵۷۱
- ۵۷۷۶ کیا لڑکی ولی یا اس کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتی؟ ۵۷۲
- ۵۷۷۷ عاقل بالغ لڑکی کا گواہوں کی موجودگی میں نکاح کرنا ۵۷۳

- ۵۷۷۸ اولیاء کے علاوہ دیگر لوگوں کی موجودگی میں عاقل بالغ لڑکے لڑکی کا نکاح ۵۷۷۴
- ۵۷۷۹ بالغ لڑکی کا والدین کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا ۵۷۷۵
- ۵۷۸۰ والدین کی اجازت کے بغیر بالغ لڑکی کا نکاح ۵۷۷۷
- ۵۷۸۱ گھر والوں کی رضامندی کے بغیر لڑکی کا نکاح ۵۷۷۸
- ۵۷۸۲ بالغان کا والدین کی رضامندی کے بغیر نکاح کرنا ۵۷۷۹
- ۵۷۸۳ عاقل بالغ لڑکی کا ولی کی اجازت کے بغیر نکاح ۵۷۸۱
- ۵۷۸۴ ولی کی اجازت کے بغیر عاقل، بالغ لڑکی کا نکاح ۵۷۸۲
- ۵۷۸۵ بالغ لڑکے اور لڑکی کا والدین کی رضامندی کے بغیر نکاح کرنا ۵۷۸۳
- ۵۷۸۶ ولی کا لڑکی کی اجازت کے بغیر، اور لڑکی کا ولی کے اجازت کے بغیر نکاح کرنا .. ۵۷۸۴
- ۵۷۸۷ بالغ لڑکی اور لڑکے کا اپنا نکاح خود کرنا ۵۷۸۶
- ۵۷۸۸ والدین کی اجازت کے بغیر بالغ لڑکے اور لڑکی کا نکاح کرنا ۵۷۸۸
- ۵۷۸۹ پچیس سالہ لڑکی کا بذات خود کفو میں نکاح کرنا ۵۷۸۹
- ۵۷۹۰ بالغ لڑکی کا والدین کی رضامندی کے بغیر کفو میں نکاح ۵۷۹۰
- ۵۷۹۱ بالغ لڑکی کا والدین کی رضامندی کے بغیر مناسب مہر پر کفو میں نکاح کرنا ... ۵۷۹۲
- ۵۷۹۲ بیس سالہ لڑکی کا والدین کی رضامندی کے بغیر کفو میں نکاح کرنا ۵۷۹۲
- ۵۷۹۳ اولیاء کی رضامندی کے بغیر غیر کفو میں نکاح ۵۷۹۳
- ۵۷۹۴ ولی کی اجازت کے بغیر ایک ہی خاندان کے لڑکی و لڑکے کا نکاح ۵۷۹۴
- ۵۷۹۵ اسلام میں کفائت اور مساوات کا حکم ۵۷۹۷
- ۵۷۹۶ مقصد کفائت ۵۷۹۹
- ۵۷۹۷ لڑکی کے والدین کی رضامندی شرط ہے نہ کہ لڑکے کے والدین کی .. ۶۰۰
- ۵۷۹۸ غیر کفو میں نکاح سے متعلق مختلف مقام کے فتاویٰ ۶۰۱

- ۵۷۹۹ اعلیٰ خاندان بتا کر اعلیٰ نسب کی لڑکی سے نکاح ۶۰۴
- ۵۸۰۰ غیر برادری میں عالم سے نکاح کرنا ۶۰۶
- ۵۸۰۱ دیوبندی لڑکی کا بریلوی لڑکے سے نکاح کرنا ۶۰۸
- ۵۸۰۲ پٹھان مرد کا انصاری لڑکی سے نکاح ۶۰۹
- ۵۸۰۳ کیا انصاری درزیوں کے ہم کفو ہیں؟ ۶۱۰
- ۵۸۰۴ بالغہ پٹھان لڑکی کا میگلر لڑکے کے ساتھ نکاح ۶۱۱
- ۵۸۰۵ سیفی برادری لڑکے کا انصاری برادری لڑکی کیساتھ نکاح ۶۱۴
- ۵۸۰۶ سیفی برادری لڑکے کا فقیر برادری لڑکی کے ساتھ نکاح ۶۱۵
- ۵۸۰۷ سلمانی برادری کا قریشی میں نکاح کرنا ۶۱۷

□	۲۴ باب خیار البلوغ	□
---	--------------------	---

- ۵۸۰۸ نابالغی کی حالت میں والدین کا نکاح کرنا ۶۱۹
- ۵۸۰۹ نابالغی کی حالت میں والدین کا کرایا ہوا نکاح لازم ہے ۶۲۰
- ۵۸۱۰ داد ادا دی کا تیرہ سال کے لڑکے کا زبردستی نکاح کرنا ۶۲۱
- ۵۸۱۱ نابالغی میں والدین کے کرائے ہوئے نکاح میں خیار کا حکم ۶۲۳
- ۵۸۱۲ نابالغی میں نکاح ہو جانے کے بعد والدین کا اس کو فسخ کرنا ۶۲۵
- ۵۸۱۳ حالت صغر میں کیا ہوا نکاح کب فسخ ہو سکتا ہے؟ ۶۲۶
- ۵۸۱۴ بچپن میں کئے ہوئے رشتہ کو جوانی میں ختم کرنا ۶۲۷
- ۵۸۱۵ نابالغی میں اہل محلہ کے کئے ہوئے نکاح کو بلوغ کے بعد ختم کرنا ۶۲۸

□	۲۵ / باب المهر	□
---	----------------	---

۵۸۱۶	چار قسم کے مہروں کی تفصیل	۶۳۰
۵۸۱۷	دور نبوت کی مہریں	۶۳۳
۵۸۱۸	دور نبوت و صحابہ <small>رضی اللہ عنہ</small> کے مہر	۶۳۵
۵۸۱۹	جملہ بنات رسول <small>ﷺ</small> کا مہر کتنا تھا	۶۳۶
۵۸۲۰	امہات المؤمنین کا مہر کتنا تھا؟	۶۳۷
۵۸۲۱	مہر کے سلسلے میں عرب و عجم کا حکم یکساں ہے یا الگ الگ؟	۶۳۸
۵۸۲۲	مہر سے متعلق چند سوالات	۶۴۰
۵۸۲۳	مہر سے متعلق چند سوالات و جوابات	۶۴۳
۵۸۲۴	مہر سے متعلق چند سوالات و جوابات	۶۴۴
۵۸۲۵	استطاعت سے زائد مہر باندھنا	۶۴۶
۵۸۲۶	لڑکے پر زور ڈال کر اس کی حیثیت سے زیادہ مہر باندھنا	۶۴۷
۵۸۲۷	جبراً مہر مثل سے زیادہ مہر لوگوں نے مقرر کر دیا تو کیا حکم ہے؟	۶۴۸
۵۸۲۸	اقل مہر اور اکثر مہر کی مقدار	۶۴۹
۵۸۲۹	مہر کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مقدار	۶۵۰
۵۸۳۰	اقل مہر کی مقدار	۶۵۱
۵۸۳۱	دس درہم کی مقدار تولہ اور پیسوں کے حساب سے	۶۵۱
۵۸۳۲	دور حاضر کے اوزان کے اعتبار سے دس درہم کی مقدار	۶۵۲
۵۸۳۳	مہر میں پانچ روپیہ مقرر کئے تو نکاح ہو گیا؟	۶۵۳
۵۸۳۴	دس درہم سے کم مہر مقرر کرنا	۶۵۴

- ۵۸۳۵ مہر فاطمی، مہرام حبیبہؓ اور اقل مہر کی تفصیل ۶۵۴
- ۵۸۳۶ اقل مہر اور مہر فاطمی کی مقدار ۶۵۶
- ۵۸۳۷ حضور ﷺ کے زمانہ کے اعتبار سے مہر فاطمی کی مقدار ۶۵۷
- ۵۸۳۸ مہر فاطمی کی مقدار ۶۵۸
- ۵۸۳۹ مہر فاطمی کی مقدار ۶۵۸
- ۵۸۴۰ مہر فاطمی کی مقدار کیا ہے؟ ۶۵۹
- ۵۸۴۱ مہر فاطمی کے دنوں و قولوں کا حدیث سے ثبوت ۶۵۹
- ۵۸۴۲ مہر فاطمی و مہر شرعی پیغمبری کی مقدار ۶۶۰
- ۵۸۴۳ مہر فاطمی کی مقدار پر تحقیقی جواب ۶۶۲
- ۵۸۴۴ مہر کی ادائیگی کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟ ۶۶۷
- ۵۸۴۵ مہر مہجّل اولیٰ ہے یا مؤجل؟ ۶۶۸
- ۵۸۴۶ مہر مہجّل، مؤجل اور مہر عند الطلب کسے کہتے ہیں؟ ۶۶۸
- ۵۸۴۷ مہر مؤجل و مہجّل کا حدیث سے ثبوت ۶۶۹
- ۵۸۴۸ مہر مہجّل و مؤجل میں فرق ۶۷۱
- ۵۸۴۹ مہر مؤجل و مہجّل کی ادائیگی کا طریقہ ۶۷۲
- ۵۸۵۰ مہر میں اشرفی کی جگہ روپے، پیسے دینا ۶۷۲
- ۵۸۵۱ شب زفاف میں بیوی کو بطور گفٹ کوئی چیز دینا ۶۷۳
- ۵۸۵۲ شب عروسی میں مہر کا تذکرہ کیسے کریں؟ ۶۷۴
- ۵۸۵۳ مہر ہمبستری سے پہلے دی جائے یا بعد میں؟ ۶۷۵
- ۵۸۵۴ ادائے گہ مہر سے قبل بیوی سے ہمبستری کرنا ۶۷۶
- ۵۸۵۵ مہر مہجّل میں برضا قدرت دینے کے بعد دوبارہ منع کرنے کا حق نہیں ۶۷۷

- ۵۸۵۶ چار سو مثقال چاندی کا وزن ۶۷۹
- ۵۸۵۷ مہر کی ادائے گی میں تاخیر کرنے یا نہ دینے کا حکم ۶۷۹
- ۵۸۵۸ دین مہر کی مالک بیوی ہے ۶۸۰
- ۵۸۵۹ کیا مہر کی ادائیگی کے بعد بیوی میکہ نہیں جاسکتی؟ ۶۸۲
- ۵۸۶۰ کیا مہر کے ساتھ جوڑے کی رقم کا بھی مطالبہ درست ہے؟ ۶۸۳
- ۵۸۶۱ بیوی کے انتقال کے بعد مہر کس کو ملے گا؟ ۶۸۴
- ۵۸۶۲ عورت کے انتقال کے بعد بھی مہر کی ادائے گی واجب ہے ۶۸۵
- ۵۸۶۳ متوفی بیوی کا مہر کس طرح ادا کریں؟ ۶۸۵
- ۵۸۶۴ بیوی مہر کا مطالبہ کس سے کرے؟ ۶۸۶
- ۵۸۶۵ دین مہر کی ادائے گی مرحوم کے ترکہ سے کی جائے گی؟ ۶۸۷
- ۵۸۶۶ بیوی کی اجازت کے بغیر شوہر کا مہر میں تصرف کرنا ۶۸۸
- ۵۸۶۷ لڑکے کا باپ کی طرف سے ماں کا مہر ادا کرنا ۶۸۹
- ۵۸۶۸ شوہر کی وفات کے بعد اس کے والد سے مہر کا مطالبہ کرنا ۶۹۰
- ۵۸۶۹ شوہر مہر ادا نہ کرے تو باپ پر ادا کرنا لازم ہے؟ ۶۹۲
- ۵۸۷۰ برائے حلالہ نکاح میں مہر کی مقدار و معافی کا حکم ۶۹۴
- ۵۸۷۱ شادی سے قبل زنا کرانے والی عورت کا مہر ۶۹۵
- ۵۸۷۲ موجودہ وقت کے اعتبار سے مہر فاطمی کی مقدار ۶۹۶
- ۵۸۷۳ رائج الوقت کے اعتبار سے مہر فاطمی کی مقدار ۶۹۶
- ۵۸۷۴ رائج الوقت سکھ کے مطابق مہر فاطمی کی مقدار ۶۹۷
- ۵۸۷۵ موجودہ اوزان کے اعتبار سے مہر فاطمی کی مقدار ۶۹۸
- ۵۸۷۶ مہر شرعی پیغمبری ۶۹۸

- ۵۸۷۷ مہر پیغمبری کیا ہے؟ ۶۹۹
- ۵۸۷۸ مہر شرعی پیغمبری کی تعریف و مقدار ۷۰۰
- ۵۸۷۹ مہر فاطمی و مہر شرعی پیغمبری ۷۰۰
- ۵۸۸۰ مہر شرعی پیغمبری اور مہر فاطمی کی مقدار ۷۰۱
- ۵۸۸۱ مہر شرعی پیغمبری کی تحقیق ۷۰۲
- ۵۸۸۲ مہر فاطمی اور شرعی پیغمبری میں فرق ۷۰۳
- ۵۸۸۳ مہر شرعی پیغمبری کی مقدار کیا ہے؟ ۷۰۴
- ۵۸۸۴ مہر فاطمی اور مہر پیغمبری کی مقدار کیا ہے؟ ۷۰۶
- ۵۸۸۵ شوہر کو مہر فاطمی کی مقدار معلوم نہ ہونے پر مہر مثل کا وجوب ۷۰۷
- ۵۸۸۶ سکہ رائج الوقت سے کیا مراد ہے؟ ۷۰۷
- ۵۸۸۷ مہر فاطمی کی نقدی قیمت ۷۰۹
- ۵۸۸۸ مہر فاطمی کس قیمت سے ادا کی جائے گی؟ ۷۱۰
- ۵۸۸۹ مہر کی ادائے گی میں کس وقت کی قیمت کا اعتبار ہے؟ ۷۱۰
- ۵۸۹۰ مہر فاطمی میں چاندی کی قیمت دی جائے تو کونسی قیمت معتبر ہوگی؟ ۷۱۲
- ۵۸۹۱ ایک زمانہ کے بعد مہر کی ادائے گی کا حکم ۷۱۳
- ۵۸۹۲ مہر فاطمی کی قیمت نکاح کے وقت کا اعتبار سے دی جائے گی یا طلاق کے؟ .. ۷۱۴
- ۵۸۹۳ مہر فاطمی کی مقدار اور مہر کس ریٹ سے ادا کریں؟ ۷۱۵
- ۵۸۹۴ مہر میں قیمت کا اعتبار عقد کے وقت کا ہوگا یا ادائیگی کے وقت کا؟ ۷۱۶
- ۵۸۹۵ شوہر کا مہر دینے سے انکار کرنا ۷۱۸
- ۵۸۹۶ شوہر بیوی کو طلاق دے کر مہر نہ دے تو کیا حکم ہے؟ ۷۱۹
- ۵۸۹۷ ناقابل جماع عورت کا مہر ۷۲۰

۵۸۹۸	رتقاء کو طلاق دینے پر نصف مہر لازم	۷۲۱
۵۸۹۹	رخصتی سے قبل طلاق کی صورت میں مہر کی ادائیگی کا حکم	۷۲۲
۵۹۰۰	ہمبستری سے قبل طلاق کی صورت میں مہر کا حکم	۷۲۳
۵۹۰۱	خلوت سے قبل طلاق کی صورت میں مہر کا حکم	۷۲۴
۵۹۰۲	خلوت صحیحہ سے قبل طلاق کی صورت میں مہر کا حکم	۷۲۵
۵۹۰۳	خلوت صحیحہ سے قبل طلاق ہو جائے تو کتنا مہر ملے گا؟	۷۲۶
۵۹۰۴	طلاق قبل الدخول کی صورت میں مہر اور نکاح کے خرچہ کا حکم	۷۲۷
۵۹۰۵	طلاق ثلاثہ کے بعد دین مہر اور جہیز کا حکم	۷۲۸
۵۹۰۶	خلوت صحیحہ کے بعد مہر اور عدت کا حکم	۷۳۰
۵۹۰۷	خلوت صحیحہ کے بعد کتنا مہر لازم ہے؟	۷۳۱
۵۹۰۸	مطلقہ مدخولہ کا مہر کتنا ہے، نصف یا کامل؟	۷۳۲
۵۹۰۹	بدکارہ بیوی کو طلاق دینے کے بعد مہر کا حکم	۷۳۴
۵۹۱۰	شوہر پر دباؤ ڈال کر طلاق لینے کی صورت میں مہر اور جہیز کا حکم	۷۳۵
۵۹۱۱	طلاق ثلاثہ کے بعد لڑکی والوں کا مہر اور جہیز کا مطالبہ کرنا	۷۳۶
۵۹۱۲	کیا مطلقہ مغفلہ کا مہر اور عدت کا نفقہ شوہر پر لازم ہے؟	۷۳۷
۵۹۱۳	بیوی کا طلاق وعدت کے بعد مہر کا مطالبہ کرنا	۷۳۹
۵۹۱۴	کیا طلاق مغفلہ کے بعد اسی سے نکاح کی صورت میں دوبارہ مہر واجب ہوگا؟	۷۴۰
۵۹۱۵	نفقہ واجبہ کذا ریعہ ادا کرنے کی نیت کرنا	۷۴۱
۵۹۱۶	شوہر کی جانب سے مہر کے ارادے سے دیئے گئے زیورات کا حکم	۷۴۲
۵۹۱۷	مہر میں زیور دینا	۷۴۳
۵۹۱۸	بیوی کو مہر میں زیور دینا	۷۴۴

- ۵۹۱۹ بیوی کو دیئے ہوئے سامان میں سالوں بعد مہر کی نیت کرنے کا حکم ۷۴۵
- ۵۹۲۰ مہر میں نصف کی جگہ قاضی غلطی سے پورا مکان لکھ دے تو کیا حکم ہے؟ ... ۷۴۶
- ۵۹۲۱ یہ دو سو گز کا مکان ہے اس کو بیچ کر مہر لو کہنے سے مہر کی ادائے گی ۷۴۸
- ۵۹۲۲ مہر کے روپیوں کے عوض زمین خرید کر دینا ۷۴۹
- ۵۹۲۳ چیک کے ذریعہ مہر ادا کرنا ۷۵۰
- ۵۹۲۴ ساس کا بیٹی کے دین مہر کو داماد کے قرضہ میں مجری کرنا ۷۵۱
- ۵۹۲۵ مہر فاطمی قسطوار ادا کرنا ۷۵۲
- ۵۹۲۶ حسب حیثیت تھوڑا تھوڑا مہر ادا کرنا ۷۵۳
- ۵۹۲۷ مہر میں دیئے گئے مکان میں وراثت کا حکم؟ ۷۵۴
- ۵۹۲۸ کیا لڑکی کے مطالبہ طلاق کی وجہ سے مہر معاف ہو جاتا ہے؟ ۷۵۶
- ۵۹۲۹ مہر معاف کرنے کے بعد مہر کا مطالبہ کرنا ۷۵۷
- ۵۹۳۰ بیوی مہر واپس کرنے کے بعد ثواب کی مستحق ہوگی؟ ۷۵۸
- ۵۹۳۱ مہر کس کا حق ہے؟ ۷۵۹
- ۵۹۳۲ مہر کی ادائیگی کی صورت ۷۵۹
- ۵۹۳۳ مہر معاف کرنا ۷۶۰
- ۵۹۳۴ بیوی مہر معاف کر سکتی ہے یا نہیں؟ ۷۶۱
- ۵۹۳۵ مہر معاف کرانے یا عورت کے خود معاف کرنے کا حکم ۷۶۲
- ۵۹۳۶ بیوی نے پہلی رات مہر لینے سے انکار کر دیا تو کیا حکم ہے؟ ۷۶۲
- ۵۹۳۷ شب زفاف میں مہر کی معافی کرانا ۷۶۳
- ۵۹۳۸ شب زفاف میں معاف کیے ہوئے مہر کی حیثیت ۷۶۴
- ۵۹۳۹ مہر معاف کر دوں گی کہنے سے مہر کا حکم ۷۶۶

- ۵۹۴۰ زبردستی دین مہر معاف کروانا ۷۶۷
- ۵۹۴۱ شوہر کے انتقال کے بعد مہر معاف کروانا ۷۷۰
- ۵۹۴۲ میت کے کان میں مہر معاف کرنا ۷۷۱
- ۵۹۴۳ مجبور ہو کر طلاق دینے کی صورت میں مہر کا حکم ۷۷۳



۱۵/بقیۃ کتاب النکاح

(۱۰) باب الشہود والتوکیل فی النکاح

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ☆ عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

کراماً کاتبین کو گواہ بنا کر نکاح کرنا

۸ سوال [۵۳۴۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مثلاً ہندہ ہے جو کہ عاقلہ، بالغہ اور تعلیم یافتہ ہے اور زید یہ بھی بالغ عاقل اور تعلیم یافتہ ہے، دونوں ایک ہی خاندان کے ہیں اور ایک ہی محلہ میں رہتے ہیں، ہندہ نے بغیر اپنے والدین اور دیگر گھر والوں کی اجازت کے زید سے اپنا نکاح اپنی پسند اور مرضی سے کر لیا یعنی ہندہ اور زید نے چھپے طور سے بغیر اپنے والدین اور دیگر گھر والوں کی اجازت سے اپنے اپنے پسند اور خوشی سے نکاح کر لئے اور حق زوجیت بھی کرنے لگے اور اس نکاح کو قریب قریب دو ماہ ہو گئے ہیں اور ابھی تک ان دونوں کے گھر والوں کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ زید اور ہندہ دونوں میں زوجیت کا رشتہ قائم ہو گیا۔ تو سوال یہ ہے کہ یہ نکاح درست ہوا کہ نہیں اور گواہ کراماً کاتبین جو دو فرشتے ہیں، ان کو مقرر کئے ہیں یعنی کراماً کاتبین جو دو فرشتے ہیں، ان کو گواہ بنا کر زید اور ہندہ نے اپنا نکاح کیا ہے، تو آیا کراماً کاتبین فرشتوں کو گواہ بنا کر نکاح کرنا درست ہے کہ نہیں؟ چونکہ یہ مسئلہ بہت سنگین اور پیچیدہ ہے۔ اور نیپال میں واقع ہوا ہے؛ اس لئے اس کا جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں مکمل و مدلل مع تفصیل اور حوالے کے جلد از

جلد جواب دینے کی زحمت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی: محمد قاسم آزاد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کراماً کاتبین (دو فرشتوں) کو گواہ بنا کر جو نکاح منعقد کیا گیا ہے، وہ شرعاً باطل ہے، وہ دونوں شرعاً میاں بیوی نہیں کہلائیں گے، دونوں کا ساتھ رہنا حرام کاری ہوگا۔ نکاح کے صحیح ہونے کیلئے دو مسلمان مرد یا ایک مسلمان مرد اور دو عورتوں کا موجود ہونا شرط ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۸۵/۷)

اور اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہیں، اس کے باوجود اللہ کو گواہ بنا کر نکاح کیا جائے، تو درست نہیں ہے؛ بلکہ ایمان کا خطرہ ہے۔

تزوج امرأة بشهادة الله ورسوله لم يجز؛ بل قيل يكفر الخ.
(در المختار، کراچی ۲۱/۳، زکریا ۸۷/۴)

وشرط حضور شاهدين (إلى قوله) مسلمين لنكاح مسلمة الخ.
(الدر المختار، کراچی ۲۱/۳ زکریا ۸۷/۴-۹۱۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتابتہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ
الحق محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۲۱۳۸)

کیا صحت نکاح کے لئے شرعی نصاب شہادت لازم ہے؟

سوال [۵۳۵۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی نے دو گواہوں کے سامنے نکاح نہیں کیا؛ بلکہ جس لڑکی سے ایجاب و قبول کیا اس کے علاوہ دو بالغ لڑکیاں موجود تھیں انہوں نے سنا؟ اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں؟

المستفتی: عبد اللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نکاح صحیح ہونے کے لئے دو مسلمان مرد یا ایک مسلمان مرد اور دو مسلمان عورتوں کا بطور گواہ موجود ہونا لازم ہے، لڑکا لڑکی کے علاوہ صرف دو عورتیں یا دو بالغ لڑکیاں موجود ہوں، تو اس سے نصاب شہادت پورا نہیں ہوتا؛ اس لئے مسئلہ صورت میں نکاح صحیح نہیں ہوا۔

عن عمران بن الحصینؓ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا نكاح إلا بولي، وشاهدي عدل. (مصنف عبد الرزاق، النكاح، باب النكاح بغير ولي، المجلس العلمي ۱۹۵/۶، رقم: ۱۰۴۷۳، المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث العربي ۱۸/۱۴۲، رقم: ۲۹۹)

عن عائشةؓ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا نكاح إلا بولي، وشاهدي عدل، وما كان من نكاح على غير ذلك، فهو باطل. الحديث (صحيح ابن حبان، باب الولي، ذكر نفى إجازة عقد النكاح بغير ولي شاهدي عدل، دار الفكر ۴/۳۱۰، رقم: ۴۰۷۷، المعجم الأوسط، دار الفكر ۶/۴۲۸، رقم: ۹۲۹۱، سنن الدار قطنی، دار الكتب العلمية بيروت ۳/۱۵۵، رقم: ۳۴۸۱)

ولا ینعقد بشهادة المرأتین بغير رجل. (عالمگیری، کتاب النکاح، الباب الأول في تفسير النكاح شرعاً..... زکریا دیوبند ۱/۲۶۷، ۲۶۸، زکریا جدید ۱/۳۳۲)

وفي التاتارخانية: وفي الخانية: ولا ینعقد بشهادة امرأتین بغير رجل، والخشین إذا لم یکن معهما رجل الخ (تاتارخانیة، کوئٹہ ۲/۶۰۸، زکریا دیوبند ۴/۳۷، رقم: ۵۴۵۴، قاضیخان علی هامش، الہندیہ ۱/۳۳۱، زکریا جدید ۱/۲۰۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۳۲۹/۲/۱۲

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۸/۹۴۵۳)

نکاح میں قاضی کے علاوہ دو گواہوں کا ہونا شرط ہے

سوال [۵۳۵۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نکاح اگر دولہن کے والد نے پڑھایا اور نکاح میں گواہ میں صرف دو آدمی ہوں، ایک گواہ دولہن کے والد جس نے نکاح پڑھایا اور دوسرا گواہ دولہا کے والد تو کیا، وہ نکاح صحیح ہے؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دولہا اور دولہن کے والد کا گواہ بننا شرعاً جائز ہے، ان دونوں کی گواہی کے ساتھ نکاح درست ہو جائے گا؛ جبکہ نکاح خواں ان کے علاوہ کوئی تیسرا آدمی ہو۔ سوال نامہ میں نکاح خواں ہے اور نکاح خواہ کے علاوہ صرف ایک آدمی موجود ہے؛ لہذا دو گواہوں کا ثبوت نہ ہو سکا؛ بلکہ ایک ہی گواہ کی موجودگی میں نکاح ہوا ہے؛ اس لئے نکاح درست نہ ہوگا۔

ومن أمر رجلاً بأن يزوجه ابنته الصغيرة، فزوجها والأب حاضر بشهادة رجل واحد سواهما جاز النكاح. (هداية، كتاب النكاح، المكتبة الأشرقية ۲/۳۰۷، الدر المختار مع الشامی، كتاب النكاح، زکریا ۴/۹۴، کراچی ۳/۳۴، ہندیہ، كتاب النكاح، الباب الأول في تفسيره الخ، زکریا ۱/۲۶۸، زکریا جدید ۱/۳۳۳) ويشترط العدد فلا ينعقد النكاح بشاهد واحد. (ہندیہ، زکریا ۱/۲۶۷، زکریا جدید ۱/۳۳۲)

(۲) سوال نامہ کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ امام صاحب نے نکاح پڑھایا دولہا اور دولہن کے والد گواہ ہیں، تو ایسی صورت میں نصاب شہادت پورا ہو چکا ہے؛ لہذا نکاح جائز اور درست ہے۔

وشرط حضور شاہدین حرین أو حر وحرّتين، مکلفین، سامعین قولہما معاً علی الأصح فاهمین مسلمین. (الدر المختار مع الشامی، كتاب النكاح، زکریا

۴/۸۷ تا ۹، کراچی ۳/۲۱ تا ۲۳، ہدایہ، المكتبة الأشرافية ۲/۳۰۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۶ھ/۲/۲۱

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۲۰۱۲)

بغیر گواہ کے نکاح کی ایک صورت

سوال [۵۳۵۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید سنی صحیح العقیدہ ہے، اس نے اس طرح نکاح کیا کہ ایک تحریر جس پر یہ مضمون رقم ہے۔

”میں (زید کا نام) ابن (باپ کا نام) نے (لڑکی کا نام مع باپ کا نام درج ہے) سے اتنے مہر کے عوض اپنے نکاح میں قبول کیا، کیا تم نے بھی قبول کیا؟ لڑکی نے کہا ہاں! میں نے بھی قبول کیا۔ اس کے بعد لڑکی نے اس لڑکے سے کہا میں اتنے مہر کے عوض میں تمہارے نکاح میں آئی، تم نے قبول کیا؟ لڑکے نے کہا ہاں! میں نے بھی قبول کیا۔

اس طرح دونوں نے ایجاب و قبول بغیر گواہان کے کیا، اس نکاح کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ ایجاب و قبول کے بعد زید نے یہ تحریر سنی قاضی کو دے کر نکاح کی رسید حاصل کر لی۔ عرض یہ کرنا تھا کہ اس نکاح میں کوئی گواہ نہیں تھا، صرف لڑکا اور لڑکی نے ایجاب و قبول کیا، کوئی تیسرا نہیں تھا حتیٰ کہ قاضی صاحب بھی نہیں تھے، اس تحریر کے نیچے لڑکے اور لڑکی نے دستخط کر کے قاضی کو یہ تحریر دے دی، قاضی صاحب نے ان کو نکاح کی رسید دیکر نکاح ہو جانے کی تصدیق کر دی۔ کیا یہ نکاح شرعاً جائز ہوا یا نہیں؟ ارشاد فرمائیں اور شکریہ کا موقع دیں۔

المستفتی: انتخاب عارف صدیقی، قادری امروہہ (یو پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حسب تحریر سوال لڑکے اور لڑکی نے آپسی رضا

مندی سے بغیر گواہان کے جو نکاح کیا ہے، وہ نکاح شرعاً منعقد نہیں ہوا؛ اس لئے کہ نکاح کے

صحیح ہونے کے لئے کم سے کم دو مسلمان مرد یا ایک مسلمان مرد اور عورتوں کا ہونا وجوبی شرط ہے، اس شرط کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا؛ لہذا مذکورہ نکاح جوڑے کے اور لڑکی نے بغیر گواہوں کے آپسی رضامندی سے کر لیا ہے، وہ منعقد ہی نہیں ہوا، دونوں آپس میں ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہیں، دونوں کا ساتھ میں رہنا حرام کاری اور بدکاری ہے اور محض ان دونوں کے دستخط سے قاضی صاحب نے جو نکاح کی رسید دی ہے، اس کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔

ولا ینعقد نکاح المسلمین إلا بحضور شاهدين، عاقلین بالغین مسلمین رجلین أو رجل وامرأتین. (ہدایۃ، ۶/۲، ۳۰، شامی کراچی ۲۱/۳-۲۲، البحر الرائق ۳/۵۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ العلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴/۷/۱۴۳۶ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴/رجب المرجب ۱۴۳۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۴۱۴۲/۱۴۱)

قاضی و گواہوں کے انتقال کی وجہ سے نکاح کا حکم

سوال [۵۳۵۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہندہ اور زید دونوں آپس میں میاں بیوی کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں، لوگوں نے ان دونوں سے پوچھا کہ تم دونوں کا نکاح کس نے پڑھایا اور گواہ کون ہے؟ تو دونوں یہ بتلاتے ہیں کہ قاضی اور گواہان کا انتقال ہو گیا، واقعہ کے مطابق یہ بتائیے کہ ان دونوں کے کہنے سے نکاح کا وجود ہوا یا نہیں؟ اگر نکاح کا وجود نہیں ہوا تو دوبارہ نکاح کرنے کے لئے ہندہ پر عدت واجب ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد مسرور عالم، پوزوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ہندہ اور زید کا اگر واقعہ گواہوں کی موجودگی میں نکاح ہوا تھا جیسا کہ سوال نامہ میں مذکور ہے، تو قاضی اور گواہوں کے انتقال کی وجہ سے

ان کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ نیز گواہوں کی موجودگی میں نکاح ہونے کا دونوں طرف سے ایک ساتھ اقرار کافی ہے۔

ولو أقرت المرأة في صحة، أو مرض بأنها تزوجت فلاناً بكذا، ثم جحدته فإن صدقها الزوج في حياتها يثبت النكاح. (عالمگیری، الباب السادس عشر في الإقرار بالنكاح والطلاق ۴/۲۰۷، ۲۰۶، زکریا جدید ۴/۲۱۲)

ولو أقرت المرأة في صحة، أو مرض، أنها تزوجت فلاناً بكذا، ثم جحدته، فإن صدقها الزوج في حياتها يثبت النكاح لما بينا أن جحودها بعد الإقرار باطل. (المبسوط للسرخسي، دار الكتب العلمية بيروت ۱۸/۱۴۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲ھ/۵/۸

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۷۳/۸۰۳۴)

عاقدين اور دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح کا حکم

سوال [۵۳۵۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ لڑکا لڑکی اور دو گواہ ایک ساتھ بیٹھے، ان میں سے ایک گواہ نے لڑکی کا نام مع ولدیت پتہ بتلا کر لڑکے سے کہا کیا تم نے لڑکی کے ساتھ نکاح قبول کیا، لڑکے نے تین مرتبہ قبول کیا، ایسے ہی لڑکے کا نام مع ولدیت پتہ بتلا کر لڑکی سے کہا کیا تم نے لڑکے کے ساتھ نکاح قبول کیا، لڑکی نے بھی تین مرتبہ قبول کیا وضاحت فرمادیں۔

المستفتی: عبد اللہ مراد آبادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس شکل میں اگر کوئی مانع عقد موجود نہیں ہے، تو نکاح

شرعی طور پر درست ہو چکا ہے؛ اس لئے کہ لڑکا لڑکی مجلس میں موجود ہیں اور ان کے علاوہ دو مسلمان گواہ بھی اسی مجلس میں موجود ہیں اور نکاح کے درست ہونے کے لئے اتنا کافی ہے۔

ولو زوج بنته البالغة العاقلة بمحضر شاهد واحد جاز، إن كانت ابنته حاضرة؛ لأنها تجعل عاقدة. قال الشامي: كونها بنته غير قيد فإنها لو وكلت رجلاً غيره فكذا لك. (شامي، كتاب النكاح، مطلب في عطف الخاص على العام، کراچی ۲۵/۳، زکریا ۹۵/۴)

امراً وکلت رجلاً بأن يزوجه رجلاً فزوجهها بحضرة امرأتين والموکلة حاضرة، قال الإمام نجم الدين يجوز النكاح. (هندية، كتاب النكاح، الباب الاول، زکریا ۲۶۹/۱، زکریا جديد ۳۳۴/۱)

لو وكلت امرأة رجلاً أن يتزوجها فعقد بحضرة رجل، أو امرأتين جاز، إن كانت حاضرة. (تبيين الحقائق، مكتبه امدادية ملتان ۱۰۰/۲، زکریا ديوبند ۴۵۸/۲، هكذا في الفتاوى التاتار خانية، زکریا ۴۲/۴، رقم: ۵۴۷۲) فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸ صفر المظفر ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۳۸، ۹۸۹۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۲/۲۱ھ

زوجین کا دوگوہوں کی موجودگی میں نکاح کرنا

سوال [۵۳۵۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو بلایا اور کہا کہ یہ لڑکی دو جگہ سے طلاق شدہ ہے، پہلے شوہر سے ایک لڑکی ہے جو بیمار ہے، بعد کو دوسرا نکاح کیا اس نے بھی طلاق دیدی، اب یہ محنت مزدوری کرتی ہے میں اس سے نکاح کرنا چاہتا ہوں، آپ شہر امام معصوم علی صاحب کو لا کر میرا نکاح کر ادیس شخص مذکور نے کہا کہ قانونی طلاق نامہ ہے یا نہیں؟ جواب ملا کہ قانونی ڈر سے قانونی طلاق نامہ تحریر نہیں کیا، نہ اس کے والدین ہیں، نہ حمایتی، شخص مذکور نے کہا کہ اگر یہ معاملہ شرعاً پاک و صاف ہے تو شرعاً نکاح کر لو، جب قانوناً طلاق نامہ حاصل ہو جائے،

تو پھر قانوناً نکاح کر لینا، شرعاً نکاح کا طریقہ یہ ہے، آپ دونوں میں سے ایک دوسرے سے کہہ دیں کہ میں نے اپنا نکاح تمہارے ساتھ بالعوض دین مہربلغ اتنے کیا، دوسرا یہ کہہ دے کہ قبول کیا میں نے اس کو اس ایجاب و قبول کے سننے والے دو گواہ ہوں۔ اس طرح سے آپ شرعاً میاں بیوی ہو جائیں۔ بعدہ عدالت سے فسخ نکاح کا فیصلہ حاصل کر کے قانوناً نکاح کر لینا، شخص اول نے ایک صاحب کو بلالیا، دونوں کی موجودگی میں لڑکے نے لڑکی سے کہا کہ میں نے اپنا نکاح بالعوض دین مہربلغ پانچ ہزار روپیہ معجل تمہارے ساتھ کیا، لڑکی نے کہا کہ قبول کیا میں نے اس کو، لڑکی کے والد والدہ بھائی کوئی نہیں ہے۔

(۱) سوال یہ ہے کہ نکاح شرعاً درست ہو گیا یا نہیں۔

(۲) لڑکا پٹھان برادری کا ہے، لڑکی ترک برادری کی؛ لہذا کفو میں نکاح درست ہو گیا یا نہیں؟

المستفتی: سرتاج احمد، محلہ قاضی ٹولہ، دیوان بازار مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب دو گواہوں کے سامنے مرد و عورت نے باقاعدہ ایجاب و قبول سے نکاح کر لیا ہے، تو شرعاً نکاح معتبر ہو چکا ہے، بشرطیکہ اس سے قبل جس کے نکاح میں تھی اس نے طلاق دیدی ہو اور عدت بھی گزر گئی ہو۔

النکاح ینعقد بالإيجاب والقبول (وقولہ) ولا ینعقد نکاح المسلمین إلا بحضرة شاهدين حريین مسلمین بالغین الخ۔ (الجوهرة النيرة، کتاب النکاح، امدادیہ ملتان ۶۶/۲، دارالکتاب دیوبند ۶۴/۲، ۶۵)

اور کفو کا اعتبار یوں ہوتا ہے کہ اونچی ذات کی عورت، نیچی ذات کے مرد کے نکاح میں ولی کی مرضی کے بغیر نہ جائے اور یہاں پر پٹھان اونچی برادری سمجھی جاتی ہے اور ترک اس سے نیچے سمجھی جاتی ہے؛ اس لئے اس نکاح میں کفو کا اشکال بھی نہ ہوگا۔

الكفاءة معتبرة..... من جانبه أي الرجل؛ لأن الشريفة تأبي أن تكون فراشاً للدني، ولذا لا تعتبر من جانبها؛ لأن الزوج مستفرش فلا تغيبه دناءة

الفراش الخ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الکفاء، زکریا دیوبند ۴/۲۰۶، ۲۰۷، کراچی ۸۴/۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۶۸۹۸)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۸/۱/۱۴۱۳ھ

کیا مجلس نکاح میں رجسٹرڈ گواہوں کا ہونا ضروری ہے؟

سوال [۵۳۵۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا ایسے گواہوں کی گواہی پر جنہوں نے لڑکی سے ذاتی طور پر رابطہ قائم نہ کیا ہو اور اس کے نکاح اور دین مہر کے متعلق رائے نہ لی ہو، کیا ان حالات میں نکاح ہو جائے گا؟

المستفتی: محمد نعیم الدین، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مجلس نکاح میں اگر عورت کا وکیل یا ولی مثلاً باپ وغیرہ موجود ہو، تو خود عورت کا مجلس میں حاضر ہونا یا گواہوں کا جا کر اس سے رابطہ قائم کر کے رائے لینا ضروری نہیں، گواہوں کو صرف نفس عقد کا علم ہو جانا کافی ہے۔

وإن كانت غائبة ولم يسمعوا كلامها بأن عقد لها و كيلها، فإن كان الشهود يعرفونها كفى ذكر اسمها إذا علموا أنه أرادها وإن لم يعرفوها لا بد من ذكر اسمها، واسم أبيها وجدها. (شامي، كتاب النكاح، مطلب الخصاف كبير في العلم يجوز الإقتداء، زكريا ديوبند ۴/۹۰، کراچی ۲۷/۳)

رجل زوج ابنته من رجل في بيت و قوم في بيت آخر يسمعون ولم يشهدهم، إن كان من هذا البيت إلى ذلك البيت كوة رأوا الأب منها تقبل شهادتهم..... وقبل عن الزوج واحد من القوم، لا يصح النكاح.

وقیل: یصح، وهو الصحيح و علیہ الفتویٰ. (ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الأول،

زکریا دیوبند ۱/۲۶۸، زکریا جدید ۱/۳۳۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۶ صفر المظفر ۱۴۲۰ھ

۱۴۲۰/۲/۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۲/۶۰۱۶)

گواہوں کو متعین کئے بغیر مجمع عام میں نکاح پڑھانا

سوال [۵۳۵۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ زید کا نکاح ہوا اور زید کے نکاح کے وقت زید کے گھر والے بھی موجود تھے اور زید خود بھی موجود تھا اور لڑکی کے گھر والے بھی موجود تھے اور مولوی صاحب نے گواہ بنائے بغیر زید کا نکاح پڑھا دیا اور بعد میں بھی کوئی گواہ نہیں بنایا، تو کیا نکاح درست ہو گیا یا نہیں؟ اگر نہیں ہوا تو کیا نکاح کے درست ہونے کی کوئی صورت ہے یا نہیں؟ تفصیل سے جواب تحریر فرمائیں۔

المستفتی: نور الدین، دیوبادی، متعلم مدرسہ شاہی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر پوری مجلس اور مجمع میں سے لڑکی اور لڑکے کو

پہچاننے والے کم از کم دو آدمی ہیں اور نکاح کے الفاظ بھی سنے ہیں، تو نکاح صحیح اور درست ہو چکا ہے، گواہ کے لئے مجمع میں دو آدمی کو نامزد کرنا نکاح کے صحیح ہونے کے لئے شرط نہیں ہے۔

ولا یخفیٰ أنه إذا کان الشہود کثیرین لا یلزم معرفۃ الکمل؛ بل إذا

ذکر اسمہا وعرفہا اثنان منهم کفی الخ. (شامی، کراچی ۲/۳، زکریا

دیوبند ۹۰/۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۸ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ

۱۴۱۳/۱/۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۸/۲۹۸)

اجازت کے بعد مجمع عام میں رجسٹرڈ گواہوں اور وکیلوں کی عدم موجودگی میں نکاح

سوال [۵۳۵۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر وکیل و گواہ نے لڑکی سے اجازت لے کر نکاح خواں کے سامنے گواہی دیدی، پھر مہر پر جھگڑا ہو گیا، وکیل و گواہ دوبارہ لڑکی کے ولی کے پاس چلے گئے نکاح خواں نے وکیل و گواہ کی عدم موجودگی میں نکاح پڑھا دیا، تو کیا یہ نکاح درست ہے؟ جبکہ لڑکی نکاح کی اجازت دے چکی ہے۔

المستفتی: عبدالمسیح نجیب آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس وقت نکاح خواں نکاح پڑھا رہا تھا، اس وقت وہاں پر اگر لوگوں کا مجمع موجود رہا ہے اور مجمع میں سے دو یا دو سے زائد لوگوں نے ایجاب و قبول کے الفاظ سن لئے ہیں بس صرف نامزد گواہوں نے نہیں سنا ہے، تو ایسی صورت میں بھی نکاح صحیح اور درست ہو جاتا ہے۔

ولا يخفى 'أنه إذا كان الشهود كثيرين لا يلزم معرفة الكل؛ بل إذا ذكر اسمها وعرفها اثنان منهم كفى' الخ. (شامي، كتاب النكاح، مطلب الخصاف

كبير في العلم يجوز الإقتداء به، زكريا ديوبند ۴/ ۹۰، کراچی ۲۲/۳)

ولوبعث مريد النكاح أقواماً للخطبة، فزوجها الأب، أو الولي بحضرتهم صح، فيجعل المتكلم فقط خاطباً والباقي شهوداً به يفتى'. (الدر

مع الرد، کراچی ۲۷/۳، زكريا ديوبند ۴/ ۹۷، ۹۸)

وفي الفتاوى بعث أقواماً للخطبة فزوجها الأب بحضرتهم، فالصحيح الصحة وعليه الفتوى؛ لأنه لا ضرورة في جعل الكل خاطبين، فيجعل المتكلم خاطباً فقط والباقي شهوداً. (مجمع الأنهر، قبيل باب المحرمات،

مصری قدیم ۳۲۲/۱، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۴۷۵/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۶/۱۲/۱۴۱۴ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶/ ذی الحجۃ ۱۴۱۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۳۱/۳۷۷)

گواہوں کی تعیین کئے بغیر مجلس کے نکاح کا حکم

سوال [۵۳۵۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ قاضی صاحب نے زید کا نکاح حاضرین مجلس کے سامنے بغیر دو گواہوں کو متعین کئے لڑکی کے والد کی اجازت سے صرف حاضرین کو گواہ بنا کر پڑھا دیا۔

(۲) قاضی صاحب نے زید سے کہا کہ فلا نہ بنت فلاں تمہاری زوجیت میں آنا چاہتی ہے۔ کیا تم نے قبول کیا زید نے کہا کہ میں نے قبول کیا، تو کیا مذکورہ نکاح اور صرف حاضرین مجلس کو گواہ بنا کر نکاح پڑھا دینے سے نکاح ہو گیا یا نہیں؟ نیز بوقت نکاح لڑکا لڑکی دونوں بالغ تھے۔

المستفتی: محمد قربان علی، مدھوبنی، متعلم مدرسہ شاہی، عربی ہفتم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) جب قاضی صاحب نے دو گواہوں کو

متعین کئے بغیر حاضرین مجلس کو گواہ بنا کر زید کا نکاح پڑھا دیا، تو عقد نکاح منعقد ہو گیا۔ اب دوبارہ نکاح پڑھانے کی ضرورت نہیں؛ اس لئے کہ نکاح کے صحیح ہونے کے لئے گواہوں کو نامزد کرنا شرط نہیں ہے؛ بلکہ دو مسلمانوں کا جائنہین کے ایجاب و قبول کے الفاظ کا سننا لازم ہے۔ اور جب حاضرین مجلس میں سے جائنہین کے ایجاب و قبول کے الفاظ دو یا دو سے زائد افراد نے سن لیا ہے، تو سننے والے خود بخود گواہ ثابت ہو گئے نامزد کر کے متعین کرنا لازم نہیں؛ بلکہ صرف آسانی کے لئے نامزد کیا جاتا ہے۔

لا يخفى أنه إذا كان الشهود كثيرين لا يلزم معرفة الكل؛ بل إذا ذكر اسمها وعرفها اثنان منهم كفى. (فتاویٰ شامی، کتاب النکاح، مطلب الخصاف کبیر فی العلم یجوز الإقتداء به، کراچی ۲۲/۳، زکریا ۹۰/۴)

(۲) ”آنا چاہتی ہے“ اس لفظ کا استعمال دو طریقے سے ہو سکتا ہے۔

(۱) مجلس نکاح سے باہر تو ایسی صورت میں یہ الفاظ الفاظ ایجاب وقبول کے قابل نہیں ہوں گے؛ اس لئے اس سے نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

(۲) مجلس نکاح میں ایجاب وقبول کے وقت میں ایجاب وقبول کی جگہ پر یہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور پھر لڑکے نے انہیں الفاظ کو ایجاب سمجھ کر قبول کر لیا، تو نکاح صحیح ہو جائے گا؛ اس لئے کہ نکاح میں آنا چاہتی ہے یہ استقبال کا صیغہ ہے اور مجلس نکاح میں ایجاب کی جگہ پر استقبال کے صیغہ کا استعمال درست ہے؛ اس لئے کہ استقبال کا صیغہ حال کے معنی میں ہوتا ہے اور یہاں بھی ”آنا چاہتی ہے“ اگرچہ استقبال ہے؛ لیکن ایجاب کی جگہ پر حال بن سکتا ہے۔

ينقعد النكاح بلفظ يصلح للحال، والاستقبال مثل أتزوجك وأنكحك.

(فتاویٰ تاتارخانیہ، کوئٹہ ۵۸۰/۲، زکریا دیوبند ۵/۴، رقم: ۵۳۶۳، حاشیہ چلیبی، مکتبہ امدادیہ ملتان ۹۶/۲، زکریا ۴۴۸/۲)

فإذا قال في المجلس زوجت، أو قبلت..... والثاني المضارع المبدوء بهمزة، أو نون، أو تاء وفي الشامي تحت قوله المبدوء بهمزة كأتزوجك بفتح الكاف وكسرهما. (الدر المختار مع الشامي، زکریا ۷۰/۴، تا ۷۲، کراچی ۱۰/۳، ۱۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ علم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۳ھ/۵/۱۶

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۴۳/۳۶)

زید نے قرآن پر ہاتھ رکھ کر کہا تو میری بیوی اور لڑکی نے کہا تو میرا شوہر ہے

سوال [۵۳۶۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ زید و ہندہ نے قسم کھائی زید نے قرآن پر ہاتھ رکھ کر یوں کہا تو میری بیوی ہے اور ہندہ نے قرآن پر ہاتھ رکھ کر یوں کہا کہ تم میرے شوہر ہو، دونوں نے یہ قسم کھائی اور زید نے کہا میں نکاح میں ۲۵ ہزار روپیہ ادا کروں گا اور ہندہ نے اس بات کو قبول کر لیا اور اس کے ساتھ ساتھ دو گواہ بھی موجود تھے، ان دونوں کے سامنے یہ بات چیت طے ہوئی۔ اب ہندہ کی شادی ان کے والد نے خالد سے جبراً کیا لڑکی بالکل راضی نہیں ہے، ان کے والد نے دھمکی دے کر وہاں کروائی، اب بھی لڑکی راضی نہیں ہے۔

اب دریافت طلب یہ مسئلہ ہے کہ خالد سے نکاح ہوا یا نہیں؟ اور ہندہ اور زید نے جو قرآن پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی تھی اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: مسرت حسین، نئی بستی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر سائل کا بیان سچا ہے اور بوقت ایجاب

وقبول دو گواہ بھی موجود تھے یا ایک مرد اور دو عورتیں موجود تھیں، تو زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح شرعی طور پر صحیح اور درست ہو چکا ہے؛ جبکہ ہندہ اور زید دونوں ایک ہی برادری کے ہوں اور اس کے بعد ہندہ کے والد نے خالد کے ساتھ جو نکاح کیا ہے، وہ شرعاً صحیح نہ ہوگا؛ اس لئے کہ ہندہ زید کی بیوی ہو چکی ہے شرعاً بالغہ کا نکاح ہم برادری میں ولی کی اجازت کے بغیر بھی صحیح ہو جاتا ہے۔

عن ابن عباس أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال: الأیم أحق بنفسها من ولیها، والبرک تستأذن فی نفسها، وإذنها صماتها، قال: نعم!.

(صحیح مسلم، النکاح، باب استئذان الشیب فی النکاح..... النسخة الهندية ۱/۴۵۵،

بيت الأفكار، رقم: ۱۴۲۱، مسند الدارمی دارالمغنی ۳/۱۳۹۸، رقم: ۲۲۳۴)

فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضا ولي الخ. (در مختار، کتاب النکاح،

باب الولي، زکریا دیوبند ۴/۱۵۵، کراچی ۳/۵۵، ہندیہ، زکریا دیوبند ۱/۲۸۷،

زکریا حدید ۱/۳۵۳، ملتی الأبحر مع مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۸۸،

تبیین الحقائق، امدادیہ ملتان ۲/۱۱۷، زکریا ۲/۹۳، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۱۰۹،

زکریا ۳/۹۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۴/۷/۶ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶/رجب المرجب ۱۴۱۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۸۵۱۸)

بغیر گواہ کے نکاح

سوال [۵۳۶۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک مرد اور ایک عورت آبادی سے بہت دور جنگل میں خلوت نشیں ہیں

اور آپس میں نکاح کرنا چاہتے ہیں اور گواہ وہاں موجود نہیں ہیں، اگر گواہ تلاش کیا جائے، تو زنا

میں ملوث ہونے کا یقینی خطرہ ہے، تو ایسی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: مولانا محمد اطہر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دو گواہوں کی موجودگی کے بغیر ان دونوں کا

آپس میں نکاح قطعاً درست نہیں ہوگا چاہے زنا میں مبتلا ہونے کا اندیشہ کیوں نہ ہو، اگر

نکاح ہی کرنا ہے تو کہیں سے بھی دو گواہ فراہم کر کے ان کی موجودگی میں نکاح کر لیں ورنہ

زنا کاری ہوگی، اس کے علاوہ کوئی اور شکل نہیں۔

عن ابن عباسؓ، أن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: البغايا اللاتي ينكحن أنفسهن بغير بينة. (المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث العربي ۱۸۲/۱۲، رقم: ۱۲۸۲۷، سنن الترمذي، كتاب النكاح، باب ما جاء لانكاح إلا ببينة، النسخة الهندية ۲۱۰/۱، دار السلام رقم: ۱۱۰۳، السنن الكبرى للبيهقي، دار الفكر ۳۲۹/۱۰، رقم: ۱۴۰۲۲)

عن عمران بن حصين، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لانكاح إلا بولي، وشاهدي عدل. (المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث العربي ۱۸۲/۱۸، رقم: ۲۹۹، مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي ۶/۱۹۵، رقم: ۱۰۴۷۳)

ولا ينعقد نكاح المسلمين إلا بحضور شاهدين حرين عاقلين بالغين مسلمين رجلين أو رجل، وامرأتين. (هداية، كتاب النكاح اشرفيه ديوبند ۲/۳۰۶)

عن ابن عباسؓ أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: البغايا اللاتي ينكحن أنفسهن بغير بينة. (ترمذي شريف، كتاب النكاح، باب ما جاء لانكاح إلا ببينة، النسخة الهندية ۲۱۰/۱، دار السلام رقم: ۱۱۰۳، المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث العربي ۱۸۲/۱۲، رقم: ۱۲۸۲۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰ جمادی الثانیہ ۱۴۲۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۷۸۲۳۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۳/۶/۱۰ھ

محض ایک عورت کی موجودگی میں عقد نکاح

سوال [۵۳۶۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک بالغ لڑکے نے ایک بالغ لڑکی سے بہ خوشی ایک مہذب عورت کی موجودگی میں کہا کہ کیا تو نے مجھے بحیثیت شوہر قبول کیا، اس پر لڑکی نے بخوشی جواباً کہا ہاں میں نے قبول کیا، اس طرح تین بار اقرار کیا گیا، تو کیا اس طرح شرعاً لڑکی لڑکا شوہر

اور بیوی ہو گئے؟ اور کیا اس طرح سے قبول کر لینے کے بعد لڑکی اگر کسی اور سے شادی کرنا چاہے، تو کیا اس کو اجازت ہے یا پہلے والے لڑکے سے طلاق لینی ہوگی؟ ان دونوں کے درمیان جسمانی رشتہ زنا کاری کہلائے گا یا نہیں؟

المستفتی: انوار احمد، حافظ بنے کی پلہ مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عقد نکاح کے صحیح ہونے کے لئے اس طرح

ایجاب و قبول کے وقت میں عاقل، بالغ، دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کا موجود ہونا لازم ہے اور صورت مذکورہ میں صرف ایک ہی عورت موجود ہے، اس لئے یہ نکاح منعقد نہیں ہوا، اس سے دونوں کا ساتھ رہنا زنا کاری ہوگی لڑکی اپنی مرضی سے جب چاہے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ نیز اس لڑکے کے ساتھ بھی نکاح ہو سکتا ہے۔ (مستفاد: امداد المفتین ۵۲۱/۲)

عن أبي الزبير، أن عمر أتى برجل في نكاح لم يشهد عليه، إلا رجل، وامرأة، فقال عمر: هذا نكاح السر، ولا نجيزه، ولو كنت تقدمت فيه لرجمت، قال محمد: وبهذا نأخذ؛ لأن النكاح لا يجوز في أقل من شاهدين وإنما شهد على هذا الذي رده عمر رجل وامرأة، فهذا نكاح السر؛ لأن الشهادة لم تكمل، ولو كملت الشهادة برجلين، أو رجل وامرأتين كان نكاحاً جائزاً.

(مؤطا إمام محمد، كتاب النكاح، باب نكاح السر، اشرفي بکڈپو ۲۴۶، رقم: ۵۳۴)

و شرط حضور شاهدين (أي يشهد ان على العقد) حرين أو حر، و حرتين مكلفين سامعين قولهما معاً على الأصح النخ. (در مختار مع رد المحتار،

كتاب النكاح، كراچی ۲۱/۳، ۲۲، زکریا ۸۷/۴ تا ۸۹)

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۰ھ

۱۴۲۰/۶/۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/۶۱۸)

نکاح میں دو عورتوں کو گواہ بنانا

سوال [۵۳۶۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے عمر کی لڑکی کو دھمکی دے کر عمر کی غیر موجودگی میں اور سب گھروالوں کی غیر موجودگی میں؛ جبکہ عمر و عمر کی اہلیہ و بڑا لڑکا، عزیز و اقارب سب حیات ہیں، زید کہتا ہے کہ میں نے عمر کی لڑکی سے چھپ کر نکاح کیا ہے اور دو عورتیں گواہ ہیں، زید کہتا ہے کہ میں نے ایک لاکھ روپے کے مہر بندھوائے ہیں؛ جبکہ زید کی مالی حالت دس ہزار روپیہ کی بھی نہیں ہے، زید کے حالات سے سب گاؤں والے عزیز و اقارب واقف ہیں کہ زید ایک جھوٹا، مکار، فریبی انسان ہے اور عیاش ہے، زید کی بیوی اور پانچ بچے موجود ہیں اور پریشان حال ہیں، زید کا باپ اس ضعیفی کے عالم میں زید کی بیوی، بچوں کا خرچ بڑی پریشانی سے برداشت کر رہا ہے، زید نے اس قسم کے حالات کئی جگہ کئے ہیں، زید کی ان حرکتوں سے زید کے گھر والے بہت پریشان ہیں آیا عمر لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ وہ مشکوک ہے زید ہم کفو بھی نہیں ہے۔

المستفتی: حامد حسین فاروقی، باب کاٹیج جے پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صرف دو عورتوں کی شہادت سے نکاح صحیح نہیں ہوتا؛ بلکہ نکاح کے صحیح ہونے کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت لازم ہے؛ اس لئے مذکورہ نکاح صحیح نہیں ہوا، مہر چاہے کتنا ہی زیادہ باندھا ہو۔

عن أبي الزبير، أن عمر أتى برجل في نكاح لم يشهد عليه، إلا رجل وامرأة، فقال عمر: هذا نكاح السر ولا نجيزه، ولو كنت تقدمت فيه لرجمت، قال محمد: وبهذا نأخذ؛ لأن النكاح لا يجوز في أقل من شاهدين وإنما شهد على هذا الذي رده عمر رجل وامرأة، فهذا نكاح السر لأن الشهادة

لم تکمل، ولو کملت الشهادة برجلین، أو رجل وامرأتین کان نکاحاً جائزاً. (مؤطا إمام محمد، کتاب النکاح، باب نکاح السر، اشرفی بکدپو ۲۴۶، رقم: ۵۳۴، ہدایۃ اشرفیۃ دیوبند ۳۰۶/۲)

و شرط حضور شاہدین حرین أو حر، و حرتین الخ (درمختار، کتاب النکاح، زکریا دیوبند ۸۷/۴، ۸۹، کراچی ۲۲/۳)

ولا ینعقد بشهادة المرأتین بغير رجل. (ہندیۃ، الباب الأول فی تفسیر النکاح..... زکریا دیوبند ۲۶۷/۱، ۲۶۸، زکریا جدید ۳۳۲/۱)

ولا ینعقد بشهادة امرأتین بغير رجل. (قاضی خان علی ہامش الہندیۃ، زکریا دیوبند ۳۳۱/۱، زکریا جدید ۲۰۲/۱، ہدایۃ، اشرفیۃ دیوبند ۳۰۶/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۳۳/۵۱۰۸)

بغیر گواہوں کے ایجاب و قبول کرنے سے نکاح کا حکم

سوال [۵۳۶۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بالغ لڑکے نے بالغ لڑکی سے بغیر گواہوں کے ایجاب و قبول کیا، کیا ایسی صورت میں نکاح عند اللہ ہو گیا؟ اگر ہو گیا ہو تو وطی جائز ہوگی؟

المستفتی: شکیل احمد، قصبہ ہٹور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بغیر گواہ کے محض لڑکے اور لڑکی کے ایجاب و قبول کرنے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا نہ عند اللہ اور نہ ہی عند الناس؛ اس لئے کہ نکاح کے منعقد ہونے کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کا موجود ہونا شرط ہے۔

عن ابن عباسؓ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: البغايا اللاتي ينكحن أنفسهن بغير بينة. (سنن الترمذي، كتاب النكاح، باب ما جاء لانكاح إلابينة، النسخة الهندية ۱/۲۱۰، دارالسلام رقم: ۱۱۰۳، المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث العربي ۱۲/۱۸۲، رقم: ۱۲۸۲۷)

و شرط حضور شاہدین حرین أو حر و حرتین. (در مختار، کتاب النکاح، زکریادیوبند ۴/۸ تا ۹۱، کراچی ۳/۲۱، ۲۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳ شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۹/۳۲۶۸)

بلا نکاح فرضی رسید کا حکم

سوال [۵۳۶۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری شادی کی نکاح کی رسید تیار کی گئی ہے، جس پر میرے فرضی دستخط بنائے گئے ہیں، نکاح میں میری اجازت بھی شامل نہیں ہے، نکاح کے گواہ کا کہنا ہے کہ میرے سامنے کوئی نکاح نہیں ہوا ہے کیا نکاح جائز ہے؟

المستفتی: حسین بانو ولد محمد اسلم، پیرزادہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب لڑکی نے نکاح کی اجازت نہیں دی اور نہ ہی گواہوں کے سامنے یہ نکاح ہوا ہے، تو محض فرضی اور جعلی دستخط سے کسی کا نکاح درست نہیں ہوتا ہے؛ اس لئے اگر سوال نامہ میں جو کچھ لکھا ہوا ہے، وہ صحیح اور درست ہے، تو حسین بانو کا نکاح فرضی دستخط سے منعقد نہیں ہوا۔

عن جابرؓ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لانكاح إلا بولي، وشاهدي عدل. (المعجم الأوسط، دار الفكر ۴/۱۵۹، رقم: ۵۵۶۴)

عن أبي هريرة^{رض}، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا نكاح إلا بولي،
 وشاهدي عدل. (المعجم الأوسط، دار الفكر ۴/ ۳۹۶، رقم: ۶۳۶۶)
 عن عائشة^{رض}، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا نكاح
 إلا بولي، وشاهدي عدل. (المعجم الأوسط، دار الفكر ۶/ ۴۲۸، ۴۲۹، رقم: ۹۲۹۱)
 وشرط حضور شاهدين أي يشهدان على العقد. (الدر مع الرد، كتاب
 النكاح، كراچی ۲۱/۳، زکریا ۴/۹۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱۳ شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ
 (فتویٰ نمبر: الف/۳۸/۹۰۵۶)

کیا نکاح کے گواہ باپ اور بھائی بن سکتے ہیں؟

سوال [۵۳۶۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
 بارے میں: کہ نکاح کے گواہ باپ اور بھائی بن سکتے ہیں؟

المستفتی: عبدالرشید

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نکاح کے گواہ باپ اور بھائی بھی بن سکتے ہیں۔
 وكذا أي جاز النكاح لو زوجت المرأة نفسها بشهادة أبيها،
 وشاهد آخر. (خانية على الهندية، كتاب النكاح، فصل في شرائط النكاح
 ۳۳۳/۱، زکریا جدید ۲۰۳/۱)

ولو زوج بنته العاقلة البالغة بمحضر شاهد واحد جاز، إن كانت
 ابنته حاضرة؛ لأنها تجعل عاقدة وإلا لا. (شامي، زکریا ۴/۹۵، کراچی ۲۵/۳،
 المبسوط للسرخی، دار الکتب العلمیة بیروت ۳۲/۱۹، البنایة اشرفیة دیوبند ۱۹/۵،
 ہدایة، اشرفیة دیوبند ۲/۳۰۷)

والأصل أن كل من صلح أن يكون ولياً فيه بولاية نفسه صلح
أن يكون شاهداً فيه..... فإن الأب يصلح شاهداً. (شامي، کراچی ۲/۳، زکریا
دیوبند ۴/۹۴-۹۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰ جمادی الثانیہ ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۴۳۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۰/۶/۱۴۳۲ھ

زید نکاح کا منکر اور ہندہ مدعیہ ہو تو کس کا قول معتبر؟

سوال [۵۳۶۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ
ذیل کے بارے میں: کہ زید کا ہندہ سے دوگوا ہوں کی موجودگی میں نکاح ہوا، مگر زید
حلفیہ کہتا ہے کہ میرا نکاح ہندہ کے ساتھ نہیں ہوا اور ہندہ کا حلفیہ دعویٰ ہے کہ میرا نکاح
زید کے ساتھ ہوا اور زید نے میرے ساتھ تین راتیں بحیثیت شوہر گزاری بھی ہیں،
اس صورت میں کیا زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ثابت ہوا یا نہیں؟ اگر ہوا تو اس صورت
میں دوسرا نکاح ہونے کی صورت کیا ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت
فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: محمد شرف لال مسجد روڈ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر ہندہ اپنا نکاح زید کے ساتھ ہونے پر
دوگواہ پیش کر دے، تو شرعاً ہندہ زید کی بیوی ثابت ہوگی، دونوں کا میاں بیوی کی طرح
زندگی گزارنا درست ہوگا۔

ومن ادعت عليه امرأة أنه تزوجها، وأقامت بينةً فجعلها القاضي
امرأته ولم يكن تزوجها وسعها المقام معه الخ. (هداية، كتاب النكاح،

فصل فی بیان المحرمات، اشرفیۃ دیوبند ۳۱۳/۲، ہندیۃ القسم التاسع المحرمات بالطلقات، زکریا دیوبند ۲۸۳/۱، جدید زکریا ۳۴۸/۱ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۷/۲۶۰۴)

دولہن سے اجازت لیتے وقت گواہوں کی موجودگی

سوال [۵۳۶۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ دولہن سے اجازت لیتے وقت گواہوں کا سامنے موجود ہونا ضروری ہے یا صرف ایجاب قبول کے وقت ان کی موجودگی کافی ہے؟ ہمارے علاقہ میں دولہن سے اجازت لیتے وقت گواہوں کے موجود ہونے کا رواج ہے شریعت کی رو سے اس کا حکم بیان فرمائیں۔

المستفتی: محمد سالم، محلہ بھٹی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دولہن سے اجازت لیتے وقت گواہوں کی

موجودگی ضروری نہیں؛ البتہ گواہوں کا سامنے رہنا مستحسن ہے تاکہ بعد میں انکار کا کوئی راستہ باقی نہ رہے، ہاں مجلس نکاح میں نکاح خواں کے سامنے گواہوں کا موجود ہونا اور ایجاب قبول کا سننا بھی لازم ہے۔

واعلم أنه لا يشترط الشهادة على الوكالة بالنكاح؛ بل على عقد

الوكيل وإنما ينبغي أن يشهد على الوكالة إذا خيف جحد الموكل إياها.

(فتح القدیر، کتاب النکاح، فصل فی الوكالة بالنکاح وغیرہا، زکریا دیوبند ۳/۳۰۱،

دارالفکر مصری قدیم ۳/۳۱۲، ۳۱۳، کوئٹہ ۳/۲۰۱، ۲۰۲، شامی، مطلب فی الوکیل

والفضولی فی النکاح، زکریا دیوبند ۴/۲۲۱، ۲۲۲، کراچی ۳/۹۵)

ویصح التوکیل بالنکاح، وإن لم يحضره الشهود، وإنما يكون الشهود شرطاً في حال مخاطبة الوكيل المرأة. (الفتاوى التاتارخانية، الفصل السادس عشر في الوكالة بالنكاح، زكريا دیوبند ۴/ ۱۶۶، رقم: ۵۷۸۰)

یصح التوکیل بالنکاح وإن لم يحضره الشهود. (هندیة، الباب السادس في الوكالة بالنکاح وغیرها، زکریا ۱/ ۲۹۴، زکریا جدید ۱/ ۳۶۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷۳/ ۸۰۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/ ۵/ ۱۶ھ

کیا لڑکی سے اجازت لیتے وقت گواہوں کا سامنے ہونا ضروری ہے؟

سوال [۵۳۶۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اپنی بہن کا نکاح کرانا چاہتا ہے، زید نے اپنی بہن سے اجازت لی کہ میں بحیثیت وکیل فلاں شخص سے اتنے مہر پر آپ کا نکاح کرانے جا رہا ہوں، تو کیا آپ اجازت دیتی ہیں، انہوں نے اجازت دیدی؛ لیکن اس وقت کوئی گواہ موجود نہیں تھا، لوگوں کا کہنا ہے کہ دو گواہوں کی موجودگی میں اجازت لینا ضروری ہے، اس کے بغیر نکاح درست نہیں ہوتا، زید کا کہنا ہے کہ لڑکی کی طرف سے انکار کا اندیشہ بھی نہیں ہے، پھر غیر محرم کا بحیثیت گواہ گھر جانا اور لڑکی کی باتیں سننا بہتر اور مناسب نہیں، اسی کو حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ اجنبی اور نامحرم گواہوں کا لڑکی کے پاس اجازت کے لئے جانا خلاف غیرت ہے، معلوم نہیں لوگ اس خلاف غیرت رسم کو کیوں سینہ سے چمٹائے ہوئے ہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، کتاب النکاح ۵/ ۵۶۷) آیا اس صورت میں از روئے شریعت گواہوں کا ہونا ضروری ہے؟ کیا زید کا مذکورہ موقف شریعت کی نظر میں درست ہے؟

المستفتی: محمد فیروز عالم، ندوی خیر آبادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نکاح کی صحت کے لئے کم سے کم دو گواہوں کا ہونا شرط ہے اور ان دونوں گواہوں کا مجلس نکاح میں موجود ہونا لازم ہوتا ہے، مگر لڑکی سے اجازت کے وقت ان دونوں گواہوں کا موجود ہونا لازم نہیں ہے، گواہوں کے بغیر بھی اجازت درست ہو جاتی ہے اور گواہوں کے سامنے اجازت لینا بہتر ہے اور ان گواہوں کا محرم ہونا ضروری ہے، غیر محرم کا اجازت کے وقت وہاں موجود رہنا انتہائی بے غیرتی اور بے شرمی ہے اور گناہ بھی ہے؛ اس لئے اجازت کے وقت اگر گواہوں کو ساتھ میں لے جانا ہے، تو ان گواہوں کا محرم ہونا ضروری ہے۔

ویصح التوکیل بالعبارة، أو الكتابة، ولا يشترط بالاتفاق الإشهاد عند صدور التوکیل، وإن كان يستحسن للتوکیل أن يشهد على التوکیل للاحتياط خوفاً من الإنكار عند النزاع. (الفقه الإسلامي وأدلته، كتاب النکاح، المبحث الثالث: الوكالة في الزواج قديم ۶۷۲۶/۹، هدی انٹرنیشنل دیوبند ۲۱۹/۷، البحر الرائق، زکریا دیوبند ۱۴۶/۳، کوئٹہ ۸۲/۳، ہندیہ، زکریا دیوبند ۲۹۴/۱، الفتاویٰ التاتاریخانیہ، زکریا ۱۴۶/۴، رقم: ۵۷۸۰، شامی، زکریا ۲۲۱/۴-۲۲۲، کراچی ۹۵/۳، فتح القدیر، زکریا ۳۰۱/۳، کوئٹہ ۲۰۱/۳، ۲۰۲، دار الفکر مصری قديم ۳۱۲/۳، ۳۱۳)

إن السنة في الاستئذان أن يرسل إليها نسوة ثقات ينظرن ما في نفسها والأم بذلك أولى؛ لأنها تطلع على ما لا يطلع عليه غيرها الخ. (شامی، كتاب النکاح، باب الولي، کراچی ۵۸/۳، ۵۹، زکریا دیوبند ۱۵۹/۴، الموسوعة الفقهية الكويتية ۲۶۳/۴۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۱۴۰۵)

لڑکی نے کہا اباجی مالک ہیں تو کیا حکم ہے؟

سوال [۵۳۷۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ حاجی نواب الدین اور موسیٰ گجر حقیقی بھائی ہیں، موسیٰ کا لڑکا عالمگیر شادی شدہ ہے اور حاجی نواب الدین کی لڑکی جوان ہے عمر ۲۰ سال کنواری ہے، حاجی صاحب نے ایک دن یہ خیال کیا کہ میں اپنی لڑکی سائرہ خاتون کا نکاح اپنے بھتیجے عالمگیر سے کرادوں گا؛ لیکن حاجی نواب الدین کے بڑے لڑکے نے اعتراض کیا کہ عالمگیر شادی شدہ ہے، ہم اپنی بہن سائرہ کا نکاح اس سے نہیں کراتے عمر بھر اس کو رو نہ ہے؛ لیکن حاجی صاحب اپنے بڑے لڑکے سے چوری چوری ایک ملا کو اپنی لڑکی کا نکاح عالم گیر کے ساتھ کرانے کے لئے بلایا اور پوری حقیقت گم شدہ کی اور پھر ملانے لڑکی کو عالم گیر کے بڑے بھائی کے گھر بلا کر پوچھا کہ سائرہ خاتون تمہارے ابا عالم گیر سے نکاح کر رہے ہیں، کیا تمہاری مرضی ہے عالمگیر سے نکاح کرنے کی؟ پہلے تو لڑکی خاموش رہی پھر غصہ میں آ کر کہا کہ اباجانیں، اس وقت عالمگیر کا بڑا بھائی نور عالم اور نور عالم کی بیوی موجود تھی، لڑکی سائرہ خاتون اپنے پڑوسی کے گھر میں چلی گئی، ملانے حاجی نواب الدین سے کہا کہ میں نے تمہاری لڑکی سائرہ کے نکاح کی اجازت لے لی، تب حاجی صاحب نے کہا کہ ملاجی میری لڑکی کا عالمگیر سے نکاح کر دو، ملانے عالمگیر کو اس کے بڑے بھائی نور عالم اور لڑکا، باپ حاجی نواب الدین ملانے یہ چار آدمی یعنی عالمگیر، اس کا بڑا بھائی نور عالم، حاجی صاحب اور قاضی صاحب یہ چار آدمی تھے، حاجی صاحب نے اجازت دی عالمگیر نے قبول کر لیا، نکاح کر دیا ملانے، مگر اس میں نہ تو عالمگیر نے مہر بتایا نہ حاجی صاحب نے اپنی لڑکی کا مہر مانگا، اس بات کا ۳۳ روپے کے بعد گھر میں حاجی صاحب کے بڑے لڑکے کو پتہ چلا، دونوں باپ بیٹے لڑ پڑے، تب لڑکی سائرہ کو پتہ چلا لڑکی پریشان ہوئی؛ کیونکہ اس سے پہلے کسی نے سائرہ کو پتہ نہ دیا تھا نکاح کا، سائرہ

نے فوراً کہا کہ ابانے بہت غلط کیا ایسا نہ کرنا تھا، میں اپنے بڑے بھائی کی مرضی پر چلوں گی، تب بڑے بھائی نے سائرہ خاتون کے لئے اپنی بہن کا نکاح دوسرے لڑکے محمد امین جو کہ عالمگیر کا بھانجہ ہے، اس سے نکاح کر دیا؛ جبکہ وداعی اور تنہائی ابھی عالمگیر سے نہیں ہوئی تھی، لڑکی کہتی ہے ملا جھوٹ بولتا ہے کہ میں نے لڑکی سے اجازت مانگ لی ہے، ملا کہتا ہے نور عالم اور اس کی بیوی موجود تھی، میں نے اجازت لی؛ لیکن لڑکی نے ملا کو کئی آدمیوں میں جھوٹا کہہ دیا ملا نے جو گواہی پیش کی وہ بھی لڑکی نے توڑ دی اس کی گواہی میں نہیں مانتی یہ تو عالمگیر کا بھائی ہے۔ اب سائرہ خاتون ۲ سال سے اپنے والدین کے یہاں بیٹھی ہے، اس انتظار میں کہ میرا نکاح کون سا صحیح ہے، جو ابانے کرایا یا بڑے بھائی نے محمد امین سے کرایا؛ لیکن لڑکی کی مرضی محمد امین کے ساتھ ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب فرمائیں سائرہ کا نکاح عالمگیر سے ہے یا محمد امین سے؟

المستفتی: محمد معروف، ضلع بنی تال (پوٹی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر عالمگیر کی طرف سے سائرہ کی اجازت پر شرعی گواہ پیش کئے جائیں یعنی دو عادل مرد یا ایک عادل مرد اور دو عادل عورتیں اس بات کی شہادت دیں کہ سائرہ نے نکاح کی اجازت دی ہے، تو سائرہ شرعاً عالمگیر کی بیوی ہوگئی ہے اور اگر اس طرح شرعی گواہ نہ ہوں اور سائرہ عدم اجازت پر حلفیہ بیان دے تو عالمگیر کے ساتھ نکاح نہیں ہوا؛ بلکہ محمد امین کے ساتھ جو نکاح بعد میں ہوا ہے وہی صحیح ہے۔

وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيه رجلا، أو رجل، وامرأتان سواء كان الحق مالا أو غير مالٍ مثل النكاح، والعقاق، والطلاق. (الجوهرة النيرة،

كتاب الشهادت، مكتبة امداديه ملتان ۲/۳۲۶، دار الكتاب دیوبند ۲/۳۰۹)

قال الزوج: لبكر البالغة بلغك النكاح، فسكت وقالت: رددت النكاح، ولا بينة لهما على ذلك ولم يكن دخل بها طوعا في الأصح،

فالقول قولها بيمينها على المفتي به. (الدر مع الرد، كتاب النكاح، باب الولي، زكريا ديوبند ۴/ ۱۶۷، ۱۶۸، كراچي ۳/ ۶۳، ۶۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶/ رجب المرجب ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۵/ ۱۳۲۵)

کیا نکاح میں وکیل اور گواہ کو عاقدین کا علم ہونا ضروری ہے؟

سوال [۵۳۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید شادی شدہ ہے بیوی بچے بھی ہیں، اسی دوران زید کو کسی غیر عورت سے محبت ہوگئی، وہ ایک بیوہ عورت ہے، اگر اس کو چھوڑتا ہے تو بے سہارا ہو جاتی ہے، اسی دوران زید کو اس بات کا بھی احساس ہوتا ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے یہ گناہ ہے کھل کر شادی نہیں کر سکتا؛ کیونکہ زید کی بیوی نہیں چاہتی ہے کہ میرے پاس کوئی سوکن ہو، ایک دن اس بیوہ کی لڑکی کی شادی تھی زید اس بیوہ سے پہلے طے کرتا ہے کہ جب میں نکاح پڑھانے آؤں گا، تو تم لڑکی کے پاس رہنا جو مہر تمہاری بیٹی کی ہوگی وہی مہر تمہاری ہوگی، وکیل گواہ سامنے ہوں گے، تو جب زید نکاح پڑھانے لگا، تو لڑکی سے کہا تمہارا نکاح فلاں ابن فلاں سے اتنے دین مہر کے ساتھ کیا جاتا ہے، لڑکی نے کہا منظور ہے اس کے بعد ساتھ میں اس بیوہ سے پوچھا کہ تمہیں بھی منظور ہے اس نے کہا منظور ہے؛ چونکہ پہلے سے طے تھا، مگر وکیل گواہ کو یہ نہیں تھا کہ زید بھی اپنا نکاح بیوہ کے ساتھ کر رہا ہے، مگر ہاں سب کے سامنے کہلوا لیا۔ تو جواب دیں زید کا نکاح بیوہ سے ہوا یا نہیں؟

المستفتی: محمد خورشید عالم، مدرسہ مفید الاسلام، اندراچوک، گنگا نگر (راجستھان)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئلہ میں زید کا نکاح بیوہ کے ساتھ

منعقد نہیں ہوا ہے؛ کیونکہ سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوہ کے نکاح سے متعلق نہ وکیل کو کچھ خبر ہے، نہ ہی گواہوں کو کچھ علم ہے؛ حالانکہ نکاح منعقد ہونے کے لئے گواہ اور وکیل دونوں کو یہ علم ہونا ضروری ہے کہ فلاں لڑکی کا نکاح فلاں لڑکے کے ساتھ کیا جا رہا ہے؛ لہذا اس کو بیوی کی طرح رکھنا زنا کاری ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۱۰۱/۷)

وشرط حضور شاہدین حرین، أو حر وحر تین، مکلفین سامعین
قولہما معاً علی الأصح فاهمین، أنه نکاح علی المذهب الخ. (شامی، زکریا
۸۷/۴، تا ۹۲، کراچی ۲۱/۳، ۲۲، البحر الرائق، کوئٹہ ۸۸/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۱ جمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ

۱۱/۶/۱۴۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۳/۵۳۴)

ولی، گواہ اور نکاح خواں کے بغیر نکاح کرنا

سوال [۵۳۷۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اور ہندہ بغیر والدین کی اجازت کے بغیر کسی گواہ کے بغیر کسی مولوی کے نکاح کر سکتے ہیں مثلاً لڑکی نے کہا کہ میں اتنے مہر کے بدلے اپنا نفس بخش دیتی ہوں، لڑکے نے کہا مجھے قبول ہے، حکم خدا کے اور رسول کے قول امام اعظم کے اتنے مہر میں مجھے قبول ہے، اسی طرح لڑکی بھی کہتی ہے کہ حکم خدا اور رسول کے قول امام اعظم صاحب کے میں نے اتنے مہر کے بدلے میں اپنا نفس بخش دیا ہے۔ کیا اس طرح نکاح ہو جاتا ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان فرمائیں۔

المستفتی: محمد سٹر غلام قادر، ہنڈر پونچھ، کشمیر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر لڑکا اور لڑکی دونوں بالغ ہیں اور دونوں کی برادری بھی ایک ہے اور دو بالغ مرد یا ایک بالغ مرد اور دو بالغ عورتوں کی موجودگی میں اس

طرح نکاح کر لیں کہ لڑکی کہیکہ میں اتنے مہر میں اپنا نفس بخش دیتی ہوں۔ لڑکا کہتا ہے کہ میں نے قبول کر لیا تو شرعی طور پر نکاح صحیح اور درست ہو جائے گا؟ (اور حکم خدا اور رسول کے قول امام اعظم کے) وغیرہ الفاظ بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔

و شرط حضور شاہدین حریں أو حرّ و حرّتین مکلفین سامعین
قولہما معاً الخ. (در مختار، کراچی ۲/۳، زکریا ۴/۸۷، ۹۱)

فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضا ولي الخ. (در مختار، کراچی ۳/۵۵،
زکریا ۴/۱۵۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶ شوال المکرم ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۶۴)

کیا صحت نکاح کے لئے وکیل اور قاضی کا ہونا لازم ہے؟

سوال [۵۳۷۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: میرا رشتہ چاندنی سے تقریباً آٹھ ماہ پہلے ہوا تھا، رشتہ کے بعد لڑکی کے والدین نے مجھے اپنے گھر بجور بلایا اور مجھ میں اور لڑکی میں فون پر برابر رابطہ رہا؛ لیکن اس طرح نکاح کے بغیر فون پر بات کرنا اور گھر پر جانا مجھے قطعاً مناسب نہ لگا؛ اس لئے میں نے یہی بہتر سمجھا کہ جلد از جلد نکاح ہو جائے؛ چنانچہ ہم دونوں نے آپس کے مشورہ سے دو گواہوں۔ ۱. حافظ صلاح الدین۔ ۲. ندیم عابد کی موجودگی میں آپس میں ایجاب و قبول کیا اور میں نے چاندنی سے اس طرح کہا کہ میں تمہیں ایک ہزار روپے مہر کے عوض اپنے نکاح میں لینا چاہتا ہوں، تو چاندنی نے کہا میں نے قبول کیا۔ واضح ہو کہ بوقت ایجاب و قبول مذکورہ دو گواہ ہی تھے، نہ قاضی تھا، نہ وکیل، تو کیا اس طرح میرا نکاح ہو گیا یا نہیں؟ لڑکی کے والد کا کہنا ہے کہ یہ نکاح صحیح نہیں ہوا، جس کی بنا پر وہ لڑکی کو بھیجنے پر راضی نہیں ہیں۔

المستفتی: ریاست علی، منڈی دھنورہ، بے پی ٹی (پوٹی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نکاح کے صحیح ہونے کے لئے وکیل اور قاضی

کا ہونا لازم نہیں؛ بلکہ صرف دو مردوں کا گواہ کے طور پر موجود ہونا کافی ہے؛ لہذا سوال نامہ میں جو شکل لکھی گئی ہے، اس سے نکاح صحیح اور درست ہو گیا ہے۔

اب شرعی طور پر ریاست علی اور چاند بی دونوں میاں بیوی بن چکے ہیں۔

النکاح ینعقد بالإيجاب و القبول (إلى قوله) بحضور شاهدين الخ.

(ہدایۃ، کتاب النکاح، اشرفیۃ دیوبند ۲/۶۰۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۵/رجب المرجب ۱۴۲۷ھ

۱۴۲۷/۷/۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۰۶۱)

نکاح میں وکیل اور گواہ

سوال [۵۳۷۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ نکاح میں لڑکی کی جانب سے ایک وکیل طے ہوتا ہے اور نوشہ کی جانب سے دو گواہ طے ہوتے ہیں۔ اس کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

المستفتی: مدرسہ عربیہ اشاعت العلوم کرن کھیر، کولہ، مہاراشٹر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بوقت نکاح لڑکی کی جانب سے ایک وکیل جو

لڑکی سے اجازت لے کر کے آتا ہے، پھر اس کی اجازت سے نکاح خواہ نکاح پڑھا دیتا ہے، یہ جائز اور صحیح طریقہ ہے اور جہاں تک دو لہے کی طرف سے دو گواہوں کی بات ہے، تو مجلس نکاح میں دو گواہوں کا ہونا صحت نکاح کے لئے شرط ہے اور یہ دو گواہ دو لہے کی جانب سے بھی ہو سکتے ہیں اور دو لہن کی جانب سے بھی ہو سکتے ہیں؛ لیکن بہتر یہی ہے کہ دو لہن کے رشتہ داروں میں سے دو گواہ ہوں اور ان گواہوں کے سامنے دو لہن کا وکیل دو لہن

سے اجازت لے کر کے آجائے، پھر انہی کی موجودگی میں ایجاب و قبول ہو جائے، جیسا کہ ہمارے اتر پردیش میں بھی دستور ہے۔

و شرط حضور شاہدین حرین، أو حر و حر تین، مکلفین سامعین قولہما معاً علی الأصح. (الدر المختار مع الرد، زکریا ۴/۸۷ تا ۹۲، کراچی ۲۱-۲۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۳/۱۱/۲۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲ ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۹/۱۰۸۱۵)

نکاح میں وکیل باپ سے مراد کون ہیں اور وکیل محرم ہونا ضروری ہے؟

سوال [۵۳۷۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ نکاح کے رجسٹر میں جہاں لڑکا لڑکی اور گواہوں کے دستخط ہوتے ہیں اسی میں وکیل کا بھی دستخط ہوتا ہے، تو پوچھنا یہ ہے کہ اس وکیل سے کون سا وکیل مراد ہے؟ آیا جو لڑکا یا لڑکی کے گھر شادی کا پیغام لے کر جاتا ہے، وہی مراد ہے یا کوئی دوسرا؟ کیونکہ بعض علاقوں میں ایسا ہوتا ہے کہ نکاح پڑھانے کے وقت جب دو گواہ لڑکا اور لڑکی کے پاس جاتے ہیں، تو اس وقت ایک فرضی وکیل بنالیا جاتا ہے، اور دونوں گواہوں کے ساتھ ساتھ وہ بھی لڑکا اور لڑکی کے پاس نکاح کے وقت موجود رہتا ہے، اس سے زیادہ اس کا اور کوئی کام نہیں ہوتا ہے، اسی کا دستخط نکاح رجسٹر میں ہوتا ہے، اس وکیل کو لڑکا یعنی دولہا میاں سر کے درجہ تک مانتا اور عزت کرتا ہے اور عرف میں اس کو وکیل باپ یا وکیل سر کے نام سے یاد کرتے ہیں اور لڑکی یعنی دولہن بھی اس کو باپ کے درجہ میں مانتی ہے اور ادب و احترام کرتی ہے اور باپ کا درجہ دے کر اس سے بول چال بھی کرتی ہے، تو کیا شرعی اعتبار سے اس طرح کا وکیل بنانا اور اس کو سر کے درجہ تک سمجھنا لڑکی کا اس کو باپ کے درجہ تک سمجھ کر بول چال کرنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: اسرار الحق، مظاہری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نکاح کے رجسٹر میں جن گواہوں اور وکیل کا نام لکھا جاتا ہے، اس سے وہ گواہ اور وکیل مراد ہیں، جو بوقت نکاح مجلس نکاح میں شریک ہوں، ان گواہان اور وکیل کا لڑکی کے لئے محرم ہونا ضروری ہے، نامحرم اجنبی مردوں کے لئے لڑکی سے اجازت لینے کے لئے جانا شرعاً ممنوع اور ناجائز ہے۔

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ . [الأحزاب: ۵۳]

والنظر إلى الأجنبية حرام. (ہندیہ، زکریا ۳۲۹/۵، جدید زکریا

۳۸۲/۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۰/۵۳۷)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲/۱/۲۵ھ

قاضی کا انشاء پر دلالت کرنے والے حال کے صیغہ سے نکاح پڑھانا

سوال [۵۳۷۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ فقہ کی عبارت نکاح کے سلسلہ میں یہ ہے۔

النکاح ینعقد بالإيجاب و القبول بلفظین یعبر بهما عن الماضي،

أو يعبر بأحدهما عن الماضي، والآخر عن المستقبل.

لیکن ناکح صاحب نے اس طریقہ سے ایجاب و قبول کروایا کہ تمہارا نکاح فلاں

ابن فلاں سے بعوض مہر کیا جا رہا ہے یا کیا جاتا ہے، تو مسئلہ یہ دریافت کرنا ہے کہ جو کیا جا رہا

ہے یا کیا جاتا ہے یہ کون سے صیغہ ہوئے اور ان سے نکاح ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں تو نکاح کے

صحیح ہونے کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟

المستفتی: محمد سلیم سینڈا، معلم مدرسہ اشاعت العلوم خیر آباد، سیتار پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: انعقاد نکاح کے لئے ماضی کا صیغہ استعمال کرنا زیادہ مناسب ہے؛ لیکن ایسے حال کے صیغوں سے جو انشاء پر دلالت کرتے ہیں، ان سے بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے؛ لہذا مذکورہ صیغہ کو ایجاب و قبول کے موقع پر استعمال کرنے سے نکاح منعقد ہو جائے گا۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۲/۲۳۴)

ینعقد النکاح بلفظ یصلح للحال والاستقبال مثل أتزوجک وأنکحک.

(الفتاویٰ التاتار خانیۃ، کتاب النکاح، الفصل الأول، زکریا دیوبند ۵/۴، رقم: ۵۳۶۳،

حاشیہ چلبی، مکتبہ امدادیہ ملتان ۲/۶۶، زکریا ۲/۴۴۸) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۶/۲/۱۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۱ صفر المظفر ۱۴۱۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲۶/۳۲۲)

حال کے صیغہ سے ایجاب و قبول کا حکم

سوال [۵۳۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ نکاح خواں نے نکاح پڑھانے میں ایجاب و قبول کے وقت حال کا صیغہ استعمال کیا، یعنی لڑکے سے کہا فلاں کی لڑکی کا نکاح اتنے مہر میں آپ کے ساتھ کیا جا رہا ہے، تو نکاح صحیح ہوا کہ نہیں؟ جبکہ نکاح خواں کو یہ معلوم نہیں کہ حال کا صیغہ استعمال کرنے سے نکاح نہیں ہوگا، تو ایسی شکل میں اس کے پڑھائے ہوئے نکاح کا اعادہ کیا جائے یا کوئی شکل اختیار کی جائے؟

المستفتی: عبدالحوید، مہراج گنج (پوئی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نکاح خواں کے صیغہ حال کے مذکورہ جملہ کے

بعد لڑکے نے اگر قبول کر لیا تھا، تو نکاح منعقد ہو گیا۔ اب اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

وینعقد أيضاً بلفظین وضع أحدهما للمضي والآخر للاستقبال،
أوللحال، فالأول الأمر كزوجني - والثاني المضارع (إلى قوله) إذا لم ينو
الاستقبال. وفي الشامي لو قال بالمضارع ذي الهمزة أتزوجك،
فقلت: زوجت نفسي انعقد. (شامي، زكريا ۴/ ۶۹-۷۲، کراچی ۳/ ۱۰-۱۱)
ینعقد النکاح بلفظ یصلح للحال والاستقبال مثل أتزوجک، وأنکحک.

(الفتاویٰ التاتاریخانیہ، زکریا دیوبند ۵/ ۴، رقم: ۵۳۶/۳، حاشیہ چلپی علی تبیین الحقائق،
زکریا دیوبند ۲/ ۴۸، مکتبہ امدادیہ ملتان ۲/ ۹۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۰/۲/۱۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸ صفر ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۰۳۳۳۲)

قاضی کے پوچھنے پر زوجین کا راضی ہوں کہنا

سوال [۵۳۷۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل
کے بارے میں: کہ اگر شرعی دو گواہوں کی موجودگی میں قاضی نے لڑکی سے صرف اتنا
پوچھا کہ تم فلاں کے ساتھ نکاح کرنے کے لئے راضی ہو، لڑکی نے جواب میں کہا ہاں! میں
راضی ہوں پھر لڑکے سے پوچھا تم راضی ہو، تو اس نے بھی جواب میں کہا ہاں میں راضی ہوں؛
لیکن لڑکے نے یہ نہیں کہا کہ میں نے قبول کر لیا۔

اب سوال یہ ہے کہ بغیر لفظ قبول کے صرف زوجین کا راضی ہوں، اتنا کہنے سے نکاح
منعقد ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: محمد منصور علی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئلہ میں قاضی کے پوچھنے پر زوجین
کا صرف راضی ہوں، کہنا ایجاب و قبول نہیں ہے؛ بلکہ محض نکاح کرنے پر رضا مندی کا

اظہار ہے اور اظہار رضا نکاح کا معاہدہ ہے، عقد نکاح نہیں ہے عقد نکاح کے لئے پھر سے ایجاب و قبول کرنا ضروری ہوگا۔

ولا ینعقد بلفظ الإجارة في الصحيح والإعارة، والإباحة، والاحلال، والتمتع والإجازة والرضا ونحوها الخ. (عالمگیری، کتاب النکاح، الباب الثاني فيما ینعقده النکاح وما لا ینعقده، زکریا دیوبند ۱/۲۷۲، جدید زکریا ۱/۳۳۷، تبیین الحقائق، مکتبہ امدادیہ ملتان ۲/۹۸، زکریا دیوبند ۲/۵۲) (۴)

وینعقد بإيجاب وقبول. (تنویر الأبصار مع الرد، زکریا ۴/۶۸، ۶۹، کراچی ۱۴/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۳/۶/۱۴۱۵ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳/جمادی الثانیہ ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱۰۸۰)

نکاح خواں اور اولیاء کی غیر موجودگی میں نکاح کرنا

سوال [۵۳۷۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک خاتون بنام سعیدہ بی اس کا میرے ساتھ تعلق ہو گیا، اس نے مجھے پسند کیا اور میں نے اس کو پسند، کلیر شریف کے درگاہ میں میرے اور اس کے درمیان نکاح ہوا اور نکاح کے وقت سید آل علی دوسرے مہتاب حسن اور میری سعیدہ بی کی سہیلی زہرہ کی موجودگی میں یہ نکاح عمل میں آیا، میں نے اس سے کہا کہ میں تمہیں اپنی بیوی تسلیم کرتا ہوں اور اس نے مجھ سے کہا کہ میں بھی آپ کو پسند کرتی ہوں اور ان تین مسلمان گواہوں کی موجودگی میں نکاح ہوا اور میں بریلی کا رہنے والا ہوں؛ جبکہ سعیدہ بی ضلع ہردوار موضع گڑگاؤں کی رہنے والی ہے، وہ مجھے اپنے گھر لے گئی تو آپ بتائے کہ ہمارا یہ نکاح شرعی طور پر صحیح ہوا یا نہیں؟ میں اس کو اپنے گھر لے جانا چاہتا ہوں اور وہ بھی میرے گھر آنا چاہتی ہے۔

المستفتی: معشوق حسین، بریلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر مسائل کا بیان واقعی صحیح ہے اور معشوق حسین اور سعیدہ بی کے درمیان نکاح کے لئے جو ایجاب و قبول کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، ان کو سوال نامہ میں ذکر کردہ دونوں مرد گواہوں اور عورت نے سنا ہے، تو شرعی طور پر یہ نکاح درست ہو چکا ہے۔ سعیدہ بی معشوق حسین کی بیوی بن گئی اور معشوق حسین پر سعیدہ بی کے لئے مہر بھی لازم ہو جائے گا۔ اب چونکہ سوال نامہ میں مہر کا ذکر نہیں ہے؛ اس لئے سعیدہ بی کے لئے مہر مثل واجب ہو جائے گا۔ اور اس مہر کے بارے میں سعیدہ بی سے معاملہ طے کر لے۔

و شرط سماع کل من العاقدین لفظ الآخر، لیتحقق رضاہما، و شرط حضور شاہدین حرین، أو حر و حرتین، مکلفین سامعین قولہما معاً۔
(الدرالمختار، کتاب النکاح، زکریا دیوبند ۴/۸۶ تا ۹۱، کراچی ۳/۲۱ تا ۲۲، و ہکذا فی مجمع الأنہر مصری قدیم ۱/۳۲۰، دارالکتب العملیۃ بیروت ۱/۴۷۱، ۴۷۲، ہندیۃ، زکریا ۱/۲۶۷، جدید زکریا ۱/۳۳۲)

و کذا یجب مہر المثل فیما إذا لم یسم مہراً۔ (کتاب النکاح، باب المہر، شامی کراچی ۳/۱۰۸، زکریا دیوبند ۴/۲۴۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۰۱۸/۳۶)

قاضی اور مہر کی وضاحت کے بغیر نکاح کا حکم

سوال [۵۳۸۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے پڑوس میں ایک لڑکا محمد سلیم بن کالقریشی میری لڑکی روبینہ خانم کو بہکا کر ساتھ لے کر فرار ہو گیا۔ اب تک کوئی پتہ نہیں چل سکا ہے کہ دونوں کہاں ہیں، ان دونوں کے

فرضی نکاح کی رسید چاند پور تھانہ میں آئی ہے، جس کی ایک نقل آپ کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے، اس رسید میں نہ یہ تذکرہ ہے کہ نکاح کہاں ہوا اور نہ قاضی کا پتہ ہے، نہ اس کی مہر ہے برائے مہربانی آپ واضح فرمائیں کہ کیا اس طرح کا نکاح شریعت میں جائز ہے یا نہیں؟ اور لڑکی کے ماں باپ کو ان حالات میں کیا کرنا چاہئے؟

المستفتی: خلیق احمد ہاشمی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر لڑکا لڑکی دونوں ہم کفو ہیں اور دونوں بالغ ہیں اور دو مسلمان گواہوں کے سامنے دونوں کا نکاح ہو گیا ہے، تو شرعی طور پر یہ نکاح درست ہو چکا ہے اور اگر دونوں ہم کفو نہیں ہیں، تو لڑکی کے ماں باپ کو اس نکاح پر اعتراض کا حق ہے۔

عن ابن عباسؓ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الأيم أحق بنفسها من وليها. الحديث. (مسند أحمد بن حنبل ۱/۲۹، رقم: ۱۸۸۸، مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي ۶/۱۴۲، رقم: ۱۰۲۸۲، مسلم، كتاب النكاح، باب استئذان الشيب في النكاح..... النسخة الهندية ۱/۴۵۵، بيت الأفكار، رقم: ۱۴۲۱)

فنفذ نكاح حرة مكلفة بلارضى ولي..... وله أي للولي..... الا اعتراض في غير الكفاءة. (شامي، كتاب النكاح، باب الولي، كراچی ۵۵/۳، زکریا ۴/۱۵۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۵/۷/۱۴۳۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵/رجب المرجب ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۴۳۱)

والد کے اجازت لینے کی صورت میں وکیل اور گواہ کا حکم

سوال [۵۳۸۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ اگر لڑکی کے والد خود لڑکی سے نکاح کی اجازت لے لیتے ہیں، تو وکیل اور گواہ کی ضرورت باقی رہتی ہے یا نہیں؟

المسئتي: حمد الہی، مجلہ بھٹی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: د مجلس الگ الگ ہوتی ہیں۔

(۱) مجلس اجازت جہاں پر لڑکی سے اجازت لی جاتی ہے، وہاں پر اجازت کے وقت گواہوں کا ہونا لازم نہیں ہاں البتہ احتیاط کے طور پر گواہوں کو لے جایا جاتا ہے تا کہ بعد میں لڑکی اجازت کا انکار نہ کر سکے۔

یصح التوکیل بالنکاح، وإن لم يحضره الشهود. (ہندیۃ، الباب السادس

في الوكالة بالنکاح وغیرہا، زکریا دیوبند ۱/۴۲۹، زکریا جدید ۱/۳۶۰)

اعلم أنه لا تشترط الشهادة على الوكالة بالنکاح؛ بل على عقد الوکیل، وإنما ينبغي أن يشهد على الوكالة إذا خيف جحد الموکل إياها. (فتح القدیر، فصل في الوكالة بالنکاح وغیرہا، زکریا ۳/۳۰۱، کوئٹہ ۲۰۱/۳، ۲۰۲)

فإن استأذنها هو أي الولي وهو السنة الخ. (در مختار، کتاب النکاح،

باب الولي، کراچی ۳/۵۸، زکریا دیوبند ۴/۱۵۹)

(۲) مجلس عقد جہاں قاضی ایجاب و قبول کراتا ہے، وہاں پر صرف ولی یا وکیل کا ہونا کافی نہیں؛ بلکہ گواہ کا ہونا بھی لازم ہے؛ لہذا خود لڑکی کے والد کو اجازت لیتے وقت گواہوں کو ساتھ میں رکھنا واجب نہیں صرف احتیاط ہے۔

أما الشهادة على التوکیل بالنکاح فليست بشرط لصحته. (شامی،

کتاب النکاح، زکریا دیوبند ۴/۸۷، ۸۹، کراچی ۳/۲۱، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۸۲،

زکریا ۳/۱۴۶، الفتاویٰ تاتارخانیۃ، زکریا دیوبند ۴/۱۴۶، رقم: ۵۷۸۰)

و شرط حضور شاہدین حرین، أو حر و حرتین الخ. (درمختار،
زکریا ۸۷/۴، کراچی ۲۱/۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲/رجب المرجب ۱۴۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۳۳/۵۳۷)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۲/۷/۱۴۱۸ھ

مجبوری میں دی گئی اجازت کا حکم

سوال [۵۳۸۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ صالحہ ایک عقل مند اور بالغ لڑکی ہے، جس کا نکاح اس کے باپ نے زبردستی زید کے ساتھ کر دیا اور رخصتی نہیں ہوئی ہے اور بوقت نکاح لڑکی نے مجبوراً اجازت دی تھی، اب جب لڑکی کو اس لڑکے کے بارے میں جان کاری ملی ہے کہ وہ لڑکا دماغی اعتبار سے درست نہیں ہے اور نہ ہی صحت کے اعتبار سے تو کیا لڑکی اپنے گھر والوں کی مرضی سے اس سے جدائی کا فیصلہ لے سکتی ہے، اس میں شریعت کا کیا حکم ہے لڑکی گنہگار ہوگی یا نہیں؟

المستفتیہ: صالحہ پروین بنت محمد ظہیر چکر کی ملک، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: نکاح کے وقت جب لڑکی نے نکاح کی اجازت

دی ہے اور اجازت کے بعد زید کے ساتھ عقد نکاح ہو چکا ہے، تو شرعی طور پر صالحہ کا نکاح زید کے ساتھ صحیح ہو چکا ہے اور بعد میں دماغی اعتبار سے اور صحت کے اعتبار سے زید کی کمزوری سامنے آنے کی وجہ سے لڑکی اس کے پاس جانے پر راضی نہیں ہے، تو ایسی صورت میں صرف لڑکی کے راضی نہ ہونے کی وجہ سے نکاح ختم نہیں ہوگا؛ بلکہ نکاح بدستور باقی رہے گا اور جب تک زید اس کو طلاق نہ دے گا اس وقت تک لڑکی کا نکاح دوسری جگہ جائز نہ ہوگا۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈائجیل ۱۱/۷۷۱، فتاویٰ رحیمیہ زکریا ۲۲۳/۸)

النکاح موقوف علیٰ اجازتہا، فإن اجازتہ جاز وإن ردتہ بطل.

(ہندیہ، زکریا ۱/۲۸۷، زکریا جدید ۱/۳۵۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۳ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ

۱۴۳۶/۲/۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳/۱۱۹۷)

لڑکی سے نکاح کی اجازت کون کون لے سکتا ہے؟

سوال [۵۳۸۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ لڑکی سے نکاح کے وقت اکثر غیر محرم اجازت لینے کے لئے جاتے ہیں اور لڑکی کی آواز سنتے ہیں اور اس کا محرم نمازی یا پرہیزگار نہیں ہے، ایسے وقت میں نمازی یا کوئی پرہیزگار دیکھ کر غیر محرم کو نکاح کی اجازت کے لئے بھیج دیا جاتا ہے، ایسی حالت کا کیا حکم ہے اور اگر محرم ہے؛ لیکن وہ نمازی یا پرہیزگار نہیں ہے، تو اس کی اجازت کا کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ کو مدلل واضح فرمائیں۔

المستفتی: محمد اہل نکرا، بدایوں

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: محرم کی موجودگی میں غیر محرم کو اجازت کے

لئے بھیج دینا جائز نہیں ہے چاہے، محرم نمازی پرہیزگار نہ ہو تب بھی غیر محرم پرہیزگار کے مقابلہ میں حق دار ہے۔ نیز جو غیر محرم احتیابہ کے پاس جائے گا وہ کہاں پرہیزگار ہوا، حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

عن عقبہ بن عامر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إياكم

والدخول على النساء الحديث. (صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب لا يخلون

رجل بامرأة إلا ذو محرم، والدخول على المغيبة، النسخة الهندية ۲/۷۸۷، رقم: ۵۰۳۶،

ف: ۵۲۳۲، مشکوٰۃ: ۲/۲۶۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۹/ ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۵۰۶۳)

غیر محرم کا وکیل بن کر اجازت لینے کا حکم

سوال [۵۳۸۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ برادری کے معزز لوگوں نے ایک صاحب اولاد نمازی ایماندار باشرع کو نکاح میں وکالت کے لئے منتخب کیا، وکیل صاحب مع دو گواہوں کے لڑکی کے مکان پر جاتے ہیں اور اجازت لے کر گھر میں داخل ہوتے ہیں، قریش برادری میں دولہن سے نکاح کی اجازت لیتے وقت بے پردہ ہوتی ہے اور دیگر لڑکیاں بھی بے پردہ ہوتی ہیں، وکیل صاحب لڑکی سے نکاح کی اجازت لے کر نیچی نظروں سے باہر آ کر نکاح خواں کو آگاہ کرتے ہیں، وکیل صاحب کا یہ عمل جائز ہے یا ناجائز؟

المستفتی: محمد حنیف، اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: پوری برادری کے لئے ایک ہی شخص کو وکیل مقرر کرنا جائز نہیں؛ کیونکہ وہ ہر عورت کا محرم نہیں ہو سکتا؛ لہذا مرد کے لئے غیر محرم عورتوں کے مجمع میں جا کر غیر محرم عورت سے بات چیت کرنا جائز نہیں، ایسا شخص شرعاً فاسق ہے؛ اس لئے اجازت کے لئے جب تک محرم مرد موجود ہو غیر محرم مرد کا وکیل بن کر اجازت لینے کے لئے عورتوں کے مجمع میں جانا جائز نہیں؛ لہذا لڑکی کا محرم مرد ہی اجازت لینے کے لئے جایا کرے۔

عن ابن عباسؓ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا یخلون رجل بامرأة، إلا مع ذی محرم. الحدیث (صحیح البخاری، کتاب النکاح،

باب لا یخلون رجل بامرأة إلا مع ذو محرم، والدخول على المغيبة، النسخة الهندية ۷۸۷/۲، رقم: ۵۰۳۷، ف: ۵۲۳۳)

فإن خاف الشهوة، أو شك امتنع نظرة إلى وجهها، فحل النظر مقيد بعدم الشهوة، وإلا فحرام وهذا في زمانهم، وأما في زماننا، فممنوع من الشابة إلا النظر لا المس لحاجة كقاض، وشاهد يحكم ويشهد عليها لا لتحمل الشهادة في الأصح. وفي الشامية: لأنه يوجد من لا يشتهي فلا ضرورة. (شامي، كتاب الحظر والإباحة، زكريا ديوبند ۵۳۲/۹، كراچی ۳۷۰/۶، وهكذا في

البحر الرائق، كوثه ۱۹۲/۸، زكريا ديوبند ۳۵۲/۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹ھ/۷/۱۲

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲/رجب المرجب ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۳۴/۵۸۵۵)

لڑکی کا قبول کرنے کے بعد اس سے انکار کرنا

سوال [۵۳۸۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نکاح کرنے کے باوجود لڑکی نے جھوٹی قسم کھائی کہ میں نے نکاح قبول نہ کیا، تو نکاح ہو جائے گا یا نہیں؟ اور گواہ موجود ہوں، تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟ اور اگر گواہ نہ ہوں تو کیا حکم ہے؟

المستفتی: نعیم الدین، ریتی محلہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: لڑکی قبولیت نکاح کا انکار کر رہی ہے؛ جبکہ دوسری طرف شوہر کے پاس بیذہ موجود ہے، تو ایسی صورت میں شوہر کا قول قبول کیا جائے گا۔ اور اگر گواہ موجود نہ ہوں اور دخول بھی نہ ہوا ہو تو عورت کا قول قسم کے ساتھ قبول کر لیا جائے گا۔ ولو قال الزوج بلغك النكاح، فسكت. وقالت: رددت ولا بينة

لہما، ولم یکن دخل بها، فالقول قولها-ایہما أقام البینة قبلت بینتہ.

(البحر الرائق، کتاب النکاح، باب الأولیاء والأکفاء، کوئٹہ ۱۱۷/۳، زکریا دیوبند ۲۰۶/۳)

قال الزوج للبکر البالغة بلغک النکاح فسکت. وقالت رددت

النکاح، ولا بینه لہما علی ذلک، ولم یکن دخل بها طوعاً فی الأصح،

فالقول قولها بيمينها علی المفتی به وتقبل بینتہ علی سکوتہا. (الدرمع الرد،

باب الولي، کراچی ۶۳/۳، ۶۴، زکریا دیوبند ۱۶۷/۴، وهكذا في مجمع الأنهر مصري

قديم ۳۳۵/۱، دارالکتب العلمیة بیروت ۴۹۳/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۶ صفر المظفر ۱۴۲۰ھ

۱۴۲۰/۲/۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۲/۶۰۱۶)

اجازت کے وقت بالغہ لڑکی کا کھلکھلا کر ہنسنا

سوال [۵۳۸۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ بالغہ لڑکی سے نکاح کے قبول کے وقت اجازت کے لئے جاوے، تو اس

وقت لڑکی استہزاء کے طور پر کھلکھلا کر ہنس دے تو نکاح منعقد ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: عبدالملک، آسامی، متعلم مدرسہ شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: قبول کے وقت لڑکی کے بطور استہزاء کھلکھلا کر

ہنسنے کی صورت میں یہ اجازت شمار نہیں ہوگی؛ بلکہ یہ عدم رضا پر دلالت کرتا ہے؛ لہذا ایسی

صورت میں نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

إذا ضحكت مستهزئة، فإنه لا يكون إذناً وعليه الفتوى، وضحك

الاستهزاء لا يخفي على من يحضره؛ لأن الضحك إنما جعل إذناً لدلالته

علی الرضا، فإذا لم يدل على الرضا، لم يكن إذناً. (البحر الرائق، كتاب النكاح، باب الأولياء والاكفاء، كوئٹہ ۱۱۲/۳، زکریا ۱۹۸/۳، وھكذا فی الشامی، كراچی ۵۹/۳، زکریا دیوبند ۱۶۰/۴)

إذا ضحكت كالمستهزئة لا يكون رضا، وضحك الاستهزاء لا يخفي على من يحضره. (فتح القدير، دار الفكر مصري قديم ۲۶۴/۳، زکریا دیوبند ۲۵۶/۳، كوئٹہ ۱۶۴/۳، وھكذا فی مجمع الأنهر، مصري قديم ۳۳۳/۱، دار الكتب العلمية بيروت ۴۹۱/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶ صفر المظفر ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۰۲۲۳)

مریضہ کو اجازت دینا یا دہے تو کیا حکم؟

سوال [۵۳۸۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ۱۲ فروری ۲۰۱۲ء بروز بدھ کو میری شادی ہوئی تھی، چھ فروری کو گھر میں معمولی بات پر کہا سنی ہوئی، جس کی وجہ سے میری طبیعت خراب ہوگئی یعنی الجھن، درد، بے چینی ہوگئی اور گھر والوں کو بولنا شروع کر دیا نیند غائب ہوگئی۔

شادی سے دو دن قبل حالت زیادہ خراب ہوئی، نہ چاہتے ہوئے بھی بول رہی تھی گھر والوں پر غصہ کر رہی تھی، ڈاکٹر کو دکھایا گیا، اس نے کہا بس تھوڑی سی پریشانی ہوگئی ہے، پاگل نہیں ہے ٹھیک ہو جائے گی؛ لیکن دوا سے آرام نہیں ملا، میں نے اپنی زبان سے بھی کہنا شروع کیا کہ فلاں فلاں نے جادو کیا، عین ۱۲ تاریخ کی صبح میں ایک عامل کے پاس لے جایا گیا، عامل نے زبردست اثر بتایا، عمل کے علاج کے مطابق نہلایا گیا، نہلانے کے فوراً بعد میں گہری نیند میں سو گئی، نکاح کے وقت اٹھایا گیا۔

یہ بات مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میرے چچا کہہ رہے تھے کہ بیٹا تمہارا نکاح ہوا ہے، میں نے کہا ہاں میں راضی ہوں، عربی زبان میں بھی قبلت رضیت جیسے الفاظ ادا کئے، میرے چچا نے کہا دستخط کرو، میں نے کہا دستخط کی کیا ضرورت ہے؟ بس ہاں کہہ دینا کافی ہے؛ لیکن میرے چچا نے میرے ہاتھ میں قلم تھما دیا نیند کا غلبہ اور کمزوری کے باعث ٹھیک طرح دستخط نہیں کر پائی، پھر میں سو گئی ایک گھنٹے کے بعد اٹھایا گیا، اب میں بالکل خاموش تھی خیر اسی حالت میں رخصتی کر دی گئی؛ لیکن دوران سفر پھر میں نے بولنا شروع کیا سسرال پہنچتے ہی میں نے سامان پھینکا، وہاں بھی کچھ دیر خاموش رہی، کبھی قرآن کی آیت تلاوت کرتی، کبھی عمدہ اشعار پڑھتی اپنی خوبیوں اور برائیوں کا ذکر کیا میری حالت پہلے سے مختلف ہو گئی۔

بہر حال شادی سے دو دن قبل طبیعت زیادہ ناسازگار ہوئی، جو بول رہی تھی غصہ میں صحیح صحیح بول بول رہی تھی جائز ناجائز کی تمیز تھی، سب کو پہچان رہی تھی اور کبھی کبھی کچھ دیر کے لئے خاموش ہو جاتی گھر والوں کو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ میں ہوش و حواس کے ساتھ بول رہی ہوں، میری ہر خواہش پوری کی جا رہی تھی اور میں یہ بھی کہہ رہی تھی کہ میں وہاں خاموش رہوں گی، بس مجھے اس گھر سے نکال دو؛ لیکن طبیعت ٹھیک ہو جانے کے بعد میں نے غور کیا تو کچھ باتیں یاد نہیں ہیں اور کچھ یاد ہیں (ایسا لگتا ہے کہ کبھی کبھی میرا دماغ ٹھیک طرح سے کام کرنے لگتا)

اب موجودہ صورت حال میں نکاح درست ہے یا نہیں؟ کتاب و سنت کی روشنی میں تسلی بخش جواب دیں۔

نوٹ: قبل نکاح رضا مندی تھی، وقت نکاح زبان سے جو الفاظ ادا کئے وہ یاد ہیں۔

○ حالت صحت میں بھی رضا مند تھی۔

○ نکاح سے ایک دن قبل ڈاکٹر کو دکھایا گیا، ڈاکٹر نے پاگل نہیں بتایا۔

○ حالت بیماری میں کبھی بے ہوش نہیں ہوئی۔

○ زندگی میں اس طرح کا کبھی کوئی واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔

○ 10, 11, 12, 13 تاریخ کی بہت سی باتیں ابھی بھی یاد ہیں۔

سوال: کیا لڑکی سے اذن لیتے وقت لڑکے والوں کی طرف سے گواہ کا ہونا ضروری ہے؟

المستفتیہ: زینت خاتون بنت مولا نا غریب اللہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ سے واضح ہوتا کہ نکاح کی اجازت لیتے

وقت لڑکی کے ہوش و حواس درست تھے، وہ خود لکھ رہی ہے کہ اجازت دینا مجھے خود یاد ہے، اور زبانی اجازت دیدی ہے اور دستخط بھی جیسے تیسے کی ہوں وہ یاد ہے، نکاح منعقد ہونے کے لئے اتنا ہوش و حواس کافی ہے؛ اس لئے مذکورہ واقعہ میں لڑکی کی طرف سے اجازت صحیح ہوگئی اور نکاح بھی درست ہو گیا اور میاں بیوی کے درمیان ازدواجی تعلق بھی جائز اور حلال طریقہ سے قائم ہوا ہے۔

وينعقد نكاح الحرة العاقلة البالغة برضاها. وقوله ووجه الجواز أنها تصرف في خالص حقها وهي من أهلها لكونها عاقلة مميزة. (هداية، كتاب النكاح، باب في الأولياء والأقفاء اشرفي بکڈپو دیوبند ۲/۳۱۳-۳۱۴)

(۲) لڑکی سے اجازت لیتے وقت گواہوں کا وہاں موجود ہونا لازم نہیں ہے اور لڑکے والوں کی طرف سے گواہوں کا ہونا بھی ضروری نہیں ہے؛ بلکہ غیر محرموں کا گواہ بن کر جانا شرعی طور پر بے حیائی اور بے پردگی کی وجہ سے ناجائز ہے، ہاں البتہ نکاح کی مجلس میں ایجاب و قبول کے وقت گواہوں کا ہونا ضروری ہو سکتا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ جدید ۸/۱۴۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۱۲۰۱۸)

مذاق میں ایجاب و قبول

سوال [۵۳۸۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ محمد زید نے دو گواہوں کی موجودگی میں آسیہ خانم سے کہا کہ میں محمد زید بن عقیل احمد نے آسیہ خانم ولد ریاضت علی مرحوم خانم کو اپنے نکاح میں قبول کیا، اس پر آسیہ خانم نے کہا میں نے قبول کیا، میں نے قبول کیا، میں نے قبول کیا؛ زید آسیہ اور دونوں گواہ سب بالغ ہیں اور ایک مجلس میں ہی ایجاب و قبول ہوا ہے، مگر لڑکی کہتی ہے کہ وہ میں نے مذاق میں کہا تھا، تو کیا نکاح منعقد ہو گیا؟ اور اب طلاق دیئے بغیر لڑکی دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی؟ لڑکی پٹھان برادری کی ہے اور لڑکا شیخ عثمانی برادری کا ہے۔

المستفتی: محمد زید چندوسی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسئلہ صورت میں محمد زید (شیخ عثمانی) نے دو بالغ مسلمان گواہوں کی موجودگی میں آسیہ خانم بنت ریاضت علی مرحوم (پٹھان) کے ساتھ مذاق میں ایجاب و قبول کیا ہے اور دونوں ہم کفو بھی ہیں، تو ایسی صورت میں مذاق میں کیا ہوا نکاح صحیح اور درست ہو گیا؛ لہذا طلاق دیئے بغیر لڑکی دوسری جگہ اپنا نکاح نہیں کر سکتی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۷۵/۱۶)

عن أبي هريرة^{رض}، أن النبي صلى الله عليه وسلم، قال ثلث جدهن جد، وهزلهن جد، النكاح، والطلاق، والرجعة. (ترمذي، كتاب الطلاق، باب ما جاء في الجد والهزل في الطلاق ۱/۲۲۵، رقم: ۱۱۸۴)

قال أبو حنيفة: في نكاح اللعب والهزل أنه جائز كما يجوز نكاح الجد. (اعلاء السنن، مطبع عباس احمد الباز، مكة المكرمة ۱۱/۱۵۲، كوثنه ۱۱/۱۳۳)

حقيقة الرضا غير مشروطة في النكاح لصحته مع الإكراه والهزل. (شامي، زكريا ۴/۸۶، كراچی ۳/۲۱)

وفي الظهيرية: الأصل أن النكاح يصح مع الهزل. (الفتاوى التاتارخانية، زكريا ديوبند ۴/۱۸۵، رقم: ۵۹۱۵، الأشباه والنظائر، القاعده الأولى قديم ۴۲، الموسوعة الفقهية الكويتية ۲/۲۸۰)

الحرۃ العاقلۃ البالغة إذا زوجت نفسها من رجل هو كفء لها بکرا
 كانت أو ثيباً نفذ النکاح في ظاهر رواية أبي حنيفة: إلا أن الزوج إذا لم
 یکن کفء فلأولياء حق الاعتراض. (تاتارخانیة، ۱۰۰/۴، رقم: ۵۶۴۴)

فنفسد نکاح حرۃ مکلفة بلا رضا ولي.....والاعتراض في غير الکفء
 أي في تزويجها نفسها من غير کفء. (درمختار مع الشامی، زکریا ۱۰۴/۴،
 ۱۵۵، کراچی ۵۶/۳، ۵۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲/ ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۰۵۶/۳۹)

لڑکی کا نکاح میں ایجاب و قبول کے بجائے دستخط کرنا

سوال [۵۳۸۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
 بارے میں: کہ زید سے بوقت نکاح قاضی صاحب نے ایجاب و قبول کرا لیا؛ لیکن ہندہ
 سے جس سے زید کا نکاح ہو رہا تھا قبول زبانی نہیں کرایا گیا؛ بلکہ ہندہ نے نکاح کی رسید پر اپنی
 رضامندی سے دستخط کر دئے کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایسی صورت میں نکاح ہی نہیں ہوا زبانیان
 سے قبول کرانا ضروری تھا وہی نہیں ہوا ہے۔

المستفتی: محمد شریف نئی آبادی، جامع مسجد مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مسئلہ میں نکاح منعقد ہو گیا اور جن
 لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ نکاح نہیں ہوا صحیح نہیں ہے؛ کیونکہ جب قاضی نے وکیل کی اجازت سے
 وکیل کی موجودگی میں ایجاب کیا اور شوہر نے قبول کر لیا اور عورت نے منع بھی نہیں کیا؛ بلکہ رضا
 مندی سے دستخط کر دئے تو ایجاب و قبول پائے جانے کی بنا پر نکاح صحیح ہو گیا۔

عن ابن عباسؓ، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الثيب أحق بنفسها من وليها، والبكر تستأمر، وإذنها سكوتها. (صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب استئذان الثيب في النكاح بالنطق..... النسخة الهندية ۱/ ۴۵۵، بيت الأفكار رقم: ۱۴۲۱)

فإن استاذنها هو أي الولي، أو وكيله، أو رسوله، أو زوجها وليها وأخبرها رسوله، أو فضولي عدل فسكتت عن رده مختارة..... فهو أذن.

(الدر المختار مع الشامی، کتاب النکاح، باب الولی، زکریا دیوبند ۴/ ۵۹ تا ۶۱، کراچی ۳/ ۵۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱۳/ ۱۲/ ۱۴۱۶ھ
 (فتویٰ نمبر: الف/ ۳۲/ ۵۴۶)

الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۳/ ۷/ ۱۴۱۶ھ

عورت نے شرعی گواہوں کی موجودگی میں کسی کو اختیار دیا اور اس نے قبول کر لیا

سوال [۵۳۹۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کسی عورت نے کسی مرد سے دومر داوردو عورتوں کی موجودگی میں کہا کہ میں تم سے نکاح کروں گی میں نے تم کو اپنے نفس کا اختیار دیا مرد نے کہا میں نے قبول کر لیا، تو کیا یہ نکاح درست ہوا اور مرد کا اس عورت سے وصل جائز ہے یا نہیں؟ اور دونوں کے درمیان مہر کا کوئی تذکرہ نہیں ہوا صرف حویلی کا تذکرہ ہوا عورت نے ایجاب میں حویلی لینے کا تذکرہ کیا مرد نے حویلی دیتے ہوئے کہا قبول کیا۔

المستفتی: حکیم محبوب احمد، اغوان پور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مسئلہ میں نکاح منعقد ہو چکا ہے، دونوں کامیاں بیوی کی طرح زندگی گزارنا جائز ہے، جس حویلی کے لین دین کا تذکرہ ہوا ہے وہی مہر قرار پائے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۷/ ۵۵، ایضاً ۸/ ۲۶۲)

ینعقد بلفظ النکاح والتزویج کان علی وجه الخبر علی الماضي نحو أن تقول المرأة زوجت نفسي منك بكذا بمحضر من الشهود فيقول الرجل قبلت، أو يكون علی وجه الاستقبال بأن يقول الرجل للمرأة أتزوجك علی كذا، فتقول المرأة قبلت. (فتاویٰ خانیة علی الهندیة، کتاب النکاح، الفصل الأول فی الالفاظ التي ینعقد بها النکاح، زکریا ۱/۳۲۱، زکریا جدید ۱/۱۹۶)

(وتجب) العشرة (إن سماها أو دونها) ويجب (الأكثر منها إن سمي) الأكثر. (الدر المختار، کتاب النکاح، باب المهر، زکریا دیوبند ۴/۲۳۳، کراچی ۱۰۲/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱/رجب المرجب ۱۴۱۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۲۵۲۶)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۶/۷/۱ھ

بوقت نکاح لڑکی کے نام کی تبدیلی

سوال [۵۳۹۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی دولڑکیاں ہیں نازمین، یاسمین ان میں سے بڑی یعنی نازمین کی شادی کرنی تھی۔ اب بوقت نکاح نکاح خواں کے نکاح پڑھاتے وقت وکیل سے نام لینے میں غلطی ہوگئی، انہوں نے بڑی لڑکی کا نام نہ لے کر چھوٹی کا لے لیا، اس وقت کسی کو اس کا احساس نہ ہوا؛ لیکن رخصتی میں وہی لڑکی سسرال گئی، جس سے شادی طے تھی، اگلے دن جب شوہر اس لڑکی سے مل چکا تو تحقیق سے معلوم ہوا کہ نکاح چھوٹی لڑکی سے ہوا ہے نہ کہ بڑی سے؛ کیونکہ چھوٹی ہی کا نام لیا گیا تھا، اب ایک مولوی صاحب نے بتایا کہ اس کو طلاق دے کر بڑی لڑکی کا نکاح دوبارہ پڑھو، ہم نے ان کی ہدایت کے مطابق ایسا

کر لیا، تو کیا یہ درست ہے، اب چھوٹی لڑکی پر عدت واجب ہے یا نہیں؟ اور اس کی عدت میں فوراً نکاح درست ہو یا نہیں؟

المستفتی: خالد ضمیر ایڈوکیٹ، راپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ کی صراحت کے مطابق جو مسئلہ مولوی صاحب نے بتایا ہے وہ درست ہے؛ کیونکہ جب چھوٹی لڑکی کا نام مجلس نکاح میں شوہر کے سامنے ذکر کیا گیا، تو شوہر نے اسی کو نکاح میں قبول کیا؛ لہذا بڑی لڑکی کا نکاح اصلاً نہ ہوا اور چھوٹی کے ساتھ درست ہو گیا۔

ولولہ بنتان أراد تزویج الکبریٰ فغلط فسماہا باسم الصغریٰ صح
للصغریٰ خانۃ۔ (در مختار علی الشامی، زکریا ۹۷/۴، کراچی ۲۶/۳)
اب بڑی کو رکھنے کے لئے چھوٹی کو طلاق دینا ضروری ہے اور چونکہ اس چھوٹی سے خلوت وغیرہ کچھ بھی نہیں ہوئی تو اس پر عدت وغیرہ کچھ بھی لازم نہیں اور اس کو طلاق کے فوراً بعد بڑی سے نکاح درست ہے۔

لا یجب العدة علیہا - لو طلقها قبل الخلوۃ۔ (حانیۃ علی ہندیۃ، زکریا
۵۹/۱، زکریا جدید ۳۴۷/۱، ہکذا فی در مختار علی الشامی،
زکریا ۱۸۰/۵، کراچی ۵۰/۴)

لیکن بڑی لڑکی کے ساتھ جو رخصتی اور ہمبستری ہوئی ہے، وہ شرعاً ناجائز ہوئی ہے؛ اس لئے دونوں اس فعل میں اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور جن لوگوں نے اس غلط طریقہ پر رخصت کرایا ہے، ان کو بھی اپنی غلطی پر توبہ کر لینا ضروری ہے فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
کاتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۳/۱۸ھ

۱۷ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۵۵۲)

نکاح کی رسید میں لڑکی، لڑکا کا نام بدلا ہوا ہو تو کیا حکم؟

سوال [۵۳۹۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکا جو علی گڑھ کا رہنے والا ہے، اس نے اپنے ماں باپ کی بلا مرضی کے ایک لڑکی کے ساتھ نکاح کر لیا ہے، جبکہ لڑکی کا نام بتایا جاتا ہے کہ ثانیہ ہے اور نکاح کے کاغذ میں اس کا نام سنیلہ ہے، لڑکے کا نام فضیل ہے اور نکاح کے کاغذ میں لڑکے کا نام محمد فضل ہے، آپ سے یہ فتویٰ لینا چاہتے ہیں کہ یہ نکاح ہوا یا ہیں، اس کا ڈپلیکیٹ کاغذ بھی ہم اس خط کے ذریعہ بھیج رہے ہیں، آپ مہربانی کر کے فتویٰ کے ذریعہ خط کے ساتھ میرے پاس بھیج دیں، آپ کی بہت مہربانی ہوگی۔

المستفتی: قاری محمد میاں، جان نوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نکاح کی رسید بھی دیکھ لی گئی ہے، نکاح کی رسید میں بھی لڑکے کا نام فضل نہیں ہے؛ بلکہ فضیل ہے اور واقع میں بھی اس کا نام فضیل ہی ہے؛ البتہ لڑکی کا نام نکاح کی رسید میں سنیلہ ہے؛ جبکہ حقیقت میں اس کا نام ثانیہ ہے، تو ایسی صورت میں جس وقت نکاح ہو رہا تھا، اس وقت لڑکی اگر بنفس نفیس موجود تھی تو نام غلط ہونے کی باوجود اس کا نکاح صحیح ہو چکا ہے اور اگر نکاح کی مجلس میں لڑکی موجود نہیں رہی ہے اور نکاح خواں نے اپنی زبان سے صحیح نام لے کر کے نکاح پڑھایا ہے اور رسید میں غلط لکھا گیا ہے، تب بھی نکاح درست ہو چکا ہے، ہاں البتہ اگر بوقت نکاح نکاح کی مجلس میں یا جہاں نکاح ہو رہا تھا، وہاں پر لڑکی موجود نہیں تھی اور اس کے نام ثانیہ کے بجائے اس کا سنیلہ نام لیا ہے، اور لڑکی کے ماں باپ کا نام بھی نہیں لیا گیا ہے، تو ایسی صورت میں ثانیہ کے ساتھ نکاح منعقد نہیں ہوا؛ اس لئے کہ اس شکل میں لڑکی متعین نہیں

ہوئی اور نکاح کے اندر لڑکی کا متعین ہونا لازم ہوتا ہے۔

لابد من ذکر اسمها واسم أبيها وجدها، وإن كانت معروفة عند الشهو
على قول ابن الفضل وعل قول غيره: يكفى ذكر اسمها إن كانت معروفة
عندهم وإلا فلا (وقوله) لو زوجه بنته ولم يسمها وله بنتان لم يصح للجهالة،
بخلاف ما إذا كانت له بنت واحدة إلا إذا سماها بغير اسمها ولم يشر إليها
فإنه لا يصح. (شامی، زکریا ۴/۹۰، کراچی ۲/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۳ رجب المرجب ۱۴۳۶ھ

۲۳/۷/۱۴۳۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۲۱۶۴)

بیوی کا نام بوقت نکاح شاہین سلطانہ کے بجائے شاہین پروین لینا

سوال [۵۳۹۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ میرا نکاح ۲۰۰۹ء میں ہوا، اور میں مدرسہ مدینۃ العلوم بیدر کرناٹک میں
شعبہ حفظ میں مدرس ہوں، نکاح کے بعد میں مدرسہ کی خدمت میں مصروف تھا دو مہینہ کے
کچھ ہی دنوں بعد حمل کی خوشی بھی نصیب ہوئی، مگر اہلیہ کے کچھ پیٹ کے عارضہ کی وجہ حمل گرا
اور کئی مرتبہ سال میں گرا، اس کے بعد ازدواجی زندگی کے موڑ بدل گئے اور مجھے مدرسہ سے
زبردستی دوسری طرف لے گئے سسرال والے، اور شرط رکھی کہ مدرسہ چھوڑ دو ورنہ بیوی کو چھوڑ دو
میں مدرسہ کو چھوڑ کر دوسرے طرف جو سسرال کے قریب تھا وہاں چلا گیا ان کے ساتھ بدرجہ مجبوری
وہاں سے دوسری طرف رکھا گیا مجھے، اور سسرال والے بھی ایک دینی مدرسہ کے ذمہ دار ہیں
جو میرے ماموخر بھی لگتے ہیں، مجھے اور بیوی کو الگ کر دیا گیا، مدرسہ میں تنخواہ بھی رکوائی
میری اور مدرسہ سے جبراً ہٹا دیا گیا اور دوسرے کسی مدرسہ کی جگہ جاتا تو وہاں بھی منع کرتے
تقریباً ایسا دو سال پریشان کر کے بیوی کو بھی نہیں بھیجا ہمارے پاس، کہ تھوڑی تنخواہ میں

مدرسہ کے تم پال نہیں سکو گے اور تم کچھ بیوی کا خیال نہیں کر سکو گے، دو سال سے تین سال بیوی سے الگ رکھا، والدین کو ہمارے دھمکاتے تھے، میں مدرسہ کی خدمت سے بھی دور اور بیوی سے بھی دور کر دیا گیا، مجھے تقریباً تین سال تک اس کے بعد خلع کے لئے بلایا گیا، مجھے اور قاضی صاحب کے پاس بیوی کی غیر موجودگی میں طلاق بائنہ خلع دو گواہوں کے سامنے زبردستی کر کے بیوی کا نام شاہین سلطانہ ہے تو شاہین پروین کہہ کر بلوایا گیا، میری نیت بھی نہیں تھی اور نام بیوی کا بدلا ہوا تھا، شاہین سلطانہ تھا تو شاہین پروین تحریر کیا گیا، جو بعد میں غلط ثابت کر کے پریشان بھی کر سکتے ہیں، شادی کے فارم اور اسکول فہرست میں شاہین سلطانہ ہے، خلع کے وقت شاہین پروین تحریر کر کے طلاق بائنہ خلع بلوایا گیا، بیوی کی غیر موجودگی میں اور نام بھی بدلا تھا، میری نیت بھی نہیں تھی۔

نوٹ: بعد میں قاضی کے پاس میری اہلیہ سے میری غیر موجودگی میں دستخط کرایا ہے، ماموخر جو دینی مدرسہ کے ذمہ دار بھی ہیں۔ جواب چاہتا ہوں کہ طلاق بائنہ خلع بغیر نیت شوہر کے اور نام بدل کے ہوتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: حافظ معزم، وجے نگر، مہاراشٹر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بیوی کا نام شاہین سلطانہ کے بجائے شاہین پروین لکھنے کی وجہ سے نام کے تعین میں کوئی فرق نہیں آتا؛ اس لئے کہ صرف شاہین لکھنا بھی تعین کے لئے کافی ہے۔ اب رہی خلع نامہ پر دستخط کرنے کی بات تو اگر شوہر نے خلع نامہ خود نہیں تیار کرایا ہے اور نہ ہی اس پر بخوشی دستخط کیے ہیں؛ بلکہ جبر و اکراہ کی وجہ سے دستخط کیے ہیں؛ لیکن زبان سے کچھ نہیں کہا ہے، تو ایسی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی اور شوہر کی طرف سے خلع بھی درست نہ ہوگا اور اگر جبر و اکراہ کے ساتھ دستخط نہ کرتا تو شوہر کے اوپر کسی قسم کا خطرہ نہیں تھا، پھر بھی شوہر نے خلع نامہ پڑھ کر دستخط کر دیئے ہیں، تو خلع اور طلاق بائنہ صحیح ہوگئی اور اس سے ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی ہے، وقوع طلاق کے لئے نیت شرط نہیں ہے؛

بلکہ بخوشی لکھنے اور تحریر پر بلانیت دستخط کر دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

الکتابة علی نوعین: إن كانت مرسومة يقع الطلاق نوی أو لم ينو.

(ہندیہ، کتاب الطلاق، باب فی ایقاع الطلاق، الفصل السادس فی الطلاق بالکتابۃ، زکریا

۳۷۸/۱، جدید زکریا ۴۴۵/۱، خانۃ علی الہندیہ زکریا ۴۷۱/۱، زکریا جدید ۲۸۷/۱)

رجل أكره بالضرب والحبس على أن يكتب طلاق امرأته فلانة

بنست فلان، فکتب: امرأته فلانة بنت فلان بن فلان طالق لاتطلق امرأته ؛

لأن الکتابۃ أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة ههنا. (خانۃ علی الہندیہ

۴۷۲/۱، زکریا جدید ۲۸۷/۱، ہندیہ زکریا ۳۷۹/۱، زکریا جدید ۴۴۶/۱)

وحكمه أي الخلع وقوع الطلاق البائن. (ہندیہ، زکریا ۴۸۸/۱، زکریا

جدید ۵۴۸/۱، شامی، کراچی ۴۴۴/۳، زکریا ۹۱/۵-۹۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۶/۲/۲۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۳ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۲۱۶۴/۴۱)

قاضی نے چھوٹی بہن کے بجائے شادی شدہ بڑی بہن کے نام سے نکاح پڑھا دیا

سوال [۵۳۹۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: (۱) کہ وکیلہ کی شادی زید کے ساتھ تقریباً چار سال پہلے ہو چکی ہے، پھر عقیلہ کی

شادی جو وکیلہ کی چھوٹی بہن ہے، بکر کے ساتھ ہوئی، بکر کا پیغام نکاح عقیلہ سے طے ہوا، مگر

قبولیت نکاح کے وقت بجائے عقیلہ کے نام کے وکیلہ کے نام سے قبولیت ہوئی اور رجسٹر نکاح

پر بھی وکیلہ کا نام درج ہوا اور بعد نکاح رخصتی عقیلہ کی ہوئی جس سے بکر کا پیغام نکاح طے تھا؛

لہذا اس نکاح کا حکم شرعی مطلوب ہے۔

(۲) کچھ عرصہ کے بعد عقیلہ کا شوہر بکر کہتا ہے کہ میرا نکاح تجھ سے نہیں ہوا؛ بلکہ وکیلہ

سے ہوا ہے اور میں تجھے طلاق دے چکا اور جا تو آزاد ہے، صورت مذکورہ کا شرعی حکم کیا ہے اور اب دونوں کی باہم زندگی گزارنے کی کوئی شکل ہے؟

المستفتی: صلاح الدین، سپہر، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ صورت میں بکر کا نکاح نہ وکیلہ سے ہوا ہے اور نہ ہی عقیلہ سے ہوا ہے، وکیلہ کے ساتھ تو اس لئے نہیں ہوا کہ وہ دوسرے مرد کے نکاح میں ہے، عقیلہ کے ساتھ اس لئے نہیں ہوا ہے کہ بوقت نکاح اس کا نام نہیں لیا گیا اور نہ ہی رجسٹر نکاح میں اس کا نام ہے۔

ولولہ بنتان أراد تزویج الکبریٰ، فغلط فسماہا باسم الصغریٰ صح

للصغریٰ۔ (درمختار، کراچی ۲۶/۳، زکریا ۹۷/۴)

لہذا اس کے بعد بکر نے جو عقیلہ کو طلاق دی ہے وہ شرعاً واقع نہیں ہوئی اور اب اگر ساتھ رہنا چاہتے ہوں تو شرعی طریقہ سے نکاح کر کے رہ سکتے ہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ

۲۱۲/۱۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۵/۳/۱۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۱ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹۰۰)

قاضی نے لڑکی کا نام بدل دیا تو نکاح ہوا یا نہیں؟

سوال [۵۳۹۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید نے اپنی بڑی لڑکی محمد النساء کی شادی کی، نکاح کا وقت جب آیا تو وکیل اور گواہوں نے اذن محمد النساء سے لیا اور لڑکی نے اذن دیدیا، لیکن وکیل اور گواہوں نے قاضی سے مہر النساء چھوٹی لڑکی کا نام بتادیا اور قاضی صاحب نے چھوٹی لڑکی مہر النساء کے نام

سے ایجاب و قبول بھی کرادیا اور رخصتی بڑی لڑکی محمد النساء کے ساتھ ہوئی کئی روز میں پتہ چلا کہ چھوٹی لڑکی مہر النساء کا نام رجسٹر میں ہے، اس حالت میں اب کیا کریں؟

المستفتی: سراج الدین، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب بوقت عقد نکاح قاضی نے شوہر کے سامنے بڑی لڑکی محمد النساء کا نام نہیں لیا، تو محمد النساء کے ساتھ نکاح صحیح نہیں ہوا؛ لہذا محمد النساء کو شوہر کے ساتھ بیوی بن کر رہنا جائز نہیں ہوگا؛ بلکہ مذکورہ عقد نکاح میں جب چھوٹی لڑکی مہر النساء کا نام لیا ہے اور شوہر نے اسی کو قبول کر لیا ہے، تو اس کا نکاح صحیح ہو گیا ہے۔

اب محمد النساء کا نکاح صحیح ہونے کے لئے یہ صورت ہو سکتی ہے کہ دوبارہ محمد النساء کے ساتھ عقد نکاح کر لیا جائے یا محمد النساء کو چھوڑ کر مہر النساء کو رخصت کرادیں؛ اس لئے کہ شادی میں سگائی وغیرہ کے ذریعہ سے لڑکی کی اصل تعیین نہیں ہوتی؛ بلکہ بوقت نکاح صریح الفاظ سے نام ذکر کرنے سے اصل تعیین ثابت ہوتی ہے۔

إذا وقعت الخطبة على إحداهما ووقت العقد عقدا باسم الأخرى خطأ، فإنه يصح على التي سميها وذلك لأن مقدمات الخطبة قرينة معينة إذا لم يعارضها صريح والتصريح بذلك الأخرى صريح فلا تعمل معه القرينة الخ. (منحة الخالق، كتاب النكاح، زكريا ۳/۱۵۰، كراچی ۳/۸۴) فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۳ رذی الحجہ ۱۴۱۲ھ

۱۴۱۲/۱۲/۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۷۳۷)

قاضی نے دو بہنوں کے نکاح میں ایک کا نام دوسری کی جگہ لے لیا

سوال [۵۳۹۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ دو بہنوں کا ایک ساتھ نکاح ہوا ہندہ کا رشتہ خالد کے ساتھ اور زینب کا رشتہ بکر کے ساتھ ہوا اور وکیل نے لڑکیوں سے اجازت بھی اسی طرح لیا (ہندہ سے خالد سے نکاح کے لئے اجازت لی اور زینب سے بکر سے نکاح کے لئے) اس کے بعد بوقت نکاح نکاح خواں نے ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ اور زینب کا نکاح خالد کے ساتھ کر دیا، معاملہ بالکل الٹا ہو گیا، پھر اس کے سابقہ طے شدہ رشتہ کے اعتبار سے ہندہ کی رخصتی خالد کے ساتھ اور زینب کی رخصتی بکر کے ساتھ کر دی اور ہمبستری بھی ہو گئی، اس کے بعد علماء سے مسئلہ معلوم کیا، تو پتہ چلا کہ ہندہ کا نکاح خالد کے ساتھ اور زینب کا نکاح بکر کے ساتھ ہوا ہی نہیں ہے۔

اب اس کے تحت مفتی صاحب سے دو باتیں معلوم کرنی ہیں۔

(۱) اس مسئلہ کا حل کیا ہوگا اور ہندہ کے خالد کی زوجہ بننے اور زینب کے بکر کی زوجہ بننے کی کیا شکل ہوگی؟

(۲) اس رخصتی میں جو ہمبستری ہوئی ہے، یہ ہمبستری زنا کے مرادف ہے یا وطی بالشبہ ہے، اگر وطی بالشبہ ہوئی ہے، تو اس سے علیحدگی کی صورت میں عدت گزارنا لازم ہوگی یا نہیں؟ اگر استقرار حمل ہو گیا ہے تو ثبوت نسب کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: شعیب احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب دو بہنوں کا نکاح ایک مجلس میں ہونے لگے، تو وکیل اور نکاح خواں کو انتہائی بیداری اور سمجھداری سے نکاح کا ایجاب و قبول کرانا چاہئے ورنہ ادل بدل ہو کر کے ایسا ہی خطرناک واقعہ پیش آ سکتا ہے جیسا کہ سوال نامہ میں ہوا ہے۔

اب مذکورہ واقعہ میں خالد کا نکاح ہندہ کیساتھ اور زینب کا نکاح بکر کے ساتھ نہیں ہوا ہے؛ بلکہ ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ ہو کر ہندہ بکر کی زوجیت میں آ گئی اور زینب کا نکاح خالد سے ہونے کی وجہ سے زینب خالد کی زوجیت میں آ گئی، مگر رخصتی اس کے برخلاف ہوئی ہے کہ بکر کی بیوی ہندہ خالد کے ساتھ رخصت کر دی گئی اور خالد کی بیوی زینب بکر کے ساتھ

رخصت کر دی گئی اور دونوں کی شب باشی شرعی طور پر ناجائز ہوئی ہے؛ اس لئے فوری طور پر ہندہ کو بکر کے حوالہ کر دیا جائے اور زینب کو خالد کے حوالہ کر دیا جائے اور مذکورہ رخصتی میں جو ہمبستری ہوئی ہے اس سے توبہ کر لیں اور اگر یہی چاہتے ہیں کہ سابقہ طے شدہ رشتہ کے مطابق ہندہ خالد کی زوجیت میں دی جائے، تو زینب خالد کے نکاح سے فوری طور پر الگ ہو جائے اور عدت گزارنے کی ضرورت نہیں کہ وہ خالد کی مدخولہ نہیں ہے، پھر زینب کا نکاح بکر کے ساتھ کر دیا جائے، اسی طرح بکر ہندہ کو طلاق دیدے اور ہندہ چونکہ بکر کی مدخولہ نہیں ہے؛ اس لئے اس پر بھی عدت گزارنا لازم نہیں، پھر ہندہ کا نکاح خالد کے ساتھ کر دیں، اس کے بعد جیسے رخصتی کی ہے، اسی طرح رخصتی صحیح ہو جائے گی۔ اس تحریر کے ذریعہ سوال کے ہر پہلو کا جواب واضح ہو چکا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۳۹/۱)

اس کے جزئیات ملاحظہ فرمائیے:

وكان أبو حنيفة في وليمة في الكوفة وفيها العلماء، والأشراف وقد زوج صاحبها ابنه من اختين فغلطت النساء فزفت كل بنت إلى غير زوجها ودخل بها فأتى سفيان بقضاء عليّ كل منهما المهر، وترجع كل زوجها فسل الإمام فقال عليّ بالغلामين فأتى بهما، فقال: أوجب كل منكما أن يكون المصائب عنده قال نعم! فقال لكل منهما: طلق التي عند أخيك، ففعل، ثم أمر بتجديد النكاح فقام سفيان فقبل بين عينيّه. (الإشباع والنظائر، الفن السابع الحكايات والمرسلات ۲/ ۳۲۴)

حكي في المبسوط أن رجلاً زوج ابنه بنتين فأدخل النساء زوجة كل أخ عليّ أخيه فأجابها العلماء بأن كل واحد يحتجب التي أصابها وتعتد لتعود إلى زوجها، وأجاب أبو حنيفة بأنه إذا رضي كل واحد بموطوء ته يطلق كل واحد زوجته ويعقد عليّ موطوء ته ويدخل عليها للحال؛ لأنه صاحب العدة، ففعلاً كذلك ورجع العلماء إلى جوابه.

(شامی، کتاب الطلاق، باب العدة، مطلب: حكاية أبي حنيفة في الموطوءة بشبهة،
کراچی ۵۰۷/۳، زکریا ۵/۱۸۳، ۱۸۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ ذی الحجہ ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۱/۱۱۷)

دو بہنوں کے نکاح میں قاضی نے نام بدل دیا

سوال [۵۳۴۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی دو لڑکیاں ہیں، ایک کا نام ثاقبہ، دوسری کا نام شگوفہ۔ شگوفہ کا نکاح خالد سے ہونا طے تھا، بارات زید کے گھر آئی نکاح پڑھا گیا، ایجاب و قبول کراتے وقت قاضی نے خالد کے سامنے بجائے شگوفہ کا نام لینے کے ثاقبہ کا نام لیا، لوگوں کے توجہ دلانے پر بھی دوبارہ ثاقبہ ہی کا نام لیا؛ جبکہ شوہر خالد نے دونوں مرتبہ خاموشی اختیار کی اور زبان سے کلمہ قبول نہیں نکالا، اس کے بعد رخصتی شگوفہ کے ساتھ ہو گئی۔

اب سوال یہ ہے کہ خالد کا نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟ اگر منعقد ہوا تو شگوفہ سے ہوا یا ثاقبہ سے، اسی واقعہ کے بعد ثاقبہ کا نکاح دوسرے شخص سے ہو چکا ہے، فی الحال شگوفہ خالد کے ساتھ رخصت ہو کر خالد ہی کے گھر پر ہے، جواب سے مشکور فرمائیں۔

المستفتی: امداد اللہ پٹھر فیض آباد (یو پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ صورت میں خالد کا نکاح شرعاً شگوفہ اور ثاقبہ میں سے کسی کے ساتھ بھی صحیح نہیں ہوا، شگوفہ کے ساتھ اس لئے صحیح نہیں ہوا کہ بوقت عقد نام نہیں لیا گیا، جو کہ ضروری تھا اور ثاقبہ کے ساتھ اس لئے نہیں ہوا کہ خالد نے قبول نہیں کیا اور انعقاد نکاح میں پیغام نکاح اور سگائی کا اعتبار نہیں ہوتا؛ بلکہ بوقت عقد جس کا نام آجائے اسی کے ساتھ منعقد ہو جاتا ہے۔

إذا وقعت الخطبة على أحدهما وقعت العقد عقدًا باسم الأخرى خطأ، فإنه يصح على التي سميها وذلك؛ لأن مقدمات الخطبة قرينة معينة إذا لم يعارضها صريح والتصريح بذلك الأخرى صريح، فلا تعمل معه الخ (منحة الخالق على هامش البحر الرائق، كتاب النكاح، زكريا ديوبند ۳/۱۵۰، كراچی ۸۴/۳)

وينعقد بإيجاب وقبول. (البحر الرائق، كوثه ۳/۸۱، زكريا ۳/۱۴۴، هندية، زكريا ۱/۲۶۷، جديد زكريا ۱/۳۳۵)

لہذا شگوفہ کو نکاح میں رکھنے کے لئے خالد پر ضروری ہے کہ دوبارہ دوگوا ہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کرے، اس کے بغیر شگوفہ کو رکھنا جائز نہیں ہوگا؛ بلکہ حرام ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۲۱۲۳)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۸/۲/۱۴۱۱ھ

قاضی نے لڑکی کا نام بدل کر نکاح پڑھایا

سوال [۵۳۹۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی دو لڑکیاں ہیں ایک نام ثاقبہ ہے۔ دوسری کا نام شگوفہ، شگوفہ کا نکاح سعود سے ہونا طے تھا، بارات زید کی گھر آئی نکاح پڑھایا گیا، ایجاب وقبول کراتے وقت قاضی نے سعود کے سامنے بجائے شگوفہ کا نام لینے کے ثاقبہ کا نام لیا، لوگوں کے توجہ دلانے پر بھی دوبارہ ثاقبہ ہی کا نام لیا، سعود نے بالآخر اسی پر قبول کر لیا بعد میں اس کے رخصتی شگوفہ کے ساتھ ہوگئی۔

اب سوال یہ ہے کہ سعود کا نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟ اگر منعقد ہوا تو شگوفہ کے ساتھ

یا ثاقبہ کے ساتھ فی الحال شگوفہ سعود ہی کے ساتھ ہے، اس واقعہ کے بعد ثاقبہ کا نکاح دوسرے شخص سے ہو چکا ہے، یہ دونوں لڑکیاں بالغہ ہیں۔

المستفتی: امداد اللہ، پتھر فیض آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس کا جواب ۱۸ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ کو دیا جا چکا ہے؛ البتہ دونوں سوالات کی نوعیت میں قدر فرق ہے؛ اس لئے از سر نو جواب لکھا جاتا ہے کہ صورت مسئلہ میں سعود کا نکاح شرعاً شگوفہ اور ثاقبہ میں سے کسی کے ساتھ منعقد نہیں ہوا ہے، شگوفہ کے ساتھ اس لئے صحیح نہیں ہوا کہ بوقت عقد مسنون اس کا نام نہیں لیا گیا، جو کہ ضروری تھا اور انعقاد نکاح میں سگائی اور پیغام نکاح کا اعتبار نہیں ہوا کرتا؛ بلکہ بوقت عقد مسنون جس کا نام آجائے یا جس کی طرف اشارہ کیا جائے، اس کے ساتھ نکاح منعقد ہو جائے۔

إذا وقعت الخطبة على أحدهما ووقعت العقد عقداً باسم الأخرى خطأً، فإنه يصح على التي سميها وذلك؛ لأن مقدمات الخطبة قرينة معينة إذا لم يعارضها صريح والتصريح بذلك الأخرى صريح، فلا نعمل معه الخ (منحة الخالق على هامش، البحر الرائق، كتاب النكاح، زكريا ديوبند ۳/۱۵۰، كراچی ۳/۸۴)

اور ثاقبہ کے ساتھ اس لئے منعقد نہیں ہوا کہ نکاح خواں (قاضی) سعود کے ساتھ نکاح کرنے کا وکیل شگوفہ کی طرف سے تھا، ثاقبہ کی طرف سے سعود کے ساتھ نکاح کا وکیل نہیں بنایا گیا ہے اور وکیل جب حکم موکل کے خلاف کرتا ہے تو فعل وکیل نافذ نہیں ہوا کرتا۔

كما لو أمره بمعينة أو بحرة، أو بأمة فخالف أو أمرته بتزويجها ولم تعين فزوجه غير كفء لم يجر اتفاقاً. وتحتة في الشامي: وفي كل موضع لا ينفذ فعل الوكيل، فالعقد موقوف على إجازة الموكل وحكم الرسول كحكم الوكيل الخ (الدر المختار مع الشامي، كراچی

لہذا سعود کا شکوفہ کو نکاح میں رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ دو گواہوں کے سامنے دوبارہ ایجاب و قبول کرے اس کے بغیر شکوفہ کے ساتھ ازدواجی زندگی جائز نہیں ہوگی۔
فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳۰ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۱۸۲۲۶)

قاضی نے لڑکی کا نام بدل دیا

سوال [۵۳۹۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ خالدہ راشدہ دو بہنیں ہیں خالدہ بڑی ہے اور راشدہ چھوٹی ہے، خالدہ کا نکاح قریب پانچ سال قبل ہو چکا ہے اور اب راشدہ کا نکاح ہو رہا ہے، نکاح پڑھا نے والے نے بجائے راشدہ کے خالدہ کا نام لیا، تو اس صورت میں راشدہ کے عقد میں کچھ خرابی واقع ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: جلیل احمد، ہردوئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ صورت میں خالدہ کے ساتھ عقد اس لئے صحیح نہیں ہوا کہ اس کا نکاح پہلے سے دوسرے کے ساتھ ہو چکا ہے اور راشدہ کا عقد اس لئے صحیح نہیں ہوا کہ بوقت عقد اس کے نام سے عقد نہیں ہوا ہے؛ لہذا راشدہ کا عقد دوبارہ کرنا لازم ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۱۱۲/۷)

غلط و کیلھا بالنکاح فی اسم أیہا بغیر حضورھا لم یصح للجهالة،
وکذا لو غلط فی اسم بنتہ الخ (درمختار مع الشامی، کتاب النکاح،
مصری ۳۷۸/۲، کراچی ۲۶/۳، زکریا دیوبند ۹۶/۴، ۹۷، و کذا فی قاضیخان علی

ہامش الہندیہ ۱/۳۲، جدید زکریا ۱/۱۹۷، البحر الرائق، زکریا دیوبند ۳/۱۵۰، کوئٹہ ۸۴/۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ رجب المرجب ۱۴۱۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۶۰۸۵)

عقد نکاح کے وقت ولدیت بدل جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال [۵۴۰۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں محمد وصی خاں ولد جناب محمد شفیع خاں مرحوم کا نکاح تبسم افشاں بنت ریاض الاسلام کے ساتھ ہوا۔ اور تبسم افشاں کی والدہ کا نکاح اولاً حکیم ضیاء الاسلام صاحب کے ساتھ ہوا تھا، مگر حکیم ضیاء الاسلام نے ان کو طلاق دے دیا تھا، پھر عدت کے بعد ان کے بھائی ریاض الاسلام نے نکاح کر لیا اور انہیں سے تبسم افشاں پیدا ہوئیں اور میرے نکاح کے وقت تبسم افشاں کی ولدیت بجائے ریاض الاسلام کے لکھنے کے ضیاء الاسلام لکھا گیا، تو کیا اس کی وجہ سے میرے نکاح میں کوئی فرق آیا۔

المستفتی: محمد وصی خاں ولد محمد شفیع خاں، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر بوقت نکاح لڑکی کا نام لیا گیا ہے اور لڑکی متعین تھی تو نکاح صحیح اور درست ہو چکا ہے، اس میں کوئی شک و شبہ کی ضرورت نہیں ہے، ہاں البتہ باپ کو چھوڑ کر کے غیر کی طرف جو ولدیت کی نسبت کی گئی ہے، اس کی وجہ سے ایسا کر نیوالے گنہگار ہوں گے۔ حدیث پاک میں اس طرح کرنے کی سخت ممانعت آئی ہے۔ خطبنا علی بن ابی طالب..... وفيها قال النبي صلى الله عليه وسلم..... ومن ادعى إلى غير أبيه، أو انتسمى إلى غير مواليه، فعليه لعنة الله

والملائكة والناس أجمعين، لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفاً، ولا عدلاً.
(مسلم شریف، کتاب العتق، النسخة الهندية ۱/۹۸، بیت الأفكار رقم: ۱۳۷۰، سنن الترمذی، أبواب الولاء والهبة، باب ما جاء فيمن تولي غير موالیه، أو ادعى إلى غير أبيه، النسخة الهندية ۲/۳۲، دارالسلام رقم: ۲۱۲۷، مسند أحمد بن حنبل ۱/۸۱، رقم: ۶۱۵، سنن أبي داود الأدب، باب في الرجل ينتمي إلى غير موالیه، النسخة الهندية ۲۷/۶۹۷، رقم: ۵۱۱۳، ۵۱۱۴)

وقال العلامة ابن عابدين وتقدم أنه إذا عرفها الشهود يكفى ذكر اسمها.

(شامي، كتاب النكاح، زكريا ۴/۹۶، شامي، كراچی ۲۶/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۱/۵/۱۷ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۹/۱۰۶۳)

مجلس نکاح میں نکاح پڑھاتے وقت ولدیت کا بدل جانا

سوال [۵۴۰۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک نکاح پڑھانے والے نے نکاح کی مجلس میں اس طرح نکاح پڑھایا کہ ”مسرت جہاں بنت مشتاق حسین کا نکاح (لڑکے کو مخاطب کرتے ہوئے) آپ کے ساتھ کیا، آپ نے قبول کیا“ اس پر لڑکے نے قبول کر لیا؛ لیکن لڑکے کی ولدیت نکاح کے رجسٹر میں بدل گئی تھی تو کیا نکاح منعقد ہو گیا؟

المستفتی: اقبال حسین، چکری ملک، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: نکاح پڑھانے والے نے ایجاب وقبول کرتے

ہوئے لڑکی کا نام اور لڑکی کے باپ کا نام صحیح لیا فلاں بنت فلاں کا نکاح یہ کہہ کر لڑکے کو مخاطب کر کے ایجاب کیا کہ میں نے فلاں بنت فلاں کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیا ہے، تم نے اس کو

قبول کر لیا، پھر لڑکے نے قبول کر لیا، تو ایسی صورت میں نکاح درست ہو گیا ہے، اگرچہ نکاح کے رجسٹر میں لڑکے کے باپ کے نام کے بجائے کسی اور کا نام لکھا گیا ہو اس لئے کہ مجلس نکاح میں لڑکا خود موجود تھا، باپ کا نام لئے بغیر نکاح درست ہو جاتا ہے۔ اور اب رجسٹر میں بعد میں نام درست کیا جاسکتا ہے۔

لو كانت مشاراً إليها وغلط في اسم أبيها، أو اسمها لا يضرب؛ لأن تعريف الإشارة الحسية اقوى من التسمية. (شامي، كتاب النكاح، زكريا ديو بند ۹۷/۴، کراچی ۲۶/۳، الموسوعة الفقهية الكويتية ۱۹/۱۶۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۴/۴/۱۴۲۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۴ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۲۶۹/۳۸)

کیا نکاح نامہ میں حقیقی باپ کا نام لکھنا لازم ہے؟

سوال [۵۴۰۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک بچی کو گود لی اور اس کی پرورش کی جس نے گود لی وہ اپنے نام کو باپ کے خانہ پر ڈلوا کر نکاح کر دیتا ہے تو کیا یہ نکاح ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں ہوا تو کیا صورت ہے؟

المستفتی: اعجاز احمد، پیرزادہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مسئلہ میں نکاح اس لئے صحیح

ہو گیا کہ جب اس لڑکے کے سامنے نکاح کے وقت فلاں بنت فلاں کہا گیا، تو اس سے وہی گود لی گئی لڑکی مراد لی گئی ہے اور گواہ قاضی شوہر سب ہی نے اسی کو سمجھا ہے؛ لہذا لڑکی کے متعین ہونے کی وجہ سے نکاح تو منعقد ہو گیا، مگر حقیقی باپ کو چھوڑ کر نقلی باپ کی طرف جو منسوب کیا گیا ہے، اس کا بہت بڑا گناہ ہوگا۔

نیز نکاح نامہ میں حقیقی باپ کا نام منتقل کر دینا چاہئے اور اس نسبت کی وجہ سے توبہ کر لینا چاہئے۔ حدیث شریف میں اس کی بڑی مذمت آئی ہے۔

عن أبي ذرٍّ، أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ليس من رجل ادعى لغير أبيه وهو يعلمه إلا كفر، ومن ادعى مالمس له فليس منا، وليتبوأ مقعده من النار. الحديث (صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من رغب عن أبيه وهو يعلم، النسخة الهندية ۱/ ۵۷، بيت الأفكار رقم: ۶۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ ذی قعدہ ۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۲/۵۰۲۸)

کیا ولدیت کی جگہ حقیقی باپ کا نام لکھنا لازم ہے؟

سوال [الف: ۵۴۰۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک عورت جو کہ طلاق شدہ ہے اور اس کے ایک بچہ ہے، اب اس نے کسی دوسرے مرد سے شادی کر لی ہے، بچہ ساتھ میں رہتا ہے۔ اب اس کے نکاح کے وقت پہلے باپ کا نام لکھا جائے گا یا اب وہ جس کے نکاح میں ہے اس کا نام لکھا جائے گا؟

المستفتی: سید سرتاج علی طباطبائی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: لڑکے کے جو حقیقی والد ہیں ولدیت کی جگہ پر اس حقیقی والد کا نام لکھنا لازم ہے، ماں کے شوہر کا نام صرف سرپرست کی جگہ لکھا جاسکتا ہے ”کہ سرپرست فلاں“

أدعوهم لآبائهم هو اقسط عند الله وعلم من الآية أنه لا يجوز انتساب الشخص إلى غير أبيه. (روح المعاني، زكريا ۱۲/۲۶۶)

عن سعد قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم: يقول من ادعى إلى غير أبيه وهو يعلم أنه غير أبيه، فالجنة عليه حرام. (بخاري شريف، كتاب الفرائض، باب من ادعى إلى غير أبيه، النسخة الهندية ۲/۱۰۰۱، رقم: ۶۵۰۹، ف: ۶۷۶۶، صحيح مسلم، الإيمان، باب بيان حال إيمان من رغب عن أبيه وهو يعلم، النسخة الهندية ۱/۵۷، بيت الأفكار رقم: ۶۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۳۲۹/۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰/۴/۱۴۲۵ھ

جھوٹے اقرار اور جھوٹی خبر سے انعقاد نکاح کا حکم

سوال [ب: ۵۴۰۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک معشوقہ اپنے عاشق کو لے کر اپنی سہیلیوں کے گھر گئی تو گھر والوں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو معشوقہ نے کہا کہ میرا شوہر ہے، جس وقت یہ کہا اس وقت تین عورتیں ایک مرد موجود تھے، اس وقت موجود مرد نے عاشق سے کہا کہ تم اس کے شوہر ہو تو اس نے بھی جھوٹی تسلی کے لئے کہا کہ ہاں میں اس کا شوہر ہوں، تو اس صورت میں نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟

اس سوال کے جواب میں مدرسہ چلہ مروہہ کے مفتیان کرام نے یہ لکھا ہے کہ نکاح منعقد نہیں ہوا اور مدرسہ جامع مسجد مروہہ کے مفتیان کرام نے یہ لکھا ہے کہ نکاح منعقد ہو گیا، حضرت مفتی صاحب آپ سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ اس سلسلہ میں ہماری صحیح اور مدلل رہنمائی فرمائیں اور اس استفتاء کے ساتھ دونوں فتوؤں کی فوٹو کاپی منسلک ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

جامع مسجد مروہہ کا جواب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئلہ میں نکاح ہو گیا؛ اس لئے کہ جب

دونوں نے گواہوں کی موجودگی میں میاں بیوی ہونے کا اقرار کیا، تو اس اقرار کو انشاء کا درجہ دیا جائے گا اور انعقاد نکاح کا حکم لگایا جائے گا۔

فلا ینعقد بالإقرار علی المختار وقیل إن کان بمحض من الشهود
صح کما یصح بلفظ الجعل وجعل الإقرار إنشاء وهو الأصح، وقال فی
الفتح: قال قاضي خان وینبغي أن یكون الجواب علی التفصیل إن أقر
بعقد ماض ولم یکن بینهما عقد لا یكون نکاحاً وإن أقر الرجل أنه
زوجها وهي أنه زوجته یكون إنکاحاً ویتضمن إقرارهما الإنشاء.
(درمختار مع الشامی ۷/۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: ریاست علی رام پوری غفرلہ
جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ
کتبہ: محمد منصف بدایونی غفرلہ
جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ
۲۰ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ
۱۴/۱۲/۱۴۳۷ھ

دارالعلوم چلہ امروہہ کا جواب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مذکورہ میں نکاح منعقد نہیں ہوا۔

لا بقولہما عند الشهود مازن وشوئیم أي لا یصح النکاح
بالإقرار عند الشهود بالزوجیۃ بدون لفظ یدل علی إنشاء بالعقد؛
لأن الإقرار إظهار لما هو ثابت وليس بإنشاء وفي فتاویٰ قاضی خان
إن أقر لعقد ماض ولم یکن بینهما عقد لا یكون نکاحاً لأنه کذب.
(شرح وقایۃ ثانی مع حاشیۃ ص: ۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: عزیز الرحمن عفا اللہ عنہ
الجواب صحیح: عبدالقادر غفرلہ
۱۸ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ
۱۴/۱۲/۱۴۳۷ھ

دارالافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد کا جواب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جامع مسجد امروہہ کی طرف سے ۲۰/محرم الحرام ۱۴۳۷ھ کا لکھا ہوا جواب، اسی طرح دارالعلوم چلہ امروہہ کی طرف سے ۱۸/محرم الحرام ۱۴۳۷ھ کا لکھا ہوا جواب دیکھا گیا ہے اور دونوں کے دلائل پر بھی غور کیا گیا، اس کے بعد کتب فقہیہ کی مراجعت کر کے اس مسئلے سے متعلق تمام عبارات پر غور کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ مذکورہ واقعہ میں جھوٹے اقرار کی وجہ سے نکاح منعقد نہیں ہوا ہے اور نہ ہی یہ جھوٹا اقرار انشاء کے حکم میں ہوگا۔

اب اس مسئلہ سے متعلق دو باتوں پر توجہ دینا انتہائی ضروری ہے۔

(۱) سوال نامہ کی عبارت اور اصل واقعہ پر غور کرنے کی سخت ضرورت ہے گھر والوں نے عاشق لڑکے کے بارے میں معشوقہ لڑکی سے پوچھا تھا کہ یہ کون ہے؟ تو لڑکی نے جھوٹی خبر دیتے ہوئے کہا کہ میرا شوہر ہے اور لڑکے سے معشوقہ کے بارے میں پوچھنے پر اس نے بھی جھوٹی خبر دیتے ہوئے کہا کہ یہ میری بیوی ہے دونوں نے ایسی جھوٹی خبر دی ہے جس کا ماضی میں کوئی وجود نہیں ہے؛ اس لئے عام لوگوں کے سامنے اس طرح کی جھوٹی خبر اور جھوٹا اقرار کو انشاء مان کر نکاح کا حکم نہیں لگایا جائے گا؛ ہاں البتہ قاضی کے سامنے انشاء کے حکم میں قرار دیا جاتا ہے، فتاویٰ محمودیہ میں بھی اس مسئلے کا تفصیلی جواب لکھا ہے کہ نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈبھیل ۱۰/۶۶، میرٹھ ۱۶/۲۱۲)

اب جزئیات ملاحظہ فرمائیے: البحر الرائق میں ہے۔

فلو قال بحضرة الشهود هي امرأتي وأنا زوجها وقالت: هو زوجي وأنا امرأته لم ينعقد النكاح لأن الإقرار إظهار لما هو ثابت وليس بإنشاء الخ. (البحر الرائق زکریا ۳/۱۴۹، کوئٹہ ۳/۸۴)

محیط برہانی اور تاتارخانیہ کی عبارت ملاحظہ فرمائیے:

إذا قال لامرأة هذه امرأتي وقالت المرأة: هذا زوجي وكان ذلك بمحضر من الشهود لا يكون نكاحًا وكذا لو قال بالفارسية زن وشوئیم لا يكون ذلك نكاحًا وفي فتاویٰ النسفی إن فيه اختلاف المشایخ قال ثمه ولو قضی قاض بصحة هذا النكاح ینفذ القضاء ویصح النكاح ودلت المسئلة على أن قضاء القاضي في مثل هذه المجتهادات صحیح الخ.

(المحیط البرہانی ۱۰/۴، رقم: ۳۴۸۳، الفتاویٰ التاتارخانیہ ۱/۴، رقم: ۵۳۸۳)

فتح القدیر کی عبارت اور بھی واضح ہے ملاحظہ فرمائیے:

رجل وامرأة أقرا بالنكاح بحضرة الشهود قال: هي امرأتي وأنا زوجها وقالت: هو زوجي وأنا امرأته وقال الآخر نعم لا ینعقد النكاح بینهما لأن الإقرار إظهار لما هو ثابت فهو فرع سبق الثبوت الخ. (فتح القدیر زکریا و اشرفیہ ۱۸۵/۳، مطبع کوئٹہ ۱۰۴/۳)

اور خلاصۃ الفتاویٰ کی عبارت بھی بہت واضح ہے ملاحظہ فرمائیے:

وفي الفتاویٰ رجل وامرأة أقرا بالنكاح بين يدي الشهود وقالوا بالفارسية مأزن وشوئیم لا ینعقد النكاح بینهما هو المختار، ولو قال: این زن من است بمحضر من الشهود فقالت المرأة این شوی من است ولم یکن بینهما نكاح اختلاف المشایخ فيه والصحیح أنه لا ینعقد النكاح.

(خلاصۃ الفتاویٰ، کتاب النکاح، مکتبۃ اشرفیہ ۴/۲)

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ اس مسئلے میں صحت نکاح سے متعلق شامی کی جو عبارت نقل

کی جاتی ہے اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے وہ عبارت یہ ہے:

وينبغي أن يكون الجواب على التفصيل إن أقرا بعقد ماض ولم يكن بينهما عقد لا يكون نكاحًا وإن أقر الرجل أنه زوجها وهي أنها زوجته يكون

انکاحاً يتضمن إقرارهما الإنشاء بخلاف إقرارهما بماض لأنه كذب الخ.
(شامی، زکریا ۷۴/۴، کراچی ۱۳/۳)

اب اس عبارت پر غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ جہاں اقرار کو انشاء کے حکم میں مانا گیا ہے، وہاں پر یکون نکاحاً کے الفاظ نہیں ہیں؛ بلکہ انکاحاً کے الفاظ ہیں اور جہاں خلاف واقعہ اقرار ماضی سے عدم انعقاد اور عدم انشاء کی بات ثابت کی گئی ہے وہاں یکون انکاحاً کے الفاظ نہیں بلکہ لایکون نکاحاً کے الفاظ ہیں اور یکون انکاحاً کے معنی ہیں نکاح کر دینا جو قاضی کے ذریعہ سے ہی ثابت ہوتا ہے اور لایکون نکاحاً کے معنی ہیں نکاح نہیں ہوا، اب اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عام لوگوں کے سامنے جھوٹے اقرار سے نکاح منعقد نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی اس کو انشاء کے حکم میں قرار دیا جاتا ہے اور قاضی کے سامنے جب جھوٹا اقرار کرے اور قاضی تسلیم کر کے فیصلہ کر دے تو اس سے قاضی کی طرف سے نکاح کر دینا ثابت ہو جاتا ہے جیسا کہ تاتارخانیہ اور محیط برہانی کی مذکورہ عبارات سے واضح ہو چکا ہے؛ لہذا سوال نامہ میں ذکر کردہ واقعہ میں جھوٹے اقرار اور جھوٹی خبر سے نکاح منعقد نہیں ہوا اور دونوں ایک دوسرے کے لئے میاں بیوی نہیں ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۳ھ/۲۰۱۱

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۱ صفر المظفر ۱۴۲۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۲/۲۱ ۱۴۳۳ھ)



(۱۱) فون، انٹرنیٹ اور کورٹ میرج کا نکاح

کورٹ میرج

سوال [۵۴۰۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک غیر مسلم شادی شدہ لڑکی نے ایک مسلم لڑکے کے ساتھ اسلام قبول کرنے کے بعد آج سے تقریباً آٹھ ماہ قبل کورٹ میرج کر لیا، پھر لڑکی کے ماں باپ نے زور دے کر غیر مسلم کے پاس لڑکی کو بھیج دیا اور لڑکی وہاں پر تقریباً ایک ماہ تک رہی اور اس کی غیر مسلم لڑکے سے ملاقات نہیں ہوئی اور لڑکی کسی طرح وہاں سے بھاگ کر دوبارہ مسلم لڑکے کے پاس آگئی اور اب دونوں تقریباً ایک ماہ سے ساتھ رہ رہے ہیں۔ اور لڑکی نے کلمے بھی یاد کر لئے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتی ہے، تو کیا کورٹ میرج کی شادی معتبر ہے یا نہیں؟ اور کورٹ میرج کے بعد ہندو کے پاس جا کر آئی ہے، تو اس کی وجہ سے اگر شادی ہوئی تھی تو باقی ہے یا شادی ختم ہوگئی؟ اور ساتھ رہنے کے لئے اب نکاح کرنا لازم ہے؟ شریعت کے مطابق ساتھ رہنے کی صحیح صورت کیا ہے؟ اس سے مطلع فرمادیتے۔

المستفتی: پرویز عالم، محلہ موہن میکسن، بکھڑو (پوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر کورٹ میرج میں دو مسلمان گواہوں کی موجودگی میں ایجاب و قبول ہو چکا ہے، تب تو کورٹ میرج میں نکاح منعقد ہو گیا، لیکن اگر دو مسلمان گواہوں کے سامنے کورٹ میرج میں ایجاب و قبول نہیں ہوا ہے، تو نکاح نہیں ہوا۔ اور جب غیر مسلم کے پاس جا کر واپس آگئی ہے، تو دونوں کے درمیان میں باضابطہ شرعی نکاح ہو جانا لازم ہے اور شرعی نکاح یہی ہے کہ مسلمان مردوں کی موجودگی یا ایک مسلمان مرد اور دو

عورتوں کی موجودگی میں ایجاب و قبول ہو جائے، اس کے بعد ساتھ رہ سکتے ہیں اس کے بغیر نہیں۔
ولا ینعقد نکاح مسلمین إلا بحضور شاهدين حرین، عاقلین، بالغین

مسلمین الخ۔ (ہدایۃ، کتاب النکاح، اشرفی دیوبند ۳۰۶/۲)

ولاعدة علی المہاجرة فی قول حنیفة وقالوا تجب و معنی
المسألة الحریبة إذا هاجرت إلى دار الاسلام مسلمة. وفي الخلاصة الخانیة:
حتى تزوجت بزوجة آخر جاز نکاحها فی قول أبي حنیفة: فإن كانت
حاملًا، فعن أبي حنیفة روايتان: روي أبو يوسف عنه أنه يجوز النکاح
ولا یطأها حتی تضع حملها وهو اختیار الکرخي. (تاتارخانیة،
زکریا ۲۳۲/۵، رقم: ۷۷۳۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۴/۲/۵ھ

کتاب: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۵/صفر المظفر ۱۴۳۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۴۰/۱۰۹۶۰)

کورٹ سے نکاح کرنا

سوال [۵۴۰۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ کورٹ سے نکاح کرنے کی کیا حیثیت ہے؟

المستفتی: ابوالکلام، رد پور، لاہور کلاں، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: کورٹ میں اگر حاکم مسلم ہے اور دو مسلمان گواہ
کے سامنے حاکم نے ایجاب و قبول کر دیا ہے اور لڑکا لڑکی ہم کفو اور بالغ ہیں تو نکاح صحیح
اور درست ہو جاتا ہے اور اگر حاکم مسلم نہیں اور دو مسلمان گواہ بھی نہیں ہیں، تو کورٹ کا نکاح
درست نہیں ہے؛ ہاں البتہ اگر کورٹ سے الگ دو مسلم گواہ کے سامنے ایجاب و قبول کے
ساتھ نکاح کر لیا ہے، پھر قانون کے دائرے میں مضبوط کرنے کے لئے کورٹ میرج کر لیتے

ہیں تو درست ہے؛ اس لئے کہ کورٹ میرج کے لئے حاکم مسلم ہونا شرط نہیں ہے اور اصل نکاح اسلامی شرائط کے مطابق کورٹ سے الگ ہو چکا ہے۔ (مستفاد: ایضاح المسائل اضافہ شدہ ۱۶۳، فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۲۵۴/۵، جدید زیریا ۱۵۰/۸)

شرط حضور شاہدین حرین، أَوْ حُرٍّ وَ حَرَّتَيْنِ، مکلفین سامعین قولہما معاً علی الأصح. (الدر المختار علی الشامی، زکریا ۸۷/۴، کراچی ۹۱/۳)

النکاح..... ینعقد بإیجاب و قبول عند حرین، أَوْ حُرٍّ وَ حَرَّتَيْنِ عاقلین بالغین مسلمین. (کنز الدقائق قدیم ۸/۱۵۰ ص: ۹۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸/رجب المرجب ۱۴۳۰ھ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۹/۷/۱۴۳۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۶۷۷۹)

کورٹ میرج اور عدالتی طلاق کا حکم

سوال [۵۴۰۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے ملک کی غیر مسلم عدالتوں کے ذریعہ نکاح اور طلاق صحیح ہوتا ہے یا نہیں؟ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ لڑکا لڑکی پیار و محبت کے بعد شرعی طریقہ سے نکاح کرنے کے بجائے عدالت میں جا کر کورٹ میرج کر لیتے ہیں، اسی طرح کبھی بیوی کے درمیان جھگڑا ہونے پر لڑکی لڑکے کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی اور لڑکا طلاق نہیں دیتا، تو لڑکی عدالت میں جا کر لڑکے کے خلاف مقدمہ کرتی ہے اور طلاق کا مطالبہ کرتی ہے، جس کی وجہ سے عدالت خود لڑکے کی طرف سے طلاق دیدیتی ہے، تو کیا اس طرح کورٹ میرج اور عدالت کی طلاق کا اعتبار ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: محمد صغیر الدین، چالیس گاؤں ضلع دھولپہ، مہاراشٹر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: غیر مسلم عدالت کے ذریعہ کورٹ میرج کر لینے سے

شرعی طور پر نکاح صحیح نہیں ہوتا اور ایسی حالت میں میاں بیوی والا معاملہ کرنا حرام کاری ہوگی؛ البتہ اگر بوقت ایجاب وقبول دو مسلم گواہ موجود ہوں تو نکاح صحیح ہو سکتا ہے۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۶۳، فتاویٰ رحمیہ قدیم ۲۵/۴، جدید زکریا ۸/۱۵۰)

و شرط حضور شاہدین مسلمین لنکاح مسلمة ولو فاسقین. (شامی، زکریا ۴/۹۲، ۸۷، ۹۲، کراچی ۳/۲۱-۲۲)

اگر غیر اسلامی حکومت کی جانب سے کسی مسلمان کو نج بنایا گیا ہے اور وہ حدود شرع کی رعایت کرتے ہوئے طلاق کا فیصلہ دیدے تو شرعی طور پر اس کا فیصلہ صحیح اور معتبر ہوگا اور اگر مسلم نج فیصلہ میں حدود شرعیہ کی رعایت نہیں رکھتا تو طلاق معتبر نہ ہوگی۔ نیز اگر غیر مسلم نج طلاق وغیرہ کے متعلق فیصلہ دیتا ہے، تو شرعی طور پر اس کا فیصلہ صحیح اور معتبر نہ ہوگا اور اس کی وجہ سے بیوی کو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۶۴، کفایت المفتی قدیم ۲/۲۱۴، جدید زکریا ۲/۲۶۱) إذا ولي الكافر عليهم قاضياً ورضيه المسلمون صحت توليته بلا شبهة.

(شامی، کراچی ۵/۳۶۹، زکریا ۸/۴۴)

لم ينفذ حكم الكافر على المسلم وينفذ للمسلم على الذمي. (شامی، کراچی ۵/۴۲۸، زکریا ۸/۱۲۶)

إن الكافر لا يلي على المسلمة وولده المسلم. لقوله تعالى 'ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا'. (شامی، کراچی ۳/۷۷، زکریا ۴/۱۹۳) فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰/۴/۱۴۲۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۹ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۶۵۹۴)

فون پر نکاح

سوال [۵۴۰۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ ایک لڑکا اور لڑکی نے فون پر بلا کسی گواہ کے بات کرتے ہوئے آپس میں یہ الفاظ کہے کہ کیا تم نے بغیر کسی زور زبردستی بغیر کسی دباؤ کے میرے ساتھ نکاح قبول کیا، لڑکی نے جواباً تین بار کہا میں نے قبول کیا، ایسے ہی لڑکی نے لڑکے سے کہا اور لڑکے نے تین بار قبول کیا۔

المستفتی: عبد اللہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: فون پر محض ایجاب و قبول سے نکاح کا انعقاد نہیں ہوتا؛ کیونکہ مسئلہ صورت میں نکاح کی دوا، ہم شرطیں عاقدین کا یا ان کے وکیل کا ایک مجلس میں موجود ہونا اور دو گواہوں کا مجلس عقد میں موجود ہونا مفقود ہیں۔

ومن شرائط الإيجاب والقبول اتحاد المجلس. (شامی، زکریا

۷۶/۴، کراچی ۱۴/۳)

وشرائط الإيجاب والقبول فمنها اتحاد المجلس، إذا كان الشخصان حاضرين، فلو اختلف المجلس لم ينعقد. (البحر الرائق، کراچی ۸۳/۳، زکریا ۱۴۸/۳)

وشرط حضور شاهدين حرين أو حر و حرتين مكلفين سامعين قولهما معاً. (تنویر مع الشامی، زکریا ۸۷/۴، ۹۱، کراچی ۲۱/۳، ۲۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۱/۲/۲۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ صفر المظفر ۱۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۹۸۹۶/۳۸)

ٹیلیفون پر نکاح

سوال [۵۴۰۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ٹیلیفون کے ذریعہ نکاح درست ہے یا نہیں؟ مثلاً لڑکا وہلی میں رہتا ہے اور لڑکی ممبئی میں تو اب ان دونوں کے درمیان ٹیلیفون کے ذریعہ نکاح درست ہوگا یا نہیں؟ اگر درست ہے تو مہربانی فرما کر صورت درستی تحریر فرمائیں۔

المستفتی: نظر الاسلام، تربہ پورہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ٹیلیفون پر نکاح جائز نہیں ہے؛ کیونکہ نکاح کی صحت کے لئے مجلس عقد اور حضور شاہدین شرط ہے، جو ٹیلیفون کی صورت میں ممکن نہیں ہے، اس لئے ٹیلیفون پر نکاح نہ ہوگا؛ البتہ ٹیلیفون پر نکاح کے لئے یہ صورت ہو سکتی ہے کہ ٹیلیفون کے ذریعہ لڑکا یا لڑکی کی جانب سے کسی متعارف آدمی کو وکیل بنا دیا جائے، پھر وہ متعارف شخص دو گواہوں کے سامنے لڑکا یا لڑکی یا ان کے اولیاء سے ایک مجلس میں ایجاب و قبول کر لے، پھر اس کی اطلاع ٹیلیفون پر دوسرے کو دیدی جائے، تو اس طرح نکاح صحیح ہو سکتا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۳/۳۳۲، ۳/۱۳۲، جدید زکریا ۸/۱۸۳، محمودیہ قدیم ۱۱/۱۶۲، ڈا بھیل ۱۰/۶۸۰)

ومن شرائط الإيجاب و القبول اتحاد المجلس. (در مختار، کراچی ۱۴/۳، زکریا ۴/۷۶)

و شرط حضور شاہدین الخ. (الدر المختار مع رد المحتار، زکریا ۴/۸۷، کراچی ۲۱/۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴۲۲ھ محرم الحرام

(فتویٰ نمبر: الف ۶۹۹۶/۳۵)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲/۱/۵ھ

کیا ٹیلی فون پر نکاح ہو جائے گا؟

سوال [۵۴۰۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ ٹیلی فون پر نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ گواہی اور ایجاب و قبول کی کیا صورت ہوگی؟ قاضی لڑکے کے پاس یا لڑکی کے پاس نکاح پڑھائے گا؟ جواب عالی سے نواز کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: محمد انعام احمد ایڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ٹیلی فون پر نکاح ہو سکتا ہے، اس کی شکل یہ ہے کہ جو شخص نکاح کرنا چاہتا ہے، وہ بذریعہ ٹیلی فون یا دیگر ذرائع سے لڑکے والے لڑکی کے یہاں کسی کو وکیل بنادیں یا لڑکی والے لڑکے کے یہاں کسی کو وکیل بنادیں، پھر یہ وکیل دو گواہوں کے سامنے اپنے موکل کی طرف سے نکاح کا ایجاب یا قبول کر لے، اس کے بعد پھر اس نکاح کی اطلاع ٹیلی فون پر اپنے موکل کو کر دے، تو اس طریقہ سے ٹیلی فون پر نکاح ہو سکتا ہے؛ لیکن ٹیلی فون پر اس طرح نکاح جائز نہیں ہے کہ ایک طرف سے ایک کہے کہ میں تمہارے ساتھ نکاح کرتا ہوں اور دوسری طرف سے یہ کہے کہ میں قبول کرتی ہوں چاہے ٹیلی فون کی آواز متعدد لوگوں کو سنائی دیتی ہو؛ اس لئے کہ مجلس ایک نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۶۳/۱۱، جدید ڈائجسٹ ۶۸۰/۱۰)

ویصح النکاح بالوكالة..... لأنه عقد ینعقد بالرضا والإیابة .

(تاتاخانیہ، کوئٹہ ۵۴/۳، ذکر ۱۲۶/۴، رقم: ۵۷۲۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۱ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ

۱۱/۲/۱۴۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۴۸۴/۳۲)

فون پر نکاح کی شرعی حیثیت

سوال [۵۴۱۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ٹیلی فون پر نکاح کے بارے میں فتاویٰ عثمانی ۳۰۴/۲ میں ناجائز لکھا ہے، مگر خیر الفتاویٰ ۳۰۴/۲، مطبوعہ الحق ممبئی بعنوان ”فون پر ایجاب و قبول کا حکم و جواب مذکور پر موصول ہونے والی تحریر کا جواب“ میں ہے۔

الجواب: دراصل فون دو طرح کے ہیں:

ایک وہ کہ اس کی آواز صرف وہی شخص سن سکتا ہے جس نے فون اٹھایا ہو۔

دوسرا وہ فون ہے: جس کی آواز سب حاضرین کو سنائی دیتی ہے۔

پہلی قسم کے فون پر نکاح منعقد نہ ہوگا؛ کیونکہ ایجاب و قبول کو معاً دونوں گواہوں کا سننا

شرعاً ضروری ہے، اس فون پر معاً سننا نہ ہوگا؛ بلکہ علی التعاقب ہوگا۔ درمختار میں ہے:

و شرط حضور شاہدین حرین، أو حر و حرتین، مکلفین سامعین

قولہما معاً. (شامی، کراچی ۳/۲۱-۲۲، زکریا ۴/۸۷-۹۱)

چونکہ عموماً فون ایسے ہی ہیں؛ اس لئے نکاح کے عدم انعقاد کا قول کہا گیا ہے، دوسری

قسم کے فون میں چونکہ مذکورہ شرط پائی جائے گی؛ اس لئے نکاح منعقد ہو جائے گا، فون کے

ذریعہ جو براہ راست آواز آتی ہے، اسے رسول کے پیغام ایجاب یا خط کے مضمون کے اعادہ

کی طرح قرار دیں گے؟ اس بارے میں مفتیان شاہی کی کیا رائے ہے؟ امید کہ مدلل جواب

عنایت فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

المستفتی: محمد ابراہیم، تری پورہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تحریر کردہ صورت میں صحیح شرعی حکم یہ ہے کہ

فون پر ایجاب و قبول کی صورت میں مطلقاً نکاح منعقد نہ ہوگا، خواہ فون پر صرف قبول کرنے

والے نے پہلے کا ایجاب سنا ہو یا اسپیکر کھول کر ساتھ میں گواہوں نے بھی ایجاب کرنے

والے کا کلام سنا ہو۔ بہر صورت نکاح منعقد نہ ہوگا؛ وجہ اس کی یہ ہے کہ نکاح کے انعقاد کے

لئے شرعاً دو شرطیں لازم ہیں:

اول: یہ کہ عاقدین ایک مجلس میں موجود ہوں۔

دوم: یہ کہ گواہان ایک ساتھ عاقدین کے کلام کو سنیں اور فون کا اسپیکر کھول کر گواہوں کے بیک وقت جائنبن سے ایجاب و قبول سننے کی صورت میں اگرچہ دوسری شرط (گواہان کا ایک ساتھ عاقدین کے کلام کو سننا) پائی جا رہی ہے؛ لیکن شرط اول (عاقدین کی مجلس کا اتحاد) مفقود ہے؛ لہذا اس طرح نکاح منعقد نہ ہوگا اور زیر بحث مسئلہ میں فون کی آواز کو قاصداور رسول کے پیغام پر قیاس کرنا درست نہیں ہے؛ کیونکہ قاصد کی حیثیت شرعاً وکیل کی سی ہے؛ لہذا وکیل کے کلام کی طرح اس کے پیغام کو ایجاب قرار دیا جائے گا۔ اور فون کی آواز لامحالہ ایجاب کرنے والے کی طرف منسوب مانی جائے گی؛ کیونکہ فون ایک آلہ غیر مختار ہے۔ بریں بناء فون پر ایجاب و قبول کرنے کی صورت میں اتحاد مجلس کی شرط فوت ہونے کی وجہ سے نکاح منعقد نہ ہوگا۔

ومن شرائط الإيجاب والقبول اتحاد المجلس لو حاضرين وإن طال.

(شامی، زکریا ۷۶/۴، کراچی ۱۴/۳)

فمنها اتحاد المجلس إذا كان الشخصان حاضرين، فلو اختلف

المجلس لم ينعقد. (البحر الرائق، کوئٹہ ۸۳/۳، زکریا ۱۴۸/۳)

وشرط حضور شاهدين..... سامعين قولهما معاً - (شامی، زکریا ۸۷/۴،

۹۱، کراچی ۲۲۰۲۱/۳)

وحکم رسول کو کیل. (شامی، زکریا ۹۹/۴، کراچی ۱۰۰/۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۳ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۰۳۳۰/۳۹)

ٹیلی فون پر لڑکی سے اجازت لینا

سوال [۵۴۱۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک شادی میری نظر میں عجیب طرح سے ہو رہی ہے کہ لڑکی کنڈر کی میں ہے اور لڑکا دہلی میں رہتا ہے اور دہلی میں اجتماع ہو رہا ہے، یہاں سے چند آدمی اجازت لے کر دہلی چلے گئے ہیں اور شادی آج اجتماع میں ہوگی اس حالت میں شادی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ آپ لکھتے ہیں بتلائیں کہ یہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور کیا فون پر لڑکی سے اجازت لے کر نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد عارف زیدی ریلوے گارڈ، کنڈر کی، مراد آباد (پوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب لڑکی سے مذکورہ افراد باقاعدہ اجازت لینے کے بعد تبلیغی اجتماع میں پہنچ کر وہاں کے امیر کو نکاح پڑھانے کی اجازت دیدیں اور امیر مجمع عام میں نکاح پڑھا دے، تو شرعی طور پر ایسا نکاح بلا تردد جائز ہے، اسی طرح اگر لڑکی سے ٹیلیفون پر اجازت لے لی جائے، اس کے بعد اس کا نکاح اجتماع میں کر دیا جائے، تو یہ نکاح بھی بلا تردد جائز اور درست ہو جائے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۶۲/۱۱، جدید ڈابھیل ۱۰/۶۸۰، فتاویٰ رجیمیہ قدیم ۲۶۶/۵، جدید زکریا ۲۳۳/۸)

ولو صرح بالتوكيل فقال وکلتک بأن تزوجنی نفسک منی،

فقلت: زوجتک صرح النکاح. (شامی، کتاب النکاح، کراچی ۱۰/۳، زکریا ۷۰/۴)

ینعقد النکاح بالکتاب کما ینعقد بالخطاب. (شامی، زکریا

۷۳/۴، کراچی ۱۲/۳)

ویتولّی طرفی النکاح واحد بإيجاب يقوم مقام القبول. (در مختار،

کتاب النکاح، باب الکفاءة، کراچی ۹۶/۳، زکریا ۲۲۴/۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۹/رجب المرجب ۱۴۲۱ھ

۱۴۲۱/۷/۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۸۲/۳۵)

فون پر نکاح کی جائز شکل

سوال [۵۴۱۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد ندیم نے ایک لڑکی شاہین جہاں سے نکاح کیا، نکاح کی صورت یہ پیش آئی کہ امام صاحب نے فون کر کے لڑکی سے اجازت لی پھر لڑکے محمد ندیم کے تین دوستوں کی موجودگی میں مسجد کے کمرہ میں نکاح پڑھا دیا، اس نکاح کے بعد بیوی شاہین سے ریسٹورنٹ وغیرہ میں ملاقاتیں ہوئیں؛ لیکن تنہائی میں باقاعدہ خلوت صحیحہ نہیں ہوئی، اس نکاح کے آٹھ ماہ بعد محمد ندیم نے اپنی بیوی کو بعض حالات کی بنا پر تین طلاق دیدی، پھر آٹھ نو ماہ بعد بغیر حلالہ کے اسی لڑکی شاہین سے نکاح کر لیا، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ پہلا نکاح صحیح ہوا یا نہیں اور پھر طلاق کے بعد بغیر حلالہ شرعی جو دوسرا نکاح کر لیا وہ صحیح ہوا یا نہیں؟ شرعی حکم تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد ندیم اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: لڑکے کو بلا کر پوری تفصیل زبانی معلوم کر لی گئی ہے اور واقعہ کے مطابق سوال لکھوایا گیا ہے۔ اب اسی کے مطابق جواب لکھا جا رہا ہے، پہلے نکاح میں امام صاحب نے لڑکی سے فون کر کے نکاح کی اجازت لی ہے، پھر تین آدمی کی موجودگی میں کمرہ میں نکاح پڑھایا گیا ہے اور لڑکی نکاح کی اجازت دینے کا اقرار کرتی ہو تو شرعی طور پر وہ نکاح درست ہو گیا ہے، پھر اس کے بعد سال بھر تک رخصتی نہیں ہوئی ہے اور نہ ہی خلوت صحیحہ ہوئی ہے، صرف کھانے کے ہوملوں میں ملاقات ہوئی ہے، ایسی صورت میں شرعاً وہ لڑکی غیر مدخول بہا اور غیر رخصت شدہ ہے، ایسے میں اس نے اسے تین طلاقیں دیدی ہیں، تو اس کی دو شکلیں ہیں:

(۱) تین طلاقیں زبانی الگ الگ دی ہیں یا تحریری الگ الگ تین مرتبہ طلاقیں لکھ

دی ہیں، تو ایسی صورت میں پہلی ایک طلاق معتبر ہوگی اس سے لڑکی پر ایک طلاق بائن واقع ہو کر لڑکی نکاح سے الگ ہوگئی ہے اور باقی دو طلاقیں لغو ہوگئی ہیں؛ اس لئے کہ پہلی طلاق واقع ہوتے ہی لڑکی غیر مدخولہ نکاح سے الگ ہو جاتی ہے اور محل طلاق نہیں رہتی۔ اور اس کے اوپر کسی بھی مرد سے نکاح کرنے کے لئے عدت گزارنا لازم نہیں ہوتا اور نہ ہی حلالہ کی ضرورت ہوتی ہے، لہذا اگر یہی شکل پیش آئی ہے، تو بعد میں جو بغیر حلالہ کے شاہین کا نکاح جو اس کے ساتھ ہوا ہے وہ نکاح درست ہو گیا ہے۔

(۲) اور اگر ایک ہی لفظ میں یہ کہہ دیا ہو کہ میں نے اس کو تین طلاق دیدی یا اس طرح لکھ دیا ہو کہ میں نے اس کو تین طلاق دی، تو پھر بغیر حلالہ کے بعد والا نکاح درست نہیں ہوا اور جامعہ نعیمیہ سے جو جواب لکھوایا گیا ہے، اس میں سوال واقعہ کے مطابق نہیں ہے۔

لو قال لزوجته غير المدخول بها أنت طالق ثلاثاً وقعن لما تقرر أنه متى ذكر العدد كان الوقوع به، وإن فرق بانت بالأولى لا إلى عدة ولذا لم تقع الثانية. (شامی مع در مختار، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول بها، کراچی ۳/۲۸۴، زکریا ۴/۵۰۹، ۵۱۲)

إن مستبيناً على نحو لوح وقع إن نوى. (شامی مع در مختار، کراچی ۳/۲۸۴، زکریا ۴/۵۰۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۳ھ/۱/۱۵

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۰۹۲)

فون اور انٹرنیٹ پر نکاح سے متعلق ایک جامع فتویٰ

سوال [۵۴۱۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ آج کل کے زمانہ میں لوگ فون پر نکاح کرتے ہیں خصوصاً کالج کے طلبہ اسی

طرح انٹرنیٹ پر بھی نکاح کا سلسلہ جاری ہونے لگا ہے، حضور والا سے مودبانہ گزارش ہے کہ اس سلسلے میں ہماری رہنمائی فرمائیں کہ فون یا انٹرنیٹ پر نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ اور اس کے جواز کی کوئی شکل نکل سکتی ہو تو تحریر فرمائیں۔

المستفتی: عبید اللہ، بھگلپوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اسلامی شریعت میں نکاح کے صحیح ہونے کے

لئے بہت سی شرطیں ہیں، ان میں سے دو شرطیں نہایت بنیادی اور لازمی ہیں۔ ان دونوں شرطوں کے بغیر نکاح کا وجود نہیں ہو سکتا، اگر ان دونوں شرطوں میں سے ایک بھی شرط نہیں ہے، تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

(۱) ومن شرائط الإيجاب والقبول اتحاد المجلس. (الدر المختار مع الشامی،

کتاب النکاح، کراچی ۱۴/۳، زکریا ۷۶/۴)

نکاح میں ایجاب و قبول کے صحیح ہونے کے لئے جانبین کی مجلس کا ایک ہونا لازمی شرط ہے؛ لہذا اگر مجلس نکاح میں جانبین میں سے ایک بنفس نفیس موجود ہے یا اس کا وکیل موجود ہے اور دوسری جانب سے نہ خود بنفس نفیس موجود ہے نہ اس کا وکیل موجود ہے؛ بلکہ دوسری جگہ سے ٹیلی فون پر ایجاب و قبول کرتا ہے، تو شرعی طور پر یہ نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ اور اس سے میاں بیوی کے درمیان ازدواجی تعلق قائم نہیں ہوگا اور نہ ہی ایک دوسرے کے لئے حلال ہوں گے۔

(۲) و شرط حضور شاہدین. (الدر المختار، کراچی ۲۱/۳، زکریا ۸۷/۴)

مجلس نکاح میں دو گواہوں کا ایک ساتھ موجود ہونا شرط ہے۔ اور دونوں گواہوں کا اسی مجلس میں ہونا عاقدین کی باتوں کا ایک ساتھ سننا بھی شرط ہے۔ اور ساتھ ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ نکاح میں ایجاب و قبول کرنے والے دونوں بنفس نفیس یا ان دونوں کے وکیل اسی مجلس میں موجود ہوں؛ لہذا اگر میاں بیوی میں سے ایک بنفس نفیس یا اس کا وکیل اسی مجلس میں موجود ہے اور دونوں گواہوں نے ایک ساتھ اس کی بات براہ راست سنی ہے۔ اور دوسرا بنفس نفیس یا اس

کا وکیل مجلس میں موجود نہیں ہے؛ بلکہ اس کی آواز ٹیلی فون سے سنی جا رہی ہے، تو دونوں گواہوں کا اس ٹیلی فون میں سننے کا اعتبار نہیں ہے؛ بلکہ دوسری جانب سے بھی بنفس نفیس یا اس کے وکیل کا مجلس نکاح میں موجود ہو کر ایجاب و قبول کرنا اور دونوں گواہوں کا اس مجلس میں سننا شرط ہے؛ اس لئے یہ نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ ان دونوں شرطوں کے علاوہ نکاح کے صحیح ہونے کے لئے اور بھی شرطیں ہیں؛ لیکن یہ دونوں شرطیں ایسی بنیادی شرطیں ہیں، جو نہایت اہمیت کی حامل ہیں اور ٹیلی فون میں ایجاب و قبول کی صورت میں یہ دونوں شرطیں پائی نہیں جاتیں؛ لہذا ٹیلی فون میں ایجاب و قبول شرعی طور پر معتبر نہیں ہوگا۔

دوسرے ملک یا دوسرے علاقہ میں رہ کر ٹیلی فون کو واسطہ بنا کر نکاح کے درست ہونے کے لئے چند متبادل شکلیں ہیں، جن کو اختیار کر کے نکاح کیا جاسکتا ہے۔

(۱) لڑکے کی طرف سے ٹیلی فون میں جہاں لڑکی رہتی ہے وہاں کے کسی معتبر آدمی کو وکیل بنا دے اور ٹیلی فون میں وکیل بنانا جائز اور درست ہے، پھر جہاں لڑکی ہے وہاں مجلس نکاح قائم ہو جائے اور جیسا کہ ہمارے ملک میں لڑکی سے اجازت لے کر جہاں لڑکی ہے وہاں سے ہٹ کر مجلس قائم ہوتی ہے، اب بھی ایسی ہی مجلس قائم ہو جائے اور لڑکی کی طرف سے قاضی لڑکے کے وکیل سے گواہوں کی موجودگی میں لڑکے کی طرف سے مقرر کردہ وکیل کو مخاطب کر کے یوں کہے کہ میں نے فلاں لڑکی کا نکاح اتنے مہر پر آپ کے موکل فلاں لڑکے کے ساتھ کر دیا ہے، آپ نے اپنے موکل کی طرف سے اس کو قبول کر لیا؟ تو لڑکے کا وکیل اس طرح قبول کرے کہ میں نے فلاں لڑکی کو اپنے موکل کے نکاح میں قبول کر لیا، تو یہ نکاح درست ہو جائے گا۔

(۲) دوسری شکل یہ ہے کہ لڑکی والے لڑکی سے نکاح کی اجازت لے کر ٹیلی فون پر براہ راست لڑکے کو اطلاع کر دیں کہ اتنے مہر پر فلاں لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کر نیکی اجازت مل گئی ہے میں تم کو اجازت دیتا ہوں کہ اپنے یہاں نکاح کی مجلس قائم کر لو اور دو

گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول کرلو۔ اب وہ لڑکا تین آدمیوں کو جمع کر کے ان میں سے دو کو گواہ بنائے، ایک کو لڑکی کی طرف سے وکیل بنادے، پھر اس طرح ایجاب و قبول ہو جائے کہ لڑکی کا وکیل یہ کہے کہ میں نے فلاں لڑکی کا نکاح اتنے مہر پر آپ کے ساتھ کر دیا ہے اور لڑکا یہ کہے کہ میں نے قبول کر لیا، تو اس طرح نکاح منعقد ہو جائے گا۔ اب وہ لڑکی اس کی بیوی بن گئی، اب اس کا نکاح کسی دوسری جگہ جائز نہیں ہوگا۔

(۳) لڑکی سے اجازت لے کر لڑکی کا وکیل جہاں لڑکا رہتا ہے وہاں کے کسی معتبر آدمی کو ٹیلی فون پر وکیل بنادے، پھر وہ وکیل نکاح کی مجلس قائم کرے، دو گواہوں کی موجودگی میں لڑکے کو مخاطب کر کے کہے کہ میں نے فلاں لڑکی کو فلاں جگہ رہتی ہے، اس کا نکاح اتنے مہر پر تمہارے ساتھ کر دیا ہے، تو لڑکا کہے کہ میں نے اس کو اپنے نکاح میں قبول کر لیا، تو اب شرعی طور پر نکاح منعقد ہو گیا۔ وہ لڑکی اس لڑکے کی بیوی بن گئی، اب اس لڑکی کا نکاح کسی دوسری جگہ جائز نہیں ہوگا۔

یہ ٹیلی فون پر نکاح کے لئے متبادل شکلیں ہیں، جن کو اختیار کر کے دوسری جگہ کے لڑکے یا دوسری جگہ کی لڑکی کے ساتھ عقد نکاح عمل میں آ سکتا ہے۔

انٹرنیٹ پر نکاح: انٹرنیٹ پر آدمی کی تصویر نظر آتی ہے، آوازیں بھی سنائی دیتی ہیں، ایسا لگتا ہے کہ جس لڑکے یا لڑکی کے ساتھ انٹرنیٹ پر نکاح کیا جا رہا ہے وہ مجلس نکاح میں موجود ہیں، ادھر سے جب قاضی مجلس نکاح میں ایجاب کرتا ہے، تو لڑکا یا لڑکی کی تصویر انٹرنیٹ پر آواز کے ساتھ بولتی ہے اور قبول کرنے کے الفاظ استعمال کرتی ہے، اس سے کوئی یہ سمجھ سکتا ہے کہ نکاح کی ساری شرطیں یہاں موجود ہیں۔ یہ محض ایک دھوکہ ہے، اس سے نکاح منعقد نہیں ہوگا، اس لئے کہ نکاح کے صحیح ہونے کے لئے ایجاب و قبول کرنے والے عاقدین کا بنفس نفیس یا دونوں کے وکیل کا بنفس نفیس مجلس نکاح میں موجود ہونا شرط ہے اور انٹرنیٹ پر جو نظر آتا ہے وہ اصل آدمی نہیں ہوتا ہے؛ بلکہ تصویر ہوتی ہے، اس کی مثال

یوں سمجھو کہ انٹرنیٹ پر جو تصویر اور آواز آرہی ہے، وہ محفوظ رہ جائے اور جو اصل آدمی ہے اس کی موت واقع ہو جائے اور وہ قبر میں دفن بھی ہو جائے تب بھی انٹرنیٹ پر اس کی وہی تصویر اور وہی آواز باقی رہتی ہے؛ جبکہ اصل آدمی زندہ بھی نہیں ہے؛ اس لئے تصویر کا سامنے موجود ہونا شرعی طور پر اصل آدمی کے موجود ہونے کے قائم مقام نہیں ہوگا؛ لہذا انٹرنیٹ پر بھی جانین سے ایجاب و قبول اسی طرح معتبر نہیں ہے، جس طرح ٹیلی فون پر معتبر نہیں ہوتا ہے، ہاں البتہ انٹرنیٹ پر نکاح کے صحیح ہونے کے لئے وہی متبادل شکلیں اختیار کی جاسکتی ہیں، جو ٹیلی فون میں اختیار کرنی جائز ہیں کہ انٹرنیٹ پر لڑکے کی طرف سے وکیل بنادیا جائے، پھر وہ وکیل جہاں لڑکی ہے وہاں مجلس نکاح قائم کرے یا اس کے برعکس لڑکی کی طرف سے انٹرنیٹ پر وکیل بنادیا جائے، پھر وہ وکیل جہاں لڑکا ہے وہاں مجلس نکاح قائم کرے، پھر مجلس نکاح میں ایجاب و قبول ہو جانے کے بعد ٹیلی فون یا انٹرنیٹ سے دوسرے کو اطلاع کر دی جائے کہ تمہارے شرائط کے مطابق یہاں نکاح ہو چکا ہے، یہ سب شکلیں ایسی ہیں جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے حضرت نجاشی نے حضرت ام المؤمنین ام حبیبہؓ کا نکاح آنحضرت ﷺ کے ساتھ وکیل بن کر کر دیا تھا۔

اسی طرح وکالت کے جواز کی دلیل یہ بھی ہے کہ شرعاً خط و کتابت کے ذریعہ وکیل بنانا جائز ہے اور دور نبوت، دور صحابہؓ اور ائمہ مجتہدین اور فقہاء کے دور میں خط و کتابت ہی ایک ذریعہ تھا، ٹیلی فون، فیکس، ٹیلی ویژن کے چینل، انٹرنیٹ وغیرہ جدید ذرائع مواصلات کا اس زمانہ میں تصور اور وہم و گمان بھی نہ تھا، آج کے دور میں جب جانے پہچانے آدمی سے فون پر جو بات ہو جاتی ہے وہ رجسٹری خط اور دو آدمی کے ذریعہ لائے ہوئے خط سے بھی کہیں زیادہ معتبر اور قابل اعتماد ہوتی ہے۔

ہمارے ہندوستانی تاجروں کا یورپ و امریکہ سے تجارتی کاروبار ہے، صرف ایک فون یا فیکس پر اعتماد کر کے کروڑوں کا مال روانہ کر دیا جاتا ہے اور ادھر سے بھی ایک فون یا

انٹرنیٹ پر اعتماد کر کے کروڑوں روپیہ روانہ کر دیا جاتا ہے، مگر رجسٹری خط پر اتنا زیادہ اعتماد نہیں ہوتا؛ لہذا جانے پہچانے آدمی سے فون یا انٹرنیٹ پر بات کرنا رجسٹری خط اور دو آدمی کے لائے ہوئے خط سے کم درجہ کا نہیں؛ اس لئے فون یا انٹرنیٹ پر وکیل بنا کر مذکورہ تینوں طریقوں سے نکاح جائز اور درست ہے۔

فقہاء کی عبارات ملاحظہ فرمائیے:

اور ایسے ہی جو تحریر لوگ اپنے مابین لکھتے ہیں وہ لازمی طور پر حجت شرعی ہے، لوگوں کے درمیان متعارف ہونے کی وجہ سے۔

حضرت اما ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے شاہد اور قاضی اور راوی کے متعلق خط پر عمل کرنا جائز قرار دیا ہے، جب خط کو دیکھ لے، اور فتویٰ ان دونوں کے قول پر ہے، جب اس بات کا یقین ہو جائے کہ وہ خط اس کا ہے، چاہے یہ خط فیصلہ سے متعلق ہو یا روایت سے یا دستاویز پر شہادت سے متعلق ہو اور کلی طور پر دوسرے کے خط سے بہت کم مشابہ ہوتا ہے؛ لہذا جب یقین پیدا ہو جائے تو لوگوں کے اوپر آسانی کے واسطے اس پر اعتماد بھی جائز ہو سکتا ہے۔

(۱) وكذا ما يكتب الناس فيما بينهم يجب أن يكون حجة للعرف الخ (شامي، كتاب القاضي، باب كتاب القاضي إلى القاضي وغيره، زكريا ۱۳۶/۸، كراچی ۴۳۶/۵)

(۲) أجاز أبو يوسف، ومحمد العمل بالخط في الشاهد، والقاضي الراوي آدمي إذا رأى خطه -والفتوى على قولهما إذا تيقن أنه خطه سواء كان في القضاء، أو الرواية، أو الشهادة -وقوله وقلمما يشبه الخط من كل وجه فإذا تيقن جاز الاعتماد عليه توسعة على الناس. (شامي، كتاب القضاء، باب كتاب القاضي إلى القاضي وغيره، زكريا ۱۳۸/۸، كراچی ۴۳۷/۵، البحر الرائق زكريا ۱۲۱/۷، كوئٹہ ۷۲/۷)

جب عورت کسی مرد کو اس بات کا وکیل بنادے کہ وہ مرد اس عورت کا نکاح کسی سے کر دے یا اس بات کی اجازت دیدے کہ وکالت میں جو چاہے عمل کرے تو وکیل نے کسی دوسرے آدمی کو اس عورت کے نکاح کی وصیت کی، پھر وکیل مرجائے تو وصی کے لئے جائز ہے کہ اس عورت کا نکاح کسی کے ساتھ کر دے۔

(۳) إذا وکلت المرأة رجلا أن یزوجها، أو أجازت ماصنع فأوصی الوکیل إلى رجل أن یزوجها، ثم مات الوکیل کان للوصی أن یزوجها. (ہندیہ، زکریا ۶۱۰/۳، جدید زکریا ۵۱۷/۳)

فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ ربیع الاول ۱۴۲ھ

(فتویٰ نمبر: رجسٹر خاص)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۵/۳/۱۴۲ھ

بذریعہ انٹرنیٹ نکاح کا حکم

سوال [۵۴۱۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ لڑکا امریکہ میں اور لڑکی مراد آباد میں ہے یا لڑکا سعودی عرب میں ہے اور لڑکی دہلی میں ہے، ان کا نکاح جو کہ انٹرنیٹ پر کیا جاتا ہے، جو کہ نئی ایجاد ہے، تو کیا یہ نکاح جائز ہے؟
المستفتی: منیر احمد کوکر پور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر انٹرنیٹ میں نکاح کی یہ شکل ہوتی ہے کہ لڑکے کی تصویر یہاں انٹرنیٹ پر نظر آرہی ہے اور یہیں پر نکاح کی مجلس قائم کر کے دو گواہوں کے سامنے قاضی ایجاب کے الفاظ استعمال کرتا ہے اور لڑکے کی تصویر میں سے قبول کرنے کی آواز آتی ہے، تو ایسا نکاح شریعت میں معتبر نہیں ہے؛ اس لئے کہ نکاح کے لئے ایجاب

وقبول کی مجلس میں بنفس نفیس ایجاب کرنے والے اور قبول کرنے والے کا موجود ہونا شرط ہے، کسی ایک کا فوٹو موجود ہونا اور فوٹو میں سے آواز سنائی دینا کافی نہیں ہے؛ اس لئے ایسا نکاح جو انٹرنیٹ پر ہوتا ہے معتبر نہیں ہے، اس طرح نکاح سے میاں بیوی نہیں بن سکتے ہیں۔

و من شرائط الإيجاب والقبول اتحاد المجلس. (در مختار مع شامی، زکریا ۴/۷۶، کراچی ۴/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲ھ/۵/۲۱

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۷۳۷/۸۰۷)

انٹرنیٹ و موبائل کے ذریعہ کئے گئے نکاح کا حکم

سوال [۵۴۱۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ E.mail, Internet, Telephone کے ذریعہ ایجاب و قبول کیا گیا نکاح درست ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: محمد ادریس جامعہ ملیہ دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: براہ راست ایجاب و قبول ٹیلی فون، موبائل، انٹرنیٹ میں صحیح نہیں ہو سکتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ نکاح کے ایجاب و قبول کے وقت میں دوا ایسے گواہوں کا ہونا ضروری ہے، جو دونوں ایجاب و قبول سن سکیں اور ایجاب و قبول کرنے والوں کو دیکھیں اور پہچانیں یہ بات مذکورہ آلات کے ذریعہ سے ثابت نہیں ہو پاتی، ہاں البتہ ان آلات کے ذریعہ سے نکاح درست ہونے کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ لڑکی سے اجازت لے کر اس کا وکیل یا لڑکی براہ راست ٹیلی فون میں، جہاں پر لڑکا ہے وہاں پر ٹیلی فون موبائل یا انٹرنیٹ کے ذریعہ سے کسی کو اپنا وکیل بنا دے، پھر وہ وکیل لڑکے کی موجودگی میں نکاح کی

مجلس میں دو گواہوں کے سامنے لڑکی کی جانب سے ایجاب کرے اور لڑکا قبول کرے یا لڑکا ایجاب کرے اور یہ وکیل لڑکی کی طرف سے قبول کرے، اس کے بعد وہ وکیل لڑکی والوں کو فون پر نکاح ہو جانے کی اطلاع کر دے، تو اس طرح نکاح منعقد ہو جائے گا، اسی طرح اس کے برعکس بھی ہو سکتا ہے کہ جہاں پر لڑکی ہے وہاں پر کسی آدمی کو ٹیلیفون وغیرہ پر لڑکا اپنا وکیل بنادے پھر نکاح کی مجلس قائم ہو جائے اور لڑکے کا وکیل مجلس نکاح میں لڑکے کی طرف سے ایجاب و قبول کی وکالت کرے، پھر جانبین سے ایجاب و قبول ہو جانے کے بعد نکاح منعقد ہو جائے گا، اس کے بعد لڑکے کا وکیل ٹیلیفون وغیرہ کے ذریعہ سے لڑکے کو اطلاع کر دے، تو اس طرح سے نکاح شرعی طور سے منعقد ہو جائے گا۔

ولو أرسل إليهما رسولا، أو كتب إليهما بذلك كتاباً، فقبلت بحضوره شاهدين سمعا كلام الرسول وقراءة الكتاب جاز لاتحاد المجلس من حيث المعنى. (عالمگیر، زکریا ۱/۲۶۹، زکریا جدید ۱/۳۳۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۷۷۷۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۳/۱/۲۷

انٹرنیٹ اور موبائل کے ویڈیو کانفرنس میں نکاح باطل

سوال [۵۴۱۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ انٹرنیٹ اور موبائل کے ویڈیو کانفرنس پر نکاح جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد یعقوب غازی آبادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شرعاً نکاح کے صحیح ہونے کیلئے ایجاب و قبول کی مجلس میں جانبین میں سے دونوں کا بنفس نفیس یا ان کے وکیل کا موجود ہونا شرط اور ضروری ہے

نیز مجلس نکاح میں دو گواہوں کا ایک ساتھ موجود ہونا اور دونوں گواہوں کا اسی مجلس میں عاقرین کی باتوں کا سننا بھی شرط ہے، انٹرنیٹ اور موبائل وغیرہ سے ویڈیو کا نفرس کے ذریعہ نکاح کرنا جائز نہیں ہے؛ کیونکہ اس میں نکاح کی دونوں شرطیں مفقود ہیں۔ (مستفاد: جدید فقہی مسائل ۲۸۸/۱، فتاویٰ عثمانی ۳۰۴/۲، انوار نبوت ۶۲۲)

شرط حضور شاہدین مکلفین سامعین قولہما معاً۔ (شامی، کراچی ۱۴/۳، زکریا ۸۷/۴)

من شرائط الإيجاب والقبول اتحاد المجلس۔ (شامی، کراچی ۱۴/۳، زکریا ۷۶/۴)

شرائط الإيجاب والقبول فمنها اتحاد المجلس إذا كان الشخصان حاضرين، فلو اختلف المجلس لم ينعقد۔ (البحر الرائق، زکریا ۸/۳، ۱۴/۳، کراچی ۸۳/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۱۴۱)



(۱۲) باب النکاح الصحيح

رسمی نکاح

سوال [۵۴۱۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری لڑکی نے میری مرضی کے بغیر دوسرے لڑکے کے ساتھ نکاح کر لیا ہے، جس کو چار ماہ کا عرصہ گزر گیا ہے، لڑکی کی برادری انصاری اور لڑکے کی برادری روغن گر ہے، مجلس نکاح میں لڑکی اور لڑکا دونوں میں سے کسی کے والدین نکاح کے وقت موجود نہیں تھے۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ نکاح درست ہوا یا نہیں؟ اور اگر دونوں کے والدین اب دوبارہ نکاح کرنا چاہیں تو ایسا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: اشرف حسن، محلہ جامع مسجد، وارثی نگر مراد آباد
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب لڑکا لڑکی دونوں نے اپنی مرضی سے نکاح کر لیا ہے اور بعد میں ماں باپ عزت نفس کی وجہ سے دوبارہ رسمی نکاح کرنا چاہتے ہیں، تو اس کی بھی گنجائش ہے۔

وَإِذَا تَزَوَّجَهَا بِأَلْفٍ دَرْهَمٍ، ثُمَّ جَدَّدَ الْعَقْدَ بِأَلْفِي دَرْهَمٍ، فَعَلِيَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ لَا تَثْبِتُ الزِّيَادَةُ، وَيَكُونُ مَهْرُهَا أَلْفٌ دَرْهَمٌ وَعَلَى قَوْلِ مُحَمَّدٍ تَثْبِتُ وَيَكُونُ مَهْرُهَا أَلْفِي دَرْهَمٍ. وَفِي الظَّهْرِيَّةِ: قَالَ بَعْضُ مَشَايِخُنَا: الْمَخْتَارُ عِنْدَنَا أَنْ تَلْزِمَهُ الْأَلْفُ الثَّانِيَّةُ. (فتاویٰ تاتارخانیہ، کتاب النکاح، الفصل السابع عشر في المهر ۴/ ۱۸۴، ۱۸۵، رقم: ۵۹۱۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۳/۱۱/۱۵ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵/ ذیقعدہ ۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۴۰/۱۰۸۳۳)

نکاح ہونے کے بعد دوبارہ نکاح کرنا

سوال [۵۴۱۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مراد آباد کا ایک لڑکا بھولی ضلع نبی تال میں کام کر رہا تھا اس کا ناجائز تعلق ایک لڑکی سے ہو گیا، وہ لڑکی اس کے پاس لگا تار تین گھنٹہ رہی گھر والوں میں کھلبلی مچ گئی کہ لڑکی کہاں ہے اتنے میں لڑکے نے شرافت دکھاتے ہوئے لڑکی کے گھر والوں کو فون کیا کہ آپ کی لڑکی میرے پاس ہے اسے لے جائیے۔ اتنے میں لڑکی کے اہل خانہ وہاں پہنچے اور وہاں سے دونوں کو گاڑی میں بٹھا کر ہلدوانی لے آئے، پھر لڑکی والوں نے لڑکے والوں کو فون کیا کہ آپ کا بھائی ہماری لڑکی سے ناجائز تعلق رکھتا تھا؛ اس لئے ہم دونوں کو ہلدوانی لے آئے تاکہ ہم ان کا نکاح کریں لڑکے والوں نے کہا کہ ہمارا انتظار کرو ہم آ رہے ہیں لڑکی والوں نے انتظار کئے بغیر ان کا نکاح کر دیا اور لڑکے کے دورشتہ دار ہلدوانی کے نکاح میں شامل تھے۔

اب جب لڑکے والے آئے تو انہوں نے کہا کہ پندرہ دن کے بعد ہم دوبارہ نکاح کریں گے اور مہر بھی دوبارہ باندھیں گے، تو کیا شریعت میں اس کی اجازت ہے کہ دوبارہ نکاح ہو اور دوبارہ مہر بندھے؟ وکیل نے لڑکی سے صرف دستخط کرائے نہ کہ لڑکے کا نام لیا کہ کس کے ساتھ نکاح ہو رہا ہے کتنے مہر ہیں، کچھ بھی نہیں کہا، کیا یہ نکاح دوبارہ پڑھا سکتے ہیں؟

المستفتی: محمد انصاری، لائن ۷، آزاد گھر ہلدوانی نبی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عاقل بالغ لڑکے اور لڑکی نے گواہوں کی موجودگی میں شرعی اصول کے مطابق جو نکاح کیا وہ نکاح منعقد ہو گیا، پھر دونوں طرف کے خاندان کے لوگ باضابطہ طور پر دوبارہ نکاح کر کے کے باعزت طریقہ سے دوبارہ رخصت کرنا چاہتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے ایسا کرنا بھی جائز ہے اور دوبارہ مہر مقرر کرنے کی بھی گنجائش ہے۔

وإذا تزوجها بألف درهم، ثم جدد العقد بألفي درهم، فعلى قول أبي حنيفة،
وأبي يوسف لا تثبت الزيادة، ويكون مهرها ألف درهم وعلى قول محمد
تثبت ويكون مهرها ألفي درهم. وفي الظهيرية: قال بعض مشايخنا:
المختار عندنا أن تلزمه الألف الثانية. (فتاوى تاتارخانية، كتاب النكاح،
الفصل السابع عشر في المهر، زكريا ۴/ ۱۸۵، ۱۸۵، رقم: ۵۹۱۴)

وفي الكافي: جدد النكاح بزيادة ألف لزمه ألفان على الظاهر (تحتة في
الشامية) حاصل عبارة الكافي: تزوجها في السر بألف، ثم في العلانية بألفين
ظاهر المنصوص في الأصل أنه يلزم الألفان ويكون زيادة في المهر. وعند
أبي يوسف المهر هو الأول؛ لأن العقد الثاني لغو، فيلغو مافيه، وعند الإمام
أن الثاني، وإن لغا لا يلغو مافيه من الزيادة. (الدر مع الرد، كتاب النكاح، باب
المهر، كراچی ۳/ ۱۱۲، زكريا ديوبند ۴/ ۲۴۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵/ ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۲۰۸۳۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۵/ ۱۱/ ۱۴۳۳ھ

کیا عزت نفس کی خاطر دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں؟

سوال [۵۴۱۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل
کے بارے میں: کہ ایک لڑکی اور لڑکے نے دوسرے شہر میں کالج میں پڑھتے ہوئے
پڑھائی کے دوران تقریباً تین ماہ قبل اپنے والدین کی مرضی کے بغیر نکاح کر لیا۔ اب لڑکی
کے والدین خاندان اور معاشرہ میں اپنی عزت قائم رکھنے کے لئے دوبارہ باقاعدہ نکاح
کی تقریب کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ایسا کرنا شرعاً صحیح اور جائز ہوگا؟ لڑکی ابھی کالج میں پڑھ
رہی ہے اپنی رائے دے کر رہنمائی فرمائیں۔

المستفتی: صفدر حسین سعید

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عاقل بالغ لڑکے لڑکی نے شرعی طریقہ پر جب اپنی مرضی سے عقد نکاح کر لیا ہے، تو شرعاً وہ نکاح معتبر ہے اور لڑکی کے نکاح کی تقریب میں لڑکی والوں کی لاج اور عزت کی رعایت کی گئی ہے؛ اس لئے ان کو ہم کفو اور مہر کے انتخاب کا اختیار دیا گیا ہے؛ لہذا یہ لوگ اپنی لاج رکھنے کے لئے باقاعدہ عزت کے ساتھ لڑکی کو شرعی طریقہ پر رخصت کر سکتے ہیں؛ لیکن عقد نکاح پہلے ہو چکا ہے؛ اس لئے دوبارہ عقد نکاح کی ضرورت نہیں ہے، اگر عقد نکاح کر لے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

والکفاءة هي حق الولي لاحقها الخ . (در مختار، کتاب النکاح باب

الكفاءة، زکریا ۴/۲۰۷، کراچی ۸۵/۳)

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ لڑکی کے والدین کو اپنی لاج اور عزت کو باقی رکھنے کے لئے بہت سے حقوق دیئے گئے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۶/۲/۱۷

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳ صفر المظفر ۱۴۱۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲۳۳۱۳)

والد کے انتقال کی وجہ سے شادی کی تاریخ کو مؤخر کرنا

سوال [۵۴۲۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ فاطمہ کی شادی کا دن طے ہو گیا، ۳ تاریخ طے ہوئی اتفاق سے ایک تاریخ کو اس کے والد صاحب انتقال کر گئے۔ غور طلب یہ بات ہے کہ طے شدہ دن کو ہٹا دینا ضروری ہے یا نہیں؟

المستفتی: رضاء الکریم، مرشد آبادی، متعلم مدرسہ شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شادی کی طے شدہ تاریخ کو نہ بدلنے سے گناہ

تو نہ ہوگا؛ البتہ بہتر اور افضل یہی ہے کہ تاریخ بدل دی جائے تاکہ سب لوگ میت کی تجہیز و تکفین میں شامل ہو جائیں۔

الأفضل أن يعجل بتجهيزه كله من حين يموت الخ. (شامی، کراچی ۲/۲۳۲، ذکر یا ۳۶/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۴۷۰۴)

گاؤں والوں کا بالغین کا نکاح کروانا

سوال [۵۴۲۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے گاؤں میں باہر کی بستی سے لڑکا اور لڑکی آ جاتے ہیں، ہمارے گاؤں میں ان کا کوئی نہ کوئی رشتہ دار رہتا ہے، ان کے کہنے پر ہم بستی والے ان دونوں کا نکاح کر دیتے ہیں، وہ واپس اپنی بستی کو چلے جاتے ہیں، اس لڑکے اور لڑکی کے رشتہ دار کوئی بھی نہیں رہتے، پھر بھی ہم یہ نکاح کر کے بھیج دیتے ہیں؟ کیا ایسا نکاح کرنا جائز ہے؟

المسفتی: محمد عبداللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر لڑکا لڑکی دونوں ہم کفو اور ہم برادری ہیں، تو شرعاً نکاح صحیح ہو جائے گا۔

فنفذ نکاح حرة مكلفة بلا رضا ولي الخ (الدر المختار، کراچی ۳/۵۵، ذکر یا ۴/۵۵) لیکن آپ لوگ ایسا سلسلہ جاری نہ کریں؛ کیوں کہ یہ فتنہ کا زمانہ ہے؛ اس لئے احتیاط کی ضرورت ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۳ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۷/۲۴۰۵)

دس بیگھہ زمین نام کرنے کی شرط پر میکہ سے واپس آنا

سوال [۵۴۲۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیوی دینی مزاج نہیں رکھتی تقریباً دو ماہ سے میکہ میں ہے، میرے پاس اس شرط پر آنے کو کہتی ہے کہ دس بیگھہ زمین اس کے نام کرادوں، تو کیا اس کا یہ مطالبہ درست ہے؟ (۲) کیا میں ان حالات میں شرعاً دوسری شادی کر سکتا ہوں؟

المستفتی: شیرالدین، مصطفیٰ پور، بڑھرا، ٹھاکر دوارہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) بیوی کے ساتھ ہمدردی اور رواداری کرنا شوہر پر لازم ہے شوہر کے گھر پر بیوی کو کسی قسم کی وحشت اور اجنبیت محسوس نہ ہونے دینا شوہر پر واجب فریضہ ہے اور بیوی کے لئے شوہر سے بے جا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے۔ اب سائل کے یہاں کیا معاملہ ہے وہ خود زیادہ جان سکتا ہے اور رہا دس بیگھہ زمین کا مطالبہ، اگر اس طرح کی کوئی شرط نکاح کے وقت رکھی گئی تھی یا مہر میں دینے کے لئے بات رکھی گئی تھی، تو اس کا مطالبہ درست ہے، ورنہ درست نہیں۔

عن سليمان بن عمرو بن الأحوص، قال حدثني أبي أنه شهد حجة الوداع مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر في الحديث قصة فقال: ألا واستو صواباً للنساء خيراً، فإنما هن عوان عندكم ليس تملكون منهن شيئاً غير ذلك إلا أن يأتين بفاحشة مبينة الخ (ترمذي، باب ما جاء في حق المرأة على زوجها، النسخة الهندية ۲۲۰/۱، دارالسلام رقم: ۱۱۶۳)

ومن السحت ما يؤخذ على كل مباح. وقال الشامي تحته: ومن السحت ما يأخذه الصهر من الختن بسبب بنته بطيب نفسه حتى لو كان بطلبه يرجع الختن به. (شامي، کراچی ۴۲۴/۶، زکریا ۶۰۷/۹)

(۲) مرد کے لئے دوسری شادی کرنا جائز ہے؛ لیکن شرط یہ ہے کہ بیویوں کے درمیان برابری کا معاملہ کرنا لازم ہے ورنہ گنہگار ہوگا۔

فَأَنكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ . [سورة النساء: ۳] فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۶ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ

۱۴۳۱/۲/۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۸/۹۹۹۵)

نکاح بالکتابہ کی ایک صورت

سوال [۵۴۲۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ باکرہ بالغہ ہندہ اپنے استاذ کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر ایک دن ایک کاغذ پر یوں لکھا کہ میں نے آپ سے نکاح کیا اور اپنے استاذ کے پاس بھیج دیا، استاذ نے اس کاغذ کے ساتھ جواب میں یہ لکھ کر بھیج دیا کہ اس میں تو مہر کا ذکر نہیں ہے، پھر بھی مہر مثل ان صورتوں میں متعین ہو جاتا ہے۔

اب تم اگر چاہو تو وضاحت کرو کہ مہر مثل کروگی یا مہر فاطمی کروگی یا اور کچھ تمہاری باتیں جو تم نے لکھا ہے مجھے بہت پسند ہیں، اسے میں نے قبول کیا اور تم کو جو بھی مہر ہو اس پر میں نے اپنے نکاح میں داخل کر لیا۔

وہ نوشتہ کسی طرح اس کے یعنی ہندہ کے بڑے بھائی کے ہاتھ میں پڑ گیا اور وہ اسے اپنے والدین اور خالو کی موجودگی میں پڑھ کر سنایا، اس کو سن کر سب غصہ میں بھر گئے اور ہندہ پر سختی اور زیادتی کرنے لگے اور جبریہ اس کا نکاح بکرہ سے مہر فاطمی کے عوض تمام برادری کی موجودگی میں جیسا کہ عام دستور ہے کر دیا اور روانہ کر دیا۔ اب دل میں یہ شبہات پیدا ہوتے ہیں کہ کہیں زید کے ساتھ کاغذی ایجاب و قبول سے نکاح واقع نہ ہو گیا ہو، دل میں طرح طرح

کے سوا س پیدا ہوتے ہیں؛ لہذا آپ سے باتچی ہوں کہ آپ واضح فرمادیں کہ وہ پہلا زید سے مراسلہ والا نکاح کہیں واقع نہ ہو گیا ہو، اگر واقع ہو گیا تو دوسرا بکر کے ساتھ والا نکاح درست ہو گیا یا نہیں؟ برائے کرم جلد مطلع فرمائیں بہت تشویش ہے۔ بینوا تو جروا۔

المستفتی: محمد سالم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر زید و ہندہ دونوں ہم کفو ہیں اور ہندہ کی تحریر یہ ہو نچتے ہی زید نے دو گواہوں کے سامنے مسئلہ تحریر پڑھ کر سنایا ہے اور ساتھ ساتھ گواہوں کے سامنے قبول بھی کیا ہے تو ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ صحیح اور درست ہو چکا ہے اور ہندہ زید ہی کی بیوی ہوگی اور بکر کے ساتھ نکاح نہیں ہوا ہے اور اگر دونوں ہم کفو نہیں ہیں یا زید نے دو گواہ کے سامنے پڑھ کر نہیں سنایا ہے؛ بلکہ صرف اپنے طور پر ہندہ کو جواب لکھ کر بھیج دیا ہے، تو زید کے ساتھ نکاح نہیں ہوا اور بکر کے ساتھ نکاح درست ہو چکا ہے۔ اب ان باتوں کی تحقیق آپ خود کیجئے۔

ينعقد النكاح بالكتاب كما ينعقد بالخطاب وصورته أن يكتب إليها يخطبها، فإذا بلغها الكتاب أحضرت الشهود وقرأته عليهم. وقالت زوجت نفسي منه، أو تقول أن فلانا كتب إلي يخطبني فاشهدوا أني زوجت نفسي منه، أما لو لم تقل بحضورتهم سوى زوجت نفسي من فلان لا ينعقد الخ. (شامي، زكريا ۷۳/۴، ۱۲/۳، الموسوعة الفقهية الكويتية ۲۰۹/۳۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۲/۱۰/۲۳

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۴ شوال المکرم ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۸۶۴۲۸)

شادی کا خرچ اولاد کے ذمہ ہے یا والد کے؟

سوال [۵۴۲۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ اگر والد صاحب حیثیت ہے اور اولاد کے پاس بھی پیسہ ہے؛ لیکن شادی میں خرچ ہونے والی رقم سے کم ہے اور اس پر بھی اگر والد اولاد کی شادی میں پیسہ خرچ نہ کرے؛ بلکہ اولاد سے خرچ کرائے تو دینی اعتبار سے یہ کیسا ہے؟ اور اس کی کیا کیا وعید ہے؟ اور کیا کیا تدارک ہے؟

(۲) اور اگر اولاد کے پاس شادی میں خرچ ہونے کی مقدار میں پیسہ ہے یا اس سے زیادہ ہے، تو بھی یہ دینی اعتبار سے کیسا ہے؟

(۳) والد اور اولاد ایک ہی فرم میں شریک ہیں؛ لیکن جو بھی خرچ کرتے ہیں وہ اپنے اپنے نام میں ڈلواتے ہیں اوپر کے سوال کے فتویٰ پر روشنی بھی دیں۔

المستفتی: محمد جلیس اقبال، کالا پیادہ، سنبھلی گیٹ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر اولاد باپ کی فیملی سے الگ ہے اور اس کی آمدنی بھی الگ ہے اور کمانے پر قدرت بھی رکھتی ہے، اس کے پاس پیسہ بھی ہے گرچہ کم ہو، تو ایسی اولاد کی شادی کا خرچہ باپ کے اوپر لازم نہیں، ہاں البتہ باپ اگر خرچ کر دے گا تو یہ محض اس کی طرف سے تبرع ہوگا اور خرچ نہ کرنے پر باپ پر کوئی وعید نہ ہوگی اور اگر اولاد باپ کی فیملی میں ہے، کھانا پینا بھی ایک ساتھ ہے، مگر آمدنی اور منافع دونوں کے الگ الگ ہیں اولاد اپنی آمدنی کل کی کل باپ کے حوالہ نہیں کرتی ہے، تو اگرچہ باپ کی فیملی میں کیوں نہ ہو، ایسی بالغ اولاد کی شادی کا خرچہ باپ کے اوپر لازم نہیں ہے؛ بلکہ اولاد اپنی شادی میں خود اپنی طرف سے خرچ کرے گی اور خرچ نہ کرنے پر باپ پر کوئی وعید نہیں اور اگر اولاد باپ کی فیملی میں ہے اور شادی کے لائق بھی ہو چکی ہے اور اپنی کمائی اور آمدنی سب لا کر باپ کے حوالہ کر دیتی ہے اور اپنے پاس کچھ نہیں رکھتی، تو ایسی اولاد کی شادی کا خرچہ باپ کے اوپر لازم ہے خرچ نہ کرنے پر باپ عند اللہ ماخوذ ہوگا؛ لیکن سوال نامہ میں جس اولاد کا ذکر ہے وہ ایسی نہیں ہے؛ بلکہ کمائی اور آمدنی وہ خود اپنے پاس الگ رکھتی ہے؛ اس لئے ایسی اولاد کی شادی

میں خرچ کرنا باپ کے اوپر لازم نہیں ہے اور خرچ نہ کرنے پر باپ پر کوئی وعید بھی نہیں، ہاں البتہ باپ اگر بخوشی خرچ کرتا ہے، تو یہ باپ کی طرف سے محض تبرع ہے۔

وإن كانوا ذكوراً بالغين لم يجبر الأب على الإنفاق عليهم لقدرتهم على الكسب، إلا من كان منهم زماً، أو أعمى، أو مقعداً، أو أشل اليدين لا ينفع بهما، أو مفلوجاً، أو معتوها، فحينئذ تجب النفقة على الولد لعجز المنفق عليه عن الكسب، وهذا إذا لم يكن للولد مال فإذا كان للولد مال فنفته في ماله لأنه موسر غير محتاج. (مبسوط سرخسي، دار الكتب العلمية بيروت ۲۲۳/۵)

وإذا كان الابن قادراً على الكسب لا تجب نفقته على الأب،.

(البحر الرائق، كتاب الطلاق، باب النفقة، زكريا ۳۵۰/۴، كوئٹہ ۲۰۶/۴)

وقال عليه السلام من ولد له ولد، فليحسن اسمه وأدبه، فإذا بلغ فليزوجهُ فإن بلغ (و هو فقير) ولم يزوجه فأصاب إثمًا فإنما إثمهُ على أبيه. (شعب الإيمان للبيهقي، باب في حقوق الاولاد والأهلين، دار الكتب العلمية بيروت ۴۰۱/۶، مرقاۃ ۴۱۹/۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۴/۲۷ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۷۰۷)

مرد کا ۴۵ سال کی عمر میں دوسری شادی کرنا

سوال [۵۴۲۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میرے بھائی کی بیوی گذشتہ سال مر چکی ہیں، اور میرے بھائی کی عمر اس وقت پینتالیس سال ہے۔ اب وہ دوبارہ شادی کرنے کے خواہش مند ہیں؛ جبکہ اہل محلہ اور ان کے خود کے بچے آڑے آرہے ہیں، ایک لڑکا اور ایک لڑکی بھی جوان ہے، دو جوان

لڑکیوں کی شادی ہو چکی ہے، چار پانچ چھوٹے بچے ابھی اور ہیں سب سے چھوٹے لڑکے کی عمر پانچ سال ہے، میرے بھائی کی مالی حالت اچھی ہے دو مکان ہیں اور تیس بیگھہ زمین ہے، لڑکا اور خود بھی سارے سال کماتے رہتے ہیں، اب آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس مسئلہ کا کیا حل ہے، وہ بتائیں یعنی ان کو شادی کر لینی چاہئے یا نہیں؟ جواب سے جلد نوازیں۔

المستفتی: محمد قاری اسلام الدین، ماسٹر پرائمری اسکول سہسپور رجنور (پوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر ان کو شادی کرنے کی خواہش ہے، تو ضرور جلد از جلد شادی کر لینی چاہئے شرعاً ان کے لئے شادی کر لینا مسنون ہے اور جو لوگ آڑے آرہے ہیں وہ سب گنہگار ہوں گے۔ (مفتاد: فتاویٰ دارالعلوم ۷/۴۴)

قوله تعالى: 'فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاتٍ وَرُبَاعَ .

[سورة النساء الآية: ۳]

مات امرأته له التزوج بأختها بعد يوم من موتها الخ. (شامی، کتاب النکاح،

فصل في المحرمات، کراچی ۳/۳۸، زکریا ۵/۱۶۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۵/۱۶۷)

۴۵ سالہ بیوہ سے نکاح پر لوگوں کا اعتراض

سوال [۵۴۲۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ مرد ۵۸ سال اور عورت ۴۵ سال کی بیوہ عورت ہے جس کی اولاد شادی شدہ ہے، مرد اور عورت پر لوگ اعتراض کر رہے ہیں اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، بڑھاپے میں نکاح کی سوجھی ہے، ایسے خیالات اولاد اور دیگر حضرات کے بارے میں

قرآن وحدیث کے حکم سے صاف صاف آگاہ فرمائیے گا، اخراجات اور مرد و عورت دونوں کو نکاح کی طاقت مالی و جسمانی اللہ رب العزت کی طرف سے عطا ہے اور بیوہ سے نکاح کرنے میں کتنا ثواب ہے۔ اور جو اس کا رخیہ میں شریک ہو اس کو کتنا کتنا ثواب ملے گا؟

المستفتی: مولانا محمد مصطفیٰ خاں، سنبھل روڈ حسن پور، امر وہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب عورت بیوہ ہے اور مرد کے پاس بھی بیوی نہیں ہے، تو ایسی صورت میں بیوہ عورت سے شادی کرنے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے؛ بلکہ جائز ہونے کے ساتھ ساتھ عرف میں اس کا رواج عام ہونا چاہئے۔ اور اس کو معیوب سمجھنے کا عقیدہ و نظریہ ختم ہونا چاہئے، ایسی عورت سے شادی کرنا کا ثواب ہے؛ لہذا لعن طعن و اعتراض کرنے والوں کا اعتراض جہالت پر مبنی ہے، ایسے لوگ شرعاً گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں، ان کو لعن طعن سے باز آ کر توبہ کرنی چاہئے اس طرح نکاح کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ نیز اس بدعتیہ کی اور جہالت کو ختم کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ نے ستاون اٹھاون سال کے بعد سات آٹھ نکاح فرمائے۔

وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ. [سورہ نور الآية: ۳۲] فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ ذی قعدہ ۱۴۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۵/۶۹۵۶)

شادی شدہ نہ ہونے کی شرط پر نکاح

سوال [۵۴۲۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ خالد نے زینب کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا زینب نے کہا کہ میں خالد سے

اس شرط پر نکاح کے لئے تیار ہوں کہ خالد شادی شدہ نہ ہو، نکاح ہو گیا؛ لیکن نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ خالد نے پہلے ایک نکاح کیا تھا؛ لیکن اس کو طلاق دیدی تھی، اب اس کے نکاح میں کوئی عورت نہیں ہے، تو کیا یہ نکاح درست ہو گیا یا نہیں؟ جبکہ شرط نہیں پائی گئی ہے یا شرط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے نکاح نہیں ہوا۔ مدلل جواب تحریر فرمائیں نوازش ہوگی۔
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: یہ نکاح درست ہے؛ کیونکہ شرط فاسد سے نکاح فاسد نہیں ہوتا ہے؛ بلکہ نکاح میں شرط فاسد خود ہی باطل ہو جاتی ہے اور نکاح درست ہو جاتا ہے۔ (مستفاد: امداد الاحکام ذکر یاد یوبند ۲۰۵/۳، محمودیہ میرٹھ ۸۹/۱۶، محمودیہ ڈابھیل ۵۲/۱۰) نکاح لا یصح تعلیقہ بالشرط ویبطل الشرط دون النکاح. (مجمع الأنهر، نسخہ جدید ۴۸۹/۱)

ولو شرط شرطاً فاسداً كما لو تزوجته على أن لا يطأها، فإنه یصح النکاح ویفسد الشرط. (شامی، مطلب فی النکاح الفاسد کراچی ۱/۳۱، شامی زکریا ۲۷۴/۴)

النکاح لا یبطل بالشرط الفاسدة. (ہدایہ، نعیمیۃ دیوبند ۲/۳۳۴، ہدایہ یاسر ندیم ۳۱۳/۲)

لأن النکاح لا یبطل بالشرط الفاسدة؛ بل تبطل هي ویصح النکاح. (فتح القدیر، کوئٹہ ۱/۵۲، زکریا ۲۴۰/۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
ارزی الحجۃ ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۳۲۲)

طلاق کی نیت سے نکاح

سوال [۵۴۲۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ طلاق کی نیت سے نکاح کرنا جیسا کہ حلالہ کرنے والا کرتا ہے، تو اس طرح نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: شان علم، گلشہید، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس نیت سے نکاح کرنا کہ کچھ دنوں کے بعد طلاق دیدیں گے فقہاء کرام کی تصریح کے مطابق جائز ہے اور اس طرح کا کیا ہوا نکاح درست ہو جاتا ہے اور مرد و عورت باقاعدہ میاں بیوی بن جاتے ہیں؛ لیکن شریعت میں نکاح کو رشتہ قائم رکھنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے؛ اس لئے ایسا نکاح منعقد ہونے کے باوجود مکروہ ہے اور ایسا کرنے والے گنہگار بھی ہوں گے۔

قال في الفتح: أَمَّا لَوْ تَزَوَّجَ وَفِي نَيْتِهِ أَنْ يَطْلُقَهَا بَعْدَ مَدَّةٍ نَوَاهَا صَح. (فتح القدیر، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، دار الفکر بیروت ۲/۳، ۴۹، کوئٹہ ۲۴۰/۳، ۵۲/۳)

وفي الدر: وليس منه (أي المتعة والنكاح الموقت) ما لو نكحها على أن يطلقها بعد شهر، أو نوى مكثه معها مدة معينة. (شامي، کراچی ۳/۵۱، زکریا ۴/۱۴۶) صرح الحنفية والشافعية: بأنه لو تزوج وفي نيته أن يطلقها بعد مدة نواهها صح زواجه. (الموسوعة الفقهية الكويتية ۲/۳۲) فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

کتابتہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۳۱۹۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۸/۶/۱۴۲۰ھ

قرناء عورت سے شادی کا حکم

سوال [۵۴۲۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص جس کا تعلق خنثی مؤنث سے ہے، اس کی عمر تقریباً ۳۰ سال ہے،

عورت کے مانند اس کے پستان بھی بڑے ہیں اور حیض بھی آتا ہے آواز بھی نسوانی ہے، تعلق اتنا قریبی اور گہرا ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے جدا ہونا نہیں چاہتے، مرد کہتا ہے کہ میں کسی عورت سے نکاح کر لیتا ہوں اور تجھے بھی اپنے گھر رکھ لوں گا بیوی کی طرح رہنا؛ لیکن مخنث کا کہنا ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا تم کسی دوسری عورت سے شادی نہیں کر سکتے اور اس کو اتنی محبت ہے کہ اس کے ساتھ شادی کرنے کے لئے وہ مخنث اپنا سب کچھ مکان وغیرہ چھوڑنے کو تیار ہے، مگر صرف مخنث کی پیشاب گاہ میں ایک ہڈی ہے، جس کا علاج کیا گیا، مگر کامیاب نہیں رہا اور ڈاکٹروں نے مشورہ دیا ہے کہ اگر اس کا علاج کرایا جائے، تو اس کا علاج ساؤتھ افریقہ میں ہو سکتا ہے، تو دریافت یہ کرنا ہے خنثی مونث سے کسی غیر مخنث مرد کا نکاح درست ہے کہ نہیں یا خنثی مذکر کا خنثی مونث سے نکاح کرنا درست ہے؟

المستفتی: محمد حبیب محمد حسین، نینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ صورت میں جس عورت کا ذکر کیا گیا ہے وہ خنثی نہیں ہے؛ بلکہ وہ ایسی عورت ہے، جس کے ساتھ عقد نکاح صحیح ہو سکتا ہے، بس صحیح طریقے سے اس کا علاج کرنے کی ضرورت ہے، شرعی طور پر اس کے ساتھ نکاح صحیح ہو جائے گا، ایسی عورت کو قرناء کہا جاتا ہے۔

لا یوجب خیار الفسخ حتی لا یسقط بالموت شیء من مہرہا، أطلق العیب، فشمّل الجذام، والبرص، والجنون، والرتق والقرن الخ. (البحر الرائق، قبیل باب العدة، کوئٹہ ۱/۲۶، زکریا ۴/۲۱۳)

وإذا كان بالزوجة عیب فلا خیار للزوج. وقال الشافعی: یرد بالعیوب الخمسة: وهي الجذام، والبرص، والجنون، والرتق والقرن؛ لأنها تمنع الاستیفاء حساً وطبعاً - ولنا أن فوت الاستیفاء أصلاً بالموت لا یوجب الفسخ فاختلله بهذه العیوب أولى وهذا لأن الاستیفاء

من الثمرات والمستحق هو التمكن وهو حاصل. (هدایہ، باب العین وغیرہ، اشرفی دیوبند ۲/۲۲۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۲/۲۷۷)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۳/۳/۱۴۱۷ھ

جس لڑکی میں زنا نہ حیثیت مکمل نہیں اس سے نکاح

سوال [۵۴۳۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکے کا نکاح باقاعدہ رسومات کے ساتھ ایک لڑکی کے ہمراہ ہوا اور لڑکی اپنے میکہ سے رخصت ہو کر اپنے شوہر کے ساتھ اس کے گھر آگئی؛ لیکن جب لڑکا رات کو اپنی منکوحہ سے ہمبستری کے لئے رجوع ہوا، تو اس کا مقام فرج غیر فطری تھا، اس پر لڑکی نے کہا کہ آپ پیچھے کے مقام سے اپنی ضرورت حل کر لیں؛ چونکہ لڑکے کی نظر میں یہ فعل غیر شرعی تھا اور اس نے یہ کام نہیں کیا، تو ایسی صورت میں طلاق کی نوبت ہے، مگر لڑکی والے مہر کی رقم کی مانگ کر رہے ہیں، لڑکے والوں کی نظر میں کیونکہ وہ لڑکی ثابت نہیں ہے، تو کیا یہ نکاح ہوا یا نہیں ہوا۔ براہ کرم شریعت مطہرہ کی رو سے یہ نکاح ہوا کہ نہیں اور لڑکے والوں پر مہر کی ادائے کی واجب ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد اظہار الاسلام، پتیل ٹکری، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حسب تحریر سوال ایسی لڑکی جس کے اندر زنا نہ حیثیت مکمل نہیں ہے اور جس سے ہمبستری کا حق ادا نہیں کیا جاسکتا، تو اس سے نکاح تو درست ہو گیا؛ لیکن اس کے ساتھ خلوت جماع کے حکم میں نہیں؛ اس لئے اس خلوت سے پورا مہر لازم نہ ہوگا؛ بلکہ طلاق کی صورت میں نصف مہر کی ادائے کی ضروری ہوگی۔

(مستفاد: امداد الفتاویٰ ۲/۲۹۶، محمودیہ ڈابھیل ۱۲/۱۰۵)

ومن الموانع من الخلوة أن تكون المرأة رتقاء، أو قرناء، أو عفلاء،
أو شعراء. (ہندیہ، زکریا ۱/۳۰۵، زکریا جدید ۱/۳۷۱)

والخلوة الفاسدة أن لا يتمكن من الوطء حقيقة كالمريض المدنف
الذي لا يتمكن من الوطء ومرضاها، ومرضه سواء هو الصحيح أما المريض
فالمراد به ما يمنع الجماع. (ہندیہ، زکریا ۱/۳۰۴، زکریا جدید ۱/۳۷۰)

والرتق يمنع الخلوة؛ لأنه يمنع الجماع، وذكر في كتاب الطلاق،
الأصل أن العدة تجب على الرتقاء ولها نصف المهر. (قاضیخان علی الہندیہ،
زکریا ۱/۳۹۸، زکریا جدید ۱/۲۳۸، ہکذا فی التاتاریخانیہ، زکریا دیوبند ۴/۲۱۸،
رقم: ۶۰۱۴) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۶۷۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۵/۱۴۳۳ھ

اندام نہانی بند والی عورت سے نکاح کا حکم

سوال [۵۴۳۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
بارے میں: کہ زید کا نکاح ہوا اور رخصتی ہوئی، شب عروسی کو ظاہر ہوا کہ دلہن قدرتی طور پر
حق زوجیت ادا کرنے سے قاصر ہے، اندام نہانی بند ہے، یعنی دلہن کی اس جسمانی کمی کا علم
والدین و اقرباء کو بخوبی تھا؛ لیکن باوجود اس کے شادی اور رخصتی کر دی گئی۔ کیا ایسی صورت
میں زید کا نکاح صحیح ہے یا باطل ہے، یعنی دلہن زید کی زوجہ منکوحہ ہے یا نہیں؟

المستفتی: ساجد حسین والد حاجی عبدالواجد، محلہ کسرول، مراد آباد (پوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر عورت کی اندام نہانی بند ہے یا ایسی ہے کہ
جس کی وجہ سے عورت ہمبستری کے لائق نہیں، مگر وہ خنثی مشکل نہیں ہے، تو اس کے ساتھ

شرعی طور پر نکاح درست ہو چکا؛ اس لئے کہ شرعی طور پر نکاح درست ہونے کے لئے صرف عورت ہونا کافی ہے وہ شرعاً زید کی منکوحہ ہے؛ لیکن ایسی صورت میں شوہر کے اوپر پورا مہر ادا کرنا لازم نہیں ہوتا؛ بلکہ نصف مہر ادا کرنا لازم ہوتا ہے اور طلاق دینے کی صورت میں عورت کے اوپر عدت بھی لازم ہو جائے گی۔

والخلوة بالرتقاء لیست بخلوة. قيل: هو على الخلاف والأصح أنه يمنع صحة الخلوة بالإجماع. وفي الخانية: أن العدة تجب على الرتقاء ولها نصف المهر. (تاتاخانیة، زکریا ۴/۲۱۸، رقم: ۶۰۱)

والرتق يمنع الخلوة؛ لأنه يمنع الجماع، وذكر في كتاب الطلاق، الأصل أن العدة تجب على الرتقاء ولها نصف المهر. (قاضیخان علی الہندیہ، زکریا ۱/۳۹۸، زکریا جدید ۱/۲۳۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۷/ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ

۱۱/۷/۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۰۸۱۸/۳۹)

کیا احکام شرعیہ سے ناواقف عورت کا نکاح صحیح نہیں؟

سوال [۵۴۳۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے مسلمان گھرانے کی لڑکی سے شادی کی تھی چند ماہ گزرے، تو معلوم کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ عورت کلمہ وغیرہ سے بالکل ہی ناواقف ہے اور انکار کرتی ہے کہ نماز و کلمہ اور مذہب غسل وغیرہ میں کچھ نہیں جانتی اور کسی بات کے کرنے کے بعد انکار کر دیتی ہے کہ ہم نے نہیں کیا، ان حالات میں زید کا نکاح اس کی مذکورہ بیوی سے باقی رہتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد شفیق، کاشی پور، نین تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر وہ اللہ کو ایک کہتی ہے اور حضور ﷺ کو اللہ کا رسول کہتی ہے اور اپنے آپ کو مسلمان جانتی ہے، تو وہ مسلمان ہے نکاح صحیح ہو چکا ہے، اس کو باقاعدہ کلمہ نماز وغیرہ سکھایا جائے، حضور ﷺ کے زمانہ میں ایک صحابی پر ایک مسلمان غلام آزاد کرنا لازم ہو گیا تھا، تو حضور ﷺ نے ان کی ایسی باندی کو آزاد کرنے کی اجازت دی ہے، جو اللہ کا ایک ہونا اور آپ ﷺ کو اللہ کا رسول جانتی تھی۔

عن عمرو بن الحكم قال: أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقلت: يا رسول الله إن جارية كانت لي ترعى غنمالي، فجئتها وقد فقدت منها شاة من الغنم، فسألتها عنها، فقالت: أكلها الذئب فأسفت عليها، وكنت من بني آدم فلطمت وجهها وعلى رقبة أفاقتها، فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم أين الله؟ فقالت: في السماء! فقال: فمن أنا؟ فقالت: أنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: اعتقها. الحديث (مؤطا إمام مالك، كتاب العتق، ما يجوز من العتق في الرقاب الواجبة، اشرفي ديوبند ۲۶، مشکوة شريف ۲/۲۸۵)

ولما كان الإيمان شرطاً في الكفارة امتحن رسول الله صلى الله عليه وسلم إيمانها وسألها أين الله؟. (حاشية مشکوة، ۲/۲۸۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۴/۵/۴ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۹/۳۴۵)

دھوکہ دے کر بیمار عورت سے نکاح کرا دینا

سوال [۵۴۳۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کا نکاح عمر مرحوم کی بیٹی سے ہوا، عمر مرحوم کے خاندان کے لوگ

بہت متقی پرہیزگار، دیندار ہیں، اس وجہ سے لڑکی کے سلسلہ میں زیادہ چھان بین نہیں کی گئی، مگر نکاح کے بعد پتہ چلا کہ عمر مرحوم کے اہل خانہ نے دھوکہ دے کر اپنی بیمار زمن وجع المفاصل (گھٹیا) کی مریض لڑکی سے زید کا نکاح کر دیا مختلف ڈاکٹروں سے رجوع کیا مختلف ٹیسٹ کرائے، ڈاکٹر صاحبان کی رائے متفقہ ہے کہ مرض لاعلاج ہے تازنگی دوا کھانی ہوگی، ٹھنڈ سے پرہیز کرنا ہوگا، حمل سے پرہیز کرنا ہوگا، اولاد میں بھی یہ مرض پیدا ہو سکتا ہے، زید عرب ممالک میں ایک اچھے عہدہ پر فائز ہے، وہاں ایریکنڈیشن کے بغیر گزارہ نہیں ہے اور زید کی بیوی یہاں نہ بچکھے میں سو سکتی ہے نہ کولر میں، اس وجہ سے وہ زید کے ساتھ نہیں جاسکتی اور زید کس طرح ازدواجی زندگی گزارے؟ ان حالات کو مد نظر رکھ کر مندرجہ ذیل معاملات پیدا ہو رہے ہیں۔

- (۱) کیا زید عمر مرحوم کی بیٹی کو طلاق دیدے؟
- (۲) کیا زید کو دوسری شادی کر لینی چاہئے؟
- (۳) کیا دوسری شادی کے لئے زید کی پہلی بیوی سے اجازت لینا ضروری ہے؟
- (۴) اگر پہلی بیوی کو طلاق نہ دی جائے اور دوسری شادی کر لی جائے، تو دونوں بیویوں کے درمیان انصاف کس طرح ممکن ہے؟

المستفتی: ڈاکٹر محمد سلطان

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) زید کو اختیار ہے چاہے طلاق دے کر الگ کر دے یا طلاق نہ دے کر اس کی ضروریات کی کفالت اپنے اوپر رکھے۔

بأن الطلاق مشروع في ذاته (إلى قوله) وإنما كان الأصل فيه الحظر (إلى قوله) لكن جهة الحظر تندفع بالحاجة ككبر أو ربيبة، أو دمامة خلقه، أو تنافر طباع بينهما، أو إرادة تأديب، أو عدم قدرة على الإقامة بحقوق النكاح. (منحة الخالق، کوئٹہ ۳/۲۳۷، زکریا دیوبند ۳/۴۱۳)

(۲) زید کو ایسی حالت میں دوسری شادی کا اختیار ہے۔

فَأَنْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ. [النساء: ۳]

(۳) جی نہیں پہلی بیوی سے اجازت لازم نہیں۔

ولو اراد ففالت امرأته أقتل نفسي لا يمتنع؛ لأنه مشروع الخ. (در

مختار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، كراچی ۴/۸، زکریا ۱۳۸/۱۳)

له امرأة، أو جارية، فأراد أن يتزوج أخرى، فقالت: أقتل نفسي،

له أن يأخذ ولا يمتنع؛ لأنه مشروع، قال الله تعالى: لم تحرم ما أحل الله لك

تبتغي مرضاة أزواجك، والله غفور رحيم. (الفتاویٰ البزازیة علی هامش

الهندية، زکریا ۴/۱۵۵، جدید زکریا ۱/۱۰۱)

(۴) اگر پہلی بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی کر لیتا ہے، تو دونوں میں برابری

کرنا لازم ہوگا۔

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً. [سورة النساء الآية: ۳]

اگر پہلی بیوی کے حقوق زوجیت ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے اور تو والد و تناسل کے حقوق پر

پوری طرح قادر نہ ہونے کی وجہ سے دوسری بیوی کو غیر مما لک لے جا کر ساتھ رکھتا ہے، تو ایسی

صورت میں شب باشی میں برابری لازم نہیں، مگر خرچ میں برابری لازم ہوگی۔

لا تحسب علی الزوج السفر یعنی إذا سافر یا إحدى المراتین شهراً مثلاً

ولا يؤمر أن يكون عند الأخرى شهراً آخر؛ بل يسوى بينهما في الحضر الخ.

(بنایة، كتاب النكاح، باب القسم، اشرفیة دیوبند ۵/۲۵۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۹/۲/۲۰ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ صفر المظفر ۱۴۱۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۶۲۲/۵)



(۱۳) باب من یحل نکاحہ

سوتیلی ماں کی حقیقی بہن سے نکاح

سوال [۵۴۳۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ سوتیلی ماں کی حقیقی بہن سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی: محمد آفتاب عالم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سگی خالہ سے نکاح حرام ہے، مگر سوتیلی ماں کی حقیقی بہن سے نکاح جائز ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ جدید میرٹھ ۱۶/۳۸۹)
قال الله تعالى: وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَُمْ . [سورة النساء: ۲۴]
وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَُمْ يعني ماسوى المحرمات المذكورات في
الآيات السابقة. (تفسير مظهری، زکریا دیوبند ۶۶/۲)
وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَُمْ أي وراة ما حرمه الله تعالى. (بدائع الصنائع،
زکریا ۵۴۰/۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴/۳۱۱۲/۲۵ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵/ذی الحجۃ ۱۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۳۵)

عورت اور اس کی سوتیلی لڑکی سے نکاح

سوال [۵۴۳۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں ایک صاحب دو عورتوں کو لائے، ایک ماں ایک اس کی

سوتیلی لڑکی یعنی یہ لڑکی اس کے شوہر کی تھی، جو اس عورت کے پیٹ سے نہیں پیدا ہوئی تھی اور ان دونوں عورتوں سے بیک وقت نکاح کر لیا گیا، اس شخص کا اس عورت اور اس کی سوتیلی لڑکی دونوں سے نکاح درست ہے؟ ہمارے علاقہ میں اس طرح کے بہت سے واقعات پیش آرہے ہیں؟

المستفتی: باشندگان ملک مقیم پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ میں جو ماں لکھا ہے، وہ درست ہے؛ بلکہ ایک عورت اور اس کی سوتیلی لڑکی جو اس کے شوہر کی دوسری بیوی کے لطن سے پیدا ہوئی ہے، اس کے درمیان جمع کی بات چل رہی ہے؛ لہذا اس عورت اور اس کی سوتیلی لڑکی دونوں عورتوں سے بیک وقت نکاح کر لینا آگے پیچھے کر کے نکاح کرنا جائز ہے؛ اس لئے کہ یہ ایک دوسرے کے محرم کسی بھی جانب سے نہیں ہیں۔

عن ابن عباسؓ، حرم من النسب سبع ومن الصهر سبع، ثم قرأ حرمت عليكم أمهاتكم الآية وجمع عبد الله بن جعفر بين ابنة علي وامرأة علي. (صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب ما يحل من النساء وما يحرم ۷۶۵/۲، رقم الباب: ۲۵)

فجاز الجمع بين امرأته وبنت زوجها. (الدر المختار شامي، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، کراچی ۳/۳۹، زکریا ۴/۱۱۷)

ويجوز الجمع بين امرأة وبنت زوج كان لها من قبل..... لأنه لا رحم بينهما فلم يوجد الجمع بين ذواتي رحم. (بدائع الصنائع، زکریا ۲/۵۴۰)

جاز نكاح إحداهما على تقدير مثل المرأة وبنت زوجها، أو امرأة ابنها، فإنه يجوز الجمع بينهما عند الأئمة الأربعة. (البحر الرائق، زکریا ۳/۱۷۳، کوئٹہ ۳/۹۸)

ویحرم الجمع بین امرأتین لو فرضت إحداہما ذکراً تحرم علیہ الأخری..... بخلاف الجمع بین امرأة و بنت زوجها، فإنه يجوز؛ لأنه لو فرضت المرأة ذکراً جازلہ أن یتزوج بنت الزوج؛ لأنها بنت رجل أجنبي. (مجمع الأنهر جدید دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۴۸۰، قدیم ۱/ ۳۲۶)

ولابأس بأن یجمع بین امرأة و بنت زوج کان لها من قبل؛ لأنه لا قرابة بینہما ولا رضاع. (ہدایہ مع الفتح، زکریا ۳/ ۲۰۹، کوئٹہ ۳/ ۱۲۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ محرم الحرام ۱۴۳۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۳۲۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۰/۱/۹ھ

دو حقیقی بھائیوں کا الگ الگ ماں اور بیٹی سے نکاح کرنا

سوال [۵۴۳۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ دو حقیقی بھائیوں نے الگ الگ طور پر ماں اور بیٹی سے نکاح کر لیا ہے۔ کیا ان دونوں کو الگ الگ طور پر دو حقیقی بھائیوں کا نکاح میں جمع کرنا درست ہو گا یا نہیں؟

المستفتی: محمد الیاس

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: یہ نکاح شرعاً جائز اور درست ہے، اس میں کوئی وجہ حرمت نہیں۔

قال الله تعالى: 'حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ - وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ' .

[سورة النساء الآية: ۲۳، ۲۴]

قال الخیر الرملي ولا تحرم بنت زوج الأم، ولا أمه، ولا أم زوجة الأب، ولا بنتها. (شامی، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، کراچی ۳/ ۳۱، زکریا ۴/ ۱۰۵)

ولابأس بأن یتزوج الرجل امرأة و یتزوج ابنه ابنتها، أو أمها. کذا فی محیط

السرخسی. (ہندیۃ، زکریا ۲۷۷/۱، زکریا جدید ۳۴۲/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸ شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۹۰۷۷)

ماں کی خالہ زاد بہن سے نکاح

سوال [۵۴۳۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ساجدہ اور ماجدہ دونوں آپس میں خالہ زاد بہن ہیں، ساجدہ شادی شدہ مگر ماجدہ کنواری ہے۔ اب ساجدہ کا لڑکا زید اپنی ماں کی خالہ زاد بہن ماجدہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے، تو کیا زید کا نکاح اپنی ماں کی خالہ زاد بہن ماجدہ سے درست ہو گا یا نہیں؟

المستفتی: عامر سادات پورنوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید کی ماں کی حقیقی خالہ زاد بہن اور زید کے درمیان شرعی طور پر کسی قسم کی محرم اور حرمت کا علاقہ اور رشتہ نہیں ہے؛ اس لئے زید اپنی ماں کی حقیقی خالہ زاد بہن سے بلا تردد نکاح کر سکتا ہے، اس میں کسی قسم کا شک نہیں ہے۔

قال الله تعالى: 'وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ'. [سورة النساء: ۲۴]

هو كل امرأتين أيتهما فرضت ذكراً لم تحل أخرى. (شامی، کتاب

النکاح، فصل فی المحرمات، کراچی ۴۰/۳، زکریا دیوبند ۴/۱۱۹)

وبحرم الجمع بین المرأتین لو فرضت إحداهما ذكراً تحرم علیہ الأخری.

(مجمع الأنهر قدیم ۳۲۶/۱، جدید دارالکتب العلمیۃ بیروت ۴۸۰/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۳/۱/۱۴۲۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۸۶۳)

چچیری خالہ سے نکاح

سوال [۵۴۳۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکا ہے جس کا نام رمضان ہے، اس کا نکاح ایک ایسی لڑکی سے ہونے جارہا ہے، جو اس لڑکے کی والدہ کی چچا زاد بہن ہے اور اس لڑکے کی چچیری خالہ ہوتی ہے۔ تو کیا ان دونوں کے درمیان رشتہ نکاح قائم ہو سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد بہان، مہاراشٹری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسی لڑکی جو رشتہ میں لڑکے کی چچیری خالہ ہوتی ہے، اس سے نکاح درست ہے؛ کیونکہ وجہ حرمت نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۳۰۰/۷)

وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ . [سورة النساء: ۲۴]

وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ يَعْنِي مَأْسُوِي الْمَحْرَمَاتِ الْمَذْكُورَاتِ فِي الْآيَاتِ السَّابِقَةِ . (تفسير مظہری، زکریا ۶۶/۲)

وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ أَي مَأْوَءَ مَا حَرَّمَهُ اللَّهُ تَعَالَى . (بدائع الصنائع، زکریا ۵۴۰/۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۶/۳/۱۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۱ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف: ۴۹۳۷/۸۷)

نانا کی خالہ زاد بہن کے لڑکے یا چچیرے بھائی کے پوتے کی لڑکی سے نکاح

سوال [۵۴۳۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ (۱) ایک لڑکی مسماة زینب کا نکاح اس کے نانا کی خالہ زاد بہن کے لڑکے سے درست ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) ایک شخص مسمیٰ چندا کے پوتے کا نکاح ان کے چچیرے بھائی نظام الدین کے پوتے کی لڑکی سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد حنیف، سیدنگلی حسنپور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جی ہاں بلاشبہ نکاح صحیح ہو سکتا ہے یہ محرمات کے دائرہ میں شامل نہیں ہے۔

وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ . [سورة النساء: ۲۴]

(۲) یہ نکاح بھی بلا تردید جائز اور درست ہے۔

فروع أجداده وجداته؛ لبطن واحد الخ (فتح القدیر، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، دار الفکر بیروت ۲۰۸/۳، کوئٹہ ۱۱۷/۳، زکریا ۱۹۹/۳، شامی، کراچی ۲۸/۳، زکریا ۹۹/۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲۹/۳۷۷)

خالہ کی سوتن کی لڑکی کی لڑکی سے نکاح

سوال [۵۴۴۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ اپنی خالہ کی سوتن کی لڑکی کی لڑکی کے ساتھ شادی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: تیمم اقبال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: خالہ کی سوتن کی لڑکی کی لڑکی میں حرمت کا کوئی

علاقہ نہیں ہے؛ اس لئے اس کے ساتھ بلا تردید شادی کرنا جائز ہے۔

وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ . [سورة النساء: ۲۴]

تحل بنات العمات، والأعمام، والخالات، والأخوال. (شامی، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، کراچی ۲۸/۳، زکریا ۹۹/۴، فتح القدیر، دار الفکر بیروت ۲۰۸/۳، کوئٹہ ۱۱۷/۳، زکریا ۱۹۹/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۱۹۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۱/۸ھ

ماں کی حقیقی چچیری بہن سے نکاح

سوال [۵۴۴۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہماری والدہ محترمہ کی سگی چچیری بہن سے رشتہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ہماری والدہ کے بڑے لڑکے اور والدہ محترمہ کی سگی چچیری بہن سے رشتہ ہو سکتا ہے نکاح جائز ہے یا ناجائز؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عورت کی چچا زاد بہن کا نکاح عورت کے بیٹے کے ساتھ جائز اور درست ہے، یہ ایسا ہی ہے، جیسا کہ حضور ﷺ کے حقیقی چچا زاد بھائی حضرت علیؓ کا نکاح حضور ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے ساتھ ہوا تھا۔

قال الله تعالى: وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ. [سورة النساء: ۲۴]
أي ما عدا من ذكرنا من المحارم هن لكم حلال. (تفسير ابن كثير ۱/۴۷۴)
وقال القرطبي: فكأنه قال أحلت لكم ما وراء ما ذكرنا في الكتاب وما وراء ما أكملت به البيان على لسان محمد صلى الله عليه وسلم.
(تفسير قرطبي، دار الكتب العلمية بيروت ۸۲/۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۲/۲/۲۸ھ

ماں کی ماموں زاد بہن سے نکاح

سوال [۵۴۴۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک عورت اپنے لڑکے کے لئے اپنی ماموں زاد بہن سے شادی کرنے کی تمنا رکھتی ہے؛ لہذا یہ رشتہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالعزیز، برتن بازار، متصل شاہی مسجد مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جائز ہے۔

قال الله تعالى: وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ. [سورة النساء: ۲۴]

کے تحت داخل ہونے کی وجہ سے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۷/۳۷۷، امداد الفتاویٰ ۲/۲۴۲) وأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ یعنی ماسوی المحرمات المذكورات في الآيات السابقة. (تفسیر مظہری، زکریا دیوبند ۲/۶۶)

تحل بنات العمات، والأعمام، والخالات، والأخوال. (شامی، کتاب

النکاح، فصل في المحرمات، کراچی ۳/۲۸، زکریا ۴/۹۹، فتح القدیر، دارالفکر بیروت ۳/۲۰۸، کوئٹہ ۳/۱۱۷، زکریا ۳/۱۹۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵ ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۳۳۰۶۵)

باپ کی چچا زاد بہن سے نکاح

سوال [۵۴۴۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نعیم احمد اپنے حقیقی دادا محمد اسماعیل کے باپ شریک چھوٹے بھائی محمد خلیل کی حقیقی لڑکی آمنہ خاتون سے نکاح کرنا چاہتا ہے، جو قرابت میں نعیم کی پھوپھی ہوتی ہے۔

تو کیا اس سے نکاح نعیم کے لئے جائز ہے؟ اور کیا یہ ہدایہ میں مذکور ولا بعمتہ الخ کے تحت داخل ہے یا نہیں؟ وضاحت کیساتھ بیان فرمائیں۔

المستفتی: محمد عتیق سینا پوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: باپ کی چچا زاد بہن سے نکاح کرنا شرعاً درست ہے؛ لہذا مسئلہ صورت میں نعیم احمد اپنا نکاح اپنے دادا محمد اسماعیل کے بھائی محمد خلیل کی حقیقی لڑکی آمنہ خاتون سے کر سکتا ہے؛ کیونکہ یہ باپ کی حقیقی بہن نہیں ہے؛ اس لئے کہ ہدایہ کی شرح فتح القدیر میں ہے۔

فروع أجداده وجداته؛ لبطن واحد، فلهذا تحرم العمات، والخالات، وتحل بنات العمات، والأعمام، والخالات، والأخوال. (فتح القدیر، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، دار الفکر بیروت ۲۰۰۸/۳، کوئٹہ ۱۱۷/۳، زکریا ۱۹۹/۳، شامی، کراچی ۲۸/۳، زکریا ۹۹/۴)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ دادا کے فروع کی حرمت صرف ایک بطن (یعنی دادا کی لڑکی یعنی حقیقی پھوپھی) تک محدود ہے اس کے آگے حرمت نہیں اور باپ کی چچا زاد بہن بطن ثانی سے ہیں بطن اول (یعنی دادا کی لڑکی) سے نہیں ہیں؛ لہذا یہ أحل لکم ماوراء ذلکم۔ [سورۃ النساء: ۲۴] کی وجہ سے حلال ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ

۱۴۲۲/۵/۲

(فتویٰ نمبر: الف ۷۳۵/۷۲۰)

باپ کی ربیہ سے نکاح

سوال [۵۴۴۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی پہلی بیوی کا انتقال ہو چکا ہے زید نے دوسری شادی کی ہے، زید کی

دوسری بیوی کے ساتھ ایک لڑکی آئی ہے اور زید کی پہلی بیوی سے ایک لڑکا ہے۔ اب وہ لڑکا اس لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے، تو کیا ان دونوں کا آپس میں نکاح جائز ہے؟

المستفتی: نسیم احمد، چاند پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید کا لڑکا اگر زید کی زوجہ ثانیہ کے ساتھ آئی

ہوئی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے، تو ان دونوں کا نکاح باہم درست ہے۔

ولابأس أن يتزوج الرجل امرأة ويتزوج ابنه أمها، أو بنتها؛ لأنه لا مانع وقد تزوج محمد بن الحنفية امرأة وزوج ابنه بنتها. (البحر الرائق، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، زكريا ۱۷۳/۳، كوئٹہ ۹۸/۳)

قال الخیر الرملی: ولا تحرم بنت زوج الأم، ولا أمه، ولا أم زوجة الأب، ولا بنتها. (شامی، کراچی ۳۱/۳، زکریا ۱۰۵/۴)

ولابأس بأن يتزوج الرجل امرأة ويتزوج ابنه ابنتها، أو أمها. كذا في محيط السرخسي. (هندية، زكريا ۲۷۷/۱، زكريا جديد ۳۴۲/۱) فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۲ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ

۱۴۱۷/۴/۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۲/۸۷۷)

قبل الدخول طلاق دینے کے بعد بیٹی سے جواز نکاح اور ماں سے عدم جواز

سوال [۵۴۴۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید نے ہندہ سے عقد نکاح کر لیا، مگر ابھی رخصتی نہیں ہوئی، تو اب زید کے لئے ہندہ کو طلاق دے کر اس کے فروع مثلاً اس کی بیٹی وغیرہ سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو اس کے اصول یعنی ماں وغیرہ سے نکاح کیوں جائز نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید نے ہندہ سے عقد نکاح کرنے کے بعد اسے قبل الدخول طلاق دیدی، تو اب اس کی بیٹی سے نکاح جائز ہے؛ کیونکہ قرآن کریم میں بیٹی سے نکاح کی حرمت کو اس کی ماں کے ساتھ دخول پر معلق کیا ہے اور صورت مسئلہ میں جب دخول نہیں پایا گیا، تو زید کے لئے ہندہ کی بیٹی سے نکاح کرنا جائز ہے؛ البتہ زید کے لئے ہندہ کی ماں سے نکاح کرنا جائز نہیں؛ کیوں کہ ماں کی حرمت اس کی بیٹی سے محض عقد نکاح کر لینے سے ثابت ہو جاتی ہے، قرآن کریم میں ماں کی حرمت کو اس کی بیٹی کے ساتھ دخول پر معلق نہیں کیا گیا ہے۔

وَأُمّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِكُمُ اللَّائِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّائِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ . [سورة النساء: ۲۳]
 يحرم على الرجل..... أم امرأته مطلقاً..... أي لم يقيد بشرط الدخول
 بالمرأة؛ بل تحرم بنفس العقد الصحيح. لقوله تعالى: [وَأُمّهَاتُ نِسَاءِكُمْ]
 وبنت امرأة دخل بها، فإن لم يدخل حتى حرمت عليه حل له تزوج الربيب .
 لقوله تعالى: وَرَبَائِكُمُ اللَّائِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّائِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ
 فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ . (سورة النساء: ۲۳، مجمع الأنهر،
 دارالكتب العلمية بيروت ۱/ ۴۷۷)

قال الجمهور: أن بين نكاح الأم، والبنت فرقا يشترط الدخول في أحدهما لا في آخرهما. (العرف الشذّي على هامش الترمذی، النسخة الهندية ۱/ ۲۱۳)
 لا يحل للرجل أن يتزوج بأم امرأته التي دخل بابتها، أو لم يدخل .
 لقوله تعالى: (وَأُمّهَاتُ نِسَاءِكُمْ) من غير قيد الدخول، ولا ببنت امرأته التي دخل بها لثبوت قيد الدخول بالنص . (هداية، مكتبة ياسر نديم ۲/ ۳۰۸)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن النبي صلى الله عليه وسلم،

قال أيمار رجل نكح امرأة فدخل بها، فلا يحل له نكاح ابنتها، فإن لم يكن دخل بها، فلينكح ابنتها، وأيمار رجل نكح امرأة فدخل بها، أو لم يدخل فلا يحل له نكاح أمها. (ترمذي شريف، كتاب النكاح، باب ما جاء فيمن يتزوج المرأة، ثم يطلقها، النسخة الهندية ۲۱۲/۱، دار السلام رقم: ۱۱۱۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۷۴۰/۱۱۴۷)

پہلی بیوی کے لڑکوں کا دوسری بیوی کی لڑکیوں سے نکاح

سوال [۵۴۴۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی فی الحال دو بیویاں ہیں، جس میں سے پہلی بیوی سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں جو کہ زید سے ہی ہیں اور دوسری بیوی کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں، جو کہ زید سے نہیں؛ بلکہ دوسری بیوی کے پہلے شوہر سے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ پہلی بیوی کے لڑکوں کا دوسری بیوی کی لڑکیوں سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد اسرار خاں

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ میں اس بات کی وضاحت ہے کہ زید کی پہلی بیوی سے زید کے جوڑے ہیں، ان لڑکوں کا نکاح دوسری بیوی کے پہلے شوہر کی لڑکیوں سے جائز ہے یا نہیں؟ تو شرعی حکم یہ ہے کہ دوسری بیوی کے لڑکوں سے پہلے شوہر کی جو لڑکیاں ہیں، ان کا نکاح زید کی پہلی بیوی کے لڑکوں سے جائز ہے۔ اس لئے کہ ان دونوں قسم کے لڑکے اور لڑکیوں کے درمیان نسبی، سببی اور رضاعی حرمت کا کوئی علاقہ نہیں ہے۔

لا بأس بأن يتزوج الرجل امرأة..... ويتزوج ابنه ابنتها. . (ہندیہ،

کتاب النکاح، الباب الثالث في بيان المحرمات قبيل القسم الثالث المحرمات بالرضاع، زكريا قديم ۱/۲۷۷، زكريا جديد ۱/۳۴۲

فلذا جاز التزويج بأم زوجة الابن، وبناتها، وجاز للابن التزوج بأم زوجة الأب وبناتها. (فتح القدير، دارالفكر بيروت ۳/۲۱۱، كوئٹہ ۳/۱۲۰، زكريا ۳/۲۰۱)

ولا تحرم بنت زوج الأم، ولأُمه، ولأُم زوجة الأب، ولا بناتها. (شامي، كراچی ۳/۳۱، زكريا ۴/۱۰۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتابتہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۸۵۹۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۱/۲۳

دوسرے شوہر کی اولاد سے نکاح کرنا

سوال [۵۴۴۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی حاملہ بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دی تھیں، بعد وضع حمل کے رضامندی سے دوسرے شخص کے ساتھ نکاح ہوا قبل نکاح طرفین کو بتلادیا تھا کہ بغیر دوسرے کے ساتھ نکاح بعدہ رضامندی طلاق کے پہلے شخص سے نکاح جائز نہیں، جس شخص کے ساتھ نکاح ہوا ہے قبل نکاح اس کو واقعہ اور مسئلہ صاف صاف بتلادیا یہ بھی بتلادیا کہ نکاح کے بعد صحبت کرنا ضروری ہے اور طلاق بھی رضامندی سے دو گے، جب پہلے شوہر کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے، نکاح میں طلاق دینے کی کوئی شرط نہیں بعدہ، حلالہ ہوا بعد نکاح وصحبت تین طلاق بیک وقت دیدیں اتفاق سے اس صحبت سے حمل قرار نہیں پایا بعد تین حیض سابقہ شوہر کے ساتھ نکاح ہوا، اللہ تعالیٰ نے کئی لڑکیاں اور کئی لڑکے عطاء فرمائے۔

اب اصل سوال یہ ہے کہ اس عورت کی اولاد کا نکاح اس شخص کی اولاد سے جائز ہے

یا نہیں؟ جس کے ساتھ حلالہ ہوا تھا خواہ اس کے لڑکی ہو یا لڑکا (عورت کا)

المستفتی: عبدالعزیز بازار شاہی مسجد مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جی ہاں جائز ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ

دارالعلوم ۱۹۱/۷، احسن الفتاویٰ ۷۴/۵)

لابأس بأن يتزوج الرجل امرأة ويتزوج ابنه ابنتها، أو أمها الخ.

(فتاویٰ عالمگیری، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات قبیل القسم الثالث

المحرمات بالرضاع، زکریا ۲۷۷/۱، زکریا جدید ۳۴۲/۱)

ولا تحرم بنت زوج الأم، ولا أمه، ولا أم زوجة الأب ولا بنتها. (شامی،

کراچی ۳۱/۳، زکریا ۱۰۵/۴)

و كما استفاد من الشامي: ويحل لأصول المزنى وفروعه

أصول المزنى بها، وفروعها. (شامی، زکریا ۱۰۷/۴، کراچی ۳۲/۳،

کتاب الفقہ علی المذاهب الأربعة، دارالفکر بیروت ۶۵/۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۲۲۲۲۲)

خالہ کی نواسی سے نکاح

سوال [۵۴۴۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ دو بہنیں راشدہ اور مرشدہ ہیں، راشدہ کے ایک لڑکا راشد اور مرشدہ کے ایک

لڑکی آمنہ ہے، پھر آمنہ کے بھی ایک لڑکی عامرہ ہے، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ راشدہ کی شادی

عامرہ سے ہو سکتی ہے یا نہیں

المستفتی: حکیم شمیم الدین صاحب، جھوکا نالہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عامرہ راشد کی خالہ کی نواسی ہے اور راشد کے لئے خالہ کی نسل کی کسی بھی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے؛ لہذا جس طرح خالہ کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے، اسی طرح خالہ کی نواسی کے ساتھ نکاح کرنا بھی بلاشبہ جائز ہے؛ اس لئے کہ ان کے درمیان حرمت کا کوئی سبب ثابت نہیں ہے۔

قال الله تعالى: 'وَأَجَلَ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ'. [سورة النساء: ۲۴]

وقال في الدر: وأما عممة أمه وخالة خالہ أبيہ حلال کبنت عمہ وعمتہ، وخالہ وخالتہ. (در مختار مع الشامی، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، کراچی ۳/۳۰، زکریا ۴/۱۰۳)

فروع أجداده وجداته لبطن واحد، فلهذا تحرم العمات، والخالات، وتحل بنات العمات، والأعمام، والخالات، والأخوال. (فتح القدير، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، دار الفکر بیروت ۳/۲۰۸، کوئٹہ ۳/۱۱۷، زکریا ۳/۱۹۹، شامی، کراچی ۳/۲۸، زکریا ۴/۹۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸ شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۸/۹۶۹۵)

چچا کے انتقال کے بعد چچی سے نکاح

سوال [۵۴۴۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اور بکرو بھائی تھے، دونوں کے ایک ایک لڑکا پیدا ہوا، اتفاق سے زید اور بکرو دونوں کا انتقال ہو گیا، دونوں کے انتقال کے بعد زید کی بیوہ بیوی سے بکر کے لڑکے نے نکاح کر لیا جو کہ اس کی حقیقی چچی تھی، بکر کے لڑکے کوئی رشتہ اپنی چچی سے دوسرا ایسا نہیں ہے، جس سے دونوں کا نکاح آپس میں حرام ہو، اس صورت میں زید کی بیوہ بیوی سے بکر کے

لڑکے کا نکاح درست ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: علیم الدین گوجر، جھولو جنگل، نیپنی تال (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شرعاً یہ نکاح درست ہے؛ کیونکہ وجہ حرمت

نہیں پائی گئی۔

جو وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ . [النساء: ۴۰] کے تحت داخل ہے۔ (مستفاد:

فتاویٰ دارالعلوم ۱۷۵/۷)

وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ یعنی ماسوی المحرمات المذکورات فی

الآیات السابقة . (تفسیر مظہری، زکریا دیوبند ۶۶/۲)

وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ أي ما وراء ما حرمه الله تعالى . (بدائع

الصنائع، زکریا ۵۴۰/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۳۳/۲۷)

چچا اور بھتیجی کا آپس میں نکاح

سوال [۵۴۵۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک صاحب کا تعلیم یافتہ بالغ لڑکا جو کہ دین سے پوری طرح واقفیت نہیں

رکھتا ہے، دوسرے صاحب اس کے چچا زاد بھائی ہیں، تو اس تعلیم یافتہ بالغ لڑکے کا نکاح اس

کے چچا زاد بھائی کی لڑکی کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟

آپس میں دونوں شادی کرنے کے لئے بضد ہیں، ایسی صورت میں ان دونوں کا

شادی کرنا یا نکاح کرنا شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: ممتاز حسین، چوکی حسن خاں، انڈے والاں، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسئلہ صورت میں ان دونوں کے درمیان شادی کرنے میں کوئی مانع شرعی نہیں ہے؛ اس لئے ان دونوں کا نکاح جائز ہے، جس طریقہ سے اس لڑکے کے لئے اپنی چچا زاد بہن کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے، اسی طرح چچا زاد بھائی اور چچا زاد بہن کی لڑکیوں کے ساتھ نکاح کرنا بھی جائز اور درست ہے۔

حضرت علیؓ کا نکاح حقیقی تایازاد بھائی کی بیٹی کے ساتھ ہوا ہے، حضور ﷺ حضرت علیؓ کے حقیقی تایازاد بھائی ہیں، حضور ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے ساتھ حضرت علیؓ کا نکاح ہوا ہے۔
قال الله تعالى: **وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكُمْ** ”في تفسير المظهري“
يعني ماسوى المحرمات المذكورات في الآيات السابقة. (تفسيري مظهری، زکریا دیوبند ۶۶/۲)

وقال العلامة الآلوسی: **وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكُمْ** إشارة إلى ماتقدم من المحرمات أي أحل لكم نكاح ماسواهن انفراداً وجمعاً. (روح المعاني، زکریا دیوبند ۶/۴)

وعن عكرمة قال: لما زوج رسول الله صلى الله عليه وسلم: علياً فاطمة..... وفي رواية عن علي أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما زوج فاطمة بعث معها بخملة ووسادة آدم حشوها ليف، ورحائين، وسقاء، وجرتين. (الطبقات الكبرى ۱۹/۸، بحواله انوار نبوت ۶۸۰ تا ۶۸۲)

عن أنس و لما زوج رسول الله صلى الله عليه وسلم علياً رضي الله عنه فاطمة رضي الله عنها دخل البيت. (اعلاء السنن، مكتبة عباس أحمد الباز، مكة المكرمة ۱۱/۱۰، ۶/۱۱، رقم: ۳۰۷۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۸/۹۹۵۶)

چچازاد بہن کی لڑکی سے نکاح

سوال [۵۴۵۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بواور دلشاد حسین دونوں حقیقی بھائی ہیں، بھوکا ایک لڑکا سعید احمد ہے اور دلشاد کی ایک لڑکی آل جہاں ہے اور آل جہاں کی ایک لڑکی حنا ہے، تو کیا آل جہاں کے چچازاد بھائی سعید کے ساتھ آل جہاں کی لڑکی حنا کا نکاح جائز ہو سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: حاجی دولہا خاں، بیرغیب مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سعید احمد اپنی چچازاد بہن آل جہاں کی لڑکی حنا سے نکاح کر سکتا ہے، یہ رشتہ ایسا نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے نکاح حرام ہو۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱/۱۶۱، جدید ڈائجیل ۲۶۴/۱۱، فتاویٰ دارالعلوم ۳۲۲/۷)

قال الله تعالى: 'وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ'. [سورة النساء: ۲۴]

وَأَمَّا عَمَةُ أُمِّهِ وَخَالَاتُ أَبِيهِ حَلَالٌ كَبْنَتِ عَمِّهِ وَعَمَّتُهُ، وَخَالَه وَخَالَتَهُ. (در مختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، کراچی ۳۰/۳، زکریا ۱۰۳/۴)

فروع أجداده وجداته لبطن واحد، فلهذا تحرم العمات، والخالات، وتحل بنات العمات، والأعمام، والخالات، والأخوال. (فتح القدیر، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، دار الفکر بیروت ۲۰۸/۳، کوئٹہ ۱۱۷/۳، زکریا ۱۹۹/۳، شامی، کراچی ۲۸/۳، زکریا ۹۹/۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۴۸۲۸)

چچازاد پھوپھی سے نکاح

سوال [۵۴۵۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شادی شدہ شخص جن کی اہلیہ اب بھی ان کے نکاح میں برقرار ہے، ان کی چچازاد پھوپھی ہے جو بیوہ ہے اور وہ شخص اپنی اس چچازاد پھوپھی سے شادی کرنا چاہتا ہے، ان کی اہلیہ اور ان کی چچازاد پھوپھی کی بھی مرضی ہے، تو کیا ان کا اپنی چچازاد پھوپھی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں تسلی بخش جواب دے کر ممنون فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد عرفان، چاندپور، بجنور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: چچازاد پھوپھی جو کہ باپ کی چچازاد بہن ہوتی ہے، اس کے ساتھ نکاح کرنا جائز اور حلال ہے؛ اس لئے کہ یہ محرمات کے دائرہ میں داخل نہیں ہے۔

قال الله تعالى: 'وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ'. [سورة النساء: ۲۴]

وبنات الأعمام، والعلمات، والأخوال، والخالات لم يذکر

في المحرمات، فکن ماوراء ذلك فکن محلات الخ (بدائع الصنائع، کتاب النکاح،

فصل في المحرمات بالقرابة، زکریا دیوبند ۵۳۱/۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ

۱۴۲۱/۲/۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۶۱۵)

چچازاد بھائی کے بیٹے سے نکاح

سوال [۵۴۵۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید عمر و حقیقی بھائی ہیں، تو کیا زید کی لڑکی کا عقد نکاح عمر کے پوتے

کے ساتھ درست ہے؟ اگر شریعت مقدسہ کے اندر ایسا عقد کرنا درست ہے تو تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: نبی الدین، امام چھوٹی مسجد قصبہ جراری، فرخ آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید کی لڑکی کا عقد زید کے حقیقی بھائی عمر کے پوتے کے ساتھ کرنا شرعاً درست ہے۔

قال الله تعالى: وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ. [سورة النساء: ۲۴]

وأما عمة عمة أمه وخالة خالة أبيه حلال كنت عمه وعمته.

(درمختار مع الشامی، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، کراچی ۳/۳۰، زکریا ۴/۱۰۳)

تحرم العمات، والخالات، وتحل بنات العمات، والأعمام،
والخالات، والأخوال. (فتح القدیر، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، دارالفکر

بیروت ۳/۲۰۸، کوئٹہ ۳/۱۱۷، زکریا ۳/۱۹۹) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۳/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۷ھ

۳۲/۶/۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۴۹۲۰)

پچازاد بہن کی لڑکی سے نکاح

سوال [۵۴۵۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میرے چچا کی لڑکی کی لڑکی سے میرا نکاح ہونا ہے تو شرعاً نکاح کرنا جائز ہوگا؟ شرعی حکم تحریر فرمادیں۔

المستفتی: ارشاد جامع مسجد مراوا آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آپ کے لئے اپنی چچازاد بہن کی لڑکی سے

نکاح بلاشبہ جائز ہے؛ اس لئے کہ آیت قرآنی ”وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا رَآءَ ذَٰلِكُمْ“ میں وہ بھی شامل ہے، حضرت علیؓ حضور ﷺ کے حقیقی چچا زاد بھائی تھے اور حضرت سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب اور آپ ﷺ کے چچا ابوطالب یہ دونوں بھائی تھے، حضرت علیؓ ابوطالب کے بیٹے تھے اور حضور ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے، حضرت علیؓ کے لئے حضرت فاطمہؓ چچا زاد بھائی کی بیٹی تھیں، ان سے حضرت علیؓ کا نکاح ہوا ہے؛ لہذا آپ کے لئے اپنی چچا زاد بہن کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنا بلاشبہ جائز اور درست ہے۔ (مستفاد: محمود یہ میرٹھ ۱۶/۳۷۹)

عن علي قال زوجني رسول الله صلى الله عليه وسلم ابنته فاطمة الخ (مجمع الزوائد، دار الكتب العلمية بيروت ۴/۲۸۳، نسائي، كتاب النكاح، نحلة الخلوة، النسخة الهندية ۲/۷۲-۷۶، دار السلام رقم: ۳۳۷۷، مرقاة المفاتيح، كتاب المناقب، باب مناقب عليؓ، امداديه ملتان ۱۱/۳۵۰، مشكوة المصابيح ۵۶، مسند أبو يعلى الموصلي، دار الكتب العلمية بيروت ۱/۲۲۴، رقم: ۴۶۶۱)

خالة أبيه حلال، كينت عمه وعمته، وخاله وخالته. لقوله تعالى: وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا رَآءَ ذَٰلِكُمْ. (در مختار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، كراچی ۳۰/۳، زکریا ۴/۱۰۳، ۱۰۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۱۱۴۶۸)

چچا زاد بھائی کی لڑکی سے نکاح

سوال [۵۴۵۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اپنے چچا زاد بھائی کی لڑکی سے شادی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد تسلیم، محلہ اصالت پورہ، مراد آباد، ۱۸ فروری ۱۹۸۸ء

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: چچا زاد بھائی کی لڑکی سے نکاح جائز اور درست ہے، یہ اللہ کے قول 'وأحل لكم ماوراء ذالكم' [النساء: ۲۴] میں داخل ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۳۲۲/۷، امداد الفتاویٰ ۲۲۲/۲)

عن علي قال: زوجني رسول الله صلى الله عليه وسلم ابنته فاطمة. **الحديث** (مجمع الزوائد، دار الكتب العلمية بيروت ۲۸۳/۴، سنن السنائي، كتاب النكاح، نحلة الخلوة، النسخة الهندية ۷۶/۲، دار السلام رقم: ۳۳۷۷، مسند أبو يعلى الموصلي، دار الكتب العلمية بيروت ۲۲۴/۱، رقم: ۴۶۶۱، مشكوة المصابيح ۵۶۵) **خالة أبيه حلال، كبرت عمه وعمته، وخاله وخالته. لقوله تعالى:** **وأحل لكم ماوراء ذالكم.** (در مختار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، كراچی ۳۰/۳، زکریا ۱۰۳/۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰ جمادی الثانیہ ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۷۷۷/۲۴)

عدت مکمل ہونے کے بعد چچا زاد بھائی کی مطلقہ سے نکاح

سوال [۵۴۵۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ چچا زاد دو بھائی ہیں، دونوں شادی شدہ ہیں، اب کسی بناء پر چھوٹے بھائی نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، بڑا بھائی یہ سمجھ کر کہ گھر کی عزت گھر ہی میں رہ جائے، باہر نہ جائے یعنی بڑا بھائی چھوٹے بھائی کی بیوی سے شادی کر لے، تو کیا نکاح جائز ہوگا؟ امید ہے کہ حضور والا قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل جواب واضح فرمائیں گے۔

المستفتی: شرف الدین خاں سیتا پوری، معلم مدرسہ ہذا

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عدت گزر جانے کے بعد بڑے بھائی کے ساتھ نکاح جائز اور درست ہے یہ **وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ**۔ [النساء: ۲۴] میں داخل ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۱۹۲/۷، ۲۰۶)

وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ یعنی ماسویٰ المحرمات المذکورات فی الآیات السابقة۔ (تفسیر مظہری، زکریا دیوبند ۶۶/۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۹/ جب المرجب ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/۸۱۷)

متوفی چھوٹے بھائی کی بیوی سے نکاح

سوال [۵۴۵۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ دو بھائی ہیں چھوٹے بھائی کا انتقال ہو گیا ہے دو بچے چھوڑ کر گئے ہیں، بڑے بھائی کی بیوی کا انتقال ہو گیا ہے، ان کے بڑے بھائی کے ساتھ اس چھوٹے بھائی کی بیوی کا نکاح ہو سکتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جی ہاں! چھوٹے بھائی کے انتقال کے بعد اس کی بیوہ کے ساتھ بڑے بھائی کا نکاح شرعی طور پر جائز اور درست ہے؛ کیونکہ **وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ**۔ [النساء الآية: ۲۴] میں داخل ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۱/ شوال المکرم ۱۴۱۸ھ

۱۴۱۸/۱۰/۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۵۴۵۷)

بھائی کے انتقال کے بعد بھابھی سے نکاح

سوال [۵۴۵۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کے ۷ بچے جو ان اور چار بچے نابالغ ہیں، زید کا انتقال ہو گیا۔ اب دیگر رشتہ داریہ چاہتے ہیں کہ بکران سب کی ذمہ داری قبول کر لے سب رشتہ دار اس کے لئے مصر ہیں، تو کیا یہ مناسب ہے کہ بکر اپنے مرحوم بھائی زید کی بیوہ سے شادی کر لے اور ان سب بچوں کی ذمہ داری اٹھائے؟ براہ کرم اس مسئلہ میں حکم شرعی واضح فرمائیں؟

المستفتی: محمد آصف بھٹی محلہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جی ہاں! بکر کے لئے یہ جائز ہے کہ مرحوم بھائی کی بیوہ سے عدت گزرنے کے بعد نکاح کر کے بچوں کو اپنی کفالت میں لے لے شرعی طور پر یہ بہت اچھا عمل ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۱۹۲/۷، فتاویٰ محمودیہ جدید ۲۶۴/۱۱، قدیم ۳۷۹/۷)

قال الله تعالى: 'وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكُمْ'. [سورة النساء: ۲۴]

أي ما عدا من ذكر من المحارم هن لكم حلال. (تفسير ابن كثير ۴/۷۴)
وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكُمْ يعني ماسوى المحرمات المذكورات في
الآيات السابقة. (تفسير مظهری، زکریا دیوبند ۶/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۵/۳/۱۴۱۷ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۳۷۷)

اپنے بھائی کے سالے کی لڑکی سے نکاح

سوال [۵۴۵۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید کا بھائی اپنے بھائی کے سالے کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟
اور زید خود بھی سالے کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالرحمن، کاشی پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بھائی کے سالے کی لڑکی شرعاً غیر محرم لڑکی ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ”وَاحِلْ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ“ . [سورة النساء: ۲۴] کے دائرہ میں داخل ہونے کی وجہ سے اس کے ساتھ نکاح کرنا بلا تردد جائز اور درست ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کاتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۹ ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۵۵۳۳)

بیٹے کا نکاح سالی سے کرنا

سوال [۵۴۶۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے خالدہ سے نکاح کیا اس سے ایک لڑکا عمر پیدا ہوا، پھر خالدہ کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد زید نے دوسرا نکاح ایک اجنبیہ (رشیدہ) سے کیا، رشیدہ کی ایک بہن حمیدہ ہے تحقیق طلب مسئلہ یہ ہے کہ حمیدہ کا نکاح زید کے لڑکے کے عمر سے جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر نکاح جائز ہے تو زید اپنی بہن (سالی حمیدہ) سے پردہ کرے گا یا نہیں؟

المستفتی: محمد نعیم اختر اعظمی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید کا لڑکا جو خالدہ کے لطن سے پیدا ہوا ہے، اس کے ساتھ حمیدہ کا کسی قسم کا رشتہ محرم ہونے کا نہیں ہے؛ اس لئے عمر کا نکاح رشیدہ کی بہن حمیدہ کے ساتھ شرعی طور پر جائز اور درست ہو جائے گا اور حمیدہ جب زید کے بیٹے عمر کی بیوی ہو جائے گی، تو زید کے لئے حمیدہ بجائے سالی کے بیٹی بن جائے گی۔ اب اس کے ساتھ کوئی پردہ لازم نہ ہوگا؛ کیونکہ زید کی محرم بن چکی ہے۔

وحرّم زوجة أصله، وفرعه و في الشامية: وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ. وقوله تعالى: وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ. الآية. (شامي، کراچی ۳/۳۱، زکریا ۴/۱۰۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۴۶۰۴)

پچازاد ماموں سے نکاح کرنے کا حکم

سوال [۵۴۶۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے سرجمیل حسن پانچ بھائی ہیں، پانچویں بھائی اشرف حسین ہیں، اشرف حسین کے لڑکے ناصر حسین سے میری لڑکی شریہ پروین کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ناصر حسین ہمارے سرکا بھتیجہ ہوتا ہے اور میری لڑکی کا پچازاد ماموں ہوتا ہے، تو کیا اس لڑکے سے نکاح کی گنجائش ہے؟

المستفتی: محمد عثمان، مغلیہ پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال کا حاصل یہ ہے کہ لڑکی کی ماں کے حقیقی پچازاد بھائی کے ساتھ لڑکی کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ تو حکم شرعی یہی ہے کہ ماں کے پچازاد بھائی کی لڑکی کے ساتھ اس کا نکاح جائز ہے، عوام کے عرف میں اس شخص کو پچازاد ماموں کہتے ہیں، یا ایسا ہے جیسا کہ حضرت فاطمہ کا نکاح حضور ﷺ کے چچا کے لڑکے حضرت علیؑ سے ہوا تھا۔

قال الله تعالى: 'وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ'. [سورة النساء: ۲۴]

أي ما عدا من ذكر من المحارم هن لكم حلال. (تفسير ابن كثير ۱/۴۷۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۳ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳ صفر المظفر ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۲۷)

سگے ماموں کی نواسی سے نکاح

سوال [۵۴۶۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے سگے ماموں ہیں، ان کی لڑکی کی لڑکی سے کیا میں شادی کر سکتا ہوں؛ جبکہ مطلوبہ لڑکی کا سگا ماموں میرا دودھ شریک بھائی ہے، لڑکی کے سگے ماموں نے میری ماں سے دودھ پیا ہے؛ لیکن میں نے نہ لڑکی کی ماں سے دودھ پیا ہے، نہ اس کی دادی، نانی سے، تو ایسی صورت میں میرا نکاح لڑکی سے صحیح ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: احساس احمد کانٹھ کی پلہ مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آپ اپنے سگے ماموں کی نواسی کے ساتھ شرعی طور پر نکاح کر سکتے ہیں اور لڑکی کے ماموں نے اگر آپ کی ماں سے دودھ پیا ہے تو اس کے لئے آپ کی بہنوں سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے اور آپ کے لئے اس کی بہن اور اس کی بھانجی وغیرہ کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں ہے؛ اس لئے کہ آپ اس کے خاندان میں داخل ہو چکے ہیں۔

إذا نسب الحل لها بأن يقال يحل لها أبو أخيها، وأخو ابنها، وجد ابنها، وأبو عمها، وأبو خالها، وخال ولدها، وابن خالة ولدها (إلى قوله) لأنهما لا يحرمان الخ (شامی، کتاب النکاح، باب الرضاع، کراچی ۲/۱۶، ذکرہ دیوبند ۴/۴۰۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲ شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/۳۴۰۶)

دو سگی بہنوں کی اولادوں کے آپس میں نکاح کا شرعی حکم

سوال [۵۴۶۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ دو حقیقی بہنوں کی اولادوں کے درمیان نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً روشن جہاں کا لڑکا ہے اور خورشیدہ کی نواسی ہے، تو ان دونوں کے درمیان نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ کیا صحابہ میں اس طرح نکاح ہوا ہے؟

المستفتی: نقی انور، کاشی پور، نئی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دو سگی بہنوں کی اولاد کے درمیان نکاح جائز ہے، ایک کا بیٹا دوسری کی بیٹی کے درمیان، اسی طرح بھائی اور بہن کی اولاد کے درمیان ایک کا بیٹا اور دوسری کی بیٹی کے درمیان، اسی طرح دو حقیقی بھائیوں کی اولاد کے درمیان ایک کا بیٹا، دوسرے کی بیٹی کے درمیان جائز ہے، اور اس طرح حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں نکاح ہو چکا ہے۔ حضور ﷺ کا نکاح اپنی حقیقی پھوپھی زاد بہن کے ساتھ ہوا ہے، حضرت عاتکہ بنت عبد المطلب کی بیٹی ام سلمہ بنت ابی امیہ کا نکاح حضور ﷺ کے ساتھ ہوا اور امیمہ بنت عبد المطلب کی بیٹی ام سلمہ بنت ابی امیہ کا نکاح حضور ﷺ کے ساتھ ہوا ہے، ان کا نکاح آسمانوں میں ہوا ہے، قرآن کریم میں اس کا ذکر موجود ہے، اسی طرح حقیقی چچا زاد بھائی کی بیٹی کے ساتھ نکاح جائز ہے، جیسا کہ حضور ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپس میں حقیقی چچا زاد اور تایا زاد بھائی ہیں، حضور ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ کا نکاح اپنے حقیقی چچا زاد بھائی حضرت علی سے کیا، اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت ام کلثوم بنت علی کا نکاح حضرت عمر کے ساتھ کیا تھا اور حضرت عمر کی شہادت کے بعد اپنے حقیقی بھتیجے عوف بن جعفر بن ابی طالب کے ساتھ کیا ہے اور اپنی دوسری بیٹی حضرت زینب بنت علی بن ابی طالب کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفر کے

ساتھ کیا، اسی طرح حضرت حسن بن حسین بن علی کا نکاح حضرت محمد بن علی کی بیٹی اور حضرت عمر بن حسین بن علی کا نکاح حضرت محمد بن علی کی بیٹی اور حضرت عمر بن علی کی بیٹی کے ساتھ کر دیا، اسی طرح حضرت اروی بنت المقوم بن عبد المطلب الهاشمیہ کا نکاح ابوسفیان بن الحارث بن عبد المطلب کے ساتھ کیا..... دونوں آپس میں بیچا زاد بھائی بہن ہیں؛ چنانچہ صحابہ کرامؓ میں اس طرح کے نکاح بکثرت پیش آئے ہیں اور اس طرح کے نکاح کو ناجائز سمجھنا غیر مسلموں اور ہندوانہ عقیدہ ہے۔

(۱) أم سلمة أم المؤمنين بنت أبي أمية فكانت قبل رسول الله صلى الله عليه وسلم تحت أبي سلمة فلما مات أبو سلمة سنة أربع وقيل سنة ثلث تزوجها رسول الله صلى الله عليه وسلم، في ليال بقين من شوال: (الاكمال في اسماء الرجل ص: ۵۹۹)

(۲) زينب بنت جحش زوج النبي صلى الله عليه وسلم أخت عبد الله بن جحش وهي أسدية من أسد بن خزيمه وأمها أميمة بنت عبد المطلب عمه النبي صلى الله عليه وسلم، عن أنس بن مالك، قال كانت زينب بنت جحش تفخر على نساء النبي صلى الله عليه وسلم وتقول: زوجني الله من السماء وأولم عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم بخبز ولحم. (أسد الغابة ۶/ ۱۲۵-۱۲۶)

اروی بنت المقوم بن عبد المطلب الهاشمیہ ابنہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كانت زوج ابن عمها أبي سفيان بن الحارث بن عبد المطلب الهاشمیہ سبطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أمها فاطمة الزهراء. قال ابن الأثير: أنها ولدت في حياة النبي صلى الله عليه وسلم، وكانت عاقلة لبيبة جزلة زوجها أبوها ابن أخيه عبد الله بن جعفر. (الاصابه

في تمييز الصحابة، دار المعرفة بيروت ۴/ ۲۵۲۶، رقم: ۱۱۲۵۸)

أم كلثوم بنت علی بن أبی طالب الهاشمية..... ذکر أبو بشر
الدولابی فی الذریۃ الطاهرة من طریق إلی اسحاق عن الحسن بن الحسن
بن علی قال: لما أیمت أم كلثوم بنت علی عن عمر..... فتزوجها عوف بن
جعفر بن أبی طالب. (الاصابة دار المعرفة ۴/ ۲۷۴۶، رقم: ۱۲۲۲۹)

عبد الرزاق عن ابن جریج قال أخبرني عمر بن دينار أن حسن بن
محمدا أخبره أن حسن بن حسين بن علي نكح في ليلة واحدة بنت محمد
بن علي وابنة عمر بن علي بن أبی طالب فجمع ابنتي عم وأن محمد بن
علي قال: هو أحب إلينا الخ. (المصنف لعبد الرزاق المجلس العلمي
۶/ ۲۶۴، رقم: ۱۰۷۷۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۱/۶/۱۴۳۶ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱ جمادی الثانیہ ۱۴۳۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/۸۲۰۱)

بھائی کی اولاد سے اپنی اولاد کا نکاح

سوال [۵۴۶۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل
کے بارے میں: کہ میرا نکاح زینب سے ۲۵ سال قبل ہوا تھا، اس کے لطن سے دولڑکے
حسن، حسین اور ایک لڑکی فاطمہ ہے، دو سال قبل اپنے بھائی کے انتقال کے بعد میں نے بھائی
کی بیوی زاہدہ سے عدت کے بعد نکاح کیا، اس مرحوم بھائی کی بیوی زاہدہ کے لطن سے ان کی
تین اولاد، ساجدہ، عائشہ اور خالد ہیں۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا میری پہلی بیوی زینب سے جو اولاد ہیں (حسن،
حسین اور فاطمہ ان کا نکاح بھائی کی اولاد جو زاہدہ کے لطن سے ہیں ساجدہ، عائشہ اور خالد)
سے کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ کیا میرے بھائی کی بیوی زاہدہ سے نکاح کرنے کی وجہ سے

پہلی بیوی زینب کی اولاد اور بھائی کی اولاد میں حرمت آئے گی؟

المستفتی: اسرار اللہ حسینی، حیدرآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بھائی کی اولادیں جو زاہدہ کے لطن سے پیدا ہوئی

ہیں ان کا نکاح آپ کی ان اولاد کے ساتھ جائز اور درست ہے جو اولاد آپ کی بیوی زینب کے لطن سے پیدا ہوئی ہے، اور بھائی کے انتقال کے بعد زاہدہ کے ساتھ آپ کے نکاح کر لینے کی وجہ سے ان بچوں کے درمیان حرمت نہیں آئی ہے؛ بلکہ ان کے درمیان جواز نکاح کا سلسلہ بدستور باقی رہے گا، ہاں البتہ زاہدہ کے لطن سے جو اولاد آپ کی پیدا ہوگی، ان میں حرمت کا سلسلہ جاری ہو جائے گا۔

وأما بنت زوجة أبيه، أو ابنه فحلال، وكذا بنت ابنها قال الخیر الرملي: ولا تحرم بنت زوج الأم وأمه ولا أم زوجة الأب، ولا بنتها ولا أم زوجة الابن ولا بنتها ولا زوجة الربيب ولا زوجة الرباب. (شامي، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، كراچی ۳/ ۳۱، زکریا ۴/ ۱۰۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۳ھ/ ۸/ ۵

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۵ شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۶۸-۱۰۷)

ایک بھائی کے لڑکے کا دوسرے بھائی کی پوتی سے نکاح

سوال [۵۴۶۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید اور خالد ایک باپ اور دو ماں سے ہیں، زید کی پوتی اور خالد کے لڑکے میں آیا ان دونوں کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جو رشتہ میں چچا اور بھتیجی ہوتے ہیں۔

المستفتی: مامون رشید

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مذکورہ میں ان دونوں کے درمیان عقد نکاح شرعاً صحیح ہو جائے گا۔

قال الله تعالى: 'وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكُمْ'. [سورة النساء: ۲۴]
وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكُمْ يعني ماسوى المحرمات المذكورات في
الآيات السابقة. (تفسيرى مظهرى، زكريا ديوبند ۶۶/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸/رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/۲۴۴)

سوتیلے بھائیوں کی اولاد کا باہم نکاح

سوال [۵۴۶۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ گل بہار کے چار بیوی ہیں، پہلی بیوی حیرامن اور آخری بیوی سکینہ ہے اور درمیان کی دو بیوی کے نام معلوم نہیں۔ اب صورت مسئلہ یہ ہے کہ حیرامن کا بیٹا اکبر اور سکینہ کا بیٹا محی الدین ہے، یہ دونوں آپس میں سوتیلے بھائی ہیں، اب اکبر کے بیٹے برجہاں ہیں اور برجہاں کے بیٹے اسلم ہیں اور محی الدین کی بیٹی رخسانہ ہے، ان دونوں یعنی اسلم اور رخسانہ کا آپس میں نکاح کرنا کیسا ہے؟ جبکہ ان دونوں کا رشتہ پھوپھی اور بھتیجہ کا ہے؟

المستفتی: محمد شمس الدین، کلکتہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ صورت میں اکبر اور محی الدین آپس میں سوتیلے بھائی ہیں؛ لہذا محی الدین کی بیٹی رخسانہ کا نکاح اکبر کے بیٹے برجہاں کے ساتھ بھی جائز ہے اور اکبر کے پوتے اسلم کے ساتھ بھی جائز ہے، ان کے درمیان کوئی وجہ حرمت نہیں ہے۔

وَأَمَّا عَمَةُ عَمَةِ أُمِّهِ، وَخَالَاتُ خَالَاتِهِ أَيْهِ حَلَالٌ كَبْنَتِ عَمِّهِ وَ عَمَّتِهِ
و خَالَهِ وَ خَالَاتِهِ الْخ. (در مختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، کراچی ۳۱/۳،
زکریا ۴/۱۰۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲ محرم الحرام ۱۴۳۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۳۷۹)

بھانجی کے لڑکے سے نکاح

سوال [۵۴۶۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل
کے بارے میں: کہ زید اپنی لڑکی کی شادی بھانجی کے لڑکے کے ساتھ کرنا چاہتا ہے، تو نکاح
درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالصمد، بلاسپور گیٹ، رامپور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جی ہاں زید کا اپنی لڑکی کی شادی بھانجی کے
لڑکے کے ساتھ کرنا اللہ تعالیٰ کے قول:

وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ. [سورة النساء: ۴۷]

کے تحت داخل ہونے کی وجہ سے جائز اور درست ہوگا۔

وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ أَيُّ مَا وَرَاءَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى. (بدائع الصنائع،
زکریا ۲/۵۴۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۹/۹/۱۴۱۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۵۷)

پھوپھی زاد بہن کی لڑکی سے نکاح

سوال [۵۴۶۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی پھوپھی زاد بہن کی لڑکی ہے یعنی بھانجی ہے، کیا اس سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ مدلل و مفصل جواب سے نوازیں۔

المستفتی: شکیل احمد، محلہ مقبرہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید کے لئے پھوپھی زاد بہن کی لڑکی کے ساتھ نکاح شرعاً جائز اور درست ہے کہ جس طرح پھوپھی زاد بہن کے ساتھ جائز ہے، اسی طرح اس کی لڑکی کے ساتھ بھی جائز ہے، اس میں کوئی حرمیت کی علت نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد و احل لکم ماوراء ذلکم۔ [سورۃ النساء: ۲۴] کے اندر داخل ہے۔
وَأَحِلُّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ أَيُّ مَا عَدَا مِنْ ذِكْرِنَا مِنَ الْمَحَارِمِ هُنَّ لَكُمْ حَلَالٌ.
(تفسیر ابن کثیر ۱/ ۴۷۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۵ محرم الحرام ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۷)

متوفی بیوی کی بھانجی سے نکاح

سوال [۵۴۶۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مقبول احمد کی بیوی کا انتقال ہو گیا، بیوی کی بھانجی ہے، سسرال والے اس کے ساتھ مقبول احمد کی شادی کر رہے ہیں، کیا یہ شادی درست ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب بیوی کا انتقال ہو چکا ہے، تو بیوی کے انتقال کے بعد بیوی کی بھانجی کے ساتھ شادی کرنا مقبول احمد کے لئے جائز اور درست ہے۔

کما استغید من عبارة الشامي: ماتت امرأته له التزوج بأختها بعد يوم من موتها. (شامي، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، کراچی ۳/۲۸، زکریا ۴/۱۱۶)
ألا ترى أنها إذا ماتت فله أن يتزوج بأختها بدون انتظار. (الفقه على المذاهب الأربعة، دارالفکر بیروت ۴/۵۱۴)

ولیس للرجل أن يغسل أحداً من النساء وإن كانت امرأته؛ لأن بموتها انقطعت الزوجية؛ ولهذا حل له التزوج بأختها، وأربع سواها من ساعته. (حاشیة چلبی علی التبین، باب الجنائز، امدادیہ ملتان ۱/۲۳۵، زکریا ۱/۵۶۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷/ذی الحجۃ ۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۲۶۹۷)

سمدھن کے ساتھ نکاح

سوال [۵۴۷۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد زاہد نے اپنے لڑکے خالد کا نکاح ریحانہ کی بیٹی فرزانہ سے کیا، ریحانہ بیوہ ہے، محمد زاہد اپنے بیٹے کی بیوی کی ماں ریحانہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے، تو کیا ان دونوں کے درمیان یہ نکاح درست ہے؟

المستفتی: فہیم الدین، برویلان، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اپنے لڑکے کی بیوی کی ماں (سمدھن) کے ساتھ نکاح کرنا شرعاً جائز ہے۔

قال الله تعالى: وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ . [سورة النساء: ۲۴]
 ولا تحرم أم زوجة الابن . (شامی، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات،
 کراچی ۳۱/۳، زکریا ۴/۱۰۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتابتہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲۶ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۱۹۲/۳۵)
 الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۲۶/۴/۱۴۲۲ھ

داماد کی والدہ سے نکاح

سوال [۵۴۷۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اپنی لڑکی کا نکاح ایسے لڑکے سے کرتا ہے، جس کی والدہ بیوہ ہیں اور کچھ زمانہ گزرنے کے بعد زید اپنے داماد کی بیوہ والدہ سے نکاح کر کے اپنے گھر لے آتا ہے، تو کیا زید کا یہ عمل درست ہے؟

المستفتی: فہیم احمد، بڑولان، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اپنی لڑکی کی ساس جو کہ داماد کی والدہ ہے (سمہن) اس کے ساتھ نکاح کرنا شرعاً جائز ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۰۳/۳)
 أما بنت زوجة أبيه، أو ابنه فحلال. (در مختار علی الشامی، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، کراچی ۳۱/۳، زکریا ۴/۱۰۵)

لابأس بأن يتزوج الرجل المرأة، ويتزوج ابنه ابنتها، أو أمها. (هندية، زکریا ۱/۲۷۷، زکریا جدید ۱/۳۴۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتابتہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲۶ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۱۹۱/۳۵)
 الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۲۶/۴/۱۴۲۲ھ

استاذ کی بیوی سے نکاح

سوال [۵۴۷۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ استاذ کی بیوی سے جبکہ بیوہ ہو چکی ہو اور اس کے بچے بھی ہوں اور شاگرد کا پہلے سے اس سے کوئی رشتہ بھی نہیں ہے، تو استاذ کی بیوہ بیوی سے نکاح کرنا شرعاً کیسا ہے؟ شرعی حکم تحریر فرمائیں۔

المستفتی: دلشاد، محلہ انوپورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: استاذ کی بیوہ سے پہلے سے اگر کوئی خونی رشتہ نہیں ہے، تو بلا تردد اس کے ساتھ شاگرد کے لئے نکاح کرنا جائز ہے، اس میں کسی قسم کی قباحت نہیں ہے۔

قال الله تعالى: وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكُمْ. [سورة النساء: ۲۴]

فكن وما وراء ذلك فكن محلات. (بدائع زكريا ۵۳۱/۲)

وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكُمْ يعني ماسوى المحرمات المذكورات في

الآيات السابقة. (تفسير مظہری، زکریا دیوبند ۶۶/۲)

وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكُمْ أي ماعدا من ذكرنا من المحارم هن لكم حلال. (تفسير ابن كثير ۴۷۴/۱) فقط والله سبحانه وتعالى اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۷/ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ

۱۴۲۱/۴/۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۳۵-۶۵۷)

غیر مختون سے نکاح

سوال [۵۴۷۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ

ذیل کے بارے میں: کہ زید کی بارات آئی اور اس وقت معلوم ہوا کہ ابھی تو زید کا ختنہ بھی نہیں ہوا، نکاح ہو گیا، تو یہ نکاح کیسا ہوا؟ اور اس کے لئے نکاح کے بعد میں کیا شکل ہونی چاہئے آیا ختنہ دوبارہ ہوگا؟

المستفتی: محمد عظیم لکھنوی، مدرسہ اسلامیہ قصبہ، کمرالہ، بدایوں
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: غیر مختون آدمی کا نکاح بلا کراہت صحیح اور درست ہے؛ لہذا جو نکاح ہوا ہے، وہ بلا تردید صحیح ہو گیا ہے، اس پر کسی کو اعتراض کا حق نہیں ہے اور نکاح کے بعد اس کا دوبارہ ختنہ کرنا لازم نہیں ہے، دل چاہے تو کرا لے، ورنہ لازم نہیں ہے؛ البتہ بچپن میں نہ کرنے کی وجہ سے وہ ایک اہم سنت سے محروم ہو گیا ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۲۹۴/۲، جدید زکریا دیوبند ۲۴/۲، فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲۰۴/۱۳، جدید ڈبھیل ۵۰۲/۱۰)

عن أبي هريرة ^{رض} قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: الفطرة خمس: الختان، والاستحدا، وقص الشارب، وتقليم الأظفار، ونف الإبط. (صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب تقليم الأظفار ۸۷۵/۲، رقم: ۵۶۲۲، ف: ۵۸۹۰)

قيل في ختان الكبير إذا أمكن أن يختن نفسه فعل وإلا لم يفعل إلا أن يمكنه أن يتزوج أو يشتري ختانة فتختنه. (هندية، كتاب الكراهية، باب التاسع عشر في الختان، زكريا ديوبند ۳۵۷/۵، زكريا جديد ۵/۴۱۲)

إن الاختتان ليس بضرورة يمكن أن يتزوج امرأة، أو يشتري أمة تختنه، إن لم يمكنه أن يختن نفسه—لأن الختان سنة للرجال من جملة الفطرة لا يمكن تركها. (شامي، کراچی ۳۷۱/۶، زکریا ۵۳۳/۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۶/۳/۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۹ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲۷۰۳۷)

اجنبیہ کو بہن کہنے کے بعد اسی سے نکاح

سوال [۵۴۷۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکا جس نے ایک لڑکی کو بہن کہا اور کہا بھائی بھی میں ہوں اور باپ بھی میں ہوں اور اس کے بعد نکاح کر لیا ہے، تو کیا یہ نکاح ٹھیک ہے؟

المستفتی: نعیم احمد کھیل کاتھریہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نکاح سے قبل اجنبیہ لڑکی کو بہن کہنے سے وہ حقیقی بہن کے حکم میں نہیں ہوتی، اسی طرح اجنبی مرد کو بھائی یا باپ کہنے سے کوئی اثر نہیں پڑتا، اس طرح کہنے کی وجہ سے وہ لڑکی نکاح سے مانع نہیں ہوئی؛ لہذا اس لڑکے کے ساتھ جو نکاح ہوا ہے، وہ شرعاً جائز اور درست ہے، یہ لڑکی اللہ تعالیٰ کے ارشاد: **وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكُمْ** [النساء: ۲۴] کے اندر داخل ہو کر اس کے ساتھ حلال ہے۔

وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكُمْ یعنی ماسویٰ المحرمات المذکورات فی الآیات السابقة. (تفسیری مظہری، زکریا دیوبند ۲/۶۶)

وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكُمْ أي ماعدا من ذکرنا من المحارم هن لكم حلال. (تفسیر ابن کثیر ۱/۷۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ

۲۹/۵/۱۴۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۳/۵۳۰۸)

کسی کو سگی بہت یا بھانجہ کہنے کے بعد اس سے نکاح

سوال [۵۴۷۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید نے اپنی زوجہ ثانی کے بھائی یعنی اپنے سالے اور اپنی زوجہ اول کے بطن سے تولد اپنی بیٹی کے درمیان غلط آشنائی دیکھ کر ایک موقع پر جہاں زوجہ ثانی کے اعزہ و دیگر افراد کثیر تعداد میں موجود تھے غلط معاملات کو ختم کرنے کی غرض سے اپنے سالے سے اپنی بیٹی کا نام واضح طور پر کہلوایا کہ سب کے سامنے یہ کہلوایا کہ وہ میرے لئے مثل سگی بھانجی کے ہے اور جس طرح میری سگی بہن مجھ پر حرام ہیں، اسی طرح (پھر نام لے کر) وہ بھی مجھ پر حرام ہے۔

واقعہ مندرجہ بالا کے بعد مذکورہ دونوں نے راہ فرار اختیار کر کے کہیں جا کر نکاح کر لیا، جس میں مذکورہ بیٹی کا والد یا اس کی جانب سے کوئی ولی مقرر نہیں تھا، والد نے صرف سنا کہ انہوں نے نکاح کر لیا ہے، والد نے اپنی بیٹی و اپنے مذکورہ سالے سے قطع تعلق کر لیا، مدت طویل گزر گئی کبھی والد اس پر رضا مند نہیں ہوا کہ تعلقات بحال کر لے، اب بھی زید پر اس کی زوجہ ثانی کے اعزہ کی جانب سے کافی دباؤ ہے کہ وہ تعلقات بحال کر لیں؛ لیکن زید یہ سمجھتا ہے کہ وہ نکاح ہی درست نہیں ہوا اور کسی طرح بھی تعلقات بحال کرنے پر رضامند نہیں ہے۔ مذکورہ حالات کی نوعیت پر حکم شرعی کیا ہے وضاحت فرمائیں؟

المستفتی: ذیح الرحمن، چاندپوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آپس میں نکاح سے پہلے کسی غیر محرم کو سگی بھانجی یا سگی بہن کی طرح کہنے سے وہ نہ ہی سگی بھانجی کے حکم میں ہوئی ہے اور نہ ہی سگی بہن کے حکم میں ہوتی ہے، اس کے ساتھ شرعی طور پر نکاح کرنا بلاشبہ جائز ہے اور لڑکی کے باپ کی دوسری بیوی کا جو بھائی ہے، وہ لڑکی کا حقیقی ماموں نہیں ہوتا ہے، اس کے ساتھ بلا تردد نکاح جائز ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ باپ کی دوسری بیوی کے بطن سے پیدا شدہ لڑکا جو اس بیوی کے دوسرے شوہر سے پیدا ہوا ہے، اس کے ساتھ بھی نکاح جائز ہو جاتا ہے، اگر دونوں کے درمیان شریعت کے ضابطہ کے مطابق گواہوں کے روبرو نکاح ہوا ہے، تو اس نکاح کے صحیح ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں۔

لہذا زید کا اس نکاح کو باطل سمجھ کر قطع تعلق کرنا درست نہیں ہے، ہاں البتہ اگر مہر مثل سے کم مہر باندھا ہو تو زید کو اعتراض کا حق ہے۔

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَانَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ذَلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ . [احزاب: ۴]

أما بنت زوجة أبيه، فحلال، وكذا بنت ابنها بحر . (در مختار مع

الشامی، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، کراچی ۳/۳۱، زکریا ۴/۱۰۵)

وإذا تزوجت المرأة ونقصت عن مهر مثلها فللأولياء الاعتراض

عليها عند أبي حنيفة حتى يتم لها مهر مثلها، أو يفارقها. (هداية، اشرفی دیوبند

۳/۴۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۹/ رذی الحج ۱۴۳۳ھ

۲۹/۱۲/۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۱۹۱۰)

سوتیلی سالی سے نکاح

سوال [۵۴۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میری شادی کے بعد میری بیوی کے دو اولاد پیدا ہوئیں، اس کے بعد ایک مہلک مرض میں مبتلا ہو گئی، میں نے اپنی بیوی کا علاج بڑے ماہر ڈاکٹروں سے کرایا، مگر سب ڈاکٹروں نے ایک ہی فیصلہ دیا کہ یہ مرض کبھی اچھا نہیں ہوگا، نہ ہی یہ بھاری کام کاج کر سکتی ہے؛ بلکہ بیوی اجسامی حقوق سے بھی ہمیشہ کے لئے بیکا رہو گئی، اگر کبھی اجسامی رابطہ قائم کیا گیا تو بھاری نقصان ہوگا؛ لہذا اس کا بیوی رہنایا نہ رہنا دونوں برابر ہے، آخر کار مجبوراً ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ دوبارہ شادی کے علاوہ دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے، تو ہم نے زہستی کے معزز لوگوں سے مشورہ کیا کہ جو سوتیلی سالی ہے، اسی سے نکاح کیا جائے۔

(۲) آخر کار زہستی والوں کی مدد سے میرا نکاح ہو گیا، نکاح کے چار مہینے کے بعد

اچانک گاؤں والوں نے جو سوتیلی سالی سے نکاح کرایا تھا، اس کے بارے میں یہ کہا کہ یہ نکاح درست نہیں ہوا؛ کیونکہ ایک ساتھ دو بہنوں کا رکھنا درست نہیں ہے، تب ہم نے علاقے کے اچھے آدمیوں سے ملنا شروع کیا اور دونوں بیویوں کی پوری حقیقت سنائی، ان لوگوں نے بھی یہی رائے دی کہ بستی والوں نے جو کہا ہے ٹھیک ہی کہا ہے، انہوں نے کہا کہ جو پہلی بیوی ہر طرح سے بیکار ہے، اس کو تم طلاق دیدو، تو ہم نے گھر میں آکر مشورہ کیا اور پہلی بیوی کو طلاق دیدی، خسر کو بھی بتا دیا کہ ہم نے آپ کی بڑی بیٹی کو طلاق دیدی ہے؛ اس لئے کے پانچ مہینے کے بعد پھر پتہ چلا کہ سوتیلی سالی سے دوبارہ نکاح کرنا ہوگا، تبھی نکاح جائز ہوگا، اس کے بعد ہم لوگ بکھو ادرسہ میں پہونچے اور مفتی صاحب سے دونوں بیویوں کا پورا قصہ سنایا تب مفتی صاحب نے پوچھا کہ آپ نے دل سے نیت کر کے زبان سے طلاق دی ہے، تو ہم نے کہا کہ ہم کئی مرتبہ طلاق دے چکے ہیں، تو مفتی صاحب نے کہا کہ طلاق دیدی طلاق دینے کا عرصہ بہت لمبا ہو گیا ہے اور عدت بھی پار ہو گئی ہے؛ لہذا دوبارہ پوری مجلس میں طلاق دینا ہوگا اور بات کو ظاہر کر دینا ہوگا اور سالی سے دوبارہ نکاح پڑھوانا ہوگا، تو لوگوں نے یہ کہا کہ آپ گاؤں آکر طلاق بھی دلوا دیجئے اور نکاح بھی پڑھوا دیجئے، تو مفتی صاحب اس بات پر راضی ہو گئے، ایک دن آکر مفتی صاحب نے حدیث کے مطابق طلاق دلوا کر دوبارہ نکاح پڑھوا دیا، پھر ہم نے مفتی صاحب سے کہا جس کو ہم نے طلاق دی وہ تو مرض میں مبتلا ہے اور ہم نے مجبوری کی وجہ سے اس کو طلاق بھی دی ہے، ایسے حالات میں وہ کہیں دوسری جگہ نکاح کے لائق بھی نہیں ہے، تو وہ میرے بچوں کے ساتھ گھر پر ہے، یامیکہ میں رہے کوئی فرق نہیں پڑتا دونوں برابر ہے، اگر میکہ میں رہے تو پھر بھی ہم وقتاً فوقتاً سسرال جائیں گے، تو کیا ہم اس کے ساتھ کبھی بھی کھانا پینا کر سکتے ہیں یا تھوڑی بہت بات چیت بھی کر سکتے ہیں یا علاج وغیرہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ تو مفتی صاحب نے گاؤں والوں سے جانچ پڑتال کر کے کہا کہ آپ کو پردہ کرنا لازم ہوگا اور خاص طور پر آپ کے یہاں رہنے سے تو بعینہ سگی بہن کی طرح آپ کو باعزت رکھنا ہوگا، تب آپ ان کے ساتھ وقتاً فوقتاً کھانا پینا بات چیت کرنا یا علاج وغیرہ

کر سکتے ہیں، یہ بات مفتی صاحب نے پوری مجلس کے سامنے کہہ سنائی، مفتی صاحب کی بات لوگوں نے مان لی، کچھ دن کے بعد ۱۹۸۵ء میں ایک جلسہ ہوا، جس میں دو عالم اور بستی کے معزز حضرات شریک جلسہ ہوئے اور رانی پور کے ماسٹر صاحب وغیرہ نے شرکت کی جلسہ تمام ہو جانے پر ہم لوگ سب نے مل کر کے یہی فیصلہ جو مفتی صاحب نے میرے حق میں دیا تھا اس کا ذکر کیا، ساتھ ہی پھلواری شریف پٹنہ بہاراڑیہ کا ایک فتویٰ بھی دکھایا گیا، جس میں مفتی محمد ہارون صاحب قاسمی کا فیصلہ کافی تائید کیا ہوا تھا برحق قرار دیا اور مجلس کے سامنے اس الجھن کو رفع دفع کر دیا، اس واقعہ کے بعد ہم آج دس سال سے آرام سے زندگی گزار رہے تھے، اس درمیان جو ہم نے سوتیلی سالی سے نکاح کیا تھا، اس کے لطن سے تین لڑکی بھی پیدا ہو گئیں ہیں اور جس کو ہم نے طلاق دی تھی، فی الحال اس کی حالت پہلے سے اور بدتر ہے، اس کے لڑکے کی عمر بھی اکیس سال ہو چکی ہے، اس بیچ زمین جائیداد کا تھوڑا بہت گھر بیلو جھگڑا ہونے کی بناء پر کچھ لوگوں نے پھر کہنا شروع کیا کہ مفتی صاحب نے جو فیصلہ دیا ہے وہ صحیح نہیں ہے، ایسی حالت پر سماج کے ساتھ میرا زندگی گزارنا دو بھر ہو رہا ہے۔

نوٹ: اس داستان کو بغور مطالعہ فرما کر جو بھی فیصلہ ہو تحریر فرمائیں، اگر مذکورہ مفتی صاحب کا جواب ٹھیک ہے، تو وہی جواب لکھ کر بھیج دیں اور اگر مفتی ہارون صاحب قاسمی کا فیصلہ اور جواب غلط ہے تو وہ بھی جلد از جلد جواب سے نوازیں عین کرم ہوگا۔

المستفتی: ابراہیم، رانی پور ضلع: پرلیا (مغربی بنگال)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس بیوی کو طلاق دی گئی ہے، اس کو الگ رکھنا شرعاً واجب ہے، اگر آپ اپنے پاس رکھ کر اس کا خرچہ برداشت کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کو الگ مکان میں رکھیں ایک مکان میں ساتھ رکھنا جائز نہیں ہوگا، اگرچہ وہ بالکل بیکار کیوں نہ ہوگئی ہو، ساتھ بیٹھ کر کھانا پینا جائز نہیں ہے، ہاں البتہ الگ پردہ میں ہو کر اس کی ضرورت کے متعلق دینی بہن ہونے کے اعتبار سے حالات معلوم کر سکتے ہیں؛

کیونکہ اب آپ کے اور اس کے درمیان کوئی رشتہ باقی نہیں رہا ہے۔ نیز پہلی بیوی کو اولاً جو طلاق دی گئی تھی وہ شرعاً معتبر ہے اور اس کے بعد عدت گزرنے کے بعد سوتیلی بہن سے جو نکاح کیا گیا ہے، وہ شرعاً صحیح اور درست ہے، اس پر اعتراض کرنے والے گنہگار ہوں گے۔
(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۷/۲۳۷)

و حرم الجمع بین المحارم نکاحاً أي عقداً صحيحاً، ولو من طلاق
بائن وتحتہ فی الشامیة: وأشار إلى أن من طلق الأربع لا يجوز له أن يتزوج
امراً قبل انقضاء عدتهن، فإن انقضت عدة الكل معاً جاز له تزوج أربع،
وإن واحدة فواحدة الخ. (شامي، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، زكريا
۱۱۶/۴، کراچی ۳/۳۸، مصري ۲/۳۹۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵ شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۲۳۲۹)



(۱۴) باب نکاح الحاملہ والمزنیۃ

حاملہ سے نکاح

سوال [۵۴۷۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے لڑکے فرزند علی کی شادی ۲۸ مئی ۱۹۹۰ء کو ہوئی تھی، جس کو چار ماہ آٹھ دن کا عرصہ ہو گیا ہے؛ لیکن چھ اکتوبر ۱۹۹۰ء میں بہو کو لڑکی پیدا ہوئی، کیا ایسی حالت میں میرے لڑکا کا نکاح ہوا تھا، یا نہیں برائے کرم الجھن میں ہوں جواب سے آگاہ کریں۔

المستفتی: مہندی حسن مقرب پور مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آپ کے لڑکے فرزند علی کا نکاح باقی ہے، اس نکاح میں کوئی فرق نہیں آیا ہے؛ البتہ لڑکی نے جو حرکت اور معصیت کر کے اپنا منہ کالا کیا ہے، اس کا گناہ اس کو ہوگا، اللہ تعالیٰ سے خالص توبہ واستغفار ضروری ہے۔

وصح نکاح حبلی من زنی الخ (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی

المحرمات، کراچی ۴۸/۳، زکریا ۴۱/۴)

وقال أبو حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ تعالیٰ: یجوز أن یتزوج إمراة حاملًا من الزنا ولا یطؤها حتی تضع. وقال أبو یوسف لا یصح والفتویٰ علی قولہما. (ہندیۃ، زکریا ۱/۲۸۰، زکریا جدید ۱/۳۶۶)

وصح نکاح حبلی من زنا عند الطرفين، وعلیہ الفتویٰ لدخولها

تحت النص. (مجمع الأنهر، باب المحرمات، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۴۸۵)

وان تزوج حبلی من زنا جاز النکاح ولا یطؤها حتی تضع

حملہا۔ (ہدایۃ اشرفی دیوبند ۳۱۲/۲، قاضی خاں علی الہندیۃ، زکریا دیوبند ۳۶۶/۱، جدید ۲۲۱/۱، البحر الرائق، زکریا ۱۸۷/۳، کوئٹہ ۱۰۶/۳، تاتار خانیۃ، زکریا ۶۷/۴، رقم: ۵۵۴۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۶۹/۲۶)

حمل والی عورت سے نکاح

سوال [۵۴۷۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی شادی کو ہوئے عرصہ چھ ماہ گزرا، اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک لڑکا پیدا ہوا، اس حالت میں شرع شریف کا حکم بروایت فتاویٰ جاری فرمائیں، لڑکی یہ حمل دوسرے شخص کا بتاتی ہے۔ اب بیان کریں کہ نکاح درست وقائم ہے یا کیا صورت ہے؟ نکاح دوبارہ کیا جائے یا شرعاً کیا عمل کیا جائے گا؟ جواب کا بے چینی سے انتظار کیا جا رہا ہے۔

المستفتی: مقصود علی، مڈیہ پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زنا سے حاملہ عورت سے شرعاً نکاح جائز ہے اور جب بوقت نکاح زنا کا ثبوت نہیں تھا اور نہ ہی حمل ظاہر ہوا تھا اور اب نکاح وخصتی کے چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہوا تو وہ شرعاً اسی موجودہ شوہر کا بچہ ہے، اس کے اوپر حرامی کا الزام ناجائز ہے اور دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں ہے۔

وصح نکاح حبلی من زنی الخ (شامی، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات،

زکریا ۴۱/۱، کراچی ۴۸/۳)

وان تزوج حبلی من زنا جاز النکاح. (ہدایۃ اشرفی دیوبند ۳۱۲/۲)

وإن جاءت به بسة أشهر فصاعداً يثبت نسبته منه إعتراف به الزوج،
أوسكت؛ لأن الفراش قائم والمدة تامة الخ (هداية، كتاب الطلاق، باب ثبوت
النسب اشرفی دیوبند ۲/۳۲۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۹/رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۱۹۷۷)

اپنی چھ ماہ کی حاملہ مرنیہ سے نکاح

سوال [۵۴۸۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
بارے میں: کہ محمد سمیر ولد ایوب تمباکو والا ان مراد آباد کا نکاح ۳/جون ۲۰۱۰ء کو روشنی بنت
اکشن قائم کی بیوریاں مراد آباد سے ہوا، اس سے چھ مہینے قبل لڑکے اور لڑکی نے صحبت کر لی تھی
جس سے حمل ٹھہر گیا، نکاح چھ مہینہ کے بعد ہوا تو یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟

المستفتی: محمد اطہر تمباکو والا، مراد آباد (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: محمد سمیر اور روشنی کے درمیان ناجائز تعلقات
قائم ہو جانے کے بعد جو عقد نکاح ہوا ہے وہ شرعاً جائز ہے اور اب ان دونوں کے لئے میاں
بیوی کی طرح ایک ساتھ رہنا بلا کسی کراہت کے اس لئے جائز ہے کہ لڑکی کا نکاح اسی زانی
کے ساتھ ہوا ہے اور نکاح سے پہلے آپس میں جو بدکاری کی گئی ہے یہ گناہ عظیم ہے، اس گناہ
سے دونوں کو سچے دل سے توبہ کر لینا لازم ہے۔

عن ابن عباسؓ في رجل وامرأة أصاب كل واحد منهما من الآخر حداً،
ثم أراد أن يتزوجها، قال: لا بأس، أوله سفاح، وآخره نكاح. (مصنف لابن أبي شيبة،
كتاب النكاح، في الرجل يفجر بالمرأة، ثم يتزوجها، رخص فيه، مؤسسه علوم القرآن

۲۲۳/۹، رقم: ۱۷۰ ۴۶، سنن سعید بن منصور، کتاب النکاح، باب فی الرجل یفجر بالمرأة، ثم یتزوجها، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۲۲۴، رقم: ۸۸۶)

لَوْنَحْكُهَا الزَّانِي حَلَّ لَهُ وَطُؤُهَا اتِّفَاقًا وَالْوَلَدُ لَهُ، وَلَزِمَهُ النِّفْقَةُ. (شامی، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات کراچی ۳/۴۹، زکریا ۲/۱۴۲)

رَأَى الْمَرْأَةُ تَزْنِي فَتَزَوَّجَهَا جَازٍ، وَلِلزَّوْجِ أَنْ يَطَّأَهَا بِغَيْرِ اسْتِبْرَاءٍ عَلَى الْخِلَافِ الْمَذْكُورِ. (مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۴۸۵)

إِذَا تَزَوَّجَ امْرَأَةً قَدْ زَنَى هَوْبَهَا وَظَهَرَ بِهَا حَبْلٌ فَالْنِكَاحُ جَائِزٌ عِنْدَ الْكُلِّ وَلَهُ أَنْ يَطَّأَهَا عِنْدَ الْكُلِّ وَتَسْحَقَ النِّفْقَةُ عِنْدَ الْكُلِّ كَذَا فِي الذَّخِيرَةِ. (ہندیۃ زکریا ۱/۲۸۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۶/۲۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳/جمادی الثانی۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۳۹/۱۰۱۰۹)

حبلی من الزنا سے نکاح

سوال [۵۴۸۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی شادی ایک ماہ قبل ہوئی، ۲۰ روز کے بعد زید کو ڈاکٹری معائنہ سے معلوم ہوا کہ اس کی بیوی ثمینہ حاملہ ہے، اب عمر کہتا ہے کہ تمہارا نکاح ٹوٹ گیا؛ کیونکہ تمہیں فریب میں رکھ کر یہ شادی رچائی گئی تھی آیا عمر اپنے قول میں درست ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل جواب تحریر فرمائیں۔

المستفتی: انوار الحق صدیقی، جامع مسجد چمن گڑھ، سیکر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بیس روز میں عورت حاملہ ہو سکتی ہے اور اگر کئی ماہ

سے حاملہ ہے تو زنا سے حمل شدہ عورت کے ساتھ شرعی طور پر نکاح صحیح اور درست ہے اور عمر کا یہ کہنا غلط ہے کہ نکاح ٹوٹ گیا ہے۔

وصح نکاح حبلی من زنی الخ (درمختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، زکریا ۱/۴، کراچی ۴۸/۳)

وصح نکاح حبلی من زنا عند الطرفين، وعليه الفتوى لدخولها تحت النص. (مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۴۸۵)

وان تزوج حبلی من زنا جاز النکاح ولا یطؤها حتی تضع حملها. (هدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۱۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۵ھ/۳/۲

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۹۱۱)

حالت حمل میں نکاح اور طلاق کا حکم

سوال [۵۴۸۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ حالت حمل میں نکاح پڑھانا جائز ہے کہ نہیں؟ ایک عورت جو مدت دراز سے کافروں کے قبضہ میں تھی؛ لہذا وہ کسی صورت سے کافروں کے قبضہ سے نکل کر مسلمانوں میں آگئی اور وہ جب عرصہ دراز تک کفار میں رہی تو یقیناً وہ صحبت شدہ ہے ظاہر ہے کہ اس کو کچھ مہینے ہیں، وہ کسی حال سے ہے بقول عورت کے علم ہوا؛ لہذا اس صورت میں جو قاضی نکاح پڑھائے اس کا کیا حکم ہے؟ اس قاضی کے ساتھ کیا برتاؤ رکھنا چاہئے؟ کیا اس قاضی کی اقتداء جائز ہے کہ نہیں وہ لائق امامت ہے یا نہیں؟

(۲) حالت حمل میں طلاق ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(۳) حالت حمل میں نکاح ہو سکتا ہے کہ نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں معقول جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد عرفان الحق، امام مسجد خرد دھوری، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: غیر مسلموں کے پاس رہ کر جو حمل ہوا ہے، وہ ولد الزنا ہوگا اور زنا سے حمل والی عورت کا نکاح شرعی طور پر جائز اور درست ہے؛ لہذا نکاح پڑھانے والے قاضی پر شرعاً کوئی الزام نہیں اور اس کی اقتداء میں نماز پڑھنے میں کسی قسم کی قباحت نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۱/۸۱، فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۲/۲۰۳، جدید ڈائجیل ۱۱۳/۱۱)

يجوز نكاح الحامل من الزنا ولا يقربها زوجها حتى تلد. (قاضی خاں علی الہندیہ، کتاب النکاح، باب فی المحرمات، زکریا ۱/۶۶، زکریا جدید ۱/۲۲۱، الہندیہ، زکریا ۱/۲۸۰، جدید ۱/۳۴۶، رد المحتار علی الدر المختار، کراچی ۳/۴۸، زکریا ۱/۱۴۱، البحر الرائق، زکریا ۳/۱۸۷، کوئٹہ ۳/۱۰۶، الہدایہ، اشرفی دیوبند ۲/۳۱، التاتار خانیہ قدیم ۳/۶، جدید زکریا ۴/۶۷، رقم: ۵۵۴۸)

(۲) حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

وَأُولَٰئِ الْأَحْمَالِ أَجْلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ. [طلاق: ۴]

وصح طلاقهن بعد الوطء. (البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۴۱، زکریا ۳/۲۱،

ھیئۃ کبار العلماء ۲/۷۰۳، فتاویٰ عثیمین ۲/۷۹۸)

(۳) حالت حمل میں بھی عورت کا نکاح صحیح اور درست ہو جاتا ہے؛ جبکہ اس کا کوئی

جائز شوہر نہ ہو۔ (مستفاد: محمودیہ قدیم ۱۲/۲۰۳، جدید ڈائجیل ۱۱۳/۱۱، فتاویٰ دارالعلوم ۱/۸۱، ۱۹۱/۱)

وصح نكاح حبلى من زنا. (الدر المختار، کراچی ۳/۴۸، زکریا

۱/۱۴۱، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۱۰۶، زکریا ۳/۱۸۷، الہندیہ، زکریا ۱/۲۸۰،

زکریا جدید ۱/۳۴۶، ہدایہ، اشرفی دیوبند ۲/۳۱۲، التاتار خانۃ قدیم ۳/۶،

جدید زکریا ۴/۶۷، رقم: ۵۵۴۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۸/۳/۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۵۲۷)

زانیہ حاملہ سے نکاح

سوال [۵۴۸۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ناصرہ حمل سے ہے اور ابھی شادی بھی نہیں ہوئی ہے، اس کے والدین نکاح کرنا چاہتے ہیں، تو کیا ناصرہ کا نکاح ہو جائے گا یا نہیں؟

المستفتی: صغیر الدین، مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مسئلہ میں ناصرہ کا نکاح اگر اسی لڑکے

سے ہو رہا ہے، جس سے حاملہ ہوئی ہے تو نکاح اور وطی دونوں درست ہے اور اگر دوسرے لڑکے سے شادی ہو رہی ہے، تو نکاح صحیح ہے؛ لیکن وضع حمل تک وطی حرام ہے۔

عن ابن عباسؓ فی رجل وإمرأة أصاب کل واحد منهما من الآخر حداً،

ثم أراد أن يتزوجها، قال: لا بأس، أوله سفاح، وآخره نکاح. (مصنف لابن أبي

شيبه، کتاب النکاح، فی الرجل یفجر بالمرأة، ثم يتزوجها، مؤسسہ علوم القرآن

بیروت ۹/۲۲۳، رقم: ۱۷۰۴۶)

قال أبو حنیفہ ومحمد رحمہما اللہ تعالیٰ: یجوز أن يتزوج إمرأة حاملًا

من الزنا، ولا یطؤها، حتی تضع. وقال أبو یوسف لا یصح والفتویٰ علی

قولہما..... إذا تزوج امرأة قد زنی هو بها وظهر بها حمل، فالنکاح جائز عند

الکل، وله أن یطأها عند الکل، وتستحق النفقة عند الکل. (ہندیۃ، کتاب النکاح،

الباب الثالث فی المحرمات، القسم السادس، زکریا دیوبند ۱/۲۸۰، جدید ۱/۳۴۶)

وصح نکاح حبلیٰ من زنا..... وان حرم وطؤها حتیٰ تضع لونکحھا
الزانی حل له وطؤها اتفاقاً. (شامی، زکریا ۱/۴۱، کراچی ۳/۴۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۲ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۷۰۴)

الحق محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۱۲/۲۳ھ

حاملہ مزنہ سے نکاح

سوال [۵۴۸۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے والد صاحب نے رینا عرف کوثر جہاں کے ساتھ رشتہ قائم کیا، اسی دوران میرے پاس فون آیا کہ رینا کے ساتھ میری شادی ہو چکی ہے، میں نے اپنے والد صاحب کو بتایا میرے والد اور والدہ وغیرہ رینا کے گھر پر گئے، رینا کی والدہ سے یہ بات کہی تو رینا کی ماں نے کہا رینا سے پوچھو، گھر والوں نے سب لوگوں کی موجودگی میں رینا سے پوچھا کہ بیٹی یہ شادی کی بات سچ ہے یا غلط، تو رینا نے قرآن کی قسم کھاتے ہوئے منع کیا، تب لوگ قرآن کی قسم پر ایمان لے آئے، پھر رینا کی شادی کی تاریخ رینا کی ماں نے پکی کر دی اور شادی طے ہو گئی۔

بتاریخ ۱۸ جولائی ۲۰۱۲ء کو کوثر جہاں عرف رینا دختر صفدر حسین کی شادی میرے ساتھ ہو گئی، کچھ دنوں بعد کوثر جہاں عرف رینا کے پیٹ میں درد ہوا دوائی دلوادی گئی، دوسرے روز رات میں پھر درد اٹھا صبح کو پاس پڑوس کی عورتوں کے کہنے پر دائی کو بلوایا گیا، تو دائی بولی اس کے پیٹ میں تو بڑی گاٹھ ہے، آپ لوگ اس کا الٹرا ساؤنڈ کراؤ، تو اچھا ہوگا، ہم نے ڈاکٹر نی کو بلا کر الٹرا ساؤنڈ ۲۳ اگست ۲۰۱۲ء کو کرایا، اس میں ۱۸ ہفتہ کا بچہ نکلا، ہم لوگ دنگ رہ گئے یہ کیا ہوا، ہمارے بڑوں نے رینا کی ماں سے بات کی تو رینا کی ماں بولی بچے کو ختم کرائے دیتے ہیں، رینا کی ماں میرے گھر جمیلہ ڈاکٹر نی کو لے کر پہنچی رات میں

ڈاکٹر نے ۱۵۰۰ روپیہ کی مانگ کی اسی دوران ہمارے ماں باپ نے پوچھا کہ یہ کس کی اولاد ہے اور وہ کون لڑکا ہے رینا نے بتایا میں ساحل نام کے لڑکے سے ملا کرتی تھی اسی کی یہ اولاد ہے اور ہمیں سارے واقعہ کو لکھ کر بھی دیا اور اس بچہ کی ماں بھی بن گئی، ایسی صورت میں میرا نکاح ناجائز تعلقات ہونے کی بنا پر منعقد ہوا یا نہیں؟

المستفتی: نظام میاں عرف آشا، وارثی نگر گلی نمبر ۵/ جامع مسجد مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زنا سے حمل شدہ عورت کے ساتھ نکاح درست

ہو جاتا ہے؛ اس لئے کوثر جہاں کے ساتھ آپ کا نکاح درست ہو گیا۔

وصح نکاح حبلی من زنا لامن غیرہ. تحتہ فی الشامیہ: آی عندہما. وقال أبو یوسف لا یصح. والفتویٰ علی قولہما. (شامی مع الدر، کتاب نکاح، فصل فی المحرمات، کراچی ۴/۸، زکریا ۴/۱۴۱، ونحو ذلک فی العالمگیریہ، زکریا ۱/۲۸۰، زکریا جدید ۱/۴۶۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۴ھ/۴/۱۵

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۱۰۵)

حبلی من الزنا سے نکاح

سوال [۵۲۸۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکے کی شادی کنواری لڑکی سے چند ماہ قبل ہوئی تھی، قبل از وقت تقریباً چار ماہ کے بعد ہسپتال سنبھل میں اس کے ایک بچی کی ولادت ہوئی، اس حالت میں لڑکا یہ سوال کرتا ہے کہ وہ میری بیوی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں رہی تو اس صورت میں مجھے کیا کرنا ہے؟ مسئلہ کا حل فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

المستفتی: حبیب اللہ، سرسی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زانیہ عورت کے ساتھ جو نکاح ہوا ہے، وہ شرعی طور پر صحیح اور درست ہے؛ لہذا وقت سے قبل بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، نکاح اپنی جگہ پر بدستور باقی ہے؛ البتہ عورت پر اس فعل شنیع کا گناہ ہوگا۔

وصح نکاح جبلیٰ من زنا الخ (در مختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، زکریا ۱/۴۱، کراچی ۴۸/۳)

وصح نکاح جبلیٰ من زنا عند الطرفين، وعلیہ الفتویٰ لدخولها تحت النص. (مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۴۸۵، ہندیۃ، زکریا ۱/۲۸۰، جدید ۱/۳۶۶، ہدایۃ، اشرفی دیوبند ۲/۳۱۲، قاضی خاں علی الہندیۃ، زکریا ۱/۳۶۶، جدید ۱/۲۲۱، البحر الرائق، زکریا ۳/۱۸۷، کوئٹہ ۳/۱۰۶، تاتارخانیۃ، زکریا ۴/۶۷، رقم: ۵۵۴۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۷/۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳/رجب المرجب ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۹/۳۲۳)

دو مہینہ کی حاملہ سے نکاح

سوال [۵۴۸۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی کی شادی ہوئی اور وہ شادی سے قبل دو مہینے کے حمل سے تھی اور شادی کے ایک مہینہ بعد اس نے اپنا حمل ساقط کر دیا، تو ایسی صورت میں اس لڑکی سے نکاح صحیح ہوا تھا یا نہیں؟

المستفتی: شاکر حسین، دولت باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مسئلہ میں نکاح صحیح ہو گیا اور جب لڑکی نے حمل ساقط کر دیا، تو اس سے استمتاع بھی جائز ہو گیا۔

وفي الفتاوى الهندية يجوز أن يتزوج امرأة حاملاً من الزنا، ولا يطؤها حتى تضع. (عالمگیری، کتاب النکاح، الباب الثالث في المحرمات القسم السادس، زکریا ۱/۲۸۰، جدید ۱/۳۴۶، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۴۸۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۱۲، قاضی خاں علی ہندیہ، زکریا ۱/۳۶۶، جدید ۱/۲۲۱، البحر الرائق، زکریا ۳/۱۸۷، کوئٹہ ۳/۱۰۶، تاتارخانیہ، زکریا ۴/۶۷، رقم: ۵۸۴۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۹/۳۴۱۳)

شادی کے دو ماہ کے بعد تین ماہ کی حاملہ

سوال [۵۴۸۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنے لڑکے پرویز عالم کارشتہ بتاریخ ۲ ستمبر کو محلہ پیرزادہ، تالاب والی مسجد کے رہنے والے حافظ زاہد کی لڑکی، خدیجہ بی سیکیا، شادی کے تیرہ دن بعد لڑکی والوں نے دعوت کی اس میں لڑکی کی والدہ نے ہمیں یہ بتایا کہ ہم آپ کو ایک خوش خبری سناتے ہیں کہ لڑکی حاملہ ہے، ان کی اس خوش خبری میں ہم بھی خوش ہو گئے؛ لہذا لڑکی کو رخصت کر دیا، ہم اس کو اپنے گھر لے آئے۔

اب ڈیڑھ مہینے بعد اس کی ہمارے یہاں طبیعت خراب ہوئی، اس کو ہم ہسپتال لے گئے، وہاں ڈاکٹر نے بتایا کہ یہ ۳ مہینے اور بیس دن کے حمل سے ہے، اس کی ہم نے جانچ کرائی تو اس میں نہیں آیا؛ جبکہ شادی کو ۲ مہینہ ہوئے تھے، لڑکی کے بھائی نے کہا کہ ہماری والدہ نے شادی سے ۱۰ دن پہلے ڈاکٹر کو دکھایا تھا، یہ بات لڑکی کا بھائی بتا رہا تھا، اس بات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو سب کچھ معلوم ہوتے ہوئے انہوں نے لڑکی کا نکاح کر دیا، کیا اس حالت میں یہ نکاح ہوا یا نہیں؟

اس کے بعد لڑکی والوں نے بتایا کہ یہ کم سنٹی ہے، اس کے بعد ڈاکٹر کو دکھایا تو ڈاکٹر نے بتایا کہ یہ پیدائشی بہری ہے۔

المستفتی: عبدالستار، کچا باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ڈاکٹر کے بتانے اور جانچ میں قطعی بات نہیں ہوتی ہے، کچھ آگے پیچھے بھی ہو سکتی ہے اور شادی کو دو مہینے ہوئے، بچہ بجائے تین مہینے کے دو ماہ کا بھی ہو سکتا ہے؛ اس لئے بلا کسی ثبوت شرعی کے الزام قائم کرنا درست نہ ہوگا؛ لہذا اگر بچہ شادی کے بعد چھ مہینے کی مدت سے پہلے زندہ اور صحیح سالم پیدا ہوتا ہے تب تو الزام درست سمجھا جائے گا اور اگر شادی کے چھ مہینے مکمل ہونے کے بعد پیدا ہوتا ہے تو بچہ کا نسب اسی شوہر سے ثابت ہوگا اور لڑکی کے اوپر الزام لگانا درست نہ ہوگا اور نکاح بہر حال درست ہو چکا ہے، اس میں کوئی تردید نہیں۔

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا
بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا. [الاحزاب: ۵۸]

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وأربى الربا استطالة الرجل في عرض أخيه. (الجامع الصغير ۲/۲۲، أبوداؤد شريف، كتاب الأدب، باب في الغيبة، النسخة الهندية ۲/۲۶۹، دار السلام رقم: ۴۸۷۶)

وصح نكاح حبلى من زنا، لا حبلى من غيره. (الدر المختار مع الشامى، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، كراچی ۳/۴۸، زكريا ۴/۱۴۱، هندية، زكريا قديم ۱/۲۸۰، زكريا جديد ۱/۳۴۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۶ھ / ۱۶/۳/۲۰۱۶

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳۰ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۸۶۰/۳۱)

نکاح کے تین ماہ بعد ولادت ہونے والا نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

سوال [۵۴۸۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد رفیع کی شادی ایک عورت سے ہوئی اور شادی کے تین ماہ بعد اس عورت سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، تو محمد رفیع کا نکاح اس حاملہ عورت سے ہوا یا نہیں؟

المستفتی: محمد رفیع، سرانے کچور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شادی کے تین ماہ بعد محمد رفیع کی بیوی سے جو مکمل بچہ پیدا ہوا ہے، وہ محمد رفیع کا بچہ نہیں ہے، اس بچہ کو اس کی ماں کی طرف منسوب کر دیا جائے گا، محمد رفیع اس کا باپ نہیں ہے؛ لیکن محمد رفیع کا نکاح اس عورت کے ساتھ صحیح اور درست ہے، اس کو بیوی بنا کر رکھنے کی گنجائش ہے؛ اس لئے کہ حالت حمل میں بھی بے شوہر کی عورت کا نکاح درست ہو جاتا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم/۷، محمودیہ ۱۳/۱۹۰)

وصح نکاح حبلى من زنا لا حبلى من غيره أي الزنا وان حرم وطؤها ودواعيه حتى تضع؛ لئلا يسقي ماءه زرع غيره. (در مختار، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، کراچی ۳/۴۸، زکریا ۴/۱۴۱، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۲۸۰، زکریا جدید ۱/۳۴۶، قاضی خاں علی الہندیہ، زکریا قدیم ۱/۳۶۶، زکریا جدید ۱/۲۲۱، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۴۸۵، ہدایہ اشرفی دیوبند ۲/۳۱۲، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۱۰۶، زکریا ۳/۱۸۷، تاتار خانیہ، زکریا ۴/۶۷، رقم: ۵۵۴۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۲/رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

۱۴۲۳/۷/۲۳

(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۷۷۷)

الاعملی میں تین ماہ کی حاملہ سے نکاح

سوال [۵۴۸۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کا عقد زید کی لاعلمی میں تین ماہ کی حاملہ لڑکی سے کر دیا گیا ہے، تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا بچہ سے فارغ ہونے پر دوسرا عقد کرانے کی ضرورت ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: جہانگیر بیگ، سنبھل محلہ موسیٰ خاں

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر نکاح کے چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہوا، تو وہ شرعاً موجودہ شوہر ہی کا بچہ ہوگا، اس پر کسی طرح کی تہمت درست نہیں ہے اور اگر چھ ماہ سے پہلے پیدا ہو جائے، تو وہ بچہ نہ موجودہ شوہر کا ہوگا اور نہ شرعاً کسی دوسرے کا؛ بلکہ ماں کی طرف منسوب کر دیا جائے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۴۲/۱۱)

عن الحسن أن امرأة ولدت لستة أشهر فأتى بها، عمر بن الخطاب رضي الله عنه فهم برجمها. فقال له علي: ليس ذالك لك، إن الله عز وجل يقول في كتابه: ”وحمله وفصاله ثلاثون شهراً“ فقد يكون في البطن ستة أشهر، والرضاع أربعة وعشرين شهراً، فذالك تمام ما قال الله: ثلاثون شهراً، فخلي عنها عمر. (سنن سعيد بن منصور، كتاب النكاح، باب المرأة تلد لستة أشهر، دارالكتب العلمية بيروت ۶۶/۲، رقم: ۲۰۷۴)

فولدت لنصف حول منذ نكحها لزمه نسبه لتصور الوطئ حالة العقد، ولو ولدت لأقل منه لم يثبت. (شامي، كتاب الطلاق، باب العدة، مطلب في ثبوت النسب من الصغيرة، کراچی ۵۷۴/۳، زکریا ۲۴۱/۵)

وإن جاءت به بستة أشهر فصاعداً يثبت نسبه منه اعترف به الزوج، أوسكت؛ لأن الفراش قائم والمدة تامة الخ (هداية، اشرفی دونبد ۴۳۲/۲)

نکاح جائز اور درست ہے، وضع حمل کے بعد دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں۔
(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۵۰۴/۷)

وصح نکاح الحبلی من زنا الخ (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، کراچی ۳/۴۸، زکریا ۴/۱۴۱، کذا فی الہندیۃ، زکریا قدیم ۱/۲۸۰، زکریا جدید ۱/۳۴۶، قاضی خاں علی الہندیۃ، زکریا ۱/۳۶۶، جدید ۱/۲۲۱، ہدایۃ، اشرفی دیوبند ۲/۳۱۲، تاتارخانیۃ، زکریا ۴/۶۷، رقم: ۵۵۴۸، مجمع الأنہر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۴۸۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۱۰۶، زکریا ۳/۱۸۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۶۵/۲۳)

مزنیہ حاملہ سے نکاح اور وطی کا حکم

سوال [۵۴۹۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مناظر کا نکاح ہوا بیوی ناجائز تعلقات کی وجہ سے پانچ ماہ کی حاملہ تھی، پھر اس حمل کو ساقط کر دیا گیا، تو اب دریافت یہ کرنا ہے کہ یہ نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟ اور حمل کی صفائی کے بعد دونوں میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: محمد سلیم کچا باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زنا سے حاملہ عورت کے ساتھ نکاح صحیح ہو جاتا ہے؛ البتہ زنا کی حاملہ سے ہمبستری ممنوع ہوتی ہے اور حمل کی صفائی فی نفسہ گناہ کا کام ہے؛ لیکن صفائی ہو جانے کے بعد جس مرد کے ساتھ نکاح ہوا ہے، اس کے ساتھ ہمبستری جائز اور درست ہے اور دونوں میاں بیوی کی طرح زندگی گزار سکتے ہیں، بس صرف ناپاکی کے زمانہ میں ہمبستری سے پرہیز ضروری ہوتا ہے۔

وصح نکاح حبلیٰ من زنا لاحتبلی من غیرہ۔ عندہما وقال أبو یوسف لا یصح، والفتویٰ علی قولہما کما فی القہستانی: وإن حرم وطؤها، ودواعیہ حتی تضع لئلا یسقی ماؤه زرع غیرہ، إذا الشعرینبت منه۔ (شامی مع الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، کراچی ۴۸/۳، زکریا ۱۴۱/۱، کذا فی الہندیۃ، زکریا ۲۸۰/۱، جدید ۳۴۶/۱، وکذا قاضی خاں علی الہندیۃ، زکریا ۳۶۶/۱، جدید ۲۲۱/۱، وکذا مجمع الأنہر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۴۸۵/۱، وکذا ہدایۃ اشرفی دیوبند ۳۱۲/۲، وکذا فی البحر الرائق، کوئٹہ ۱۰۶/۳، زکریا ۱۸۷/۳، وکذا فی الفتاوی الثاتارخانیۃ، زکریا ۶۷/۴، رقم: ۵۵۴۸)

العلاج لاسقاط الولد إذا استبان خلقه كالشعر، والظفر ونحوهما لايجوز۔ (فتاویٰ عالمگیری، زکریا ۳۵۶/۵، جدید ۴۱۱/۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲/ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۴۶۷۱۱)

حبلی من الزنا کا نکاح اور نکاح پڑھانے والے کا حکم

سوال [۵۴۹۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی جو قریب سات مہینہ کے حمل سے ہے، لڑکی کے عزیر اسی محلہ کے ایک لڑکے پر الزام رکھ کر زبردستی نکاح کر دیتے ہیں کچھ ہی دن کے بعد قریب ایک مہینہ کے لڑکی کے شکم سے ایک لڑکی پیدا ہوتی ہے جو کہ موجود ہے، شرع کی رو سے یہ نکاح درست ہوا یا نہیں؟ نکاح پڑھانے والا اسی محلہ کی مسجد کا امام بھی ہے، اگر نکاح نہیں ہوا تو اس امام مسجد کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ جواب سے آگاہ کیجئے۔

المستفتی: اشفاق احمد، محلہ گنوری سری، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مذکورہ میں شرعاً نکاح صحیح ہو چکا ہے، نکاح پڑھانے والے امام کے پیچھے نماز درست ہے؛ البتہ جوڑ کی پیدا ہوئی ہے، اس کا نسب شوہر سے ثابت نہ ہوگا؛ بلکہ ماں کی طرف منسوب کر دی جائے گی، اس لڑکی کی پرورش کا خرچہ بھی شوہر پر واجب نہیں ہوگا۔

عن الحسن أن امرأة ولدت لستة أشهر فأتى بها، عمر بن الخطاب رضي الله عنه فهم برجمها. فقال له علي: ليس ذالك لك، إن الله عز وجل يقول في كتابه: ”وحملة وفصالة ثلثون شهراً“ فقد يكون في البطن ستة أشهر، والرضاع أربعة وعشرين شهراً، فذالك تمام ما قال الله: ثلثون شهراً، فخلى عنها عمر. (سنن سعيد بن منصور، كتاب النكاح، باب المرأة تلد لستة أشهر، دارالكتب العلمية بيروت ۶۶/۲، رقم: ۲۰۷۴)

وصح نكاح حبلى من زنا لا حبلى من غيره الخ (الدر المختار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، كراچی ۴۸/۳، زکریا ۱۴۱/۱، الہندیہ، زکریا ۲۸۰/۱، جدید ۳۴۶/۱، قاضی خاں علی الہندیہ، زکریا ۳۶۶/۱، جدید ۲۲۱/۱، تاتار خانیہ، زکریا ۶۷/۴، رقم: ۵۵۴۸) ہدایہ اشرفی دیوبند ۳۱۲/۲، البحر الرائق کوئٹہ ۱۰۶/۳، زکریا ۱۸۷/۳، مجمع الأنہر، دارالکتب العلمیہ بیروت ۴۸۵/۱

فولدت لنصف حول منذ نكحها لزمه نسبه لتصور الوطئ حالة العقد، ولو ولدت لأقل منه لم يثبت. (شامی، کتاب الطلاق، باب العدة، مطلب فی ثبوت النسب من الصغیر، کراچی ۴۷/۳، زکریا ۲۴۱/۵)

إذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بالولد لأقل من ستة أشهر، منذ تزوجها لم يثبت نسبه الخ (عالمگیری، زکریا ۵۳۶/۱، جدید ۵۸۸/۱، مجمع الأنہر دارالکتب العلمیہ بیروت ۴۸۶/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴/رجب المرجب ۱۴۰۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۲۸۰)

حبلی من الزنا سے شادی اور اس کا مہر

سوال [۵۴۹۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی کو زنا کے ذریعہ حمل ٹھہر گیا جو ۵ مہینہ کا ہے، اس کے بعد اس کا نکاح کسی دوسرے شخص کے ساتھ ہوا؛ لیکن شادی کے وقت حمل کا پتہ نہیں چلا تھا، اب یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ مذکورہ صورت میں یہ لڑکی اس لڑکے کے ساتھ ۵ دن رہی اور یہ لڑکا اسے چھوڑنا چاہتا ہے، اب اس کا دین مہر واجب ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد سرفراز، عید گاہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زنا سے حمل شدہ لڑکی کا نکاح دوسرے شخص کے ساتھ صحیح اور درست ہو گیا ہے، مگر بچہ پیدا ہو جانے تک اس سے ہمبستری جائز نہیں اور بچہ ہو جانے کے بعد ہمبستری جائز ہو سکتی ہے۔

وصح نکاح حبلی من زنی لا حبلی من غیرہ..... وان حرم وطؤها
ودواعیہ حتی تضع الخ (در مختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، کراچی
۴۸/۳، زکریا ۱۴۱/۴)

وقال أبو حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ تعالیٰ: یجوز أن یتزوج إمراة حاملأ من الزنا ولا یطؤها حتی تضع. وقال أبو یوسف لا یصح. والفتویٰ علی قولہما. (ہندیۃ، زکریا ۱/۲۸۰، جدید ۱/۳۴۶، ہدایہ اشرفی دیوبند ۲/۳۱۲)
(۲) اس کو چھوڑنا لازم نہیں ہے؛ لیکن اگر چھوڑ دے گا تو پورا مہر ادا کرنا ہوگا۔

ثم رأہ منقولاً عن الخصاص أن الخلوة لم تقم مقام الوطء إلا فی حق تکمیل المہر، ووجوب العدة- إلى - وفي تأکد المہر أي فی خلوة النکاح الصحیح. (شامی، کتاب النکاح، باب المہر، مطلب فی أحكام الخلوة،

کراچی ۱۱۸/۳، زکریا ۴/۲۵۵، ہندیہ، زکریا ۱/۳۰۳، جدید ۱/۳۷۰، جدید ۱/۳۷۰ (فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم)

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۵۳۰)

حبلی من الزنا سے نکاح اور مہر وغیرہ کا حکم

سوال [۵۴۹۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے نکاح کیا ہندہ سے اور نکاح کے وقت ہندہ کو حمل تھا، اب زید کا کہنا ہے کہ میرا نکاح نہیں ہوا؛ کیونکہ ہندہ حمل سے ہے اور حمل سے ہونے کا علم زید کو دو ماہ بعد ہوا، تو آیا زید کا یہ کہنا کہ ہندہ سے میرا نکاح نہیں ہوا یہ صحیح ہے، اور زید نے چار افراد کے سامنے تحریری طلاق نامہ بھی دیا اور مہر ادا نہیں کیا، آیا مہر زید کے ذمہ ہے یا نہیں؟

المستفتی: مختار احمد، تائڈہ رام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زنا سے حمل شدہ عورت کا عقد نکاح غیر زانی کے ساتھ بھی صحیح و درست ہو جاتا ہے اور اس پر نکاح کے لوازمات مہر وغیرہ بھی لازم ہو جاتے ہیں۔
وصح نکاح حبلی من زنی الخ (در مختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، زکریا ۴/۱۴۱، کراچی ۳/۴۸، وکذا فی الہندیہ، زکریا ۱/۲۸۰، جدید ۱/۳۴۶، ہدایہ اشرفی دیوبند ۲/۳۱۲، قاضی خاں علی الہندیہ، زکریا ۱/۳۶۶، جدید ۱/۲۲۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۷۰)

کیا سات ماہ کی حاملہ سے نکاح صحیح ہے؟

سوال [۵۴۹۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی کو تقریباً سات ماہ کا حمل ہے، کیا اس کا نکاح اس وقت ہو سکتا ہے، جس لڑکے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ حمل اس لڑکے کا ہے، وہ لڑکا حلیہ کہتا ہے کہ یہ میرا نہیں ہے اور لڑکی حلیہ کہتی ہے کہ یہ حمل اسی کا ہے، ایسی صورت میں کس کا قول تسلیم کیا جائے؟ اور اس وقت اس لڑکی کا نکاح درست ہے یا نہیں؟ لڑکی کے پاس اس لڑکے کی تحریر بھی موجود ہے اور کچھ ثبوت بھی ملتے ہیں۔

المستفتی: محمد حنیف ولد عبد المجید، محلہ گجراتیان، جسر پور، ادھم سنگھ نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس لڑکی کا نکاح تو بہر حال صحیح ہے۔

اب اگر حمل اسی لڑکے کا ہے جو کہ اس لڑکی اور لڑکے کو ہی معلوم ہو سکتا ہے، تو دونوں کے لئے نکاح کے بعد ہمبستری بھی جائز ہے اور حمل اس کا ہے یا نہیں؟ اس کا فیصلہ وہ دونوں ہی کر سکتے ہیں اور اگر حمل اس لڑکے کا نہیں ہے، تو صرف لڑکی کا نکاح جائز ہے اور بچہ پیدا ہونے سے پہلے ہمبستری جائز نہیں۔ بچہ کی پیدائش کے بعد ہمبستری جائز ہوگی۔

وصح نکاح حبلی من زنا لا حبلی من غیرہ - وان حرم وطؤها ودواعیہ حتی تضع ، لونکح الزانی حل له وطؤها اتفاقاً . (شامی، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، کراچی ۳/ ۴۸، زکریا ۴/ ۱۴۱، الفتاوی التاتارخانیة، زکریا ۴/ ۶۷، رقم: ۵۵۴۸، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/ ۱۰۶، زکریا ۳/ ۱۸۷، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/ ۳۱۲، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۴۸۵، ہندیۃ، زکریا ۱/ ۲۸۰، جدید ۱/ ۳۴۶، قاضی خاں علی الہندیۃ،

زکریا ۳۶۶/۱، جدید ۲۲۱/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸ جمادی الثانیہ ۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۲۶۵)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲/۶/۸ھ

مزنیہ سے زانی کا نکاح

سوال [۵۴۹۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے ورزش سکھلانے سے قبل خالد سے کچھ وعدے کروائے، خالد نے مسجد میں وعدہ کیا کہ میں آپ کو (زید) کو کسی طرح کی دغا نہیں دوں گا، میں آپ کے خلاف کوئی کام نہیں کروں گا، میں آپ کا ہر کہنا مانوں گا، ورزش سیکھنے کے دوران خالد نے زید کی لڑکی سے چار پانچ مرتبہ زنا کیا زید کو پتہ چلنے پر زید نے خالد سے کہا کہ لڑکی سے نکاح کر لو، خالد نے مسجد میں وعدہ کیا کہ میں آپ کی لڑکی سے نکاح کروں گا یا جب تک آپ کی لڑکی کا نکاح نہ ہوگا میں کہیں نکاح نہ کروں گا، ان وعدوں کے بعد خالد نے زید سے کہا کہ میں نے جو وعدے کئے ہیں سب سے آزاد کر دو، ورنہ میں تم کو گولی مار دوں گا، زید کو خالد سے گھبراہٹ ہوگئی کہ خالد کبھی بھی گولی مار سکتا ہے، زید نے خالد سے زبانی کہا کہ میں نے تم کو آزاد کر دیا، زید کا کہنا ہے کہ میں نے زبان سے کہا ہے دل سے آزاد نہیں کیا، تو صورت مذکورہ میں خالد اپنے وعدوں سے آزاد ہوا ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) خالد نے زید سے مسجد میں وعدے کرائے زید نے خالد سے کہا کہ میں اپنی لڑکی کا نکاح انشاء اللہ تم سے ہی کروں گا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا زید کو اپنی لڑکی کا نکاح خالد سے کرنا ضروری ہے یا نکاح کہیں بھی کر سکتا ہے؟ اگر زید نے اپنی لڑکی کا نکاح خالد سے نہ کرتے ہوئے بکر سے کر دیا تو کیا شرعاً وعدہ کے خلاف کرنے والا کہا جائے گا؟

(۳) خالد نے زید کی لڑکی سے چار پانچ مرتبہ زنا کیا، زید کو پتہ چلنے پر زید نے خالد

سے کہا کہ لڑکی سے نکاح کرلو، خالد نکاح کرنے کو تیار ہے خالد کا کہنا ہے کہ میرے والدین فی الحال کرنے کو تیار نہیں، وہ کچھ عرصہ کے بعد کرنے کو تیار ہیں، خالد کا کہنا ہے کہ فی الحال والدین کو اطلاع دیئے بغیر دو چار خاص آدمیوں کے سامنے نکاح ہو جائے اور اس بات کو پوشیدہ رکھا جائے، جب والدین شادی کریں گے، پھر دوبارہ علانیہ طور پر نکاح ہو جائے گا، تو اس طرح کرنا قرآن و حدیث کی روشنی میں جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: سعید احمد، پان فروش، لکڑی منڈی چوراہہ، جیسور (ادھم سنگھ نگر)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ میں درج شدہ تمام معاملات فاسد اور خلاف شریعت ہیں، وعدہ خلافی کرنا بڑا گناہ ہے اور زنا کرنا گناہ عظیم اور مستحق لعنت اور عند اللہ سخت ترین عذاب کا خطرہ ہے، اگر اسلامی حکومت ہوتی تو دونوں پرسوسو کوڑے لگائے جاتے، دونوں پر خالص توبہ کرنا لازم ہے، تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ خالد کو اور زید کی لڑکی کو ملامت اور غیرت دلائیں۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم جدیدہ ۱۸۰/۱۲)

قال اللہ تعالیٰ: وَلَا تَقْرُبُوا الزَّوَائِنَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً. [بنی اسرائیل: ۲۳]
الزَّائِنَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِئَةً جَلْدَةٍ. [سورة النور: ۲]
عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه قال: آية المنافق ثلاث إذا حدث كذب، وإذا وعد اخلف، وإذا أؤتمن خان. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب علامة المنافق، النسخة الهندية ۱۰/۱، رقم: ۳۳)

خالد کے لئے زید کی مذکورہ لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے۔

وصح نکاح حبلی من زنا. (شامی، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات،

کراچی ۴۸/۳، زکریا ۴/۱۴۱، ہندیہ، زکریا ۱/۲۸۰، جدید ۶/۱ ۳۴) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۳ رثوال المکرم ۱۴۱۹ھ

۱۴۱۹/۱۰/۲۳

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۵۹۰۱)

اپنی مزنہ سے نکاح

سوال [۵۴۹۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کا ایک لڑکی سے ناجائز تعلق تھا، جس کے نتیجے میں اس لڑکی کو حمل ٹھہر گیا۔ اب دونوں نکاح کرنا چاہتے ہیں، ایسی حالت میں وہ نکاح جائز ہو گا یا ناجائز؟ اور اولاد جائز ٹھہرے گی یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمود حسین، محلہ سارے شیخ محمود، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر زید ہی اس لڑکی سے نکاح کرتا ہے، تو نکاح صحیح ہونے کے ساتھ ساتھ ہمبستری فوراً جائز اور درست ہے اور جو بچہ پیدا ہوگا وہ ثابت النسب ہوگا اور نان نفقہ زید پر واجب ہوگا۔

ونكحها الزاني حل له وطؤها اتفاقاً، والولد له ولزومه النفقه الخ

(الدر المختار، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، کراچی ۳/۴۹، زکریا ۴/۴۲۱)

رأى امرأة تزني فتزوجها جاز، وللزوج أن يطأها بغير استبراء على

الخلاف المذكور. (مجمع الأنهر، دار الكتب العلمية بيروت ۱/۴۸۵)

إذا تزوج امرأة قد زنى هوبها وظهر بها حبل، فالنكاح جائز عند

الكل، وله أن يطأها عند الكل، وتستحق النفقة عند الكل، كذا في الذخيرة.

(ہندیہ، زکریا ۱/۲۸۰، جدید ۱/۴۶۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۷/ ذی الحجہ ۱۴۱۲ھ

۱۴۱۲/۱۲/۲۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۸۴۲۹)

زانی کا اپنی مزنیہ سے نکاح

سوال [۵۴۹۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا زانی کا نکاح اپنی مزنیہ سے جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: احمد بادشاہ، مدرسہ شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جی ہاں! زانی کا نکاح اپنی مزنیہ عورت کے ساتھ جائز اور درست ہے اور اگر زنا سے عورت حاملہ بھی ہوگی ہے، تب بھی جائز ہے اور زانی شوہر کے ساتھ فوراً رخصت بھی ہو سکتی ہے۔

وصح نکاح حبلی 'من زنا' (إلى قوله) لونها حل له وطؤها اتفاقاً والولد له ولزومه النفقة الخ (در مختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، کراچی ۳/۴۹، زکریا ۴/۱۴۱، کذا فی الہندیۃ، زکریا ۱/۲۸۰، جدید ۶/۳۴، وکذا فی مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۴۸۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸/ ذی الحجہ ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۵۰۶/۳۷)

اپنی مزنیہ سے حالت حمل میں نکاح

سوال [۵۴۹۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ لڑکے لڑکی کو آپس میں اس قدر پیار و محبت تھی کہ وہ ہوش و حواس کھو کر، مہستہ ہو گئے، جس کی وجہ سے حمل قرار پا گیا اور چار ماہ بعد آپس میں شادی ہو گئی، شادی کے پانچ ماہ بعد ایک لڑکا پیدا ہو، جو تین ماہ کی عمر میں وفات پا گیا۔

مندرجہ بالا حالات پر غور کرتے ہوئے ایسی ہی حالت میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟

اگر یہ ناجائز ہے تو ان کا آپس میں نکاح دوبارہ کن حالات میں ہونا چاہئے؟ جبکہ موجودہ حالات میں دونوں شوہر بیوی کے رشتہ سے بخوشی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

المستفتی: محمد صمد احمد، اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ میں درج شدہ صورت میں نکاح شرعاً درست ہو گیا، دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں ہے۔

وصحَّ نکاح حبلى من زنا لا حبلى من غيره الخ (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، کراچی ۳/۴۸، زکریا ۴/۱۴۱، الفتاوی التاتار خانیة، زکریا ۴/۶۷، رقم: ۵۵۴۸، ہندیۃ، زکریا ۱/۲۸۰، جدید ۱/۳۴۶، قاضی خاں علی الہندیۃ، زکریا ۱/۳۶۶، جدید ۱/۲۲۱، مجمع الأنهر، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۴۸۵، ہدایہ اشرفی دیوبند ۲/۳۱۲، البحر الرائق کوئٹہ ۳/۱۰۶، زکریا ۳/۱۸۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵ شوال المکرم ۱۴۰۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/۹۴۱)

اپنی مزنیہ حاملہ سے نکاح

سوال [۵۴۹۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زیب النساء غیر شادی شدہ لڑکی ہے؛ لیکن زیب النساء کو حمل قرار پا گیا، جس کی مدت چار ماہ کو پہنچ گئی۔ اب زیب النساء اس حمل کی نسبت محمد زاہد کی طرف کرتی ہے کہ میرا تعلق صرف محمد زاہد سے تھا اور کسی سے کوئی تعلق نہیں رہا اور محمد زاہد کے جماع کرنے سے ہی یہ حمل قرار پایا ہے، اب محمد زاہد سے پوچھا گیا کہ زیب النساء اپنے قول مذکورہ میں صادق ہے یا کاذب؟ محمد زاہد نے زیب النساء کے قول کی تصدیق کی کہ زیب النساء صادقہ ہے

اور حمل مذکور مجھ سے ہی قرار پایا ہے۔ اب زیب النساء کا نکاح محمد زاہد سے کرادیا گیا، یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ نیز وضع حمل کے قبل محمد زاہد کو زیب النساء سے وطی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بحوالہ قلمبند فرما کر تسلی بخش جواب سے نوازیں۔

المستفتی: محمد خالد قاسمی، نماز کیٹی جماعۃ المسلمین ممبئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مذکورہ میں زیب النساء کا نکاح محمد زاہد کے ساتھ شرعی طور پر صحیح و درست ہو چکا ہے اور محمد زاہد کے لئے زیب النساء کے ساتھ وضع حمل سے پہلے ہمبستری بھی جائز ہوگی اور بچہ جو زیب النساء کے بطن میں ہے، وہ محمد زاہد کا ہوگا اور محمد زاہد پر زیب النساء کے حقوق زوجیت اور نفقہ ادا کرنا بھی لازم ہوگا۔

وصح نکاح حبلی من زنی..... (وقوله) لونکحها الزانی حل له و طؤھا اتفاقاً والولد له ولزمه النفقة الخ (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، کراچی ۴۸/۳، زکریا ۱۴۲/۴)

إذا تزوج امرأة قد زنی هو بها وظهر بها حب، فالنکاح جائز عند الكل، وله أن يطأها عند الكل، وتستحق النفقة عند الكل. کذا فی الذخيرة. (هندیة، زکریا ۱/۲۸۰، زکریا جدید ۱/۳۶۶، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیة بیروت ۱/۴۸۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۲۰۶۱)

زانی کا اس کی مزنیہ سے نکاح

سوال [۵۵۰۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ گرام راجہ کا تاج پور، ڈاکخانہ خاص، ضلع بجنور میں ایک واقعہ ابھی حال ہی میں رونما ہوا ہے، جس میں فتویٰ کی ضرورت درپیش آئی ہے؛ لہذا برائے کرم تکلیف گوارہ کرتے ہوئے عنایت فرمائیں۔

ایک لڑکے کا ایک لڑکی سے ناجائز تعلق تھا، اسی تعلق کے دوران لڑکے سے اس لڑکی کے حمل ٹھہر گیا، لڑکی بغیر نکاح کے کنواری ہے، اور لڑکا شادی شدہ بچوں دار ہے اور جو حمل لڑکی کے ٹھہرا ہوا ہے وہ بھی اسی لڑکے کا ہے جب ان دونوں کی بابت عام پبلک میں چرچا ہو گیا، تو برادری کی ایک میٹنگ ہوئی اور اس میں پنچایت نے یہ طے کیا کہ لڑکا کچھ روپیہ بطور جرمانہ لڑکی کے نام ڈاک خانہ یا بینک میں جمع کر دے، پھر پنچایت کی اجازت سے لڑکے کا نکاح اس لڑکی سے کر دیا گیا ہے؛ لہذا دوران حمل میں جو نکاح ہوا ہے وہ جائز ہے یا ناجائز ہے؟

المستفتی: مظفر حسین ولد عبدالعزیز انصاری، گرام راجہ کا تاج پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دوران حمل کنواری لڑکی کا نکاح زانی مرد کے ساتھ

صحیح اور درست ہے اور نکاح چونکہ زانی کے ساتھ ہوا ہے؛ اس لئے ہمبستری بھی جائز ہے۔

وصح نکاح حبلی 'من زنا (إلى قوله) لونكحها الزاني حل له وطؤها

اتفاقاً، والولد له ولزومه النفقة الخ (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل في المحرمات،

کراچی ۳/۴۸، زکریا ۴/۱۴۲)

رأى امرأة تزني فتزوجها، وللزوج أن يطأها بغير استبراء على

الخلافاً المذكور. (مجمع الأنهر، دار الكتب العلمية بيروت ۱/۸۵، ہندیہ، زکریا

قدیم ۱/۲۸۰، زکریا جدید ۱/۳۴۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ علم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱ جمادی الثانیہ ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۲/۲۷۷)

اپنی مزنیه سے نکاح اور وطی

سوال [۵۵۰۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے ایک لڑکی سے پیار و محبت کی، اس کے بعد فعل حرام کا ارتکاب کر بیٹھا، تو اب اپنی مزنیه سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: بہلو، گونیاں باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زانی اور مزنیه دونوں عند اللہ سخت ترین گناہ اور عذاب الہی کے مستحق ہوں گے اللہ تعالیٰ سے اپنے فعل شنیع سے خالص توبہ کرنا لازم ہوگا۔ اور اب دونوں کا آپس میں نکاح کر لینا اور نکاح کے بعد ہمبستر ہونا جائز ہوگا۔

وصح نکاح حبلی 'من زنی' (إلى قوله) لو نکحها الزانی حل له وطؤها اتفاقاً الخ (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، کراچی ۴۹/۳، زکریا ۴/۲۱، ہندیہ، زکریا ۱/۲۸۰، جدید ۱/۳۴۶، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۴۸۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۲/۲/۱۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۹ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۵۵۲/۲۷)

ناجائز تعلقات کے بعد باہم نکاح اور اولاد کا حکم

سوال [۵۵۰۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکا جس کی عمر تقریباً ۳۰ سال ہے لڑکے کا نام جہانگیر عالم ایک لڑکی مہرین جہاں سے پیار کرنے لگا، اسی درمیان لڑکا لڑکی ایک دوسرے سے قریب ہو گئے

اور ہمبستر ہو گئے، کچھ دنوں کے بعد ان دونوں کی شادی کرادی گئی، شادی کے چھ مہینہ کے بعد اس کے گھر ایک لڑکی پیدا ہوئی تو اس بچی کو اس کے رشتہ داریہ کہتے ہیں کہ یہ بچی حرام کی ہے، تو قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں کہ حرام کی ہے یا حلال کی اور یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

المستفتی: محمد فاروق، بارہ دری بڑا کنواں گلی نمبر ۳، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس لڑکے اور لڑکی کے درمیان ناجائز تعلق ہو جائے، ان کے درمیان آپس کا نکاح شرعی طور پر جائز اور درست ہے؛ لہذا مذکورہ نکاح صحیح اور درست ہوا اور حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینہ ہوتی ہے اور نکاح کے چھ مہینہ پورے ہونے کے بعد جو بچہ پیدا ہوتا ہے، وہ نکاح کے بعد کے حمل کا شمار ہوتا ہے؛ لہذا مذکورہ صورت میں جو بچہ پیدا ہوا ہے، وہ شرعی طور پر نکاح اور حلال کا ہے؛ اس لئے اس کے بارے میں چہ میگوئیاں کرنا جائز نہیں ہے۔

وإذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بالولد لأقل من ستة أشهر منذ يوم تزوجها لم يثبت نسبہ، وإن جاءت به لستة أشهر فصاعداً يثبت نسبہ منه اعترف به الزوج، أو سكت. (تاتارخانیۃ، قدیم ۷۷/۴، زکریا جدید ۳۱۱/۴)

وقد اجمع أهل الفتوى من الأمصار على أنه لا يحرم على الزاني تزوج على من زنى بها. (فتح الباری، کتاب النکاح، باب ما یحل من السناء وما یحرم تحت رقم: ۵۱۰۵، دار الفکر بیروت ۱۵۷/۹، اشرفیۃ دیوبند ۱۹۰/۹)

لونیکنحہا الزانی حل لہ وطوہا اتفاقاً، والولد لہ أي إن جاءت بعد النکاح لستة أشهر. (شامی، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، کراچی ۴۹/۳، زکریا ۱۴۲/۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۲ھ

۱۴۲۲/۶/۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۸۰۷۰/۳۷)

کیا زنا سے حمل شدہ لڑکی کا نکاح زانی سے درست ہے؟

سوال [۵۵۰۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکے اور ایک لڑکی میں عشق ہو گیا پھر دونوں نے زنا کر لیا، اس سے حمل قرار پا گیا، تو کچھ لوگوں نے ان دونوں کا نکاح آپس میں کر دیا، تو شرعاً یہ نکاح ہو گیا یا نہیں؟ اگر نکاح ہو گیا تو دونوں ایک ساتھ رہ سکتے ہیں اور ہمبستری جائز ہے یا نہیں؟ شرعی حکم تحریر فرمادیں۔

المستفتی: یوسف علی، جامع مسجد مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شرعی طور پر زنا سے حمل شدہ لڑکی کا نکاح زانی مرد کے ساتھ جائز اور درست ہے اور جب اسی مرد سے حمل ٹھہرا ہے، تو نکاح کے بعد دونوں کا ایک ساتھ رہنا اور ہمبستر ہونا جائز ہے۔

وصح نکاح حبلی من زنی لا حبلی من غیرہ (إلی قولہ) لونکحہا الزانی حل له وطؤها اتفاقاً والولد له ولزومه النفقة. (در مختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، کراچی ۴۹/۳، زکریا ۴/۱۴۱)

إذا تزوج امرأة قد زنی هو بها وظهر بها حبيل، فالنکاح جائز عند الكل، وله أن يطأها عند الكل، وتستحق النفقة عند الكل. (ہندیہ، زکریا ۱/۲۸۰، جدید ۱/۳۴۶، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۴۸۵)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۳۳/۵۰۷)

ولد الزنا سے نکاح

سوال [۵۵۰۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ابھی چند روز قبل میں نے اپنی لڑکی کا رشتہ طے کیا ہے، لڑکا خوبصورت برسر روزگار، تعلیم یافتہ فی الحال پنجوقتہ نمازی ہے میری لڑکی بھی دین و دنیا کی تعلیم سے آراستہ اور نمازی ہے؛ لیکن اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ لڑکے کے لڑکی کے ساتھ والدین کے شادی کرنے سے پہلے تعلقات تھے اور یہ بچہ نکاح سے پہلے پیدا ہوا تھا، یہ سن کر میں بہت پریشان ہوں، ایسی حالت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ میری لڑکی کا نکاح اس لڑکے سے درست ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: عبید اللہ بھگلپوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر لڑکی راضی ہے تو باپ کی مرضی کے مطابق مذکورہ لڑکے کے ساتھ نکاح جائز اور صحیح ہو جائے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۲۱۶/۸)

بعدم جوازہ وهذا اذا كان لها ولي لم ير ض به قبل العقد، فلا يفيد الرضا بعده، وأما إذا لم يكن لها ولي، فهو صحيح نافذ مطلقاً اتفاقاً. (شامی، کتاب النکاح، باب الولی، کراچی ۵/۳، زکریا ۱۵۷/۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ رذی الحج ۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲۶۰/۳۲)

زانی اور مزنیہ کے بیٹے اور بیٹی کا آپس میں نکاح

سوال [۵۵۰۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زانی کے بیٹے اور مزنیہ کی بیٹی کا یا اس کے برعکس مزنیہ کے بیٹے اور زانی کی

بیٹی کا آپس میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد سمیع اللہ میرٹھی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زانی کے بیٹے اور مزنیہ کی بیٹی کا اور اسی طرح مزنیہ کے بیٹے اور زانی کی بیٹی کا نکاح آپس میں جائز ہے۔ (مستفاد: محمودیہ میرٹھ ۱۶/۲۳۳، ڈابھیل ۱۱/۲۷، فتاویٰ حقانیہ ۴/۲۱۲، کتاب الفتاویٰ ۴/۳۳۹)

ویحل لأصول الزانی، وفروعه أصول المزنی بها وفروعه. (شامی، زکریا ۴/۱۰۷، کراچی ۳/۳۲، البحر الرائق، زکریا ۳/۱۷۹، کراچی ۳/۱۰۱) ولا بأس بأن يتزوج الرجل امرأة، ويتزوج ابنه أمها، أو بنتها. (مجمع الأنهر ۱/۴۸۱، فقیہ الأمت ہندیہ ۱/۲۷۷، زکریا ہندیہ اتحاد ۱/۴۲۳)

ولا تحرم أصولها، وفروعه علی ابن الواطی وأبیه كما فی المحيط السرخسی. (مجمع الأنهر، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۴۸۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۱۴۷)

زانیہ وزانی کی اولاد کا باہم نکاح

سوال [۵۵۰۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ زید کے ناجائز تعلقات زاہدہ سے تھے، زید اور زاہدہ دونوں شادی شدہ تھے، دونوں صاحب اولاد بھی ہیں، پھر زید کے لڑکے خالد کے تعلقات زاہدہ کی لڑکی فرزانہ سے ہو گئے، خالد نے چپکے سے گواہان کی موجودگی میں فرزانہ سے نکاح کر لیا۔

اب یہ دریافت کرنا ہے کہ لڑکی سے نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ خالد کے والد کے ناجائز تعلقات فرزانہ کی والدہ سے تھے ہو سکتا ہے کہ یہ انہیں کے نطفہ

سے ہو؛ اس لئے نکاح درست نہیں تو شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد عرفان، امروہہ، بے پی نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زانیہ کی اولاد کی دو شکلیں ہیں:

(۱) زانیہ غیر شادی شدہ ہے اور اسی زمانہ میں بدکاری کے ذریعہ سے بچہ پیدا ہوا، تو اب اس بچہ کا نکاح زانی کی اولاد کے ساتھ جائز نہیں ہے، اسی طرح زانیہ شادی شدہ ہے، مگر زانیہ کا شوہر سالوں سے گھر سے غائب ہے اور اسی درمیان میں زنا کے نطفہ سے زانیہ سے بچہ پیدا ہوا تو شرعی طور پر یہ بچہ زانیہ کے شوہر کا شمار ہوگا؛ لیکن زنا کے نطفہ سے پیدا ہونے کا یقین ہے؛ اس لئے اس بچہ کا نکاح بھی زانی کی اولاد کے ساتھ جائز نہیں ہے۔

(۲) دوسری شکل یہ ہے کہ زانیہ شادی شدہ ہے اور شوہر ہی کے ساتھ رہتی ہے، اسی اثنا میں غیر مرد کے ساتھ ناجائز تعلق کا سلسلہ بھی ہے، تو ایسی صورت میں زانیہ کا بچہ ہر اعتبار سے شوہر ہی کا شمار ہوتا ہے، محض زانی کے نطفہ ہونے کے شبہ کا اعتبار نہیں ہے، تو ایسی صورت میں زانیہ کے لڑکے کا نکاح زانی کی لڑکی سے اسی طرح زانیہ کی لڑکی کا نکاح زانی کے لڑکے کے ساتھ جائز اور درست ہے؛ لہذا سوال نامہ میں جو صورت ہے وہ یہی صورت ہے؛ اس لئے خالد کا نکاح زاہدہ کی لڑکی فرزانہ کے ساتھ شرعی طور پر جائز اور درست ہے۔ (مستفاد:

فتاویٰ دارالعلوم ۷/۳۴۸، ۳۴۹، امداد الاحکام ۳/۲۴۶، احسن الفتاویٰ ۵/۷۴)

ویحل لأصول الزاني وفروعه، أصول المزنی بها وفروعها. (شامی،

کراچی ۳/۳۲، زکریا ۴/۱۰۷، ہکذا فی البحر الرائق، زکریا ۳/۱۷۹، کوئٹہ ۱۰۱/۳)

ولا تحرم أصولها وفروعها علی ابن الواطی وأبیه. (الموسوعة الفقہیة

الکویتیہ ۳۶/۲۱۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۸۰۶۰)

زانی کی اولاد کا مزنیہ کی اولاد سے نکاح

سوال [۵۵۰۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زائد نے عابد کی بیوی سے زنا کیا، زانی اور مزنیہ دونوں شادی شدہ ہیں دونوں کی اولادیں ہیں۔ اب زانی اپنے لڑکے کی شادی مزنیہ کی لڑکی سے کرنا چاہتا ہے، تو اس طرح نکاح کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: فیاض احمد، بھگلپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زانی اپنے لڑکے کی شادی مزنیہ کی لڑکی سے کرنا چاہے تو شرعاً جائز ہے۔

ويحل لأصول الزاني وفروعه، أصول المزني بها وفروعها.
(البحر الرائق، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، كوئٹہ ۳/۱۰۱، زكريا ۳/۱۷۹،
شامي، زكريا ۴/۱۰۷، كراچي ۳/۳۲)

ولا تحرم أصولها وفروعها على ابن الواطي وأبيه. (الموسوعة الفقهية
الكويتية ۳۶/۲۱۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۹ھ/۵/۲۰

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۳۳/۵۷۵)

زانی اور مزنیہ کے فروع کا نکاح

سوال [۵۵۰۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بکر نے ایک بالغ لڑکی کی پستان کو بہ شہوت چھوا یعنی مس کیا جماع نہیں کیا، اس کی لڑکی کا نکاح بکر کے فرزند سے جائز ہے کہ نہیں؟

المستفتی: محمد وسیم کاکلی نارہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مستفتی کے توجہ دلانے کا بہت بہت ممنون

اور احسان ہے۔ ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ کے لکھے ہوئے جواب میں احقر کو مغالطہ ہوا ہے: اس لئے نئے سرے سے دوبارہ جواب لکھا جا رہا ہے، جواب کا حاصل یہ ہے کہ زانی اور زانیہ اور لائس اور مسموسہ کی حرمت مصاہرت کے بارے میں حکم شرعی یہ ہے کہ زانی اور لائس کے اصول وفروع حرام ہو جاتے ہیں، اسی طرح زانیہ اور مسموسہ کے لئے زانی اور لائس کے اصول وفروع حرام ہو جاتے ہیں؛ لیکن ان دونوں کا آپس میں نکاح جائز ہے اور لائس اور زانی کی دوسری بیوی کے لطن کی اولاد کے لئے زانیہ اور مسموسہ کے لطن کی دوسری شوہر کی اولادوں کے درمیان حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی؛ بلکہ ان کے درمیان آپس میں مناکحت جائز اور درست ہے۔

حتى لو زنا بامرأة حرمت عليه أصولها، وفروعها، وحرمت المزنية على أصوله وفروعه، ولا تحرم أصولها وفروعها على ابن الواطي وأبيه. (مجمع الأنهر، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، درالكتب العلمية بيروت ۱/ ۴۸۱، قديم ۱/ ۳۲۶) وفي تجنیس خواهرزاده: ولا يحرم على ولد الواطي، ولا على أبيه ولد الموطوءة، ولا أمهاتها. (تاتاخانية، زکریا ۴/ ۴۹، رقم: ۵۴۸۹)

ويحل لأصول الزاني وفروعه، أصول المزنِي بها وفروعها. (شامي، زکریا ۴/ ۱۰۷، کراچی ۳/ ۳۲، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/ ۱۰۱، زکریا ۳/ ۱۷۹) فقط والله سبحانه وتعالى اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۹۹۱۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۳/۵ھ

کیا زانی مزنیہ کے فروع کا آپس میں نکاح درست ہے؟

سوال [۵۵۰۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ خالدہ نے شاکر کے نکاح میں رہتے ہوئے زید سے ناجائز تعلقات کر لئے، جس کے نتیجے میں ایک لڑکی پیدا ہوئی، جب یہ لڑکی بڑی ہوئی تو زید نے جوزانی ہے اپنے لڑکے سے اس مزنیہ خالدہ کی اس زنا سے پیدا شدہ لڑکی سے نکاح کر دیا معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا یہ نکاح درست ہے؛ جبکہ شاکر منع کرتا ہے کہ یہ میرے نطفہ سے نہیں ہے، اگرچہ خالدہ میرے نکاح میں ہے اور خالدہ بھی یہی کہتی ہے کہ اس ناجائز زید سے تعلقات کی وجہ سے یہ لڑکی پیدا ہوئی ہے، ان حالات میں خالدہ مزنیہ منکوحہ کی لڑکی کا نکاح زید زانی کے لڑکے سے درست ہے؟

(۲) زنا سے پیدا شدہ بچہ کا نسب جبکہ مزنیہ شادی شدہ ہے، کس سے ثابت ہوگا۔

(۳) شاکر جب اپنی بیوی سے پیدا شدہ بچہ کا انکار کرتا ہے، تو کیا لعان کا حکم ہوگا اور کیا ہندوستان میں لعان ہو سکتا ہے؟

المسفتی: محمد حسن، ہٹور، بجنور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) خالدہ اور زید کے درمیان میں بدکاری کا جو واقعہ پیش آیا ہے، جس کے دونوں اقراری بھی ہیں، اگر اسلامی حکومت ہوتی تو دونوں کو سنگسار کر کے جان سے مارنے کا حکم دیدیا جاتا اور یہ واقعہ خالدہ کے شاکر کے نکاح میں رہنے کے درمیان میں پیش آیا ہے؛ اس لئے خالدہ سے جو لڑکی پیدا ہوئی ہے وہ شرعاً شاکر ہی کی لڑکی ہوگی اور زید کا جو لڑکا اس کی بیوی سے پیدا ہوا ہے اس کا نکاح خالدہ کی مذکورہ لڑکی کے ساتھ شرعاً جائز اور درست ہے؛ اس لئے کہ زانی اور مزنیہ کی اولادوں کے درمیان حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی اور ان کا آپس میں نکاح جائز ہے، ہاں البتہ خود زانی کے لئے مزنیہ کے اصول و فروع اور اسی طرح مزنیہ کے لئے زانی کے اصول و فروع حرام ہیں۔

وفي تجنیس خواہر زادہ: ولا یحرم علی ولد الواطی، ولا علی أبیہ

ولد الموطوءة، ولا أمهاتها. (تاتار خانیة، جدید زکریا ۴/۴۹، رقم: ۵۴۸۹، الفصل

السابع في اسباب التحريم، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیة بیروت ۱/۴۸۱)

حتى لو زنا بامرأة حرمت عليه أصولها، وفروعها، وحرمت المزية
على أصوله وفروعه، ولا تحرم أصولها وفروعها على ابن الواطي وأبيه.
(مجمع الأنهر، قديم ۱/۳۲۶)

ويحل لأصول الزاني وفروعه، أصول المزي بها وفروعها. (شامي، زکریا
دیوبند ۴/۱۰۷، کراچی ۳/۳۲)

(۲) اگر مزیہ سے شادی کے چھ مہینے کے بعد مذکورہ بچہ پیدا ہوا ہے تو شرعاً وہ بچہ اسی
شوہر کا شمار ہوگا، اسی سے اس کا نسب ثابت ہوگا۔

عن عائشة^{رض} كان عتبة عهد إلى أخيه سعد أن ابن وليدة زمعة مني
فاقبضه إليك، فلما كان عام الفتح أخذه سعد قال: ابن أخي عهد إلي
فيه فقام عبد بن زمعة، فقال أخي و ابن وليدة أبي ولد علي فراشه،
فتساوقا إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال النبي صلى الله عليه وسلم
هولك يا عبد بن زمعة الولد للفراش، وللعاهر الحجر. (بخاري، كتاب
الفرائض، باب الولد للفراش ۲/۹۹۹، رقم: ۶۴۹۲، ف: ۶۷۴۹)

(۳) لعان کے جاری کرنے کے لئے بہت سی شرائط ہیں، جن میں سے ایک اہم
شرط دارالاسلام کا ہونا ہے؛ لہذا ہندوستان جیسے ملک میں لعان کا حکم نافذ نہیں ہوگا۔

ويشترط في القاذف خاصة-إلى قوله- وكونه في دار الإسلام.

(شامي، كتاب الطلاق، باب اللعان، کراچی ۳/۴۸۳، زکریا ۵/۱۵۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۱/۷/۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸/رجب المرجب ۱۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۱۳۲)

ممسوسہ کی لڑکی سے اپنے لڑکے کا نکاح کرنا

سوال [۵۵۱۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بکر اور ہندہ کے درمیان ناجائز تعلق قائم تو نہیں ہوا، مگر بکر ہندہ کے جسم سے لطف اندوز ہوا، بوس و کنار کیا۔ اب بکر یہ چاہتا ہے کہ اپنے بیٹے کا نکاح ہندہ کی لڑکی سے کر دے، تو کیا یہ نکاح درست ہے یا غلط؟

المستفتی: افتخار احمد، ارریہ (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بکر کے ہندہ کے جسم سے لطف اندوز ہونے اور بوس و کنار ہونے کے نتیجے میں بکر کے لئے ہندہ کے اصول و فروع اور ہندہ کے لئے بکر کے اصول و فروع تو حرام ہو گئے؛ لیکن بکر کے بیٹے کا نکاح ہندہ کی لڑکی کے ساتھ جائز اور درست ہے۔

في الشامية: ويحل لأصول الزاني وفروعه، أصول المزني بها وفروعها. (شامي، كتاب النكاح، فصل في المحرمات كراچی ۳/۳۲، زکریا ۴/۱۰۷)

ولا يحرم على ولد الواطي، ولا على أبيه ولد الموطوءة، ولا أمهاتها. (تاتاخانية، زکریا ۴/۴۹، رقم: ۵۴۸۹، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیة

بیروت ۱/۴۸۱، البحر الرائق کوئٹہ ۳/۱۰۱، زکریا ۳/۱۷۹، الموسوعة الفقهية الكويتية ۳۶/۲۱۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۳۲۹/۳/۱۶ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ ربیع الاول ۱۴۲۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۸/۹۵۱۵)

زانیہ بیوی کو رکھنے اور اس کے حمل و اسقاط کا حکم

سوال [۵۵۱۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی بیوی کا کسی غیر آدمی سے ناجائز تعلق ہو گیا ہے، زید نے اپنی بیوی کو اس غیر آدمی کے ساتھ سینما میں بیٹھے ہوئے دیکھا زید نے اپنی بیوی سے اس غیر آدمی کے ساتھ تعلق کے بارے میں پوچھا تب بیوی نے بھی تعلق ہونے کا اقرار کیا، زید اور اس کی بیوی کو غیر آدمی کے حمل ہونے کا امکان ہے، ایسی صورت میں زید اپنی بیوی کو اپنے نکاح اور اپنے ساتھ رکھ کر از روئے شرع گنہگار تو نہیں ہوگا؟

(۲) مندرجہ بالا حمل کو ضائع کرنا چاہئے یا نہیں جو کہ یقینی غیر شخص کا ہے؟

المستفتی: ریاست حسین خاں، محلہ جمنی، قصبہ اسلام نگر، بدایوں (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید کے اوپر لازم تھا کہ بیوی کو سینما جانے سے روکے بیوی کو اس طرح آزاد چھوڑنے کی وجہ سے زید بھی گنہگار ہوگا۔

مذکورہ حالات میں زید اپنی بیوی کو شرعاً اپنی زوجیت میں رکھ سکتا ہے، جو اولاد پیدا ہوگی، وہ شرعاً زید کی ہوگی حدیث میں آتا ہے۔

عن عائشة—قال النبي صلى الله عليه وسلم: هولك يا عبد بن زمعة،

الولد للفراش، وللعاهر الحجر. الحديث (بخاري ۹۹۲/۲-۶۴۹۲، ف: ۶۷۴۹)

لہذا زید پر بیوی کا نان و نفقہ واجب رہے گا اور جو بچہ پیدا ہوگا اس کی پرورش کا انتظام بھی اس پر واجب ہوگا، وہ شرعاً زید ہی کا بچہ ہے۔

(۲) حمل کا ضائع کرنا جائز نہیں۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۱۹۵/۴)

یکرہ أن تستقي لإسقاط حملها (إلى قوله) قبل التصور وبعده. (شامی،

کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، کراچی ۴۲۹/۶، زکریا ۶۱۵/۹)

العلاج لا سقاط الولد إذا استبان خلقه كالشعر، و الظفر و نحوهما
لا يجوز. (ہندیۃ، زکریا ۳۵۶/۵، جدید ۴۱۱/۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹ اشوال المعظم ۱۴۰۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/۲۸۶)

مزنہ سالی کی لڑکی سے زانی کے لڑکے کا نکاح

سوال [۵۵۱۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کے اپنی سالی سے تعلق کی وجہ سے ایک لڑکا ہوا ہے، تو کیا زید اپنی حقیقی بیٹی کی شادی اس لڑکے سے کر سکتا ہے؟

دوسرے رشتہ داروں کو چونکہ یہ معلوم نہیں کہ یہ لڑکا اور لڑکی ایک مرد کے نطفہ سے ہیں؛ اس لئے ان کو اسی رشتہ پر اصرار ہے؛ جبکہ زید اور اس کی سالی حقیقت سے واقف ہیں؛ اس لئے وہ اس شادی سے راضی نہیں؛ لیکن رشتہ داروں اور بڑوں کے دباؤ سے اس رشتہ پر مجبور ہیں۔ کیا شرعاً یہ رشتہ درست ہے؟

المستفتی: محمد وسیم کانگی نارہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید نے اپنی سالی سے جو زنا کیا اس سے جو لڑکا پیدا ہوا ہے، اس لڑکے کا نکاح زید کی حقیقی بیٹی سے درست ہے۔

إن البنت من الزنا لا تحرم على عم الزاني، وخاله -إلى قوله- وأما التحريم على آباء الزاني، وأولاده، فلا اعتبار الجزئية، ولا جزئية بينها وبين العم، والخال. (شامی، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، کراچی ۲۹/۳، زکریا ۴/۱۰۳)

ولا یحرم علی الواطی ولا علی أبیه ولد الموطوءة ولا أمهاتها
 الخ. (تاتار خانیة، جدید ۴/۹۴، رقم: ۵۴۸۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
 کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲/ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ
 (فتویٰ نمبر: الف/۳۸/۹۹۱۰)
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۵/۳/۱۴۳۱ھ

مکرہ علی الزنا سے نکاح

سوال [۵۵۱۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی جس کی عمر تقریباً ۱۶/۱۷ سال ہوگی، اس سے ایک بات سرزد ہوگئی (زنا بالجبر) کیا ایسی عورت کے ساتھ نکاح درست ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اس کا حمل گرا دیا گیا کیا ایسی عورت کے ساتھ نکاح کرنے میں کوئی قباحت تو نہیں؟ اس کا جواب مدلل و مفصل تحریر فرمائیں۔

المستفتی: قاری محمد میاں جان القاسمی، گھوسیاں توپ خانہ روڈ، گھوسی والی مسجد، رام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اس عورت سے نکاح شرعاً درست اور صحیح ہے۔

وصح نکاح حبلی' من زنا لا حبلی' من غیرہ. (در مختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، کراچی ۳/۴۸، زکریا ۴/۱۴۱)

وصح نکاح حبلی' من زنا، عند الطرفين وعلیه الفتویٰ لدخولها

تحت النص. (مجمع الأنهر، باب المحرمات، دارالکتب العلمیة بیروت ۱/۴۸۵)

وان تزوج حبلی' من زنا جاز النکاح. (ہدایہ، اشرفی دیوبند

۲/۳۱۲، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۲۸۰، زکریا جدید ۱/۳۴۶، قاضی خان علی
 الہندیہ، زکریا ۱/۳۶۶، جدید ۱/۲۲۱، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۱۰۶،

زکریا ۳/۱۸۷، تاتارخانیہ، زکریا ۴/۶۷، رقم: ۵۵۴۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴ شوال المکرم ۱۴۰۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/۹۱۳)

بہنوئی سے حاملہ سالی کا بھائی سے نکاح

سوال [۵۵۱۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اپنی بیوی کی بہن فاطمہ سے صحبت کر لیتا ہے، اور فاطمہ کو اس صحبت سے حمل ٹھہر جاتا ہے، پھر زید اپنی سالی فاطمہ کا نکاح اپنے بھائی بکر سے کر دیتا ہے، تو کیا اس طرح سے فاطمہ کا نکاح بکر سے درست ہے؟

المستفتی: محمد رفیعی اعظمی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر فاطمہ کو زنا سے حمل ٹھہر گیا ہے، تو اس حال میں بکر کے ساتھ شرعاً نکاح درست ہوگا؛ البتہ وضع حمل سے پہلے پہلے بکر کے لئے فاطمہ کے ساتھ وطی کرنا جائز نہیں ہوگا۔

وصح نکاح حبلی من زنا لا حبلی من غیرہ۔ إلى الزاني لثبوت نسبه الخ

(در مختار، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، کراچی ۳/۴۸، زکریا ۴/۱۴۱)

وصح نکاح حبلی من زنا، عند الطرفين وعليه الفتوى لدخولها

تحت النص. (مجمع الأنهر، باب المحرمات، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۴۸۵)

وان تزوج حبلی من زنا جاز النکاح، ولا یطأها حتی تضع حملها.

(هدایۃ، اشرفی دیوبند ۲/۳۱۲، ہندیۃ، زکریا ۱/۲۸۰، جدید ۱/۳۴۶، قاضی خان

علی الہندیۃ، زکریا ۱/۳۶۶، جدید ۱/۲۲۱، الفتاویٰ تاتارخانیہ، زکریا ۴/۶۷،

رقم: ۵۵۴۸، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۱۰۶، زکریا ۳/۱۸۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۷۰۲۵)

حالت حیض میں نکاح

سوال [۵۵۱۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ حیض کی حالت میں نکاح کرانا درست ہے یا نہیں؟ حیض کی حالت معلوم ہو یا نہ ہو، بہر دو صورت جو مسئلہ ہو جواب سے سرفراز فرمائیں۔

المستفتی: عابد حسین، محلہ نیو بستی انصار کلاں، قصبہ نرول، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حیض کی حالت میں بلا کراہت اور بلا شبہ نکاح منعقد ہو جاتا ہے؛ کیوں کہ حیض صرف مانع جماع ہے، مانع نکاح نہیں ہے۔

فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ . [بقرہ: ۲۲۲]

عن المسور بن مخرمة أن سبيعة الأسلمية نفست بعد وفاة زوجها بليال، فجاءت النبي صلى الله عليه وسلم، فاستأذنته أن تنكح، فأذن لها فنكحت. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب وولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن، النسخة الهندية ۲/۸۰۲، رقم: ۵۱۱۹، ف: ۵۳۲۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۲/۱۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۱ صفر المظفر ۱۴۱۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۰۱۷۷/۲۸)

حیض کی حالت میں نکاح

سوال [۵۵۱۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک لڑکی کے منع کرنے پر کہ ابھی نکاح کی یہ تاریخ مت رکھئے؛ کیونکہ اس کو ایم سی ہو رہی ہے، اس کی والدہ نے وہی تاریخ رکھ دی اور دوران ایم سی اس کا نکاح پڑھا دیا گیا، کیا نکاح ہو گیا یا نہیں یا اب کیا کرنا چاہئے؟

المستفتی: محمد شہنواز، چنڈوسی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر ایم سی سے مراد حیض اور ماہواری ہے، تو حالت حیض میں عقد نکاح کرنا شرعاً جائز اور درست ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲۷۸/۳، جدید ڈابھیل ۱۱۶/۱۱)

عن المسور بن مخرمة أن سبيعة الأسلمية نفست بعد وفاة زوجها بليال، فجاءت النبي صلى الله عليه وسلم، فاستأذنته أن تنكح، فأذن لها فنكحت. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب وأولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن، النسخة الهندية ۲/۸۰۲، رقم: ۵۱۱۹، ف: ۵۳۲۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۳۱۸۵)



(۱۵) باب من لا یحل نکاحہ

غیر مقلد کے ساتھ حنفی لڑکی کا نکاح

سوال [۵۵۱۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جو لوگ پہلے سے غیر مقلد ہیں یعنی بیوی والے غیر مقلدین ہیں اور جن سے شرعی و فروعی مسائل میں بہت سخت اختلافات ہوتے رہتے ہیں، ان کے ساتھ رشتے ناطے منگنی بیاہ وغیرہ کرنا کیسا ہے؟ اس طرح خواہش نفس کے تابع ہو کر مسلک کی تبدیلی جائز ہے یا نہیں؟ مفصل جواب مع دلائل مطلوب ہے۔

المستفتی: لیاقت علی ٹانڈہ بادی ضلع راجپور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: غیر مقلدین کے ساتھ حنفی لڑکی کا نکاح نہیں کرنا چاہئے ورنہ بعد میں مختلف پریشانیاں اٹھانی پڑتی ہیں اور وہ حنفی کے ہم کفو نہیں ہے، اس طرح خواہش نفس کے تابع ہو کر غیر مقلد بن جانا شریعت کا مذاق اڑانا ہے، یز بردست گناہ عظیم ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۵/۱۹۸)

لیس للمقلد الرجوع عن مذہبه. (شامی، کتاب الطلاق، باب التعلیق، کراچی ۳/۴۸، ذکر بیاہ/۵۹۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ صفر المظفر ۱۴۱۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۸/۳۰۲۹)

غیر مقلد عورت سے نکاح

سوال [۵۵۱۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ غیر مقلدین کی عورت سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد آفتاب عالم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ہر ایمان والی عورت سے نکاح درست ہے اور غیر مقلد عورت سے بھی نکاح کرنا جائز ہے؛ لیکن شریعت نے آپس میں جو کفو کا اعتبار کیا ہے، وہ آپس میں نبھاؤ کے پیش نظر ہے؛ اس لئے مقلد کے گھر میں غیر مقلد عورت کا نبھاؤ ہو سکے گا یا نہیں خود صاحب معاملہ اس سلسلہ میں سوچ لیں۔

عن عائشةؓ، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تخيروا لنطفكم وانكحوا الأكفاء، وانكحوا إليهم. (ابن ماجه، كتاب النكاح، باب الأكفاء، النسخة الهندية ۱/ ۴۱، دار السلام رقم: ۱۹۶۸، المستدرک، کتب النکاح، قدیم ۲/ ۱۶۳، مکتبہ نزار مصطفیٰ رقم: ۲۶۸۷)

عن جابرؓ، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن المرأة تنكح على دينها، ومالها، وجمالها، فعليك بذات الدين تربت يداك. (ترمذي، كتاب النكاح، باب ماجاء أن المرأة تنكح على ثلاث خصال، النسخة الهندية ۱/ ۲۰۷، دار السلام رقم: ۱۰۸۶، مسند الدارمي، دار المغني ۳/ ۱۳۸۷، رقم: ۲۲۱۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵/ ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۲۳۵)

حنفی المسلمک کا شیعہ سے نکاح

سوال [۵۵۱۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زینب مذہباً اہل سنت و حنفی المسلمک ہے، اس نے ایک شیعہ اثنا عشریہ شخص

مسمی محمود سے مطابق مذہب اہل سنت نکاح کر لیا۔ اور لکھنؤ کے مطبوعہ نکاح نامہ مصدقہ فرنگی محل کی خانہ پوری کر کے دونوں نے اس پر دستخط کر دیئے تھے، پھر ایک سال تک تعلقات زن و شوہر قائم رہے، اس دوران مسماۃ زینب کو خلفاء ثلاثہ کے خلاف کتب شیعہ محمود لا کر دیتا رہا اور پڑھنے کی ہدایت کرتا رہا اور کچھ نہیں کہتا، مسماۃ زینب کو محمود کی یہ باتیں سخت ناگوار ہوتیں، اسی دوران جب ایک عالم صاحب سے معلوم ہوا کہ علماء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ شیعہ اسلام سے خارج ہے، تو مسماۃ زینب نے محمود سے قطع تعلق کر لیا اور اپنے شوہر محمود سے طلاق لینے کی کوشش کرتی رہی، مگر محمود طلاق دینے پر آمادہ نہیں ہو رہا ہے، اس قطع تعلق کا عرصہ تین سال کا ہو گیا ہے؛ اس لئے دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسماۃ زینب سنی المذہب کا نکاح مسمی محمود کے ساتھ جو ہوا تھا، وہ شرعاً منعقد ہوا یا نہیں اور اگر شرعاً منعقد ہوا، تو فسخ نکاح کے لئے کسی شرعی عدالت میں مسماۃ زینب رجوع کرے، تو شرعی عدالت کو اس نکاح کو فسخ کرنے کا اختیار ہے یا نہیں؟ اگر مسماۃ زینب کا محمود کے ساتھ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا، تو کیا بدون فسخ نکاح و خلع و طلاق حاصل کئے بغیر کسی دوسرے سنی المذہب سے نکاح کر لے، تو وہ نکاح عند اللہ جائز اور صحیح ہو گا یا نہیں؟

المستفتی: محمد یوسف معرفت کیمرج مشن ہائی اسکول، کلکتہ والی نخاص لکھنؤ (یو پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شیعہ اثنا عشریہ باجماع امت کا فراور مرتد ہیں؛

اس لئے زینب سنیہ کا نکاح شیعہ محمود کے ساتھ شرعاً منعقد نہ ہوا؛ لہذا زینب بدون طلاق و خلع حاصل کئے دوسرے سنی لڑکے سے نکاح کر سکتی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۲۷/۱، ۲۷/۱، فتاویٰ رشیدیہ قدیم ۴۶۹، جدیدزکریا ۴۴۵، امداد الفتاویٰ ۲۲۷/۲)

مگر فتنہ و فساد سے بچنے کے لئے عدالت میں جا کر نکاح فسخ کرایا جائے تاکہ آئندہ کسی قسم کے فتنہ و فساد کا اندیشہ ہی نہ رہے۔ (مستفاد: جواہر الفقہ قدیم ۶۱/۱، جدیدزکریا ۹۱/۱،

أن الرافضي إن كان ممن يعتقد الألوهية في علي أو أن جبرئيل غلط في الوحي، أو كان ينكر صحبة الصديق[ؑ]، أو يقذف السيدة الصديقة، فهو كافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدين بالضرورة. (رد المختار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، كراچی ۴/۶۴، زکریا ۱۳۵/۴)

نعم لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة رضي الله عنها، أو أنكر صحبة الصديق[ؑ]، أو اعتقد الألوهية في علي أو أن جبرئيل غلط في الوحي، أو نحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن. (شامي، كتاب الجهاد، باب المرتد، كراچی ۴/۲۳۷، زکریا ۶/۳۷۸، ہندیہ، زکریا ۲/۲۶۴، جدید ۲/۲۷۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۸/۶/۲۷

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷ جمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۵۳۵۸)

سنی لڑکے اور شیعہ لڑکی کا نکاح

سوال [۵۵۲۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکا سنی ہے اور ایک لڑکی شیعہ ہے، ان دونوں کے درمیان نکاح جائز ہے یا نہیں؟ کیا دونوں کو اپنی اپنی حالت پر رہتے ہوئے ازدواجی زندگی گزارنا جائز ہے یا شیعہ لڑکی کو سنی بننا پڑے گا؟

المستفتی: عبد المجید مشتاق منزل کپور کمپنی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ہمارے ہندوستان میں جتنے شیعہ ورافضی رہتے ہیں، وہ سب کے سب غالی شیعہ ورافضی کہلاتے ہیں، ان کے عقائد باطلہ کی بنا پر ان کو فرقہ

ضالہ میں شمار کیا گیا؛ اس لئے اہل سنت والجماعت کے اکثر فقہائے نے ان کے عقائد باطلہ کی بنا پر ان کے ساتھ رشتے ناطے اور ان کے ساتھ نکاح کو ناجائز اور فاسد لکھا ہے؛ اس لئے شیعہ لڑکی کے ساتھ سنی لڑکے کا نکاح اس وقت تک درست نہ ہوگا؛ جب تک کہ وہ شیعہ لڑکی سنی نہ بن جائے اور سنی بننے کے بعد آپس میں نکاح درست ہو جائے گا۔

الرافضي إذا كان يسب الشيخين، ويلعنهما ”العياذ بالله“ فهو كافر الخ
و يجب إكفار الروافض في قولهم برجة الاموات إلى الدنيا إلى آخره،
وهو لاء القوم خارجون عن ملة الإسلام، وأحكامهم وأحكام المرتدين.
(عالمگیری، کتاب السیر، التاسع في أحكام المرتدين، مطلب موجبات الکفر أنواع،
زکریا ۲/۲۶۴، جدید ۲۷۶/۲-۲۷۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۷/۶/۱۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۱۳۸/۹۰۳)

شیعہ لڑکی کو سنی سمجھ کر نکاح کرنا

سوال [۵۵۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد ناصر نے ایک سال قبل دوران ملازمت دہلی میں ایک لڑکی سے سنی مسلمان سمجھتے ہوئے نکاح کیا اور اس سال ماہ محرم میں پتہ چلا کہ وہ شیعہ ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ ناصر کا اس لڑکی سے نکاح درست ہوا یا نہیں؟ اور اب محمد ناصر اس لڑکی کے ساتھ رہ سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: معظم علی چاند والی مسجد، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس لڑکی سے آپ نے سنی مسلمان سمجھ کر

نکاح کیا تھا، وہ اگر شیعہ تفضیلی ہے، تو اس سے نکاح درست ہو گیا؛ لیکن اگر وہ شیعہ غالی ہے یعنی حضرت علیؑ کی الوہیت، حضرت ابوبکر و عمرؓ پر سب و شتم اور حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگاتی ہے، تو اس سے نکاح ہی نہیں ہوا، اس کے ساتھ رہنا درست نہیں ہے؛ لہذا اس سے فوراً علیحدگی حاصل کر لی جائے۔

وبهذا ظهر أن الرافضي إن كان ممن يعتقد الألوهية في علي،
أو أن جبرئيل غلط في الوحي، أو كان ينكر صحبة الصديق، أو يقذف
السيدة الصديقة، فهو كافر لمخالفته القواطع المعلومه من الدين
بالضرورة بخلاف ما إذا كان يفضل علياً ويسب الصحابة، فإنه
مبتدع لا كافر. (شامي، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، كراچی ۶/۳،
زکریا ۴/۱۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۵/۵/۱۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۱/ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۸۳/۲۰)

سنی لڑکے کا جبر اغالی شیعہ کی لڑکی سے نکاح کا حکم

سوال [۵۵۲۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک سنی لڑکے کا نکاح شیعہ اثنا عشری لڑکی کے ساتھ کر دیا گیا؛ حالانکہ نکاح کے موقع پر لڑکے کے والدین موجود نہ تھے اور نہ ہی انہیں کسی بات کا علم تھا اور نہ ہی انہیں بلوایا گیا، لڑکی کے ورثاء نے اپنی مرضی سے نکاح کر دیا، تو کیا یہ نکاح از روئے شرع ہوا یا نہیں؟ مسئلہ کی شرعی وضاحت قرآن و حدیث کی روشنی میں فرمادیں۔

المستفتی: محمد عبدالرحمن، ہرودوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر شیعہ غالی اثنا عشریہ ہیں، جو حضرت صدیق اکبرؓ

اور حضرت عمرؓ پر لعن طعن کریں اور ان دونوں کی صحابیت کا انکار کریں اور حضرت عائشہؓ پر تہمت کے قائل ہوں، تو یہ عملاً نص قطعی کا بھی انکار ہے، جس کی وجہ سے وہ اسلام سے خارج ہیں، ان کی لڑکیوں کے ساتھ مسلمان سنی لڑکے کا نکاح درست نہیں ہے؛ لہذا اگر وہ لڑکی شیعیت سے توبہ کر کے سنیت میں داخل ہو جاتی ہے، تو اس کے بعد نکاح درست ہو سکتا ہے، اس کے بغیر اس لڑکی کے ساتھ نکاح درست نہیں ہے؛ لہذا اس لڑکے کو اس لڑکی کے ساتھ رہنا درست نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۶/۱۱ ص ۴۵)

نعم لا شک فی تکفیر من قذف السيدة عائشةؓ، أو أنکر صحبة الصديقؓ، أو اعتقد الألوهية في عليؓ، أو أن جبرئیل غلط في الوحي، أو نحو ذلك من الکفر الصریح المخالف للقرآن. (شامی، کتاب الجہاد، باب المرتد، کراچی ۲۳۷/۴، زکریا ۶/۳۷۸)

أن الرافضي إذا كان يسب الشيخين و يلعنهما فهو كافر. (شامی، کراچی، ۲۳۷/۴، زکریا ۶/۳۷۷)

ولا يجوز للمرتد أن يتزوج مرتدة ولا مسلمة، ولا كافرة أصلية، وكذا لا يجوز نكاح المرتد مع أحد. (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۲۸۲، زکریا جدید ۳۴۷/۱ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۲/۵/۵ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۲۰۲۰)

کیا شیعہ سے سنی کا نکاح ہو سکتا ہے؟

سوال [۵۵۲۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا موجودہ دور کے شیعہ حضرات سے اپنی لڑکی اور اپنا لڑکا یا شیعہ لڑکا سنی لڑکی کا ازدواجی رشتہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ مفصل و مدلل جواب تحریر فرمائیں۔

المستفتی: نجم الحسن، ڈبل پھانک، راپور روڈ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شیعوں کے جن فرقوں کے عقائد کفریہ ہیں مثلاً حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کی تکفیر کا عقیدہ یا حضرت عائشہؓ پر تہمت کو سچا سمجھنا یا حضرت جبریلؓ کے بارے میں وحی لانے کے بارے میں غلطی کا اعتقاد رکھنا وغیرہ کفریہ عقائد تو ایسے شیعہ بلاشبہ کافر ہیں اور ان سے سنی لڑکے لڑکی کا نکاح جائز نہیں ہے اور اگر عقائد کفریہ نہ ہوں؛ بلکہ ضلالت و گمراہی کی حد تک ہوں، جیسے حضرت علیؓ کو حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ سے افضل سمجھنا وغیرہ عقائد تو ایسا شیعہ کافر نہیں؛ بلکہ فاسق و گمراہ ہے اور ایسے شیعہ کے ساتھ مسلمان سنی لڑکے لڑکی کا نکاح منعقد ہو جاتا ہے؛ لیکن نکاح کرتے وقت رشتہ میں دین داری کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے اور شریعت نے آپس میں جو کفو کا مسئلہ رکھا ہے، وہ آپس میں نبھاؤ کے پیش نظر رکھا ہے؛ اس لئے اگر نبھاؤ نہ ہونے کا خطرہ ہو تو ہم مسلک لوگوں ہی میں اولاد کا رشتہ کرنا چاہئے۔

أن الرافضي إذا كان يسب الشيخين و يلعنهما فهو كافر. (شامي،

كتاب الجهاد، باب المرتد، کراچی، ۴/ ۲۳۷، زکریا ۶/ ۳۷۷)

نعم لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة، أو أنكر صحبة الصديقؓ، أو اعتقد الألوهية في علي، أو أن جبرئيل غلط في الوحي، أو نحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن. (شامي، کراچی، ۴/ ۲۳۷، زکریا ۷/ ۳۷۸)

ومنها إسلام الرجل إذا كانت المرأة مسلمة، فلا يجوز إنكاح المسلمة الكافرة. (بدائع الصنائع، زکریا ۲/ ۵۵۴، دارالکتب العلمیہ بیروت، ۳/ ۶۵/ ۴) لا يجوز للمسلم أن ينكح المشركة. (بدائع الصنائع، زکریا ۲/ ۵۵۲، دارالکتب العلمیہ بیروت ۳/ ۶۸/ ۴)

الكفاءة معتبرة في باب النكاح..... والخامس: التقوى، والحسب حتى لا يكون الفاسق كفواً للعدل عند أبي حنيفة. (الفتاوى الشاتارخانية ۴/ ۱۳۷-۱۳۸، رقم: ۵۷۳۳، ۵۷۵۳)

عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تخيروا لنطفكم، فانكحوا الأكفاء وانكحوا إليهم. (ابن ماجة، كتاب النكاح، باب الأكفاء، النسخة الهندية ۱/ ۱۴۱، دارالسلام رقم: ۱۹۷۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۲/۲/۷ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ صفر المظفر ۱۴۳۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۲۸)

شیعہ عورت سے نکاح، اس سے پیدا شدہ بچوں کے نسب اور وراثت کا حکم

سوال [۵۵۲۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا شیعہ عورت سے نکاح جائز ہے؟ اگر جائز نہیں تو اس سے پیدا شدہ بچوں کا کیا حکم ہے؟ اور جس صحیح العقیدہ اہل سنت والجماعت سے وہ بچے پیدا ہوئے ہیں، اس کے مال میں ان کا حق ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ہندوستان میں جتنے شیعہ رہتے ہیں وہ سب شیعہ غالی اور تبرائی ہیں، جو حضرات شیخینؒ کو مرتد کہتے ہیں (نعوذ باللہ من ذلک) اور گالیاں دیتے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت کے قائل ہیں، جس سے قرآن کریم کی نص قطعی کا انکار لازم آتا ہے اور یہ شیعہ اثناء عشریہ ہیں، جو غالی تبرائی ہیں، ان کے ساتھ سنی مرد و عورت کا نکاح فاسد ہو جاتا ہے؛ لیکن ان سے جو اولاد ہوتی ہے وہ شرعاً ثابت النسب ہوتی ہے اور وہ اولاد سنی باپ کے تابع ہو جائے گی؛ اس لئے کہ اولاد خیر الابوین کے تابع ہوتی ہے، اگر مرد شیعہ ہے اور عورت سنی ہے، تو پھر اولاد ماں کے تابع ہو جائے گی اور یہ اولاد سنی ماں باپ کی وارث بھی ہو جائے گی۔ (مستفاد: باقیات فتاویٰ رشیدیہ ۲۴۴)

نعم لاشک فی تکفیر من قذف السيدة عائشة، أو أنکر صحبة الصديقؓ،

أو نحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن. (شامی، کتاب الجہاد،

باب المرتد، کراچی ۴/ ۲۳۷، زکریا ۶/ ۳۷۸)

بخلاف ما إذا كان يفضل علياً أو يسب الصحابة، فإنه مبتدع^{رض}

لا كافر. (شامی، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، کراچی ۳/ ۴۶، زکریا دیوبند

۴/ ۱۳۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۰/ ۱۰۹۹۶)

قادیانی کاسنی عورت سے نکاح اور اولاد کا حکم

سوال [۵۵۲۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: (۱) کہ اگر مرد قادیانی ہے اور عورت قادیانی نہیں ہے، تو ان کا نکاح آپس میں درست ہے یا نہیں؟

(۲) نیز ان سے پیدا شدہ اولاد کیسی ہے؟

(۳) اگر ان سے پیدا شدہ لڑکائیہ کہے کہ میں قادیانی نہیں ہوں؛ لیکن اپنے باپ سے

میل جول رکھے اور ان کے قادیانی ہونے کی وجہ سے ان سے قطع تعلق نہ رکھے؛ بلکہ کھانے پینے، رہتے سہنے، کاروبار سب میں شریک رہے، تو آیا اس لڑکے کی بات مانی جائے گی یا نہیں؟

(۴) اور اگر اس لڑکے سے کسی سنی لڑکی کی شادی کی جائے تو نکاح درست

ہو جائے گا یا نہیں؟

المستفتی: محمد ارشد القاسمی، مدرسہ رحمانیہ مسجد سرائے پختہ فیض آباد، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) قادیانی اہل سنت و جماعت کے فتویٰ کے

مطابق اسلام سے خارج ہے؛ اس لئے قادیانی کا نکاح سنی عورت کے ساتھ منعقد نہیں ہوتا ہے؛ لیکن اس سے جو بچہ پیدا ہوا ہے، وہ اگر صحیح العقیدہ ہے جیسا کہ سوال نامہ سے واضح ہوتا ہے۔ کہ مذکورہ لڑکا صحیح العقیدہ مسلمان ہے؛ اس لئے اس کا نکاح سنی لڑکی کے ساتھ صحیح ہو جائے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۳۳۰/۱۰، جدید ڈابھیل ۴۶۰/۱۱)

(۲) لڑکا جب یہ کہہ رہا ہے کہ میں قادیانی نہیں ہوں، تو اس کی بات معتبر مانی جائے گی اگرچہ باپ کے ساتھ مذکورہ امور میں شریک کیوں نہ ہو۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۳۳۰/۱۰، جدید ڈابھیل ۴۶۰/۱۱)

(۳) سنی لڑکی کا اس صحیح العقیدہ لڑکے سے نکاح صحیح ہو جائے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۳۳۰/۱۰، جدید ڈابھیل ۴۶۱/۱۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۴/۱۲/۱۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ ذی الحجۃ ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۵۶۷۳)

اہل قرآن کی لڑکی سے نکاح

سوال [۵۵۲۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک ماں اپنے لڑکے کا نکاح ایک اہل قرآن صاحب کی لڑکی سے کرانا چاہتی ہیں، لڑکے کو ماں کی بات ماننی چاہئے یا نہیں؟

المستفتی: رئیسہ بیگم، محلہ کٹار شہید، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شریعت میں ماں کی بات ماننا اور ماں کو راضی رکھنا لڑکے پر ضروری ہوتا ہے؛ لیکن بعض معاملات میں شریعت نے ماں کی بات پر لڑکے کی مرضی کو فوقیت دی ہے، ان میں سے ایک نکاح بھی ہے کہ اگر کوئی لڑکی ماں کو پسند ہے اور لڑکے

کو پسند نہیں ہے، تو لڑکے کی پسند کو فوقیت دی جائے گی اور ماں کی پسند کو رد کر دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے:

فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاتٍ وَرُبَاعَ [سورة النساء: ۳]

مرد اپنی پسند سے شادی کرے گا اور حدیث میں آیا ہے مرد لڑکی کو خود دیکھ کر پسند کر سکتا ہے۔

عن المغيرة بن شعبه، أنه خطب امرأة، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: أنظر إليها، فإنه أحرى أن يؤدم بينكما. (سنن الترمذي، أبواب النكاح،

باب ماجاء في النظر إلى المخطوبة، النسخة الهندية ۱/۲۰۷، دار السلام رقم: ۱۰۸۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ رذی الحجہ ۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۷/۶۹۲۳)

عیسائی رسم و رواج کے مطابق شادی کرنا

سوال [۵۵۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ زید میری بیوی کا بھائی (سالا) ہے جو کہ پیشہ کے لحاظ سے ایک ڈاکٹر ہے اور سر دست سعودی عربیہ میں نوکری کرتا ہے، سال گذشتہ ممبئی میں ایک عیسائی لڑکی (کرسچن) کو مسلمان کرانے کے بعد مولانا منصور صاحب کے ذریعہ سے نکاح پڑھوایا، پھر دو چار روز کے بعد ہی اسی کرسچن لڑکی سے (شاید لڑکی کے والدین کی خوشی کے خاطر) دوبارہ عیسائی رسم و رواج و طور و طریقہ سے شادی ہوئی۔ اب اس صورت میں کیا وہ دونوں مسلمان کہے جاسکتے ہیں؟ اور کیا ان کا نکاح قائم ہے؟ اور اب ان کے تعلقات کس نوعیت کے ہوں گے؟ اور اگر ان سے کوئی اولاد ہوئی، تو کیا کہا جائے گا؟ نیز ایسی حالت میں ہم میاں بیوی زید اور ان کے منکوحہ سے رشتہ داری برقرار رکھے یا نہیں؟

جواب باصواب دیکر عند اللہ ماجور ہوں وعند الناس مشکور ہوں۔

المستفتی: محمد حبیب ولد حاجی محمد ایوب نیا گودام

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر مذکورہ لڑکی حالت اسلام میں شرعی نکاح ہو جانے کے بعد مرتد ہو کر عیسائی نہ ہوئی ہو اور نہ ہی زید مرتد ہو کر عیسائی ہوا ہے؛ بلکہ صرف لڑکی کے عیسائی والدین کو خوش کرنے کے لئے عیسائی طریقہ پر نکاح کو اختیار کیا ہے، تو دونوں شرعاً مسلمان ہیں اور دونوں کا شرعی نکاح بھی باقی ہے، ان سے دینی اور عرفی رابطہ رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۸۳۹ء، جدید ڈابھیل ۵۸۰/۱۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۱ھ/۳/۲۴

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۲۶/۲۱۵۰)

شیعہ سے رشتہ مناکحت قائم کرنا

سوال [۵۵۲۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: (۱) کہ اہل سنت والجماعت کی لڑکی کا عقد نکاح کسی شیعہ جو تینوں خلفاء (ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ) کی خلافت کا منکر ہے اس سے جائز ہے؟
(۲) اسی طرح ان کی لڑکی سے اہل سنت والجماعت لڑکے کا عقد نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ نیز اس کے عذاب وثواب سے بھی آگاہ فرمائیں۔

المستفتی: شیخ علاء الدین، کلنگھر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۲/۱) ہندوستان میں جو شیعہ رہتے ہیں، وہ

سب غالی شیعہ ہیں اور شیعہ غالی کے ساتھ سنی لڑکی کا عقد نکاح صحیح نہیں ہوتا، اسی طرح ان کی لڑکی کے ساتھ سنی لڑکے کا عقد نکاح توبہ کے بغیر جائز نہیں ہے، اس کے عذاب و ثواب کے بارے میں تمام علماء امت نے ان کو کافر کہا ہے، اگر نکاح جان بوجہ کر کیا جائے گا تو سخت عذاب کا مستحق ہوگا ہمیشہ حرام کاری ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم جدید ۲۳۳/۸، ۲۴۱/۸، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۶/۱۱) (۲۵۶)

ومنها إسلام الرجل إذا كانت المرأة مسلمة، فلا يجوز إنكاح المؤمنة للكافر. لقوله تعالى: ولا تنكحوا المشركين حتى يؤمنوا. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح، اسلام الرجل إذا كانت المرأة مسلمة، زکریا ۲/۵۵۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۱۰/۳۰ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹/شوال المکرم ۱۴۱۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/۵۹۱۱)

نومسلمہ کا اسلام لانے کے بعد نکاح

سوال [۵۵۲۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک ہندو لڑکی ہے، جو مسلمان ہو گئی ہے؛ لیکن وہ اپنے ہندو ماں باپ کے ساتھ رہتی ہے، وہ کسی طرح نماز، روزہ، کلمہ وغیرہ چھپ کر ادا کرتی ہے، میرے ذریعہ اس لڑکی نے اسلام کو دل سے قبول کیا ہے، ہم دونوں میں محبت بھی ہے؛ لیکن وہ صرف مسلمان میرے لئے نہیں ہوئی ہے۔ اب جبکہ وہ مسلمان ہو گئی ہے تو اس کی شادی کسی مسلمان شخص سے ہو سکتی ہے؟ اور اگر کسی سے اس کی شادی نہ ہو سکے تو کیا میرا اس لڑکی سے شادی کرنا لازم ہے؟ ورنہ اس کا مسلمان رہنا بہت مشکل ہو جائے گا، لڑکی کے ماں باپ اس کی محبت سے واقف ہیں، وہ مسلمانوں میں صرف مجھ سے ہی اپنی لڑکی کی شادی کرنے کے لئے راضی ہیں۔

کیا اب میرے لئے اس سے شادی کرنا ضروری ہے؟ اس میں شرعی حکم کیا ہے وضاحت فرمائیں؟
المستفتی: محمد شارق

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ میں مذکورہ لڑکی نے سائل کے ہاتھ پر ایمان قبول کر لیا ہے اور وہ سائل سے شادی کرنا چاہتی ہے اور اس پر ماں باپ بھی راضی ہیں، تو سائل کو اس سے نکاح کر لینا چاہئے، یہ نکاح بہت بڑے اجر و ثواب کا باعث ہوگا۔ اللہ رب العزت کا پاک ارشاد ہے:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ . [مائدہ: ۲]
فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ وَآتُوهُنَّ مَا أَنْفَقُوا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ . [الممتحنہ: ۱۰]

لیکن احتیاطی تدابیر لازم ہیں؛ اس لئے نکاح سے پہلے دیوانی عدالت سے لڑکی کی خود مختاری حاصل کر لی جائے، جس کو کورٹ میرج بھی کہا جاتا ہے تاکہ بعد میں کسی قسم کی قانونی گرفت میں آنے کا خطرہ باقی نہ رہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ

۱۹/۵/۱۴۲۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۷۵۴)

نومسلمہ شادی کے لئے کتنے حیض گزارے گی؟

سوال [۵۵۳۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسئلہ بہشتی زیور مکمل و مدلل مکتبہ تھانوی ۵۵/۴ پر لکھا ہے کہ اگر عورت مسلمان ہوگئی اور مرد نہیں ہوا، تو اب جب تک پورے تین حیض نہ آویں دوسرے مرد سے نکاح درست نہیں؟

اس مسئلہ کو دیکھ کر بندہ نے ایک ضرورت مند سائل کو یہ جواب دیدیا کہ نو مسلمہ سے آپ حیض گذر نے پر نکاح کر سکتے ہیں، اس کے بعد مزید تحقیق کے لئے مندرجہ ذیل کتابیں دیکھیں۔
 فتاویٰ رجیمیہ ۱۴۱/۲، فتاویٰ محمودیہ ۲۱۹/۳، فتاویٰ دارالعلوم ۱۹۲/۷، تو معلوم ہوا کہ چھ حیض گذارنا ضروری ہے امید کہ رہنمائی فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

المستفتی: اسرار احمد، نجیب آبادی، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نو مسلمہ سے نکاح کرنے کی کئی صورتیں نکل سکتی ہیں۔
 ایک صورت یہ ہے کہ عورت قید ہو کر دارالحرب سے دارالاسلام آئی ہو، تو ایسی صورت میں بالاتفاق عدت گزارے بغیر نکاح جائز ہے۔
 دوسری صورت یہ ہے کہ کافرہ دارالحرب سے دارالاسلام ہجرت کر کے آئی ہو، تو بلاعدت گزارے اس سے نکاح جائز ہے اور اس میں بھی کسی کا اختلاف نہیں ہے۔
 تیسری صورت یہ ہے کہ دارالحرب میں رہتے ہوئے کوئی عورت مسلمان ہو جائے اور اس کا شوہر مسلمان نہ ہو، تو تین حیض گذر نے کے بعد وہ عورت بائنہ ہوگی اور بائنہ ہوتے ہی بلاعدت کے کسی مسلمان سے اس کا نکاح امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک درست ہے؛ لیکن صاحبین کے نزدیک بائنہ ہونے کے بعد مزید تین حیض گذارنا ضروری ہے۔ اس سے پہلے کسی مسلمان سے ان کا نکاح صحیح نہ ہوگا، گویا صاحبین کے نزدیک چھ حیض گذارنا ضروری ہے اور صاحب بحر الرائق وغیرہ نے صاحبین کے قول کو اختیار کیا ہے۔ نیز فتاویٰ دارالعلوم ۳۸۴/۸ اور فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۵۱۱/۱۰ میں اسی پر فتویٰ دیا گیا ہے اور حضرت اقدس مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے جو تین حیض گذر نے پر نکاح کو صحیح قرار دیا ہے وہ شاید اسی وجہ سے ہے کہ حضرت کے نزدیک امام ابوحنیفہؒ کا قول رائج ہوگا۔

ومن هاجرت إلینا مسلمة، أو ذمیة حاملاً بآنت بلاعدة، فیحصل

تزوجها أما الحامل فحتى تضع على الأظهر. (شامي، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر، کراچی ۱۹۳/۳، زکریا ۳۶۵/۴)

ولو أسلم أحدهما ثمة أي في دار الحرب لم تبين حتى تحيض ثلاثاً قبل إسلام الآخر (وفي الشامية) وهل تجب العدة بعد مضي هذه المدة، فإن كانت المرأة حربية، فلا لأنه لا عدة على الحربية، وإن كانت هي المسلمة فخرجت إلينا فتمت الحيض هنا، فكذلك عند أبي حنيفة خلافًا لهما؛ لأن المهاجرة لا عدة عليها عنده خلافًا لهما بدائع، هداية، وجزم الطحطاوي بوجوبها وينبغي حملها على اختيار قولهما. (شامي، کراچی ۱۹۱/۳، ۱۹۲، زکریا ۳۶۲/۴ تا ۳۶۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۳/ رجب المرجب ۱۴۱۸ھ

۱۴/۸/۱۴۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۳/۵۳۸۵)

نومسلمہ کنواری لڑکی کا نکاح فوری طور پر کرنا

سوال [۵۵۳۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک نومسلمہ کنواری لڑکی ہے اور مسلمانوں کے پاس آگئی ہے، تو اب اس کو مسلم لڑکے سے شادی کے واسطے کتنے حیض گزارنے لازم ہیں؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو نومسلمہ کنواری لڑکی مسلمانوں کے پاس آگئی اور اب کسی مسلم لڑکے سے شادی کرنا چاہتی ہے تو اس کو شادی کے لئے کوئی حیض گزارنا لازم نہیں بغیر استبراء رحم کے اس کے لئے نکاح کرنا جائز ہے۔ (مستقداً: امداد الفتاویٰ ۲۰۲/۲ محمودیہ میرٹھ ۱۶/۳۶۵)

لیست بعدہ لدخول غیر المدخول بها۔ (در مختار مع الشامی،
زکریا ۳۶۳/۴، کراچی ۱۹۱/۳)

وسبب وجوبها عقد النکاح المتأكد بالتسليم وما جرى مجراه
من موت، أو خلوة أي صحيحة فلا عدة بخلوة الرتقاء وشرطها الفرقة.
(در مختار، زکریا ۱۸۰/۵، کراچی مع الشامی ۵۰۴/۳)

تجب العدة على المرأة بالفرقة بين الزوجين بعد الدخول بسبب
الطلاق، أو الموت، أو الفسخ، أو اللعان كما تجب بالموت قبل الدخول
وبعد عقد النکاح الصحيح. (الموسوعة الفقهية الكويتية ۲۹/۳۰۶)
والعدة تجب على المطلقة وكذا بالفرقة بالنکاح الفاسد،
وكذلك بالوطئ بشبهة النکاح، أو بالخلوة الصحيحة. (تاتارخانية،
زکریا ۲۲۶/۵، رقم: ۷۷۲۲)

وإنما تجب هذه العدة لاستبراء الرحم وتعرف براءتها عن الشغل
بالولد؛ لأنها لو لم تجب ويحتمل أنها حملت من الزوج الأول فتزوج
بزوج آخر وهي حامل من الأول فيطأها الثاني فيصير ساقيا ماءه زرع غيره
وقد نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك بقوله صلى الله عليه
وسلم من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يسقين ماءه زرع غيره. (بدائع
الصنائع، زکریا ۳۰۲/۳، کراچی ۱۹۱/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/ صفر المظفر ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۴۰/۱۱۴۳۰)

نومسلمۃ نکاح کے لئے تین حیض گزارے یا چھ حیض؟

سوال [۵۵۳۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک نو مسلمہ عورت دارالحرب سے اسلام لا کر مسلمانوں کے پاس آگئی۔ اب اس کے لئے مسلم لڑکے سے شادی کے واسطے کتنے حیض گزارنا لازم ہیں اور یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ عورت شادی شدہ تھی؟

المستفتی: محمد شعیب، میرٹھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو شادی شدہ نو مسلمہ عورت اسلام لا کر مسلمانوں کے پاس آگئی اور اب وہ کسی مسلم لڑکے سے شادی کرنا چاہتی ہے، تو اس کو شادی کے واسطے ۶ حیض گزارنے لازم ہیں۔ تین حیض شوہر سے جدائیگی کے اور تین حیض عدت کے؛ لہذا جب تک چھ حیض نہ گزارے اس وقت تک وہ کسی مسلم سے شادی نہیں کر سکتی۔ (مستفاد: الخلیۃ الناجزۃ ۱۸۲، جواہر الفقہ، زکریا ۲۹۰/۲، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۵۱۲/۱، فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۳۶۷/۱۶، امداد الفتاویٰ ۲۰۲/۲)

اور اگر مسلمانوں کے پاس بغیر شوہر کے اتنی لمبی مدت گزارنے میں فتنہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو، تو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق صرف ۳ حیض گزارنے کے بعد مسلم مرد کے ساتھ نکاح کر نیکی گنجائش ہے۔

ومنها إسلام أحد الزوجین فی دار الحرب؛ لکن لا تقع الفرقة فی الحال؛ بل تقف علی مضي ثلاث حیض إن كانت ممن تحيض - وإذا وقعت الفرقة بعد مضي هذه المدة هل تجب العدة بعد مضيها بأن كانت المرأة هي المسلمة فخرجت إلى دار الإسلام فتمت الحیض فی دار الإسلام لا عدة علیها عند أبي حنیفة وعندهما علیها العدة. (بدائع الصنائع، زکریا ۲۶۵۶-۶۵۷، کراچی ۲/۳۳۸)

ولو أسلم أحدهما ثمة لم تبين حتى تحيض ثلاثة فإذا حاضت ثلاثاً بان؛ لأن الإسلام ليس سبباً للفرقة والعرض علی الإسلام متعذر

تصور الولایۃ، ولا بد من الفرقة دفعاً للفساد فأقمنا شرطها وهي مضي الحيض مقام السبب. (البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۲۷۰، زکریا ۳/۳۷۰، ہدایۃ، اشرفی بکڈپو و دیوبند ۲/۳۶۶)

إذا أسلم أحد الزوجين وتختلف الآخر حتى انقضت عدة المرأة انفسخ النكاح في قول عامة العلماء. (المغني، مکتبہ دارالفکر بیروت ۷/۱۱۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/ صفر لمظفر ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف-۱۱۴۳۱/۴)

غیر مسلم بیوہ یا مطلقہ کا اسلام لانے کے بعد مسلمان سے فوراً نکاح

سوال [الف: ۵۵۳۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک غیر مسلم بیوہ عورت ہے، اس کو اس کے رسم و رواج کے اعتبار سے طلاق دیدی گئی ہے اور وہ بیوہ ہونے کے یا طلاق کے کئی سال بعد مسلمان ہو گئی۔ اب نکاح کرنے کے لئے استبراء رحم کرنا اور عدت گزارنا لازم ہے یا استبراء رحم کے بغیر نکاح درست ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو عورت حالت کفر میں بیوہ ہو گئی اور بیوہ ہونے کے بعد عدت کا زمانہ بھی گزر گیا ہے یا طلاق کے بعد چند سال گزار چکی ہے، تو اب اس کے اسلام لانے کے بعد اس سے نکاح کرنے کے لئے از سر نو عدت گزارنا لازم نہیں ہے؛ بلکہ اسلام قبول کرنے کے فوراً بعد اس سے نکاح درست ہے؛ کیونکہ اس کا استبراء رحم ہو چکا ہے۔ عن أبي يوسف قال: إذا تیقن فراغ رحمها من ماء البائع، فلیس علیہ

فیہا استبراء واجب؛ لأن الاستبراء کاسمہ تبیین فراغ الرحم وقاس بالمطلقة قبل الدخول؛ أنه لا یلزمها العدة؛ لأن المقصود من العدة فی حال الدخول تبیین فراغ الرحم. (مبسوط سرخی، دارالکتب العلمیة بیروت ۱۳/۱۴۶)

فإن مات عنها زوجها واعتدت عدة الوفاة ولم تحض ولا بأس بأن یطأها لما بینا أن العدة أقوى من الاستبراء فعند ظهور العدة لا یتظهر حکم الاستبراء. (مبسوط سرخی، دارالکتب العلمیة بیروت ۱۳/۱۵۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ صفر المظفر ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۴۰، ۱۱۴۲۹)

غیر مسلم کے ساتھ رہ کر تین بچے بھی ہو گئے ان کے نسب کا کیا حکم؟

سوال [ب: ۵۵۳۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسلمان لڑکی ایک غیر مسلم لڑکے کے ساتھ فرار ہو گئی چند سال اس کے ساتھ رہی ۳ بچے بھی ہو گئے اب وہ لڑکا ایمان قبول کرتا ہے معلوم یہ کرنا ہے کہ یہ تین بچے جو اس مسلمان لڑکی کے اس غیر مسلم لڑکے سے کفر کی حالت میں ہوئے ہیں کیا ان بچوں کا نسب اس لڑکے سے ثابت ہوگا؟ اور یہ وارث اس لڑکے کے ہوں گے، شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی: عبدالرشید قاسمی، سیڈھا

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسلمان لڑکی کا غیر مسلم لڑکے کے ساتھ فرار ہو جانے کے بعد اسی کے ساتھ رہ جانے کی وجہ سے اس مسلمان لڑکی سے جو تین بچے ہو گئے ہیں، ان کا نسب اس غیر مسلم لڑکے کے ایمان قبول کر لینے کے بعد اس سے ثابت نہیں ہوگا؛ بلکہ یہ سب بچے بدکاری کے بچے شمار ہوں گے اور نہ ہی اس نو مسلم شخص کے وارث بنیں گے۔

نکاح کافر مسلمہ فولدت منه لا یشیت النسب منه ولا تجب العدة؛
لأنه نکاح باطل . (شامی، زکریا ۵/۲۵۲، کراچی ۳/۵۵۵)
ذهب جمهور الفقهاء إلى أنه لا یشیت النسب بالزنا مطلقاً فلم یشیت
رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا أحد من أهل العلم بالزنا نسباً.
(الموسوعة الفقهية ۴/۲۳۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۲۳۳۱)

زانیہ کے ساتھ نکاح اور چھ ماہ سے قبل ولادت کا حکم

سوال [ج: ۵۵۳۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک زانی نے زانیہ سے نکاح کر لیا اور نکاح سے چھ مہینے پہلے ہی بچہ پیدا ہو گیا اور زانی یہ اقرار کرتا ہے کہ یہ بچہ میرا ہی ہے، کیا شرعاً اس بچہ کا نسب اس زانی سے ثابت ہوگا؟ اس کے اقرار کرنے کی وجہ سے یا بچہ حرامی ہی کہلائے گا اور کیا یہ بچہ اس زانی کی میراث کا مستحق ہو سکتا ہے؟

المستفتی: عبدالرشید قاسمی، سیڈھا

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب زانی نے زانیہ سے نکاح کر لیا ہے اور نکاح سے چھ مہینے پہلے ہی بچہ پیدا ہو گیا ہے اور یہ زانی اس بات کا اقرار بھی کرتا ہے کہ یہ بچہ اسی کا ہے تو ایسی صورت میں اس بچے کا نسب اسی زانی سے ثابت ہو جائے گا اور یہ بچہ اس کا وارث بھی بنے گا۔

رجل زنی بامراً وحبلت منه فلما استبان حملها تزوجها الذي زني بها فالنكاح جائز..... وإن جاءت به أي الولد لأقل من ستة أشهر لا يثبت

النسب ولا يرث منه إلا أن يقول هذا الولد مني ولم يقل من الزنا. (الفتاویٰ التاتارخانية ۴/۳۱۵، رقم: ۶۲۸۵، المحيط البرهاني ۴/۱۷۲-۱۷۳، رقم: ۳۹۵۶)
 لوزنی بامرأة فحملت ثم تزوجها فولدت إن جاءت به لستة أشهر فصاعداً ثبت نسبه وإن جاءت به لأقل من ستة أشهر لم يثبت نسبه إلا أن يدعيه. (الهندية، قديم زكريا ۱/۵۴۰، زكريا جديد ۱/۵۹۱)

رجل زنى بامرأة فحملت منه فلما استبان حملها تزوجها الزاني ولم يطأها حتى ولدت..... وإن جاءت بولد لأقل من ستة أشهر من وقت النكاح لا يثبت ولا يرث منه إلا أن يقول الرجل هذا الولد مني ولا يقول من الزنا. (خانية على الهندية زكريا ۱/۳۷۱، جديد ۱/۲۲۴، شامي كراچی ۳/۴۹، زكريا ۴/۱۴۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۳۳۲/۱۳۳۲)

غیر مسلم شادی شدہ عورت سے ناجائز تعلقات اور بچوں کا حکم

سوال [د: ۵۵۳۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے ایک غیر مسلم شادی شدہ عورت سے ناجائز تعلقات بنا کر رہنا سہنا شروع کر دیا، اس غیر مسلم عورت کا شوہر باہر رہتا ہے کبھی کبھار آتا ہے زید سے اس عورت کے اسی حالت میں دو بچے بھی ہو گئے، کسی نے دونوں کو سمجھایا کہ یہ عورت اگر مسلمان ہو جائے تو تم زنا کے گناہ سے بچ جاؤ گے، وہ عورت مسلمان ہو گئی، اب کیا زید اس کے مسلمان ہوتے ہی نکاح کر سکتا ہے یا اس حالت میں بھی یہ عورت عدت گزار کر ہی نکاح کرے گی؟ جبکہ کفر کی حالت میں بھی زید کے ساتھ رہ رہی تھی اور جو دو بچے زید کے ساتھ رہتے ہوئے کفر کی حالت میں اس عورت سے ہوئے ہیں کیا وہ دو بچے زید کے کہلائیں گے یا اس غیر مسلم مرد ہی کے کہلائیں گے؟

المستفتی: عبد الرشید قاسمی، سیڑھا

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عورت کے اسلام لانے سے پہلے ناجائز تعلقات کے ذریعہ سے جو دو بچے ہو چکے ہیں، وہ دونوں بچے اس عورت کے غیر مسلم شوہر کے ہی شمار ہوں گے ان کا نسب زید سے ثابت نہ ہوگا اور اس عورت کے اسلام لانے کے بعد زید کے ساتھ نکاح کے لئے عدت گزارنا لازم ہے اور عدت کی شکل ہندوستان جیسے ممالک میں یہی ہے کہ اسلام لانے کے بعد تین ماہواری گزر جائے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عدت پوری ہوتی ہے اور صاحبین کے نزدیک تین ماہواری کے ذریعہ سے فرقت ثابت ہوتی ہے، پھر اس کے بعد مزید تین ماہواری عدت کے نام سے گزارنا لازم ہے اور پہلی تین ماہواری مسلمان قاضی کے سامنے شوہر کے ابا و اسلام کے قائم مقام ہے، دوسری تین ماہواری عدت کے لئے ہے، احتیاط صاحبین کے قول پر ہے؛ لیکن امام صاحبؒ کے قول پر بھی عمل کرنا جائز ہے اور مذکورہ مسئلے میں اس وقت تک دونوں قولوں کے اعتبار سے اس نو مسلمہ کا نکاح زید کے ساتھ درست نہیں ہوگا جب تک کہ مسلمان ہونے کے بعد مستقل طور پر تین ماہواری کے ساتھ عدت نہ گزر جائے۔

وَإِذَا أَسْلَمَتِ الْمَرْأَةُ فِي دَارِ الْحَرْبِ وَزَوْجُهَا كَافِرٌ أَوْ أَسْلَمَ الْحَرَبِيُّ وَتَحْتَهُ مَجُوسِيَّةٌ لَمْ تَقَعْ الْفَرْقَةُ عَلَيْهَا حَتَّى تَحِيضَ ثَلَاثَ حِيضٍ، ثُمَّ تَبَيَّنَ مِنْ زَوْجِهَا..... وَإِذَا وَقَعَتِ الْفَرْقَةُ وَالْمَرْأَةُ حَرْبِيَّةٌ فَلَا عِدَّةَ عَلَيْهَا، وَإِنْ كَانَتْ هِيَ الْمُسْلِمَةُ فَكَذَلِكَ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ خِلَافًا لَهُمَا قَالَ ابْنُ الْهَمَامِ: فَالْحَاصِلُ أَنَّهُ لَا عِدَّةَ بَعْدَ الْبَيِّنُونَةِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ فِي الصَّوْرَتَيْنِ وَعِنْدَهُمَا إِذَا كَانَتْ هِيَ الْمُسْلِمَةُ فَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَهَكَذَا ذَكَرَ شَمْسُ الْأَثَمَةِ وَكَأَنَّهُ أَخَذَهُ مِنْ قَوْلِ مُحَمَّدٍ فِي السَّيْرِ فِيمَا إِذَا أَسْلَمَتِ الْمَرْأَةُ فِي دَارِ الْحَرْبِ بَعْدَ أَنْ ذَكَرَ الْفَرْقَةَ بِشَرْطِهَا وَعَلَيْهَا ثَلَاثَ حِيضٍ أُخْرَى بَعْدَ الثَّلَاثِ الْأَوَّلِ وَهِيَ فَرْقَةُ بَطْلَاقٍ وَيَقَعُ طَلَاقُهُ عَلَيْهَا مَا دَامَتْ فِي الْعِدَّةِ فِي الثَّلَاثِ الْحِيضِ الْأَوَّلِ.

(فتح القدیر، زکریا ۳/۳۹۸-۳۹۹)

ذهب جمهور الفقهاء إلى أنه لا يثبت النسب بالزنا مطلقاً فلم يثبت رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا أحد من أهل العلم بالزنا نسباً. (الموسوعة الفقهية ۴/ ۲۳۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/ ۱۲۳۳۳)

غیر مسلم کنواری لڑکی سے ناجائز تعلقات اور چار ماہ حمل کی حالت میں نکاح

سوال [۵۵۳۳۳:ہ]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسلمان لڑکے نے ایک غیر مسلم کنواری لڑکی سے کالج کی تعلیم کے دوران ناجائز تعلقات بنا کر زنا کاری شروع کر دی، اس وقت لڑکی چار ماہ کی حاملہ ہے دونوں فرار ہیں، لڑکی نے ایمان قبول کر لیا ہے، معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا اس غیر مسلم لڑکی سے جو حاملہ ہے یہ مسلمان لڑکا لڑکی کے قبول ایمان کے فوراً بعد نکاح کر سکتا ہے اور یہ بچہ جو ہوگا حالانکہ اسی لڑکے کا ہے اور نکاح ہونے سے چھ ماہ پہلے ہی ہوگا تو کیا یہ بچہ اسی لڑکے کا کہلائے گا یا حرامی ہوگا؟ اور نسب اس سے ثابت ہوگا یا نہیں؟ اگر اجازت ہو تو نکاح کرا دیں؟

المستفتی: عبدالرشید قاسمی، سیڈھا بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کالج کے زمانے میں مسلمان لڑکے اور غیر مسلم کنواری لڑکی کے درمیان ناجائز تعلقات قائم ہونے کے بعد حمل کی حالت میں لڑکی نے اسلام قبول کر لیا ہے، تو اسلام قبول کرنے کے فوراً بعد اس لڑکے کا نکاح اس نو مسلمہ لڑکی کے ساتھ فوراً درست ہو گیا ہے؛ اس لئے کہ حبلی من الزنا سے زانی کا نکاح درست ہو جاتا ہے اور نکاح کے چھ مہینے سے پہلے اگر بچہ پیدا ہوتا ہے اور مسلم لڑکا اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ یہ

بچہ اسی کا ہے، تو ایسی صورت میں اس بچے کا نسب اسی مسلم لڑکے سے ثابت ہو جائے گا اور وہ بچہ اس مسلم لڑکے کا وارث بھی بن جائے گا۔

رجل زنی بامراً وحبلاً منہ فلما استبان حملها تزوجها الذي زنى بها فالنكاح جائز..... وإن جاءت به أي الولد لأقل من ستة أشهر لا يثبت النسب ولا يرث منه إلا أن يقول هذا الولد مني ولم يقل من الزنا. (الفتاوى التاتارخانية ۴/۳۱۵، رقم: ۶۲۸۵، المحيط البرهاني ۴/۱۷۲-۱۷۳، رقم: ۳۹۵۶)

لو زنى بامراً فحملت ثم تزوجها فولدت إن جاءت به لستة أشهر فصاعداً ثبت نسبه وإن جاءت به لأقل من ستة أشهر لم يثبت نسبه إلا أن يدعيه. (الهندية زكريا ۱/۵۴، جديد ۱/۵۹۱)

رجل زنى بامراً فحبلى منہ فلما استبان حملها تزوجها الزاني ولم يطأها حتى ولدت..... وإن جاءت بولد لأقل من ستة أشهر من وقت النكاح لا يثبت ولا يرث منه إلا أن يقول الرجل هذا الولد مني ولا يقول من الزنا. (خانية على الهندية زكريا ۱/۳۷۱، جديد ۱/۲۲۴، شامي کراچی ۳/۴۹، زکریا ۴/۱۴۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/۱۲۳۳۲)

شادی شدہ غیر مسلمہ عورت کے اسلام قبول کرنے کے بعد مسلمان سے نکاح کے لئے عدت

سوال [۵۵۳۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ ایک شادی شدہ غیر مسلم عورت نے اپنے شوہر کی مرضی کے بغیر اسلام قبول کر لیا؛ جبکہ یہ عورت حاملہ نہیں ہے کیا نکاح ایمان قبول کرتے ہی فوراً کر سکتی ہے یا اس کو بھی ۳ حیض عدت گزار کر نکاح کرنا چاہئے؟ ہمارے یہاں ایک عورت شادی شدہ غیر مسلم ایمان

قبول کر کے فوراً ایک مسلمان سے نکاح کر کے رہنے لگی دو بچے بھی ہو گئے، اب ایک صاحب نے کہا یہ نکاح صحیح نہیں ہوا عدت گزارنا ضروری تھا، آپ سے معلوم کر رہے ہیں اب کیا کریں جبکہ دو بچے بھی ہو چکے ہیں، اگر نکاح نہیں ہوا تو دوبارہ نکاح کریں اور یہ بچے کیا ولد الزنا کہلائیں گے؟ میراث کے مستحق ہوں گے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالرشید قاسمی، سیڈھا بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شادی شدہ عورت نے ایمان قبول کر لیا تو اس کے لئے مسلمان مرد سے نکاح کرنے کے واسطے تین حیض گزارنا لازم ہے اور غیر مسلم حکومت میں تین حیض گزرنے کے بعد امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مزید استبراء رحم کے بغیر مسلمان مرد سے نکاح کرنا جائز ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک تین حیض گزارنے کے بعد پھر سے استبراء رحم بھی لازم ہے؛ لہذا مذکورہ واقعہ میں اس عورت نے فوراً مسلمان مرد سے جو نکاح کر لیا ہے، وہ نکاح شرعاً درست نہیں ہوا؛ بلکہ فاسد ہوا، اور نکاح فاسد میں ہم بستری کے بعد جو اولاد پیدا ہوتی ہے، وہ وطی بالشہ کے درجہ میں ہو کر ثابت النسب ہوتی ہے اور یہ دونوں بچے اسی مسلمان مرد کے کہلائیں گے اور اس کے وارث بھی بن جائیں گے، مگر مسئلہ معلوم ہونے کے بعد ان دونوں کے درمیان دوبارہ شرعی طریقے پر نکاح کر دینا لازم ہے۔

وإذا أسلمت المرأة في دار الحرب وزوجها كافر..... لم تقع الفرقة عليها حتى تحيض ثلاث حيض، ثم تبين من زوجها..... وإذا وقعت الفرقة والمرأة حربية فلا عدة عليها، وإن كانت هي مسلمة فكذلك عند أبي حنيفة خلافاً لهما وتحتة في فتح القدير: فالحاصل أنه لا عدة بعد البينونة عند أبي حنيفة في الصورتين وعندهما إذا كانت هي المسلمة فعليها العدة.

(فتح القدير، زكريا ۳/۲۹۸-۳۹۹)

لو أسلم أحدهما ثمة أي في دار الحرب لم تبين حتى تحيض ثلاثاً

قبل اسلام الآخر إقامة لشرط الفرقة مقام السبب (در مختار) قال الشامي: وهو مضي هذه المدة مقام السبب وهو الإباء؛ لأن الإباء لا يعرف إلا بالعرض وقد عدم العرض - لانعدام الولاية، ومست الحاجة إلى التفريق لأن المشرک لا يصلح للمسلم وإقامة الشرط عند تعذر العلة جائز فإذا مضت هذه المدة صار مضيها بمنزلة تفريق القاضي. (شامي، زكريا ۳۶۲/۴-۳۶۳، کراچی ۱۹۱/۳)

ذهب جمهور الفقهاء إلى أن الوطء بشبهة يثبت النسب لأن ثبوت النسب هنا إنما جاء من جهة ظن الواطي. (الموسوعة الفقهية ۴/۲۳۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵ / محرم الحرام ۱۴۳۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۲۳۳۵)

غیر مسلم کنواری لڑکی کے قبول اسلام کے بعد بغیر استبراء رحم کے نکاح

سوال [۵۵۳۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک غیر مسلم نوجوان کنواری لڑکی نے اسلام قبول کیا ایک ہفتہ بعد ایک مسلمان نے اس سے نکاح کر لیا کیا یہ نکاح درست ہے یا اس لڑکی کو ایمان قبول کرنے کے بعد ۳ رچیش انتظار کر کے پھر نکاح کرنا چاہئے؟ اگر ایسا ہے تو جو نکاح کر لیا گیا وہ کالعدم ہوگا۔
المستفتی: عبدالرشید قاسمی، سیڈھا بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس غیر مسلم کنواری لڑکی نے ایمان قبول کر لیا ہے، اس کے لئے کسی مسلمان لڑکے سے نکاح کے لئے عدت یا استبراء رحم کی ضرورت نہیں؛ اس لئے کہ استبراء رحم شادی شدہ عورت پر ضروری ہوتا ہے اور یہاں یہ کنواری لڑکی شادی شدہ نہیں ہے؛ اس لئے اس کا نکاح بغیر استبراء رحم کے درست ہو گیا۔

لا يجب الاستبراء لأن الاستبراء طلب براءة الرحم وفراغها عما يشغلها ورحم البكر برة فارغة عن الشغل فلا معنى لطلب البراءة والفراغ. (بدائع الصنائع زكريا ۵۱۳/۳)

فإن أسلمت قبل الدخول ثبت النكاح في الحال ولها الزوج (وقوله) هذا الاختلاف إنما هو في المدخول بها فإن كانت غير المدخول بها فلا نعلم اختلافًا في انقطاع العصمة بينهما إذ لا عدة عليها. (الجامع لاحكام القرآن للقرطبي، دار إحياء التراث العربي ۱۸/۶۵-۶۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۱۴۱۳۳)

دور حاضر میں باندی کے ساتھ بیوی جیسا سلوک

سوال [۵۵۳۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا اس دور میں باندی کے ساتھ اپنی بیوی جیسا سلوک کر سکتے ہیں یا حرام ہے؟
المستفتی: عبد اللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اس دور میں باندی کا کہیں وجود نہیں ہے؛ اس لئے اس کے ساتھ بیوی جیسا سلوک کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا؛ کیوں کہ جس عورت کو بھی اس طرح رکھا جائے گا وہ اجنبیہ ہوگی اور اجنبیہ کے ساتھ تنہائی جائز نہیں۔

الخلوة بالأجنبية حرام الخ. (در مختار مع الشامی کراچی ۶/۳۶۸، زکریا ۵۲۹/۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ ذی قعدہ ۱۴۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۵۵۳۴/۳۳)

باندی سے نکاح کرنے کا حکم

سوال [۵۵۳۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ بیوی اور باندی کے علاوہ دوسری جگہ شہوت پوری کرنا جائز نہیں۔ کیا باندی سے نکاح کیا جائے گا اور اس کی کیا صورت ہے؟ پہلے باندی سے نکاح کیا جاتا تھا یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: باندیوں سے نکاح کرنے اور باندی کے نام سے کسی عورت کو رکھنے کی اس زمانہ میں کوئی صورت باقی نہیں ہے؛ اس لئے اس زمانہ میں تمام انسان آزاد ہیں کوئی بھی غلام اور باندی نہیں ہے؛ البتہ پہلے زمانہ میں جبکہ باندیاں موجود تھیں تو نکاح کیا جاتا تھا وہ دوسرے کی باندی سے کیا جاتا تھا اور یہ جائز تھا۔ اپنی باندی سے نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی تھی؛ بلکہ بغیر نکاح کے اس سے وہی کام کرنا جائز تھا، جو نکاح کے بعد جائز ہوتا ہے جس کی صراحت قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ کے ساتھ کی ہے۔

وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ. [سورة المؤمنون: ۵-۶] فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۲/۴/۱۴۲۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲/ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۱۳۵/۶۵)



(۱۶) باب استبراء الرحم

کنواری باندی سے ہمبستری کے لئے استبراء رحم لازم نہیں؟

سوال [۵۵۳۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ حضرت علیؑ نے حضرت خالد بن ولید کے اکٹھا کئے ہوئے مال غنیمت میں سے خمس نکالنے کے بعد ایک باندی اپنے لئے منتخب کر لی تھی اور رات ہی میں اس کے ساتھ ہمبستری بھی کر لی، تو اب سوال یہ ہے کہ مال غنیمت میں سے خمس نکالنے کے بعد ان کو باندی لینے کا حق تھا؛ لیکن بغیر استبراء رحم کے اس کے ساتھ ہمبستری کرنا کیسے جائز ہو گیا؟ اور وہ باندی کنواری تھی تو کیا کنواری باندی سے ہمبستری کے لئے استبراء رحم لازم نہیں ہوتا ہے؟

المستفتی: محمد توفیق، منگور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو باندی کنواری ہو اور اس کے رحم کے خالی ہونے کا پورا یقین ہو، تو اس کے ساتھ ہمبستری کے لئے استبراء رحم لازم نہیں؛ لہذا مذکورہ صورت میں حضرت علیؑ نے جو کنواری باندی لی اور بغیر استبراء رحم کے اس کے ساتھ ہمبستری کی تو ان کا یہ عمل جائز اور درست ہے۔

عن أبي يوسف قال: إذا تيقن فراغ رحمها من ماء البائع، فليس عليه فيها استبراء واجب؛ لأن الاستبراء كاسمه تبين فواغ الرحم وقاس بالمطلقة قبل الدخول، أنه لا يلزمها العدة؛ لأن

المقصود من العدة في حال الدخول تبين فراغ الرحم. (المبسوط، دارالكتب العلمية بيروت ۱۳/۱۴۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴ صفر المظفر ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۴۴/۴۰)

کیا ہندو رسم و رواج کے مطابق شادی کر سکتے ہیں؟

سوال [۵۵۳۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے لڑکے کی عمر ۲۳ سال ہے، اس نے ایک غیر مسلمہ لڑکی کے ساتھ جس کی عمر ۱۸ سال کی ہے، مسلمان بنا کے ایک مستند عالم دین کے ذریعہ نکاح کر لیا ہے اور سول میرج بھی احتیاطاً کر لی ہے بعد نکاح اسلامی طریقہ سے تقریباً ایک ماہ سے ساتھ ہی رہائش پذیر ہیں اور فیصلہ پر قائم ہیں، لڑکی کے والدین ایک باعزت اور سماج میں اہم مقام کے حامل ہیں، اپنی لڑکی کے مذہب کو جو اس نے قبول کر لیا ہے بخوشی منظور کرتے ہیں؛ لیکن اپنے عزیز و اقارب کی نگاہوں سے گرنا بھی نہیں چاہتے؛ اس لئے ان کی تجویز ہے کہ تقریب منعقد کر کے ہندو طریقہ پر شادی اپنے اقارب کے سامنے کر دی جائے تو کیا یہ لڑکا ان کی منظور شدہ مرضی کے مطابق ہندو طریقہ پر شادی کر سکتا ہے؟ کیا اسلام میں ایسا کرنا جائز ہے؟

المستفتی: رئیس احمد، محلہ کسرول، نیا کنوال، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب اسلامی طریقہ سے باقاعدہ نکاح ہو چکا ہے، تو دونوں شرعی طور پر میاں بیوی ہو چکے ہیں، اس کے بعد ہندوانہ طریقہ پر سادھو کے ہاتھ سے شادی کرنے میں کفر اور اغیار کی اہم مشابہت لازم آئے گی؛ اس لئے دوبارہ ہندو طریقہ پر شادی کرنا جائز نہ ہوگا۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (ابوداؤد شریف، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة، النسخة الهندية ۵۵۹/۲، دارالسلام رقم: ۴۰۳۱، مسند أحمد بن حنبل ۵۱/۲، رقم: ۵۱۱۴، ۵۱۱۵، ۵۶۶۷، المصنف لابن أبي شيبة، کتاب فضل الجهاد، مؤسسه علوم القرآن بیروت ۲۷۲/۱۰، رقم: ۱۹۴۷، ۱۹۷۸۳، ۱۷/۵۲۴، رقم: ۳۳۶۸۷، المعجم الأوسط للطبرانی، دارالکتب العلمیة بیروت ۱۵۱/۶، رقم: ۸۳۲۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲۲ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۳۳۰۳)

الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۴۱۶/۱/۲۲

ارتداد کی صورت میں نکاح اور مہر کا حکم

سوال [۵۵۳۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسلمان عورت ہندو کا مسلمان مرد بکر سے نکاح ہوا، کچھ دنوں کے بعد وہ عورت ایک غیر مسلم مرد کے ساتھ فرار ہو گئی اور سابقہ شوہر سے الگ ہو کر اس غیر مسلم مرد کے ساتھ بیوی بن کر رہنے لگی، اس درمیان اس عورت کو پنڈت کے یہاں لے جا کر وہ تمام افعال کرائے جو ہندو سماج میں نکاح کے وقت ہوتے ہیں اور وہ ہندوانہ رسم و رواج کے ساتھ آٹھ نو ماہ تک زندگی گذارتی رہی، عورت سے معلوم کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کا پھر سے اپنے پرانے مذہب اسلام پر آنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اور وہ سمجھتی تھی کہ اب وہ ایسی ہی رہتی سہتی رہے گی، اس درمیان اس کو حمل بھی قرار پا گیا، اتفاق ایسا ہوا کہ وہاں ایک موت ہو گئی، اور اس کو جلا دیا گیا یہ منظر دیکھ کر اس پر ہیبت سوار ہو گئی اس کے بعد اس نے دوبارہ مذہب اسلام کی طرف لوٹنے کا ارادہ کیا اور موقع پا کر وہ مسلمانوں میں آ گئی۔ اور اس کو ایک بزرگ کے ذریعہ باقاعدہ مسلمان کیا گیا، اس کے بعد اس کے سابقہ شوہر سے

اس کے نکاح کی پیش کش کی گئی، اس نے جواب دیا کہ میں اس کو کسی قیمت پر نہیں رکھوں گا، اس کے بعد اس کے بچہ کی پیدائش کے ۴۰ دن کے بعد اس کا نکاح ایک مسلمان مرد کے ساتھ کر دیا گیا، صورت مذکورہ میں اس عورت پر سابقہ شوہر کا کوئی حق یا حق زوجیت اسی طرح اس عورت کا سابقہ شوہر کے ذمہ کوئی حق یعنی مہر باقی ہے یا نہیں؟ اور دوسرا نکاح درست ہو یا نہیں؟ اور ان کو بہشتی زیور، درمختار اور بہار شریعت وغیرہ کے حوالہ دیئے جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ کتابیں ضعیف ہو چکی ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: علیم الدین، نئی تال (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ میں درج شدہ حالت سے واضح ہوتا ہے کہ عورت مرتد ہو کر اسلام سے خارج ہو چکی تھی، اور جب دین اسلام چھوڑ کر ہندو بن گئی تو اس کا نکاح مسلمان شوہر سے ختم ہو چکا تھا؛ جبکہ شوہر نے مفارقت کے الفاظ بھی کہے تھے بعد میں اسلام پر لوٹ آنے سے ختم شدہ نکاح لوٹ کر نہیں آسکتا؛ البتہ اگر شوہر اول سے شروع ہی میں ہمبستری ہوئی تھی تو مرتدہ عورت کا پورا مہر ادا کرنا واجب ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۲/۲۲۹، فتاویٰ دارالعلوم ۸/۳۷۰، ۸/۳۷۷)

إذا ارتد أحد الزوجين عن الإسلام وقعت البينونة بينهما (إلى قوله)
وإن كانت ارتدت بعد الدخول فلها جميع المهر. (الجوهرۃ النبرہ ۲/۹۳، ہدایہ،
اشرفی دیوبند ۲/۳۷۸، فتاویٰ عالمگیری، زکریا ۱/۳۳۹، جدید ۱/۴۰۵، البحر الرائق
کوئٹہ ۳/۲۱۴، زکریا ۳/۳۷۳)

لہذا بعد میں اسلام قبول کرنے پر شوہر اول نکاح کے لئے راضی نہیں ہے، تو عورت کا کسی دوسرے مسلمان مرد سے نکاح کر لینا شرعاً درست ہے۔ نیز بہشتی زیور، درمختار، بہار شریعت وغیرہ کو

ضعیف پرانی کہہ کر نہ ماننا موجب فسق ہے؛ لہذا توبہ کر لینا ضروری ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/۱۷۱)

غیر مسلم کے ساتھ فرار ہونے والی لڑکی کے احکام

سوال [۵۵۳۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسلمان لڑکی غیر مسلم لڑکے کے ساتھ فرار ہوگئی دو سال سے رہ رہی ہے، بچہ بھی غیر مسلم سے پیدا ہوا ہے؛ لیکن چند مسلمانوں نے فکر کر کے اس مسلمان لڑکی کو اس غیر مسلم گھرانے سے نکال لیا ہے۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ یہ بچہ ہندو ہے یا مسلمان؟ اس ہندو لڑکے کا ہے یا مسلم لڑکی کا؟ اب اس فرار شدہ لڑکی کا ایک مسلمان لڑکے سے نکاح کرنا چاہ رہے ہیں۔ کیا اس لڑکی کو عدت گزارنا ضروری ہے یا فوراً نکاح کر دیں اور دو سال غیر مسلم کے یہاں رہنے کی وجہ سے کیا اس لڑکی کا ایمان باقی رہا یا تجدید ایمان ضروری ہے؟

المستفتی: شمشاد احمد خاں، دھماپور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حسب تحریر سوال ایک مسلمان لڑکی کا غیر

مسلم لڑکے کے ساتھ دو سال میاں بیوی کی طرح رہنا زنا کاری اور حرام کاری ہے، لڑکی پر سچے دل سے توبہ و استغفار لازم ہے، دونوں میں علیحدگی کر دینے کے بعد بچہ ماں کے مسلمان ہونے کی وجہ سے ماں کو دیدیا جائے گا اور مسلمان کہلائے گا؛ البتہ اب کسی مسلمان لڑکے سے نکاح کرنے کے لئے اس لڑکی پر عدت گزارنا لازم نہیں ہے؛ بلکہ علیحدگی کے بعد جب چاہے نکاح کر سکتی ہے۔

أجمع العماء علی أنه لا یحل للمسلمة أن تتزوج غیر المسلم سواء

كان مشركاً، أو من اهل الكتاب. (فقہ السنۃ ۲/۹۸)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أيما رجل عاهر ببحرة، أو أمة فالولد ولد الزنا. (ترمذی، أبواب الفرائض، باب ما جاء في الرجل يسلم على يدى الرجل، النسخة الهندية ۲/۳۱، ۳۲، دار السلام رقم: ۲۱۱۳)

الزنا حرام وهو من أكبر الكبائر بعد الشرك و القتل. (الموسوعة الفقهية الكويتية ۲۴/۱۹)

لا عدة من الزنا. (شامي، كراچی ۴/۲۳، ذكریاء ۶/۳۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
 کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱۷ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۰۲۵)
 الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۸/۴/۱۴۳۱ھ

کیا غیر مسلم کے ساتھ بھاگنے والی عورت کا نکاح ختم ہو جاتا ہے؟

سوال [۵۵۴۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسلمان شادی شدہ عورت اپنے ایک غیر مسلم نوکر کے ساتھ فرار ہو گئی، پولیس نے ایک مہینہ کے بعد اس کو برآمد کر لیا معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا اس شادی شدہ عورت کا نکاح اپنے شوہر سے قائم ہے یا غیر مسلم کے ساتھ بھاگ جانے کی وجہ سے نکاح ختم ہو گیا؟ کیا تجدید ایمان و تجدید نکاح ضروری ہے؟

المستفتی: شمشاد احمد خاں، دھا پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شادی شدہ مسلمان عورت غیر مسلم نوکر کے ساتھ بھاگ جانے کے بعد جتنے دن اس کے ساتھ رہی ہے اتنے دن زنا کاری اور بدکاری ہوئی ہے اور زنا کی وجہ سے نکاح اپنے شوہر سے ختم نہیں ہوتا؛ بلکہ بدستور باقی رہتا ہے؛ البتہ

اگر اسلامی حکومت ہوتی تو سنگسار کر کے نہیں کر دیا جاتا؛ لیکن یہاں چونکہ اسلامی حکومت نہیں ہے؛ اس لئے ان پر یہ سزا عائد نہیں کی جاسکتی ہے؛ اس لئے عورت پر لازم ہے کہ سچے اور خالص دل سے توبہ کر کے اپنی اس حرکت پر نادم ہو اور تجدید ایمان کی بات اس وقت تک نہیں کہی جاسکتی جب تک کہ اس عورت کی طرف سے کسی کفریہ عمل کی بات واضح نہ ہو جائے۔

وَلَا تَقْرُبُوا الزَّوَائِنَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا [بنی اسرائیل: ۳۲]

والمزنی بہا لا تحرم علی زوجها۔ (شامی، زکریا ۴/۱۴۴، کراچی ۳/۵۰)

لو زنت امرأة رجل لم تحرم علیه وجاز له وطؤها عقب الزنا۔ (شامی،

کراچی ۳/۳۴، زکریا ۴/۱۰۹)

عن أبي ذر رضي الله عنه قال: أتيت النبي صلى الله عليه وسلم: وعليه ثوب أبيض وهو نائم، ثم أتيتُه وقد استيقظ، فقال: ما من عبد قال لا اله الا الله، ثم مات على ذلك إلا دخل الجنة قلت وإن زني، وإن سرق، قال وإن زني، وإن سرق (قالها ثلاثاً). (صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب الثياب البيض، النسخة الهندية، ۲/۸۶۷، رقم: ۵۵۹۸، ف: ۵۸۲۷، مشكوة ۱/۱۴، مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم قدیم ۵۲۶/۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۱/۲/۱۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۷ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۰۲۵)

غیر مسلم کے ساتھ فرار ہونے والی لڑکی کے نکاح کا حکم

سوال [۵۵۴۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ہمارے محلہ کی ایک لڑکی جس کا نام وحیدہ خاتون بنت حاجی محمد تقی ہے، ممبئی شہر میں بھونڈی میں اپنے والدین کے ساتھ رہتی تھی، اس لڑکی کی عمر سترہ سال اور شادی شدہ

ہے، وحیدہ خاتون کے والدین اور پڑوسی غیر مسلم میں کچھ جھگڑا ہو گیا، جس کی وجہ سے دونوں فریق کو چوٹ لگ گئی۔ اور پولیس کیس قائم ہوا، غیر مسلم پڑوسی کو کیس ختم کرانے کے لئے اچھی خاصی رقم -/15000 روپیہ پولیس والوں کو دینا پڑا اس کا بدلہ لینے کے لئے ان لوگوں نے حاجی محمد تقی صاحب اور ان کے گھر والوں سے دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور وحیدہ خاتون اور ان کے والدین اور گھر کے دیگر افراد سے تعلقات خوب خوشگوار ہو گئے۔ اور ظاہراً پرانی عداوت قصہ پارینہ بن کر ختم ہو گئی اور دل میں بسی ہوئی پرانی عداوت بغض کی شکل میں ظاہر ہوئی؛ چنانچہ غیر مسلم پڑوسی نے اپنے لڑکے کو آمادہ کیا کہ وحیدہ خاتون یا حاجی محمد تقی صاحب کے کسی لڑکے یا لڑکی کو اغوا کر کے لاپتہ کر دیا جائے؛ چنانچہ پورے گھر والوں نے وحیدہ خاتون کے اغوا کرنے میں اہم رول ادا کیا اس کے لئے پولیس والوں کو رقم دی گئی، محلہ کے اوباش غنڈوں کا سہارا لیا گیا مزید ایک اور لڑکی کو ساتھ دینے کی غرض سے رقم دی گئی؛ چنانچہ تین چار ماہ تک لڑکی غائب رہی، غیر مسلم پڑوسی کا لڑکا بڑودہ کے دیہی جنگلات میں لے کر فرار ہو گیا اور تین چار ماہ مسلسل اپنی ہوس کا شکار بناتا رہا، ایک دوماہ میں وہ لڑکا اس لڑکی کو فروخت کرنے والا تھا کہ قدرت کی مشیت وہ لڑکی مل گئی۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے (۱) کہ وحیدہ خاتون ایک شادی شدہ لڑکی ہے اور دوبارہ اپنے شوہر کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتی ہے، ایسی صورت میں شرعی شکل کیا ہوگی؟ تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا کوئی اور شکل ہے؟

(۲) اگر اس لڑکی نے اپنی مرضی سے غیر مسلم لڑکے کے ساتھ فرار کی راہ اختیار کر لی، جیسا کہ بعض معاندین کا کہنا ہے کہ لڑکی اور لڑکا دونوں اپنی مرضی اور خوشی سے بھاگ گئے تھے؛ جبکہ گھر والے مندرجہ بالا تفصیلات بتا رہے ہیں، بہر حال اگر برضایہ معاملہ ہوا ہو، تو شرعی شکل کیا ہے؟ کیا ایسی شکل میں کلمہ وغیرہ پھر سے پڑھنا ضروری ہے؟

(۳) غیر مسلم لڑکا اگر اسلام قبول کرتا ہے، تو اس سے رشتہ کرنا شرعاً کیسا ہے؟

(۴) حاجی محمد تقی اور ان کے اہل خانہ پر بھی کچھ شرعی مواخذہ ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبداللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۲/۱) وحیدہ خاتون غیر کے ساتھ خواہ مرضی

سے بھاگی ہو یا زبردستی دونوں صورتوں میں وحیدہ خاتون پہلے شوہر کی بیوی رہے گی اور جس کے ساتھ بھاگی ہے اس سے بدکاری ہوئی ہے، اسے اپنے اصل شوہر کے ساتھ رہ کر زوجیت کے حقوق ادا کرنا چاہئے۔

والمزنی بھا لاتحرم علی زوجها۔ (شامی، کراچی ۳/۵۰، زکریا ۴/۴۴،

جدید ۱/۳۴۶)

(۳) اور جس غیر مسلم کے ساتھ بھاگی ہے، وہ اسلام لے آئے تب بھی اس کی بیوی

نہیں بنے گی۔

لايجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره۔ (عالمگیری، زکریا ۱/۲۸۰)

(۴) وحیدہ خاتون کے والدین کو شرعاً دیوث کہا جائے گا؛ اس لئے کہ انہوں نے

اپنی لڑکی کو غیر محرم کے ساتھ اختلاط میں آزادی دی ہے، ایسوں کو حدیث میں دیوث کہا گیا ہے؛ لہذا ان کو بھی توبہ کرنا لازم ہے۔

عن عمار بن ياسر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : إلى قوله

امامد من الخمر فقد عرفناه فما الديوث من الرجال قال الذي لا يبالى من

دخل على أهله. الحديث (شعب الإيمان، باب في الغيرة والمذاء، دار الكتب العلمية

بيروت ۷/۴۱۲، رقم: ۱۰۸۰۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶ شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۸۵۲۸)

مسلمان لڑکے کا ہندو لڑکی سے شادی کرنا

سوال [۵۵۴۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسلم لڑکے نے ایک ہندو لڑکی سے شادی کر لی اور ہم لوگوں کو شادی کے کئی دنوں کے بعد پتہ چلا کہ اس نے یہاں پر شادی کر لی ہے اور وہ لڑکا شادی کے بعد اس کے گھر میں چار، پانچ سال رہا، تو کیا وہ لڑکا مسلمان رہا یا نہیں؟

المستفتی: محمد مجاہد عالم، ہٹھیرہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر ہندو کی مذکورہ لڑکی نے اندرونی طور پر اسلام قبول کر لیا ہے، تو نکاح صحیح ہو گیا ہے اور اگر اس نے اسلام قبول نہیں کیا ہے اور اسی حالت میں مسلمان لڑکے نے اس کے ساتھ نکاح کر لیا ہے، تو شرعی طور پر نکاح منعقد نہیں ہوا ہے، وہ آپس میں میاں بیوی نہیں ہیں اور اس لڑکے نے اگر اسلام کو نہیں چھوڑا ہے باقاعدہ ایمان و اسلام پر باقی ہے، بس صرف ہندو لڑکی سے نکاح کر لیا ہے، تو اسلام سے خارج نہیں ہوگا؛ البتہ فعل حرام اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوگا۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا . [البقرہ: ۲۲۱]

و حرم نکاح الوثنیۃ بالإجماع . وفي الشامیۃ: نسبة إلى عبادة الوثن .

(در مختار مع الشامی، کراچی ۴۵/۳، زکریا ۲۵/۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳ شوال المکرم ۱۴۱۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۶۵۹/۳۱)

مسلم لڑکے کا کافرہ لڑکی سے نکاح

سوال [۵۵۴۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ میرا لڑکا ڈاکٹر ہے ہندو لڑکی اس سے شادی کرنا چاہتی ہے، کہتی ہے کہ میں مسلمان ہو جاؤنگی، میرا لڑکا کہتا ہے کہ میری ماں کی مرضی نہیں ہے، جب تک وہ راضی نہیں ہوں گی میں شادی نہیں کروں گا لڑکی کا نام شیلی ہے، اس کے ماں باپ اس کے مسلمان ہونے پر راضی ہیں، اس روشنی میں آپ فتویٰ دے کر کے مجھے بتائیں کہ یہ رشتہ مناسب ہے یا نہیں؟ میرا دل اس بات پر نہیں ٹھہر رہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس میں کوئی چال ہو، جو پوشیدہ ہے، ایسی بات سے ڈر لگتا ہے، آپ سے درخواست ہے کہ آپ فتویٰ دے کر کے مجھے بتائیں کہ کیا کرنا چاہئے اس لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: شیریں سہیل

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسلم لڑکے کا نکاح غیر مسلمہ سے جائز نہیں؛ البتہ اگر لڑکی مشرف باسلام ہو جائے تو اس سے نکاح بلاشبہ جائز اور درست ہو جائے گا۔ اور اس سے نکاح مناسب ہے یا نہیں؟ تو یہ آپ کا گھریلو اور ذاتی معاملہ ہے، جس میں ہم کو رائے دینے کا کوئی حق نہیں۔

قال الله تعالى: وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمَنَّ . [البقرہ: ۲۲۱]

ومنها: أن لا تكون المرأة مشركة إذا كان الرجل مسلماً فلا يجوز

للمسلم أن ينكح المشركة. (بدائع الصنائع، زکریا ۲/۵۵۲، کراچی ۲/۲۷۰)

إذا جاءكم المؤمنات مهاجرات إلى قوله فلا ترجعهن إلى الكفار - فلا "ترجعوهن" قوله وإذا خرجت المرأة إلينا مهاجرة أي تاركة الدار إلى أخرى على عزم عدم العود وذلك بأن تخرج مسلمة. (فتح القدير، کتاب

النکاح، باب نکاح اهل المشرک کوئٹہ ۳/۲۹۴، زکریا ۳/۴۰۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۵/ ذی قعدہ ۱۴۳۵ھ

۱۴۳۵/۱۱/۲۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/۱۱۷۵)

مرتد کا نکاح کسی سے منعقد نہیں ہوتا

سوال [۵۵۴۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی غیر مسلم ہے وہ ایک مسلم لڑکے سے شادی کرنا چاہتی ہے لڑکی نے اس کو غیر مسلم بنا کر شادی ہندوانی رواج کے مطابق کر لی، پھر چار سال کے بعد دونوں مسلمان ہو گئے، تو اب نکاح دوبارہ ہو گیا وہی نکاح برقرار رہے گا؟

المستفتی: محمد احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ہندو دھرم اختیار کرنے کی وجہ سے مسلم لڑکا مرتد بن گیا تھا اور مرتد کا نکاح کسی سے بھی نہیں ہو سکتا: اس لئے پہلا والا نکاح شرعاً ہوا ہی نہیں۔ اب مسلمان ہونے کے بعد دوبارہ نکاح ضروری ہے۔

ولا یصلح أن ینکح مرتد، أو مرتدة أحدًا من الناس مطلقاً
أي مسلماً، أو کافراً، أو مرتداً. (درمختار مع الشامی، زکریا ۴/۳۷۶،
کراچی ۲۰۰/۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۰/۳/۵ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۵ ربیع الاولیٰ ۱۴۲۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۰۶۰/۳۲)



(۱۷) باب المحرمات

کن کن عورتوں سے نکاح حرام ہے؟

سوال [۵۵۴۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کن کن عورتوں سے نکاح حرام ہے؟ تفصیل مطلوب ہے تاکہ باسانی سمجھا جاسکے کہ یہ عورت فلاں مرد پر حرام ہے۔

المستفتی: شمشاد احمد الاعظمی، چند ن پورہ، کوپا گنج، منو

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مرد کے لئے مندرجہ ذیل عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے۔

- (۱) اپنے اصول سے یعنی ماں، دادی، پردادی، اوپر تک۔
- (۲) اپنے فروع سے یعنی بیٹی، پوتی، پڑپوتی وغیرہ نیچے تک۔
- (۳) اپنے اصول قریب کی فروع مؤنث مثلاً بہن، بھتیجی، بھانجی اور بھتیجی، بھانجی کی لڑکی۔
- (۴) اپنے اصول بعید کی فروع قریب مثلاً پھوپھی، خالہ۔
- (۵) موطوہ بیوی کی اصول اور اس کی فروع۔
- (۶) اپنے اصول و فروع کی بیوی۔
- (۷) رضاعی ماں کے اصول و فروع۔

(۸) مذکورہ عورتوں سے جس طرح نسبی رشتہ کی صورت میں نکاح جائز نہیں، اسی طرح اگر رضاعی رشتہ ہو تب بھی ان عورتوں سے نکاح جائز نہیں۔ اس کے علاوہ مزید (مزیہ وغیرہ کی اصول و فروع سے متعلق) دیکھنا ہو تو کتب فقہ سے مراجعت فرمائیں۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ

وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَّائِكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا . [سورة النساء: ۲۳]

حرم تزوج امہ، و بنتہ، و ابن بعدتا و اختہ، و بنتہا، و بنت اخیہ، و عمتہ، و خالستہ، و ام امرأتہ، و بنتہا، و ابن بعدتا و اخیہ، و ابنہ، و ابن بعدتا و الكل رضاعاً . (کنز الدقائق، کتاب النکاح، مکتبہ مجتہبائی دیوبند ۹۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۱۴۳۱)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۹/۲/۱ھ

بیٹے کی مطلقہ سے نکاح

سوال [۵۵۴۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ باپ اپنے بیٹے کی مطلقہ عورت سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ باحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: عبدالرحمن، محلہ لالباغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: باپ کے لئے اپنے نسلی بیٹے کی مطلقہ عورت سے نکاح کرنا حرام ہے، اگر کر لیا تو نکاح منعقد ہی نہ ہوگا اور کسی بھی حالت میں اس کی بیوی نہ ہوگی۔

قال الله تعالى: 'وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ'. [النساء: ۲۳]

عن عبد الرزاق عن ابن جریج قال : قلت لعطاء وحلائل أبنائکم الرجل ینکح المرأة لا یراها حتی یطلقها أتحل لأبيه؟ قال هي مرسلۃ وحلائل أبنائکم الذین من أصلابکم . (مصنف عبد الرزاق، کتاب النکاح، باب وحلائل أبنائکم، المجلس العلمی ۶/ ۲۸۰، رقم: ۱۰۸۳۷)

حدثنا وکیع ابن جراح عن ابن طاؤس عن أبيه قال : إذا تزوج الابن لم تحل للأب دخل بها، أو لم یدخل . الحدیث (مصنف ابن أبي شيبة، کتاب النکاح، فی الرجل یمثلک عقد المرأة، أتحل لأبيه إذا لم یدخل بها؟ مؤسسه علوم القرآن ۹/ ۹۴، رقم: ۱۶۴۶۶)

وزوجة أصله، و فرعه مطلقاً ولو بعيداً دخل بها، أو لا . (در مختار مع الشامی، زکریا ۴/ ۱۰۵، کراچی ۳۱/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷/ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۸/۸۸۹۰)

باپ کی منکوحہ سے نکاح

سوال [۵۵۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص بشیر احمد جس کی عمر تقریباً ۵۷ سال ہے، مسجد کا متولی ہے، مسجد میں نماز پڑھنے بھی آتا ہے، اس کے نکاح میں جو عورت ہے، وہ اس کے باپ کی منکوحہ وموطوہ ہے بایں طور کہ بشیر احمد کے باپ نے اس عورت سے نکاح کیا اور کچھ دن تک اس کے ساتھ میاں بیوی کی طرح زندگی گذاری، پھر بشیر احمد کے والد کا انتقال ہو گیا، پھر کچھ دن کے بعد بشیر احمد نے باپ کی اس بیوی سے نکاح کر لیا۔ اور آج تک یہ دونوں میاں بیوی کی طرح زندگی گزار رہے ہیں، ان کے ایک لڑکا اور لڑکی بھی ہے، جو دونوں شادی شدہ ہیں اور ایک پوتی کی شادی بھی ہو چکی ہے۔

اب دریافت یہ کرنا ہے کہ باپ کی منکوحہ یا موطوہ سے نکاح کرنا جائز ہے؟ اگر درست نہیں ہے، تو کیا اب بھی ان دونوں کے درمیان تفریق ضروری ہے؟ کیا اتنا کافی ہے کہ بشیر احمد اس عورت سے بیوی والا تعلق ختم کر دے اور جس گھر میں اس وقت رہ رہے ہیں، اس میں ہی ایک ساتھ رہتے رہیں یا دونوں کا بالکل الگ الگ رہنا ضروری ہے؟ ان دونوں کا لڑکا انہی کے قریب اپنا الگ گھر بنا کر رہتا ہے، یہ عورت بشیر احمد سے جدا ہو کر اپنے اس لڑکے کے گھر میں رہ سکتی ہے؟ اگر یہ دونوں مسئلہ معلوم ہونے کے بعد بھی علیحدگی اختیار نہ کریں تو کیا ان سے اور ان دونوں کا ساتھ دینے والوں سے قطع تعلق ضروری ہے؟ اور مسجد میں نماز پڑھنے آنے سے بشیر احمد کو روک سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: محمد اکرم، خوشحال پوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بشیر احمد نے جو اپنے باپ کی منکوحہ سے نکاح کیا ہے، وہ نکاح باطل اور حرام ہوا اور اس کے ساتھ ہمبستری زنا کاری کے مرادف ہے؛ لہذا فوری طور پر ان کو الگ کر دینا لازم ہے۔

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ . [النساء: ۲۲]

عن البراء قال مرّ بي خالي أبي بريرة ابن نيار و معه لواء فقلت: اين تريد؟ فقال: بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم إلي رجل تزوج امرأة أبيه، أن آتيه برأسه. (ترمذي، باب فيمن تزوج امرأة أبيه، النسخة الهندية ۲۵۲/۱، دار السلام رقم: ۱۳۶۲)

اور اگر عورت کو کہیں رہنے کے لئے سہارا نہیں ہے، تو وہ اپنے بیٹے کے گھر میں رہ سکتی ہے اور بشیر احمد کو مسجد میں آنے سے تو نہیں روکا جائے گا؛ البتہ اس کے ذمہ سے مسجد کی تولیت ختم کر دینا لازم ہے؛ اس لئے کہ وہ شخص شرعاً فاسق اور خائن ہے۔ اور کسی متبع شریعت باشرع مسلمان کو متولی بنانا ضروری ہے یا باشرع لوگوں کی کمیٹی کے زیرِ تحت مسجد کا نظام چلانا

ضروری ہے اور اگر مسئلہ معلوم ہونے کے بعد بھی دونوں ساتھ رہتے ہیں اور لوگوں کے ہر طرف سے نرمی اور سختی سے سمجھانے کے باوجود باز نہیں آتے ہیں تو علاقہ کے لوگوں کو چاہئے کہ ان سے قطع تعلق کر دیں بول چال، لین دین، میل جول سب بند کر دیں قرآن میں ہے۔

وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ
أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصِرُونَ. [ہود: ۱۱۳] فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۲/۶/۱۴۲۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲/جمادی الثانیہ ۱۴۲۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۲۶/۷۱۳۷)

قبل الدخول طلاق شدہ باپ کی منکوحہ سے نکاح کا عدم جواز

سوال [۵۵۴۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر زید ہندہ کو قبل الدخول طلاق دیدے، تو طلاق کے بعد زید کے بیٹے کے لئے ہندہ سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ واضح فرمائیں۔
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید کے بیٹے کے لئے ہندہ سے نکاح کرنا جائز نہیں؛ کیونکہ باپ کی منکوحہ بیٹے پر محض عقد ہی سے حرام ہو جاتی ہے۔
ولا بامراة أبيه وأجداده. لقوله تعالى: ولا تنكحوا ما نكح
ابائكم من النساء، اعلم أن امراة الأب والأجداد تحرم بمجرد
العقد عليها. (فتح القدیر اشرفیہ ۲/۳۰۲)

أما حلیلة الأب. فقولہ تعالیٰ: ولا تنکحوا ما نکح آبائکم من
النساء..... فتحرم بمجرد العقد علیہا. (البحر الرائق، زکریا ۳/۶۶، کوئٹہ ۳/۹۴)
أما منکوحۃ الأب فتحرم بالنص وهو قوله: ولا تنکحوا ما نکح

آبَائِكُمْ مِنَ النِّسَاءِ وَالنِّكَاحِ يَذْكُرُ وَيُرَادُ بِهِ الْقَعْدُ، وَسَوَاءٌ كَانَ الْأَبُ دَخَلَ بِهَا، أَوْ لَا لِأَنَّ اسْمَ النِّكَاحِ يَقَعُ عَلَى الْعَقْدِ وَالْوُطْءِ فَتَحْرُمُ بِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا.
(بدائع الصنائع، زکریا ۲/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۱۴۷)

باپ کی سوتیلی بہن سے نکاح

سوال [۵۵۴۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کی دو بیوی ہیں، پہلی بیوی سے ایک لڑکا اور دوسری بیوی سے ایک لڑکی، پہلی بیوی کا لڑکا شادی شدہ ہے اور ایک لڑکے کا باپ ہے، جو ن بلوغ کو پہنچ گیا، شخص مذکور کی دوسری بیوی سے ایک لڑکی اور پیدا ہوئی وہ بھی بالغ ہو گئی۔ اب اس شخص کا پوتا اپنی اس بالغ ہونے والی پھوپھی سے پیار کرتا ہے، وہ بھی پیار کرتی ہے اور دونوں آپس میں نکاح کرنا چاہتے ہیں، تو کیا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد عارف، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: باپ کی سوتیلی (یعنی علاقائی) بہن سے نکاح

شرعاً ناجائز اور حرام ہے؛ کیونکہ وہ حقیقی پھوپھی کے درجہ میں ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ . [النساء: ۲۳]

فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۷۰۲۶)

خالہ سے نکاح

سوال [۵۵۵۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک بھانجے نے اپنی حقیقی خالہ سے نکاح کیا، اس نکاح کے نتیجے میں جو اولاد پیدا ہوئی جو کہ نیک اور دینی مزاج رکھتی ہے، اس اولاد سے تعلقات رکھنے اور اس کے گھر کے کھانے پینے کا شرعاً کیا حکم ہے؟ براہ کرم آگاہ فرمائیں۔

المستفتی: محمد فرمان

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: خالہ سے نکاح کے نتیجے میں جو اولاد پیدا ہوئی ہے وہ ناجائز ہے؛ لیکن اس اولاد سے تعلقات رکھنے اور ان کے گھر کا کھانے اور پینے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ کیونکہ ان اولادوں کے ناجائز اولاد ہونے میں خود کوئی ان کا قصور نہیں ہے وہ مسلمان ہیں، اہل ایمان میں سے ہیں سارا گناہ ان دونوں کے سر ہوگا، اگر آج بھی یہ دونوں زندہ ہیں تو محلے اور علاقے کے لوگوں پر لازم اور ضروری ہے کہ وہ فوری طور پر ان دونوں کو الگ کر دیں، بشرطیکہ خالہ سے مراد حقیقی خالہ ہو، اگر حقیقی خالہ نہیں ہے تو اس کا حکم دوسرا ہوگا اور بچے ہر حال میں مسلمان ہیں۔

حرم علی المتزوج ذکر کان أو أنثیٰ نکاح أصله، وفروعه، أو نزل.... وعمرته، وخالته، فهذه السبعة مذکورة في الآية حرمت علیکم أمهاتکم، وبناتکم، وأخواتکم، وعمتکم، و خلتکم. (شامی، زکریا ۴/۱۰۰، ۱۰۳، کراچی ۳/۲۸، ۲۹، ۳۰)

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل مولود يولد على الفطرة، فأبواه يهودانه، أو ينصرانه. (أبو داود، ۲/۶۴۸، باب في ذراري المشرکین، رقم: ۴۷۱۴)

قلت يظهر لي الحكم بالإسلام للحديث الصحيح كل مولود يولد على الفطرة، قالوا إنه جعل اتفاقهما ناقلاً له عن الفطرة، فإذا لم يتفقا بقي على الفطرة. (شامي، زكريا ۴/۳۷۱، كراچی ۱۹۷/۳)

عن أبي هريرة قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: إذا دخل أحدكم على أخيه المسلم فليأكل من طعامه، ولا يسأل، ويشرب، من شرابه ولا يسأل. (شعب الإيمان، دار الكتب العلمية بيروت ۵/۶۷، رقم: ۵۸۰۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۶/۱/۱۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۸۲۱/۴۱)

سگی خالہ سے نکاح

سوال [۵۵۵۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے لڑکے ساجد وشال جو کہ مرکزی سرکار میں اچھے عہدہ پر ہے، میری سگی سالی یعنی اپنی خالہ گوہر سے نکاح کر لیا ہے، جس میں کسی عزیز کو بھی معلوم نہیں ہوا اور کافی عرصہ کے بعد پتہ چلا، اس میں شریعت کیا کہتی ہے؟ اس کی روشنی میں جواب دیں۔ لڑکے کی عمر ۲۸ سال ہے اور لڑکی کی عمر قریب ۴۰ سال ہے۔

المستفتی: محمد خالد وشال، دھام پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آپ کے لڑکے ساجد وشال نے اپنی سگی خالہ گوہر کے ساتھ جو نکاح کیا ہے، وہ قرآن وحدیث کی رو سے قطعی طور پر حرام ہے۔ دونوں کو ساتھ رہنا ہرگز جائز نہیں ہے، یہ نکاح ہوا ہی نہیں، یہ ہمیشہ کے لئے زنا کاری ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ .

[سورة النساء: ۲۳]

ترجمہ: تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالاتیں حرام ہوئی ہیں۔ (ترجمہ شیخ الہند ۱۰۴)

و حرم علی المتزوج ذکرا کان أو انثی نکاح أصله، وفروعه، أو نزل و بنت أخیه، وأخته و بنتها، ولو من زنی و عماته، و خالاته. (در مختار مع الشامی، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، زکریا ۴/ ۱۰۰، ہندیہ، زکریا ۱/ ۲۷۳، البحر الرائق کوئٹہ ۹۳/ ۳، زکریا ۳/ ۱۶۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹ھ / ۶/ ۹

۸/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/ ۵۸۰۹)

کیا خوشدامن اور خسر کی والدہ محرمات میں سے ہیں؟

سوال [۵۵۵۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ خوشدامن کی والدہ صاحبہ اور خسر کی والدہ صاحبہ محرمات میں داخل ہیں یا نہیں؟ اگر محرمات میں داخل ہیں تو آیا حرمت مؤبدہ یا موقتہ میں؟

المستفتی: عارف حسین، یالوگنج، پرتا بگڈھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: خوشدامن کی والدہ اور خسر کی والدہ دونوں شرعی محرمات میں داخل ہیں۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّائِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ. [النساء: ۲۳]

وَأُمَّاتُهُ. لِقَوْلِهِ تَعَالَى: وَأُمَّاتٌ نِسَاءُكُمْ وَيدخل في لفظ
الأمهات جداتها من قبل أبيها، وأما وإن علون الخ (البحر الرائق، كتاب النكاح،
فصل في المحرمات، زكريا ۳/۱۶۵، كوئٹہ ۳/۹۳، شامی، زكريا ۴/۱۰۴، كراچی
۳/۳۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۸/۱۱/۲۲ھ

۲۲ ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۵۵۴۹)

خالو اور پھوپھا محرم ہیں یا غیر محرم؟

سوال [۵۵۵۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل
کے بارے میں: کہ خالہ، بھانجی، پھوپھی، بھتیجی ایک شخص کے نکاح میں جمع بیک وقت نہیں
ہو سکتی ہیں کیا ہندہ کے لئے ہندہ کے خالو اور پھوپھا محرم ہیں یا غیر محرم؟

المستفتی: رشید احمد سیڈھا، بجنور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب تک ہندہ کی خالہ، خالو اور پھوپھی پھوپھا
کے نکاح میں رہیں گی اس وقت تک ہندہ کے خالو اور پھوپھا اس کے محرم رہیں گے اور خالہ
اور پھوپھی کے نکاح سے نکل جانے کے بعد یا وفات پا جانے کے بعد اختتام عدت پر ہندہ کا
نکاح خالو یا پھوپھا کے ساتھ جائز اور درست ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۲۳۹/۷)

عن أبي هريرة رض قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تنكح
المرأة على عمتها، ولا على خالتها. (صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب تحريم
الجمع بين المرأة و عمتها، أو خالتها في النكاح، النسخة الهندية ۱/۵۲، بيت الأفكار
رقم: ۱۴۰۸، صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب لا تنكح المرأة على عمتها، النسخة
الهندية ۲/۷۶۶، رقم: ۹۱۷، ۴، ف: ۵۱۰۸)

و حرم الجمع بين المحارم نكاحاً أي عقداً صحيحاً وعدة ولو من طلاق بائن - لحديث مسلم "لاتنكح المرأة على عمتها" وهو مشهور يصلح مخصصاً للكتاب. (در مختار مع الشامی، زکریا ۴/ ۱۱۵، کراچی ۳۸/ ۳، ۳۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵/ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف/ ۳۸/ ۹۲۰۸)

بیوی کی خالہ اور پھوپھی محرم ہیں یا غیر محرم؟

سوال [۵۵۵۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بیوی کی خالہ اور پھوپھی محرم ہیں یا نامحرم ہیں؟

المستفتی: محمد امین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بیوی کی خالہ اور پھوپھی غیر محرم ہیں؛ لیکن بیوی کے ہوتے ہوئے خالہ اور پھوپھی کو نکاح میں نہیں لاسکتے۔

حرمة موقوتة نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يتزوج الرجل المرأة على العمة، أو على الخالة. (روائع البيان في تفسير آيات الأحكام ۱/ ۵۶) عن الشعبي سمع جابرًا قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم: أن تنكح المرأة على عمتها، أو خالتها. (صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب لاتنكح المرأة على عمتها، النسخة الهندية ۲/ ۷۶۶، رقم: ۴۹۱۷، ف: ۵۱۰۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/ ۱/ ۲۵ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۴/ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف/ ۳۲/ ۶۴۶۶)

بھانجی اور چچا زاد بہن سے نکاح

سوال [۵۵۵۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ آپا کی لڑکی سے نکاح کرنا درست ہے یا نہیں؟ یعنی سگی بہن کی لڑکی سے اور چچی زاد بہن کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یہاں پر عرف و رواج کے لحاظ سے تایا کی لڑکی سے نکاح کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے، یہاں پر بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر تایا کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے، تو آپا کی لڑکی سے بھی جائز ہونا چاہئے، اگر تایا اور چچا کی لڑکی سے جائز ہے اور آپا کی لڑکی سے ناجائز تو پھر اس کی کیا وجہ ہے؟

المستفتی: محمد ہاشم قاسمی، چیرولی، ضلع کھم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سگی بہن کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں ہے؛ اس لئے کہ یہ حقیقی بھانجی ہے اور حقیقی بھانجی شرعی طور پر محرم ہوتی ہے اور محرم کے ساتھ نکاح کرنے سے قرآن و حدیث میں ممانعت آئی ہے اور چچا زاد بہن کی لڑکی محرم نہیں ہے؛ اس لئے اس کے ساتھ بھی نکاح کرنا شرعی طور پر جائز اور درست ہے اور دونوں میں محرم اور غیر محرم کا فرق ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ .

[النساء: ۲۳] فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۴۳۹۵)

دور کے ماموں، بھانجی اور خالہ بھانجے کا نکاح

سوال [۵۵۵۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عابدہ پیدا ہوئی اس کے بعد زید کی بیوی خالدہ کا انتقال ہو گیا، زید نے دوسری عورت سامیہ سے نکاح ثانی کر لیا، زید کی لڑکی عابدہ زوجہ اول سے ہے، اس کا نکاح زید کی زوجہ تائب کے بھائی ساجد سے کرا دیا گیا، شرعاً اس نکاح کا کیا حکم ہے؟

نوٹ: اس مسئلہ میں یہ دونوں میاں بیوی ساجد اور عابدہ آپس میں ماموں بھانجی کا رشتہ رکھتے ہیں، لیکن حقیقی ماموں، بھانجی اس کے علاوہ جس رشتہ کے بھی قرار دئے جائیں، ان دونوں کا بہت پہلے نکاح ہو چکا ہے، اس نکاح کے شرعی حکم سے مطلع فرمائیں؟ اب اس کے بعد زید کی پہلی بیوی خالدہ سے جو لڑکی عابدہ ہے، اس کے لڑکے مسمیٰ بکر کا نکاح زید کی لڑکی مسماۃ شاہدہ کے ساتھ جو دوسری بیوی ساجد سے ہے کر دیا جائے تو شرعاً اس نکاح کا کیا حکم ہے؟

نوٹ: یہ مسئلہ پہلے ہی مسئلہ کی شاخ ہے، اس دوسرے مسئلہ میں لڑکا اور لڑکی آپس میں خالہ اور بھانجی ہونے کا رشتہ رکھتے ہیں، اس میں بھی یہ ظاہر ہے کہ دونوں میں حقیقی خالہ اور بھانجی کا رشتہ نہیں ہے، اس کے علاوہ جس رشتہ کے بھی قرار دئے جائیں، ان دونوں کا آپس میں نکاح کر دیا جائے تو کیا شرعی طور پر جائز ہے یا ناجائز؟ کسی قدر وضاحت سے دونوں مسئلوں کا جواب بالصواب سے مطلع فرمائیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: محمد ایوب، آزادگر، نئی تال (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) مذکورہ صورت میں شرعی طور پر شاہد اور عابدہ کے درمیان محرمیت کا رشتہ نہیں ہے، اس لئے دونوں کا نکاح شرعاً صحیح اور درست ہے؛ اس لئے کہ یہ آیت کریمہ۔ احل لکم ما وراء ذلکم۔ [النساء: ۲۴] میں داخل ہے۔

(۲) اس صورت میں عابدہ اور شاہدہ دونوں علاقائی باب شریک بہن ہیں اس لئے عابدہ کے لڑکے بکر کا نکاح عابدہ کی علاقائی بہن شاہدہ کے ساتھ ناجائز اور باطل ہوگا۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ. [النساء: ۲۳]
لا یحل للرجل أن یتزوج بأُمه (إلى قوله) ولا بخالته؛ لأن حرمتهم منصوص عليها في هذه الآية و تدخل فيها العمات الخ (هدایہ، کتاب النکاح، اشرفی بکڈپو ۳۰۷/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۶۸۲/۲۵)

علاقائی بھائی بہن کا نکاح

سوال [۵۵۵۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ دو ماں اور ایک باپ کی دو اولاد لڑکی لڑکے کا عقد درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبداللہ، مراد آبادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مسئلہ میں باپ شریک بھائی بہن کا آپس میں نکاح کرنا ہمیشہ ہمیش حرام ہے۔

وفي الهندية: هن الأمهات والبنات، والأخوات، والعمات، والخالات، وبنات الأخ، فالأخت لأب وأم، والأخت لأب، والأخت لأم. (عالمگیری، زکریا دیوبند ۱/۲۷۳، جدید ۱/۳۳۹ هکذا فی البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۹۳، زکریا دیوبند ۳/۱۶۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۳/۳/۱۴۱۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۹/۳۳۵۷)

لا علمی میں اپنی محرم عورت سے نکاح

سوال [۵۵۵۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی لا علمی کی وجہ سے اپنی محرم سے نکاح کر لیا، تو یہ نکاح نکاح باطل ہے یا فاسد؟ نکاح باطل اور فاسد کے درمیان فرق واضح فرما دیں؟ اور اس نکاح سے جو بچہ پیدا ہوا ہے، وہ بچہ ثابت النسب ہے یا نہیں؟ اگر ثابت النسب ہے تو والدین کے ترکے کا وارث ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: افتخار احمد، ارریا (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: لا علمی کی وجہ سے اپنی محرم عورت سے جو نکاح ہو گیا وہ شرعاً باطل نہیں ہے؛ بلکہ فاسد ہے اور اس سے جو بچہ پیدا ہوا ہے وہ ثابت النسب ہے، اس بچے اور ماں باپ کے درمیان وراثت بھی جاری ہو جائے گی اور نہ ہی اس بچہ کو حرامی کا بچہ کہا جائے گا۔ اور نکاح باطل میں بچہ ثابت النسب نہیں ہوتا ہے، یہی نکاح فاسد و باطل میں فرق ہے۔

نیز نکاح فاسد سے فرقت کے بعد عدۃ گذار نا لازم ہوتا ہے اور نکاح باطل پر عدت گذار نے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۵/۲۵۴)

وعدة المنكوحه نكاحاً فاسداً هي المنكوحه بغير شهود ونكاح امرأة الغير بلا علم بأنها متزوجه، ونكاح المحارم مع العلم بعدم الحل فاسد عنده خلافاً لهما (إلى قوله) لأنه نكاح باطل أي فالوطئ فيه زنا لا يثبت به النسب بخلاف الفاسد، فإنه وطئ بشبهة، فيثبت به النسب، ولذا تكون بالفاسد فراسداً لا بالباطل. (شامي،

کراچی ۵/۱۶/۱۹۷۰، زکریا ۵/۱۶/۱۹۷۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۲/محرم الحرام ۱۴۲۶ھ

۱۴۲۶/۱/۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۸۶۳۰)

لا علمی میں محرم عورت سے نکاح

سوال [۵۵۵۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک آدمی نے قرآن پاک میں مذکورہ ممنوعہ عورتوں میں سے ایک سے نکاح کر لیا، چند سال گزرنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس عورت سے شادی کرنا مجھ پر حرام تھا؛ لہذا اب وہ شخص کیا کرے، اس کا نکاح برقرار رہے گا یا نہیں؟

المستفتی: محمد الیاس

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب بھی جس وقت معلوم ہو جائے علیحدہ ہو جانا واجب ہے برقرار رہنا ہرگز جائز نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۳۲۰/۷)

قال الله تعالى: 'إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا'.

[النساء: ۲۳] فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸/شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۲۷۹۰)

بھانجی سے شادی کرنے والے کی عورت کا پکا یا ہوا کھانا کھانے کا حکم

سوال [۵۵۶۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ بھانجی سے کسی شخص نے شادی کر لی، اب اس کے لئے یا دوسروں کے لئے اس عورت کا بنایا ہوا کھانا کھانا کیسا ہے؟

المستفتی: محمد ہاشم، گوٹھا

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: فی نفسہ اس عورت کا پکایا ہوا کھانا درست ہے، اگر حقیقی بھانجی ہے، تو اس شخص پر ضروری ہے کہ وہ بھانجی کو اپنے نکاح سے الگ کر دے، اگر وہ الگ نہ کرے تو تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ زبردستی بھانجی کو اس کے نکاح سے الگ کروا دیں ورنہ سب گنہگار ہوں گے۔

حرمت علیکم..... وبنات الأخ. [النساء: ۲۳] فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۶ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ

۱۴۲۰/۱/۲۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/۶۰۱۱)

بغیر نکاح کے عورت کو ساتھ رکھنا

سوال [الف: ۵۵۶۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کے یہاں بے نکاح عورت رہ رہی ہے اور اس عورت کی اماں بھی اسی عورت کے پاس رہتی تھی؛ لیکن اب اس عورت کی اماں کا انتقال ہو گیا ہے، تو اس کی فاتحہ اور جو کچھ بھی کرنا ہے وہی شخص کرے گا کہ جس شخص کے گھر میں وہ بے نکاح عورت رہ رہی ہے۔ اور ایک شخص اس کے ساتھ ایسا بھی شریک ہے، جو کہ شرع کا پابند ہے، وہ دونوں مل کر کہ یہ کام کرنا چاہتے ہیں یعنی خدا اور رسول کا ذکر کرنا چاہتے ہیں، تو ایسے شخص کے یہاں کھانا کھانا اور خدا اور اس کے رسول کا ذکر کرنا کیسا ہے؟ شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: سعید احمد، بیگن پور، پوسٹ: ڈلاری، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جو شخص بے نکاحی عورت رکھتا ہے، وہ زنا کاری میں مبتلا ہے، سب مسلمانوں پر لازم ہے کہ فوراً علیحدہ کروادیں، اگر وہ باز نہ آئے تو اس سے سب لوگ بایکٹ کر لیں اور میت کے فاتحہ کی رسم و رواج قابل ترک ہے، اور محلہ کے لوگ اس سے حقہ پانی بند کر دیں، اس کے یہاں کسی تقریب میں شرکت نہ کریں۔

قال اللہ تبارک وتعالیٰ: وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَالَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ. [ہود: ۱۱۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ رجب المرجب ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۸۷۲۸/۲۷)

دو جڑواں لڑکی جن کے سر ایک دوسرے سے چسپاں ہیں ان کے نکاح کا حکم

سوال [ب: ۵۵۶۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ دو بہنیں جڑواں پیدا ہوئیں؛ لیکن خدا کی قدرت سے ان دونوں کے سر آپس میں ملے ہوئے ہیں اور سر کے علاوہ جسم کے تمام اعضاء جدا جدا ہیں اور وہ دونوں حد بلوغ کو پہنچ چکی ہیں جن کی اب شادی ہونی ہے، تو اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان کی شادی کی کیا شکل ہوگی؟

الف: آیا ان دونوں کو ایک شمار کر کے ایک ہی مرد سے شادی کر دی جائے۔

ب: یا دونوں کو الگ الگ شمار کر کے الگ الگ دو مردوں سے شادی کرائی جائے۔

قرآن وحدیث اور فقہ کی جزئیات کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: حافظ عظیم الدین، کشن گنج (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ سے واضح ہوتا ہے کہ دونوں بہنیں دو الگ الگ لڑکیاں ہیں، ان کا دھڑا الگ الگ ہے سارے اعضاء الگ الگ ہیں، پیشاب یا پاخانہ بھی الگ الگ ہوتے ہیں اور صرف دونوں کے سر ایک دوسرے سے چسپاں ہیں تو ایسی صورت میں جب تک آپریشن وغیرہ کے ذریعہ سے دونوں کو الگ الگ نہیں کیا جائے گا کسی ایک مرد کے ساتھ ان دونوں کا نکاح جائز نہیں ہوگا۔ قرآن مقدس کی آیت شریفہ:

وَأَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ. [النساء: ۲۳]

نص قطعی سے اس کی حرمت ثابت ہے؛ لہذا قرآن کے حکم کے مطابق دونوں کی ایک ساتھ شادی نہ کی جائے اور چونکہ آپریشن سے پہلے علیحدہ نہیں ہو سکتیں؛ اس لئے شوہر کو اس کے ساتھ استمتاع ممکن نہیں ہے؛ جبکہ نکاح کا مقصد استمتاع ہے اور وہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم جدید ۵۰/۷)

هو عند الفقهاء عقد يفيد ملك المتعة أي حل استمتاع الرجل من امرأة لم يمنع من نكاحها مانع شرعي. (الدر المختار مع رد المختار زكريا ۵۹/۴)
فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ صفر المظفر ۱۴۳۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۴۱/۱۲۳۷)



(۱۸) باب المحرمات بالصهرية

حرمت صاہرت کے متعلق چند سوالات و جوابات

سوال [۵۵۶۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زوج کا اپنی منکوحہ کی فرع سے فعل موجب حرمت مصاہرت سرزد ہو جانے کی صورت میں مندرجہ ذیل مسائل کا حکم کیا ہوگا:

- (۱) تفریق بین الزوجین ضروری ہوگی یا اس میں کچھ مستثنیات ہیں؟
- (۲) اس تفریق کے لئے قضائے قاضی یا متارکت الزوج ضروری ہے یا نفس فعل ہی سے تفریق ہو جائے گی؟
- (۳) یہ تفریق فسخ نکاح ہوگی یا طلاق، نیز علی التابید ہوگی یا نہیں؟
- (۴) عدت واجب ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو زوجہ کے علم میں آنے کے بعد سے شمار ہوگی یا ثبوت حرمت کے معاً بعد سے؟

- (۵) کیا بعد التفریق مجامعت موجب حد زنا ہوگی، نیز کیا یہ از سر نو موجب مہر ہوگی؟
- (۶) کیا مابین علاقہ زوجیت کلاً مرتفع ہو جائے گی یا مسائل ذیل متفرع ہوں گے:
- (الف) نفقہ و سکنی کی ذمہ داری باقی رہے گی یا نہیں؟
- (ب) فلانہ زوجہ فلاں کا اطلاق صحیح ہوگا یا نہیں؟
- (ج) آپس میں پردہ ضروری ہوگا یا نہیں؟
- (د) زوج سے مخصوص خدمت مثلاً استنجاء، غسل وغیرہ لینا درست رہے گا یا نہیں؟

آئسہ معذورہ کے لئے کوئی گنجائش ہوگی؟

- (۵) توارث منقطع ہو جائے گا یا باقی رہے گا؟
 (۷) اس فرع کا کن رشتہ داروں سے نکاح درست نہیں ہوگا؟
 (۸) کیا اس فرع کا جس کے ساتھ یہ فعل ہوا ہے صحت نکاح کے لئے کوئی چیز شرط ہے، مثلاً قضائے عدت وغیرہ ہے یا نہیں؟

المستفتی: سید امان اللہ حسینی عفی عنہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۲/۱) حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد میاں بیوی میں سے ہر ایک پر ضروری ہے کہ وہ اس نکاح کو فسخ کرائیں، اور ان دونوں کے درمیان تفریق قاضی کرائے یا شوہر خود ہی متارکت کر لے اور تفریق کا اعتبار بھی قضاء قاضی یا شوہر کے متارکت کے وقت سے ہوگا، اور نفس فعل سے حرمت تو ثابت ہوتی ہے، مگر تفریق ثابت نہیں ہوتی۔

ولکل واحد منهما، فسخه ولو بغير محضر عن صاحبه دخل بها،
 أولا في الأصح خروجاً عن المعصية فلا ينافي وجوبه. (شامي، زكريا ۴/۲۷۵،
 کراچی ۱۳۲/۳، ۱۳۳)

وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها الزوج
 بآخر إلا بعد المتاركة وانقضاء العدة. (شامي، زكريا ۴/۱۱۴، کراچی ۳/۳۷،
 ہندية ۱/۲۷۷ جدید زكريا ۱/۳۴۲)

(۳) اور یہ تفریق حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد یا قضاء قاضی کے ذریعہ سے جو تفریق ہوتی ہے یہ تفریق فسخ نکاح ہوگی طلاق نہیں، نیز یہ تفریق علی التابید اور ہمیشہ ہمیش کے لئے ہوگی۔

وأسباب التحريم أنواع قرابة، مصاهرة، ورضاع. (درمختار)
 وفي الشامية: وهذه الثلاثة محرمة على التأبید. (شامي، فصل في
 المحرمات، زكريا ۴/۹۹، ۱۰۰، کراچی ۲۸/۳)

(۴) اگر عورت مدخول بہا ہے تو عدت واجب ہوگی اور یہ عدت متارکت یا قضاء قاضی کے وقت سے شروع ہوگی۔

وتجب العدة.....من وقت التفريق، أو متاركة الزوج. (شامي، زکریا
۲۷۶/۴، کراچی ۱۳۳/۳)

(۵) حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد متارکت یا قضاء قاضی سے پہلے اگر مجامعت ہوئی ہے، تو یہ وطی بالشبہ کے درجہ میں ہوگی، اس کی وجہ سے حد زنا لازم نہیں ہوگی اور اس مجامعت کی وجہ سے از سر نو مہر مثل لازم ہو جائے گا۔

الوطء الكائن في هذه الحرمة قبل التفريق، والمتاركة لا يكون زنا
وعليه مهر المثل بوطئها بعد الحرمة ولا حد عليه ويثبت النسب. (شامي،
زکریا ۱۱۴/۴، کراچی ۳۷/۳)

(۶/الف) حرمت مصاہرت کا سبب اگر شوہر بنا ہے یا میاں بیوی کے علاوہ کوئی تیسرا آدمی بنا ہے یا خود بیوی بنی ہے، مگر بیوی کی طرف سے معصیت نہیں تھی، تو ان تمام صورتوں میں متارکت کے بعد دوران عدت نفقہ اور سکنی دونوں ملے گا اور اگر بیوی ہی حرمت مصاہرت کا سبب بنی ہے اور اس کی طرف سے معصیت کی وجہ سے حرمت مصاہرت کا ثبوت ہوا ہے، تو بیوی کو عدت کے دوران صرف سکنی ملے گا، نفقہ نہیں ملے گا۔ اور متارکت یا قضاء قاضی سے پہلے نفقہ اور سکنی دونوں ہر حالت میں ملیں گے؛ اس لئے کہ متارکت میں تاخیر شوہر کی وجہ سے ہے۔

وكذلك الفرقة بغير طلاق إذا كانت من قبله، فلها النفقة،
والسكنى سواء كانت بسبب مباح كخيار البلوغ، أو بسبب محظور
كالردة ووطوء أمها أو تقبيلهما بشهوة بعد أن يكون بعد الدخول بها
لقيام السبب وهو حق الحبس للزوج عليها بسبب النكاح، وإذا كانت
من قبل المرأة، فإن كانت بسبب مباح كخيار الإدراك، أو خيار العتق،

و خيار عدم الكفاءة، فكذلك لها النفقة والسكنى، وإن كانت بسبب محظور بأن ارتدت أو طاعت ابن زوجها، أو أباه، أو لمستته بشهوة، فلا نفقة لها استحساناً ولها السكنى، وإن كانت مستكرهة. (بدائع الصنائع، زكريا ۳/۴۱۹، كراچی ۱۶/۱۷)

(ب) جب وہ متارکت کے بعد بیوی ہی نہیں رہی ہے، تو زوجہ فلاں کہنا صحیح نہ ہوگا؛ البتہ زوجہ سابقہ کہنا صحیح ہو سکتا ہے۔

فخرج المجوسية، والمكاتبة، والمشرقة، ومنكوحة الغير، والمحرمه برضاع، أو مصاهرة فحكمها كالأجنبية. (شامي، زكريا ۹/۵۲۷، كراچی ۶/۳۶۶)

(ج) حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے، اس کے ساتھ کسی بھی حالت میں نکاح جائز نہیں، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ معاشرہ اور رہن سہن میں بھی ماں بہن کی طرح بن گئی ہو؛ بلکہ رہن سہن کے معاملہ میں ایک دوسرے کے لئے مکمل اجنبی بن گئے، جیسے اجنبی مردوں سے مکمل پردہ ہے، اسی طرح اس شوہر سے مکمل پردہ کرنا عورت پر لازم ہے اور مرد پر بھی لازم ہے کہ اجنبی عورتوں کی طرح سے اس سے دور رہے۔

فخرج المجوسية، والمكاتبة، والمشرقة، ومنكوحة الغير والمحرمه برضاع، أو مصاهرة، فحكمها كالأجنبية. (شامي، زكريا ۹/۵۲۷، كراچی ۶/۳۶۶)

(د) حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد خواہ تفریق اور متارکت سے پہلے ہو یا اس کے بعد استنجا اور غسل وغیرہ میں ایک دوسرے سے تعاون لینا جائز نہ ہوگا؛ اس لئے کہ اب وہ عورت مرد کے حق میں اجنبیہ کی طرح ہو گئی ہے اور اس سے مکمل پردہ لازم ہے۔

فخرج المجوسية، والمكاتبة، والمشرقة، ومنكوحة الغير، والمحرمه برضاع، أو مصاهرة، فحكمها كالأجنبية. (شامي، زكريا ۹/۵۲۷، كراچی ۶/۳۶۶)

(ہ) قاضی کی تفریق یا شوہر کے متارکت کے بعد میاں بیوی میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جائے، تو اگر حرمت کا سبب شوہر بنا ہے، تو بیوی اس کی وارث بنے گی اور اگر حرمت کا سبب بیوی خود بنی ہے یا شوہر کے علاوہ کوئی اور شخص بنا ہے، تو اس صورت میں بھی بیوی شوہر کی وارث نہیں بنے گی۔

الفرقة لو وقعت بتقبيل ابن الزوج لا ترث مطاوعة كانت أو مكرهة، أما الأولى فلرضاها بإبطال حقها، وأما الثانية فلم يوجد من الزوج إبطال حقها المتعلق بالإرث لوقوع الفرقة بغيره. (شامي، زكريا ۵/۸، کراچی ۳/۳۸۷)

وكذلك إذا وقعت الفرقة بمعنى من قبلها فلا ميراث لها. (تاتارخانية، کراچی ۳/۵۷۷، زكريا ديوبند ۵/۱۲۱، رقم: ۷۴۳۴)

(۸/۷) شوہر نے اگر بیوی کے جزء کے ساتھ حرکت کی ہے، جس کے نتیجے میں حرمت مصاہرت ثابت ہوئی ہے، یا بیوی کے شوہر کی فرع اور جزء کے ساتھ حرکت کی وجہ سے حرمت مصاہرت کا ثبوت ہوا ہے، تو اس فرع کے لئے بیوی کے اصول و فروع اور شوہر کے اصول و فروع جو پہلے حرام نہیں تھے اب حرام ہو جائیں گے اور جو پہلے سے حرام تھے وہ اب بھی حرام ہیں۔

وحرّم أيضاً بالصهرية، أصل ممسوسة بشهوة، وأصل ماسته، وفروعهن مطلقاً. وفي الشامية: قوله مطلقاً يرجع إلى الأصول، والفروع أي وإن علون وإن سفلى. (شامي، زكريا ۴/۱۰۷، کراچی ۳/۳۳) فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۸/۲/۱۸

کتاب: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۷ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۲۶۰)

کیا حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد بیوی کو ساتھ رکھنے کی کوئی شکل ہے؟

سوال [۵۵۶۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسمیٰ (زید جو کچھ ٹوٹا پھوٹا لکھ پڑھ سکتا ہے) نے ایک دن اپنی لڑکی (جس کی عمر ساڑھے گیارہ سال ہے) کا ہاتھ بری نیت سے پکڑ کر اپنے عضو تناسل پر اور اپنا ہاتھ لڑکی کی شرمگاہ پر رکھ دیا، لڑکی کو غصہ آیا اور خوف بھی محسوس ہوا، اس نے صورت واقعہ کی جانکاری اپنی ماں کو دی، ماں نے ایک مولوی صاحب سے اس بارے میں مسئلہ معلوم کیا تو انہوں نے فرمایا کہ: لڑکی کی ماں زید پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی ہے اور اب اسے لڑکی کی ماں کو طلاق دیدینی چاہئے اور زید نے اس کو تین طلاق دیدی۔

مندرجہ بالا صورت میں زید کی بیوی کو کیا کرنا چاہئے؟ ویسے وہ فی الوقت اپنے میکہ میں ہے، ساتھ میں چار چھوٹے بچے ہیں، زید کی بیوی نے ابھی کسی کو صورت حال کی جانکاری نہیں دی ہے، میکہ میں زیادہ دن ٹھہرنا مشکل ہے، لہذا شریعت کا جو حکم ہے، اس سے جلد از جلد مطلع فرما کر ماجرہوں۔

زید کے بارے میں شاید یہ بتا دینا بھی کارآمد ہو کہ وہ ذہنی طور پر نارمل نہیں ہے، اس کے والدین نے اس کو پڑھانے کی بہت کچھ کوشش کی؛ لیکن وہ درجہ پنجم سے آگے نہ بڑھ سکا، چائے کی دوکان اور دوسرے کام کاج میں اس کو ڈالا گیا؛ لیکن اپنی عدم صلاحیت کی بنا پر وہ کسی میں بھی کامیاب نہ ہو سکا، گاہکوں کو سامان کے ساتھ زیادہ پیسے واپس کر دینا، بازار سے چار سامان خریدنا، دولانا دو وہیں چھوڑ آنا وغیرہ اس کا روز کا معمول ہے، اپنی عقل و سمجھ سے کوئی کام نہیں کر سکتا، حساب کتاب نہیں کر سکتا جو بھی کوئی کہہ دے اسی کو مان لیتا ہے، کوئی کام کروانے والا ہو، تو موٹے کام مثلاً مٹی گارے وغیرہ کر سکتا ہے۔

نوٹ: جو بھی حکم شریعت مطہرہ کا ہو واضح فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ میں جو صورت حال بیان کی گئی ہے، اگر واقعہ صحیح ہے، تو زید کی بیوی اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی ہے اور فوری طور پر میاں بیوی کے درمیان تفریق کرانا یا شوہر کی طرف سے متارکت کرنا لازم تھا اور بغیر متارکت بیوی کے لئے دوسری جگہ شادی کرنا بھی جائز نہیں تھا؛ لیکن سوال نامہ میں صاف لفظوں میں وضاحت ہے کہ زید نے اپنے بیوی کو تین طلاق دیدی ہے لہذا تین طلاق سے متارکت بھی ہوگئی اور طلاق مغلطہ بھی ہوگئی۔

اب یہ بیوی شوہر کے پاس حلالہ کے بعد بھی نہیں آسکتی ہے؛ اس لئے کہ ہمیشہ کی حرمت ثابت ہوگئی ہے اور جس وقت طلاق دی ہے، اس وقت سے تین ماہواری گزر جانے کے بعد اس کی بیوی کی عدت پوری ہو جائے گی، اس کے بعد کسی دوسری جگہ وہ اپنی مرضی سے شادی کر سکتی ہے اور بچوں کا نان و نفقہ زید کے اوپر لازم رہے گا اور بیوی کی عدت کا خرچہ بھی اس پر لازم ہے؛ اس لئے کہ بیوی مظلومہ ہے اور آئندہ دونوں کے ساتھ رہنے کی شرعاً کوئی شکل نہیں ہے اور شوہر کی دماغی حالت جو پیش کی گئی ہے، وہ ایسی نہیں ہے جو حقوق زوجیت ادا کرنے میں نخل ہو اور جنسی تعلقات کو سمجھنے میں ناکام ہو؛ بلکہ اس معاملہ میں اس کا دل و دماغ شرعاً درست ہے، اس کی دلیل کے لئے یہی کافی ہے کہ اسی کے نطفہ سے چار بچے پیدا ہوئے ہیں۔

إن النظر إلى فرج ابنته بشهوة يوجب حرمة امرأته، وكذا لو فرغت فدخلت فراش أبيها عريانة، فانتشر لها أبوها تحرم عليه أمها. (درمختار)
وفي الشامية: قوله دخلت فراش أبيها كنى به عن المس و إلا فمجرد الدخول بغير مس لا يعتبر. (شامي، كتاب النكاح، زكريا ۴/۱۱۴، کراچی ۳/۳۷)
وبنت تسع فصاعداً مشتهاة اتفاقاً. (شامي، زكريا ۴/۱۱۴، کراچی ۳/۳۷،

نفقة الأولاد الصغار على الأب لا يشار كه فيها أحد. (عالمگیری،
زکریا ۱/۵۶۰، جدید زکریا ۱/۶۰۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۳۰ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ

۱۴۲۸/۱/۳۰

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۱۵۷)

محرمات ابدیہ سے حرمت مصاہرت ثابت ہونے کا ثمرہ

سوال [۵۵۶۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جو عورتیں محرمات ابدیہ میں سے ہیں مثلاً خالہ، پھوپھی، ماں، بیٹی وغیرہ اگر ان میں سے کسی سے مس بالشہوت یا تقبیل وغیرہ دھوکہ سے یا جان بوجھ کر ہو جائے، تو حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے معلوم یہ کرنا ہے کہ جب یہ عورتیں پہلے ہی سے محرمات ابدیہ میں سے ہیں، تو اس حرمت مصاہرت کا ثمرہ اور فائدہ کیا ہے؟

المستفتی: محمد عتیق سینٹا پوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو عورتیں محرمات ابدیہ میں سے ہیں مثلاً خالہ، پھوپھی، ماں، بیٹی، وغیرہ ان سے حرمت مصاہرت کا ثمرہ یہ ہے کہ اگر مثلاً کسی نے اپنی خالہ یا پھوپھی کو شہوت کے ساتھ چھو دیا یا بوسہ لے لیا خواہ دھوکہ سے ہو یا جان بوجھ کر بہر دو صورت ان کی تمام فروعات یعنی لڑکی وغیرہ اس پر حرام ہو جائیں گی۔ اور اس کے لئے ان لڑکیوں سے نکاح کرنا جائز نہ ہوگا اور حرمت مصاہرت کے ثبوت سے پہلے ان کی اولاد سے نکاح جائز تھا اور اسی طرح اگر ماں کے ساتھ کسی بیٹی نے اس خلاف فطرت عمل کا ارتکاب کیا، تو اس کی ماں اپنے شوہر (اس کے باپ) پر ہمیشہ ہمیش کے لئے حرام ہو جاتی ہے۔ اور اگر کسی حیا سے عاری باپ نے اپنی بیٹی کے ساتھ اس حیا سوز عمل کا ارتکاب کیا خواہ دھوکہ سے ہو یا جان بوجھ

کرتو بیٹی کی ماں اپنے شوہر (اس کے باپ) پر ہمیشہ ہمیش کے لئے حرام ہو جاتی ہے؛ جبکہ اس عمل سے قبل ایسا نہیں تھا۔

حرم أيضاً بالصهرية..... أصل ممسوسة بشهوة..... وفروعهن مطلقاً..... ولا فرق بين عمد و نسيان، خطأ وإكراه. (شامی، زکریا ۴/۱۰۷، تا ۱۱۲/۴، کراچی ۳۲/۳ تا ۳۵)

في القبله يفتى بها أي بالحرمة. (شامی، زکریا ۴/۱۱۳، کراچی ۳۶/۳، ہندیہ ۱/۲۷۶ جدید زکریا ۱/۳۴۱)

فلو أيقظ زوجته، أو أيقظته هي لجماعها، فمست يده بنتها المشتبهة، أو يدها ابنه حرمت الأم أبداً. (شامی، زکریا ۴/۱۱۲، کراچی ۳۵/۳ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۵/۱۰ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۲۲۱)

اجنبیہ منکوحہ سے حرمت مصاہرت کا کیا فائدہ؟

سوال [۵۵۶۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جو عورتیں مثلاً چچی، ممانی، بھابھی یا دیگر اجنبیات کسی کے نکاح میں ہوں، اگر ان میں سے کسی کے ساتھ مس بالشوہ یا بوس و کنار وغیرہ ہو جائے، تو حرمت مصاہرت ثابت ہوگی یا نہیں؟ کیونکہ حرمت مصاہرت تو محملات میں ثابت ہوتی ہے، تو مذکورہ عورتیں دوسرے کے نکاح میں ہونے کی وجہ سے پہلے ہی سے اس پر حرام ہے، پھر حرمت مصاہرت کا کیا فائدہ؟

فقہی جزئیات کی روشنی میں مسئلہ حل فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جو عورتیں پہلے سے کسی کے نکاح میں ہیں مثلاً چچی، ممانی، یا دیگر اجنبیات ان سے حرمت مصاہرت کا ثمرہ یہ ہے کہ اگر اس طرح کی عورتوں سے مس بالشہوۃ یا تقبیل وغیرہ ہو جائے، تو ان کے اصول و فروع اس شخص پر حرام ہو جاتے ہیں، ان سے یہ نکاح نہیں کر سکتا؛ جبکہ اس عمل سے قبل ان کے اصول و فروع اس کے لئے حلال تھے۔

نیز حرمت مصاہرت کے ذریعہ حرمت مبتلا بہ عورت میں نہیں آئی جیسا کہ سائل سمجھ رہا ہے؛ بلکہ حرمت اصول و فروع میں آتی ہے، اسی طرح حرمت مصاہرت اسباب حرمت کے ارتکاب سے صرف محملات ہی سے ثابت نہیں ہوتی؛ بلکہ محملات و محرمات سب سے ثابت ہوتی ہے، مثلاً کسی شخص نے اپنی ماں کو شہوت کے ساتھ چھو دیا یا بوسہ لے لیا، تو اس عمل سے اس کی ماں اپنے شوہر (اس کے باپ) پر ہمیشہ ہمیش کے لئے حرام ہو جاتی ہے اور کسی اجنبیہ کے ساتھ ایسا عمل ہونے سے اس کے اصول و فروع اس شخص پر حرام ہو جاتے ہیں؛ لہذا معلوم ہوا کہ حرمت مصاہرت حرمت اسباب کے ذریعہ محملات و محرمات دونوں میں ثابت ہوتی ہے۔

حرم أيضاً بالصهرية أصل ممسوسه بشهوة وفروعهن مطلقاً، ولا فرق بين عمد ونسيان، وخطأ وإكراه. (شامي، زكريا ۴/۱۰۷ تا ۴/۱۱۲، کراچی ۳/۳۲ تا ۳۵) فلو أيقظته هي لجماعها، فمست.... يدها ابنه حرمت الأم أبداً.

(شامي، زكريا ۴/۱۱۲، کراچی ۳/۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲/۵/۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۲۲/۷۵)

کیا شرعی شہادت کے بغیر محض عورت کے دعویٰ سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی؟

سوال [۵۵۶۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ جمیل احمد کے لڑکے کی بیوی مسماۃ عائشہ رات کو عشاء کی نماز پڑھ کر اوپر چھت پر ہوا میں لیٹ گئی، کچھ دیر کے بعد اس کی آنکھ لگ گئی، ہوا سے اس کے سر کے بال اڑاڑ کر اس کے منہ پر آ گئے، اسی حالت میں اس کا سر جمیل احمد اس کے پاس آیا وہ اکیلی تھی، اس کے پاس بیٹھ کر اس کے منہ ماتھے پر اس طرح ہاتھ پھیرا کہ جیسے بالوں کو ہٹا کر سر کی طرف کو سیدھا کر رہا ہو، تین بار اس نے ایسا کیا، لڑکی کو محسوس ہوا کہ کوئی اس کے منہ پر ہاتھ پھیر رہا ہے، وہ ابھی نیند سے پوری طرح جاگی نہیں تھی کہ یہ شخص فوراً اس کے پاس سے ہٹ کر کسی طرف کو اس طرح لیٹ گیا کہ جیسے سو رہا ہو، آنکھوں پر ہاتھ بھی رکھ لیا، لڑکی عائشہ نے آنکھیں کھولیں سوچا کہ کون میرے پاس آیا ہوگا اور کس نے منہ پر ہاتھ پھیرا ہوگا، اس نے اٹھ کر گھر میں ادھر ادھر دیکھا اور نیچے بھی دیکھا کہ شاید اس کا شوہر آیا ہو؛ لیکن اس کا شوہر بھی ابھی تک نہیں آیا تھا، وہ پھر وہیں لیٹ گئی اور اس کی آنکھ لگ گئی۔

اب یہ سر جمیل احمد اٹھ کر دوبارہ اس کے پاس پہنچ کر زبان سے بول بول کر ناجائز پیا رحمت کی باتیں کرنے لگا کہ تو تو مجھے بہت اچھی لگتی ہے، تجھے پیار کرنے کو میرا جی چاہتا ہے اور میں تجھ سے ایک بات کہوں اگر تو کسی سے نہ کہے، یہ آوازیں جب اس کے کان سے ٹکرائیں تو اس نے غور کیا کہ یہ آواز تو میرے سر کی جیسی ہے، تو آنکھیں کھولیں تو واقعی سر ہی تھا، یہ اٹھی اور غصہ میں سر کے ہاتھ پکڑ لئے اور اسے بہت کچھ کہہ ڈالا اور ابھی کچھ دیر پہلے تو نے ہی میرے منہ پر ہاتھ پھیرا تھا، تیرے اوپر چپل پھیر دینی، تو نے مجھے اپنی بڑی بہو کی طرح سمجھا ہے، اس کے ساتھ جیسے تو نے بدمعاشی کر رکھی ہے، تو میرے ساتھ بھی وہی کرنا چاہتا ہے، سر نے کہا دیکھ کسی سے اس بات کا ذکر مت کرنا ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔ تھوڑی دیر کے بعد اوپر ہی اس کا شوہر بھی آ گیا، تو عورت نے شوہر کو نیچے لے جا کر اس کے باپ جمیل احمد کی یہ ساری شکایت کر دی، شوہر نے کہا اس بڑھے کو صبح ہی گھر سے نکال دینا اور کسی سے اس بات کا ذکر مت کرنا لڑکی خاموش رہی اس کا سر گھر سے چلا گیا اور اس نے کہا اس بات کا تو اس سے بدلہ لینا ہے یعنی عائشہ سے کچھ دن کے بعد عائشہ کا شوہر گھر سے چلا گیا

کسی کام سے، پھر عورت کا سر آگیا اور اس کی نند اور شوہر آ جاتے ہیں، سر اور نند نے عائشہ کے شوہر کو بہت ورغلا یا کہ تیری بیوی عائشہ کا کرایہ دار سے ناجائز تعلق ہے وہ اس سے ملی ہوئی ہے (اس کے مکان میں اوپر کے ایک حصہ میں کرایہ دار بھی رہتا ہے) یہ بے بنیاد الزام اور بہتان عائشہ پر رکھ کر اس کے شوہر سے اس کو پٹوایا، شوہر نے اس کو لوہے کے پائپ سے مارا، اس کے پیٹ میں بہت سخت ضرب آگئی شاید وہ اس کو جان سے ہی مارنا چاہتا تھا، یہ بھاگ کر گھر سے نکلی تو پڑوس والوں نے اسے پناہ دی اور اس کی جان بچائی، پڑوسی اور محلہ والے اس کے گواہ ہیں، اس نے پھر بعد میں بھی یہ بات کہی ہے کہ اسے جان سے ماروں گا، اس کے میکے والے پڑوس میں سے اس کو لے گئے، اس کو ہسپتال میں بھرتی کر دیا گیا، تب عورت نے یہ بیان دیا کہ میرے آدمی نے جو مجھے مارا ہے، تو میرے سر اور نند نے مجھ کو پٹوایا ہے، سر نے مجھ سے اپنی اسی بات کا بدلہ لیا ہے، تب اس نے اپنے سر کی ساری بات بیان کی جو مکان کی چھت پر اکیلے میں سر نے عائشہ کے ساتھ کی تھی، سر کا یہ کہنا ہے کہ یہ مجھ پر بے بنیاد الزام اور بہتان لگا رہی ہے اور عورت حلفیہ اس بات کو کہہ رہی ہے کہ بدینتی کے ساتھ اس نے میرے منہ پر اور رخساروں پر ہاتھ پھیرا، وہ مجھ سے غلط کام کرنا چاہتا تھا؛ اسی لئے دوبارہ میرے پاس آیا اور ناجائز پیار و محبت کی باتیں کہنے لگا۔

اب دریافت یہ کرنا ہے کہ ایسی صورت میں یہ عورت اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام اور اس کے نکاح سے خارج ہوئی یا نہیں؟ اور آئندہ اس کے ساتھ رہنے کی کوئی شکل ہے یا نہیں؟ یہ فرمائیں کہ اس بات کے ثبوت کے لئے کیا عورت کا حلفیہ بیان کافی ہے؛ کیونکہ عورت کی طرف سے اس بات کا کوئی گواہ نہیں ہے، تو بلا گواہ کے صرف اس کے حلفیہ بیان سے یہ بات ثابت مانی جائے گی یا نہیں؟ اور سر کا دوبارہ اس کے پاس جا کر ناجائز پیار و محبت کی باتیں کرنا کیا اس بات کا قوی قرینہ مانا جاسکتا ہے کہ پہلی بار سر نے بدینتی کے ساتھ ہی اس کے منہ پر ہاتھ پھیرا ہے؛ جبکہ اس نے عائشہ سے یہ بھی کہا کہ دیکھ اس بات کو کسی سے

مت کہنا ورنہ اچھا نہیں ہوگا، اس مسئلہ کے جواب باصواب سے مشرف فرمائیں۔

المستفتی: صوفی محمد اسماعیل، ہلدوانی، نینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صرف عائشہ کے اقرار کرنے کی وجہ سے وہ اپنے شوہر پر حرام نہ ہوگی اور نہ اس کے نکاح سے خارج ہوگی۔

وإن ادعت الشهوة في تقبيله، أو تقبيلها ابنه، وأنكرها الرجل فهو مصدق، وفي الشامية: إن ادعت الزوجة أنه قبل أحد أصولها وفروعها بشهوة، أو أن أحد أصولها وفروعها قبله بشهوة الخ قوله فهو مصدق؛ لأنه ينكر ثبوت الحرمة. (شامي، زكريا ۴/۱۱۴، کراچی ۳/۳۷)

وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها الزوج بأخر إلا بعد المتاركة انقضاء العدة. (شامي، زكريا ۴/۱۱۴، کراچی ۳/۳۷، ہندیہ ۲۷۷/۱ جدید زکریا ۱/۳۴۲)

سوال نامہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں عورت کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے اور نہ ہی خسر اس بات کا اقرار کر رہا ہے اور نہ ہی شوہر نے لوگوں کے سامنے باپ کو جھٹلا کر عورت کی تصدیق کی ہے؛ اس لئے عائشہ کا حلفیہ بیان کرنا کہ میرے خسر نے شہوت کے ساتھ میرے رخسار پر ہاتھ پھیرا ہے ثبوت حرمت کے لئے کافی نہیں ہے۔

وفي المس لا تحرم ما لم تعلم الشهوة؛ لأن الأصل في التقبيل الشهوة بخلاف المس. (در مختار مع الشامی ۴/۱۱۳، کراچی ۳/۳۵، ہندیہ، زکریا ۲۷۶/۱ جدید ۱/۳۴۱)

نیز بہو کے بارے میں غیر مرد سے بغیر شرعی ثبوت کے تعلق کا الزام لگانا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۸/۴/۱۴۲۰ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/۲۱۱۸)

کیا تنہا عورت کی گواہی حرمت مصاہرت کے لئے کافی ہے؟

سوال [۵۵۶۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: میری شادی کو دو سال کا عرصہ ہوا چار یا پانچ مہینہ بمشکل اپنی سسرال میں رہی، سسرال میں رہنے کے دوران میرے خسر کے معاملات میرے ساتھ بہت زیادہ گندے تھے، مثلاً ایک دفعہ میرے کمرے میں آگئے تھے اور ایک دفعہ میرے شوہر اور اپنے آپ کو یہ کہہ رہے تھے کہ دو دومت سمجھنا اور ایک دفعہ اپنے اوپر کو گرا بھی لیا تھا اور نماز میں گال، منہ میں بھرتے تھے، گندی کتاب اور فلم دکھایا کرتے تھے، پکڑا کرتے اور آنکھ مارا کرتے تھے، میں اپنے شوہر سے ان باتوں کا تذکرہ کرتی تھی تو وہ اس کو جھوٹ بتاتے اور انکار کرتے اور بھی کئی ایسی باتیں ہیں، جن سے معلوم ہوتا تھا کہ میرے خسر کی نظر میرے اوپر گندی ہے، مسئلہ صورت میں میرے لئے کیا حکم شرعی ہے؟

نیز سسرال سے واپس آ کر فوراً ہی میں نے میکہ میں ان باتوں کو بیان کیا تھا اور اپنی ماں سے لپٹ کر روئی تھی اور کہا تھا کہ میرا نکاح شوہر سے کیا ہے یا خسر سے کیا ہے، اس کے باوجود سمجھا کر دوبارہ بھیج دیا گیا تھا، پھر بھی اسی طرح کے واقعات پیش آئے اس لئے میکہ آگئی تھی۔

المستفتیہ: ایک مسلم بہن، ٹانڈہ، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال میں لکھی ہوئی باتیں صرف ایک

جانب کی ہیں، دوسری جانب سے کیا بیان ہے وہ ہمارے سامنے نہیں ہے، عورت کے مذکورہ بیان کے مطابق اگر اس کے پاس شرعی گواہ نہیں ہیں اور شوہر اس کی باتوں کی تصدیق نہیں کر رہا ہے اور نہ ہی خسران میں سے کسی بات کا اقرار کر رہا ہے، تو قاضی یا پنچایت کے سامنے اس کی بات معتبر نہ ہوگی؛ لیکن بینہا و بین اللہ اصل حقیقت کیا ہے، وہ اللہ اور اس کے درمیان کا مسئلہ ہے، ایسی صورت میں اگر واقعی عورت کو اس طرح کی

باتوں کا یقین ہے، تو ایسی صورت میں خلع وغیرہ کے ذریعہ شوہر سے علیحدگی کی کوشش کرنا عورت کے ذمہ ہے۔ (الحلیۃ النازحہ ۱۵۴/۵، ۳۰۵/۳۰۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳/ ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۴۰/۵۸۷۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳/۱۲/۳

خسر سے حرمت کے ثبوت کے شرائط

سوال [۵۵۶۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا نکاح اب سے چار سال پہلے محمد عمر صاحب کے صاحب زادہ عظمت علی صاحب سے ہوا، ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ میرے شوہر کہیں باہر گئے ہوئے تھے اور میں گھر پر اپنے کمرہ میں سوئی ہوئی تھی، رات کو تقریباً بارہ بجے میرے خسر میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑا چاقو ہاتھ میں لئے ہوئے تھے اور مجھ کو دھمکی دی کہ اگر شور و غل مچایا تو مار ڈالوں گا؛ لیکن میں نے اپنی عصمت کی خاطر شور مچادیا تو میرے منہ پر ہاتھ رکھا تو میں جھٹک دیا، جب میرے شوہر باہر سے آئے تو میں نے ان کو سب کچھ بتایا، مگر انہوں نے مجھ کو جھوٹا بتا کر مارا پیٹا، پھر والد صاحب مجھ کو اپنے گھر بلا لائے، اس کے بعد تقریباً چار سال مقدمہ چلا جس کو ہم نے جیت لیا۔

اب میرے شوہر کی جانب سے ایک پرچہ آیا ہے، جس میں مجھ کو بیکار اور ناکارہ بتا کر لکھا ہے کہ ہم ایسی لڑکی کو ہرگز نہیں رکھنا چاہتے ہیں۔ اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ مذکورہ صورت میں مجھ کو کیا کرنا چاہئے اور شوہر طلاق دینا نہیں معافی چاہتا ہے، میرے شوہر نے جو بات لکھی اس کے شرعی گواہ بھی موجود ہیں اور میرے خسر نے میرے ساتھ جو کرنا چاہا، اس کا وہ بھی اقرار کرتے ہیں۔ بینوا بالدلیل توجروا عند اللہ أجراً جزیلاً۔

المستفتیہ: پھول جہاں، قصبہ رام نگر، ضلع: میننی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حرمت ثابت ہونے کے لئے دوعادل پابند شریعت گواہ یا شوہر کی تصدیق شرط ہے، اور صورت مذکورہ میں آپ کے پاس خسر کے فعل پر عینی گواہ شرعی موجود نہیں ہیں، اور نہ ہی شوہر آپ کی تصدیق کر رہا ہے، تو ایسے حالات میں آپ اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوتیں، اگرچہ خسر بھی اقرار کرے، بلکہ آپ کے ساتھ شوہر کا نکاح بدستور باقی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۷/۳۳۶)

رجل قبل امرأة ابیه بشهوة، أو قبل الأب امرأة ابنه بشهوة، وهي مكرهة وأنكر الزوج أن يكون بشهوة، فالقول قول الزوج. (فتاویٰ عالمگیری، القسم الثاني المحرمات بالصهرية، زکریا ۱/۲۷۶)

وإن ادعت الشهوة في تقبيله، أو تقبيلها ابنه، وأنكرها الرجل، فهو مصدق لاهي. (الدر المختار، کراچی ۳/۳۷، زکریا ۴/۱۱۴، ۱۱۵)

وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها (إلى قوله) ولا تحرم على أبيه وإبنه إلا أن يصدقاها، أو يغلب على ظنهما صدقه (شامي، زکریا ۴/۱۰۸، کراچی ۳/۳۳)

اور شوہر کا یہ لکھنا کہ ہم ایسی لڑکی کو ہرگز نہیں رکھنا چاہتے ہیں، اگر شوہر نے طلاق کی نیت نہیں کی ہے، تو اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، آپ بدستور شوہر کے نکاح میں برقرار ہیں اور شوہر لے جانا چاہے تو آپ کو جانا ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۲۲۰۱)

شرعی گواہ نہ ہونے کی صورت میں زنا کا اقرار کرے یا نہ کرے؟

سوال [۵۵۶۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے شادی کی فاطمہ سے فاطمہ سے دوڑ کے یعنی عمر، بکر پیدا ہوئے، اس کے بعد فاطمہ انتقال کر گئی، پھر زید نے دوسری شادی کی خالدہ سے، عمر نے خالدہ سے زنا کر لیا، اس زنا کا علم بکر کو ہو گیا، مگر زید کو زنا کا علم نہیں ہے، عمر کے زنا کرنے کے بعد زید سے دو تین بچے بھی پیدا ہوئے، مگر بکر نے اس راز کو کھولا نہیں وہ اپنے دل میں کہتا ہے کہ، اگر میں راز کو کھولوں تو ہمارے خاندان والوں کی بدنامی ہوگی اور یہ بھی سوچتا ہے کہ اگر میں اس راز کو نہیں کھولتا ہوں، تو میری آخرت میں پکڑ ہوگی۔

المستفتی: منظر عالم، جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس کے اظہار کے لئے شرعی گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے، ورنہ بکر خود مجرم ثابت ہوگا۔ نیز اگر گواہ نہیں ہیں اور زید اس پر یقین نہ کرے اور عمر اور خالدہ اقرار نہ کریں تو شرعاً اس عمل کا ثبوت نہ ہوگا اور اگر یہ لوگ خود اقرار کریں اور زید بھی تصدیق کرے، تو خالدہ زید پر حرام ہو جائے گی اور شرعی گواہ نہ ہونے کی وجہ سے بکر اس کو ظاہر نہ کریگا، تو گنہگار نہ ہوگا۔

لا تحرم علی أبیہ وابنہ إلا أن یصدقاه، أو یغلب علی ظنہما صدقہ الخ

(شامی، کراچی ۳/۳، ذکر کیا ۱۰۸/۴)

حرمة المرأة علی أصول الزانی، وفروعه الخ (شامی، کراچی ۳/۳،

ذکر کیا ۱۰۸/۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۵۸۴)

کیا محض افواہ سے بیوی شوہر پر حرام ہو جائے گی؟

سوال [۵۵۷۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کے اوپر یہ الزام ہے کہ اس کے لڑکے عمرو کی بیوی آسیہ سے ناجائز تعلقات تھے، زید کا پچھلے سال انتقال ہو چکا ہے، زید کی زندگی میں یہ مسئلہ کسی مصلحت اور مجبوری کی وجہ سے نہیں اٹھایا گیا تھا، زید کے انتقال کے بعد پر یوار کے لوگوں نے یہ مسئلہ اٹھایا، اس سلسلے میں زید کی بیوی عامرہ نے اپنے شوہر زید اور بہو آسیہ کے خلاف افواہیں پھیلائیں، زید کی لڑکی سعدیہ نے بھی ایسی باتیں کہی ہیں اور کچھ پر یوار کی عورتیں ایسی باتیں کر رہی ہیں، چشم دید گواہ کوئی نہیں ہے، زید کا لڑکا عمرو کسی کے سامنے کہتا ہے کہ ایسے تعلق تھے اور کسی کے سامنے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ سب غلط ہے، پر یوار اور برادری کے لوگوں نے زید کے یہاں کھانا پینا بند کر دیا ہے اور زید کے گھر کے ہر فرد کے لئے دوسرے کے کھانے پینے کی ممانعت کر دی ہے، یہ کہا جا رہا ہے کہ عمرو کی بیوی آسیہ عمرو کی ماں ہو گئی جو کہ ہمیشہ کے لئے عمرو پر حرام ہو گئی، کیا اس طرح سے حرمت مصاہرت کا ثبوت ہوگا؟ بالفرض اگر زید نے آسیہ سے صحبت نہ کی ہو؛ بلکہ بوس و کنار کیا ہو تو اس سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہوگی؟ زید اور عمرو کے یہاں کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر زید کو عمرو کی بیوی کے ساتھ ایک چارپائی پر لیٹے دیکھا جائے تو کیا اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی؟ بینوا و تو جروا۔

المستفتی: حبیب احمد، نئی مسجد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر عمر و انکار کرتا ہے اور اس کے لئے کوئی شرعی

ثبوت اور گواہ نہیں ہے، تو محض افواہیں اڑانے والوں کی باتوں سے عمرو پر اس کی بیوی حرام نہیں ہوگی، اسی طرح بوس و کنار وغیرہ کے لئے بھی شرعی گواہ لازم ہے، اس کے بغیر محض

عورتوں کی باتوں سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوگا؛ جبکہ شوہر غلط ثابت کر رہا ہے۔

وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها (إلى قوله)
لا تحرم على أبيه وابنه إلا أن يصدقاها. (شامی، کراچی ۳/۳۳، زکریا
۱۰۸/۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲/۷/۱۴۱۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۱/رجب المرجب ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۲۶۸۹۲)

نابالغ بچی سے زنا کے نتیجے میں حرمت مصاہرت کا حکم

سوال [۵۵۷۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہندہ نابالغ بچی تھی بالکل نا سمجھ کچھ جانتی بھی نہ تھی آٹھ نو سال کے درمیان اس کی عمر ہوگی، زید بالغ تھا زید نے ہندہ سے زنا کیا، زید کے بیان کے مطابق زید نے خود جان کر دخول نہیں کیا اس وجہ سے کہ وہ بچی ہے، وقت گزر گیا زید کا نکاح کسی اور جگہ ہو گیا، ہندہ کے بالغ ہونے پر ہندہ کا بھی نکاح ہو گیا، تو اب ہندہ کی لڑکی کا نکاح زید کے لڑکے سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبد اللہ قاسمی، معصوم پوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نابالغ لڑکی سے زنا کرنے سے حرمت مصاہرت

ثابت نہیں ہوتی ہے؛ لہذا زید کے لڑکے کا نکاح ہندہ کی لڑکی سے جائز اور درست ہے۔

أما غيرها يعني الميئة، وصغيرة لم تشته فلا تثبت الحرمة بها أصلاً.
وفي الشامية: تحت قوله أصلاً أي سواء كان بشهوة أو لا أنزل أولاً.

(الدر المختار مع الشامی، زکریا ۴/۱۱۰، کراچی ۳/۳۴)

ویشترط و طؤها في حال كونها مشتهاة. (شامی، زکریا ۴/۱۰۴،
کراچی ۳/۳۰)

ووطء الصغیرة التي لا تشتهي لا یوجب حرمة المصاهرة في
قول أبي حنيفة، و محمد. (فتاویٰ قاضیخاں علی ہامش الہندیہ، زکریا
۳۶۰/۱، جدید ۲۱۸/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۱/محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۷۱۹)

بحالت نابالغ اپنی لڑکی کو شہوت سے چھونا

سوال [۵۵۷۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل
کے بارے میں: کہ تین چار سالہ لڑکی ایک جگہ پر لیٹی تھی اور شوہر اپنی بیوی کو جماع کے
لئے جگانے کے لئے ہاتھ اٹھا کر ہاتھ دیا، مگر ہاتھ لڑکی کے بدن پر پڑ گیا، تو کیا اب بیوی
شوہر پر حرام ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد مصطفیٰ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ۳۳ رسال کی یکجہ مشتبہ نہیں ہوتی ہے، اس
کے شہوت کا ہاتھ لگنے سے حرمت کا ثبوت نہیں ہوتا۔

دون تسع لیست بمشتہاقہ یفتیٰ و تحته في الشامية: و الأصح أنها لا

تثبت الحرمة الخ (در مختار، زکریا ۴/۱۱۴، کراچی ۳/۳۷، ہندیہ، زکریا ۱/۳۴۴،
الموسوعة الفقهية الكويتية ۳۷/۳۱۲، جدید ۱/۴۱۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱/محرم الحرام ۱۴۱۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۵۵۹)

دس گیارہ سال کی بیٹی کو چھونے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی یا نہیں؟

سوال [۵۵۷۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید بچپن ہی سے بیمار ہے ان میں سے ایک بیماری یہ بھی ہے کہ وہ اپنی آنکھ سے سامنے کی چیز یا آدمی بڑی مشکل سے پہچان پاتے ہیں، آنکھ کی بینائی بالکل کم ہے، ایک رات کا واقعہ ہے کہ وہ عشاء کی نماز پڑھ کر گھر آئے گھر میں بھی بہت کم روشنی جل رہی تھی؛ اس لئے یہ نہیں دیکھا کہ وہ ان کی لڑکی ہے، جو عمر میں اس وقت گیارہ سال کی ہوگی کمسن ہے نابالغہ ہے، وہ لڑکی اپنی ماں کی جگہ سو رہی تھی، زید نے اپنی بیوی سمجھ کر بوسہ دینے کے لئے لڑکی کے رخسار پر ہاتھ پھیرا فوراً اطلاع ملی کہ وہ اس کی لڑکی ہے، فوراً ہاتھ ہٹا لیا اور دل دل میں بہت شرمندہ ہوئے آیا اس سے زید کی بیوی زید پر حرام ہوگئی یا نہیں؟ عقد نکاح میں کوئی خلل ہوا ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبد الجلیل، چارکھوٹی، جٹامیڈ یکل ہال، نوگاؤں (آسام)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: واقعہ میں لڑکی نابالغ ہونے کے ساتھ ساتھ اس طرح کمسن معلوم ہوتی ہے کہ اس کو دیکھ کر مردوں کی نگاہ شہوت نہیں پڑ سکتی ہے اور دیکھنے میں مراہق اور مشتبہاۃ نہیں ہے، چھوٹا قد ہونے کی وجہ سے دس گیارہ سال میں مراہق اور مشتبہاۃ نہیں ہوتی ہے، تو ایسی صورت میں زید کی بیوی زید پر حرام نہ ہوگی اور اگر لڑکی دس گیارہ سال میں مشتبہاۃ اور مراہق ہو چکی ہے، دیکھنے میں مردوں کی نگاہ شہوت پڑ سکتی ہے تو نابالغہ ہونے کے باوجود زید پر ایسی صورت میں بیوی حرام ہو جائے گی۔ آپ خود ہی صورت حال کا جائزہ لیجئے۔

فلو أيقظ زوجه، أو أيقظته هي لجماعها، فمست يده بنتها المشتبهة، أو يدها ابنه حرمت الأم ابداً. وفي الشامية: لا بد في كل منهما من سن

المراهقة وأقله للأنتى تسع و للذكر اثنا عشر؛ لأن ذلك أقل مدة يمكن فيها البلوغ الخ (در مختار مع شامی، کراچی ۳/۵، زکریا ۴/۱۱۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۳۰۹۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۳/۳/۱۴۱۳ھ

کیا بارہ سال بعد حرمت مصاہرت کا ثبوت ہوگا؟

سوال [۵۵۷۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ساجدہ کی شادی ۱۲ سال پہلے ہوئی تھی، چند مہینے کے بعد ساجدہ کے سر نے ساجدہ کے ساتھ صحبت کر لی؛ لیکن ساجدہ نے نہ اپنے شوہر سے بتلایا نہ ہی اپنے میکہ میں کسی سے بتلایا، نہ بتلانے کی وجہ یہ تھی کہ ساجدہ کے ماں باپ انتہائی غریب ہیں بڑی مشکل سے شادی کی تھی۔ اب ۱۲ سال کے بعد جبکہ ۲ بچے بھی ہیں، ساجدہ میں کچھ دینداری آئی تو اس نے اس بات کو بتلایا، ساجدہ نے اپنی ساس سے تذکرہ کیا تھا، اب ساس بھی وفات پا چکی ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا اب ۱۲ سال کے بعد ساجدہ کے اس واقعہ کو بتلانے سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔

المستفتی: ساکنان، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: محض ساجدہ کے بتلانے سے کہ سر نے اس کے ساتھ صحبت کی ہے، حرمت مصاہرت کا ثبوت نہیں ہوگا؛ جب تک سر خود بھی اس کا اقرار نہ کر لے یا شوہر اس کی تصدیق کرے کہ یہ بات صحیح ہے، تو ساجدہ اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی۔

وإن ادعت الشهوة في تقبيله، أو تقبيلها ابنه وأنكرها الرجل، فهو

مصدق لا هي. (شامی، زکریا ۴/۱۱۴، کراچی ۳/۳۷)

تزوج بکرا فوجدھا ثیباً، وقالت أبوک فضنی، إن صدقھا بانت بلا
مهر وإلا لا. (در مختار، زکریا ۴/ ۱۰۶، کراچی ۳/ ۳۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۹۲۶۸)

لمس بالید سے حرمت مصاہرت کا حکم

سوال [۵۵۷۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اپنی پھوپھی شبنم کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے، مگر حقیقت واقعہ یہ ہے کہ شبنم نے ایک دن زید کو پان دیا، پان پکڑتے وقت زید کی انگلیوں کے اگلے پوروں کا اگلا حصہ (سرا) شبنم کے اگلے پوروں سے چُٹ ہو گیا، اس وقت زید کو شبنم کے پوروں کی گرمی (حرارت) تو ضرور محسوس ہوئی اور پان پکڑنے کا وقت تقریباً ایک یا دو سکند تھے، مگر زید اس امر میں متشکک ہے کہ اس وقت زید کو شہوت تھی یا نہیں اور عضو مخصوص میں انتشار تھا یا نہیں؟ تو اب مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا صورت مذکورہ ”لمس بالید“ میں داخل ہے یا نہیں؟ اور زید اپنی پھوپھی کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

نیز اس بات کی وضاحت ضرور کر دیں کہ ”لمس بالید“ کے سلسلہ میں مفتی بہ قول کیا ہے اور حرمت مصاہرت کے ثبوت میں فتویٰ کس امام کے کس قول پر ہے؟

المستفتی: محمد شعیب الرحمن القاسمی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ صورت میں لمس بالید جو شرعی طور پر ممنوع اور حرام ہے، وہ ثابت نہیں ہے؛ اس لئے کہ لمس بالید سے اس حرمت مصاہرت کے ثبوت کے لئے شہوت کا یقین ہونا شرط اور لازم ہے اور یہاں شہوت کا یقین سے ہونا ثابت نہیں ہے؛

اس لئے شہنم کی لڑکی سے آپ کا نکاح کرنا بلاشبہ جائز ہے اور یہی مفتی بہ قول ہے۔
 وأصل ماسته أي بشهوة قال في الفتح و ثبوت الحرمة بلمسها مشروط
 بأن يصدقها ويقع في أكبر رأيه صدقها. (شامي، زكريا ۴/ ۱۰۸، کراچی ۳/ ۳۳)
 اليقين لا يزول بالشك. (الاشباه والنظائر قديم ۱۰۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲۰ شوال المکرم ۱۴۲۵ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۸۵۶۶/۳۷)

اپنی لڑکی یا سالی سے زنا کرنے سے کیا بیوی حرام ہو جائے گی؟

سوال [۵۵۷۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی نے اپنی لڑکی سے زنا کیا، تو اس صورت میں کیا اس کا نکاح اپنی اہلیہ سے باقی رہیگا یا نہیں؟

(۲) اگر کسی نے اپنی سالی سے بیوی کی موجودگی میں نکاح کر لیا یا زنا کا صدور ہو گیا، تو اس کا نکاح باقی رہا یا نہیں؟

المستفتی: شبیر اختر، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: لڑکی سے زنا کرنے سے اس کی ماں حرام ہو جاتی ہے؛ لہذا اس پر ضروری ہے کہ اس سے جدائی اختیار کر لے۔

كما استفيد من هذه العبارة حتى لو وطئ أم امرأته أو بنتها حرمت عليه امرأته الخ (بزازيہ علی الہندیۃ، زکریا ۴/ ۱۱۲، جدید ۱/ ۷۶، ہکذا فی الشامی، کراچی ۳/ ۳۵، زکریا ۴/ ۱۱۲، ہندیۃ، زکریا ۴/ ۲۷، جدید ۱/ ۳۳۹)

البتہ لفظ متارکت (طلاق دیا یا چھوڑ دیا وغیرہ) استعمال کرنا ضروری ہے۔

وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة. (شامی، کراچی ۳/۳۷، زکریا ۴/۱۱۴)

(۲) دونوں صورتوں میں نکاح باقی ہے اور بیوی کی موجودگی میں سالی سے نکاح کرنے میں سالی کا نکاح باطل ہے۔

ان تزوجہما بعقد تین ونسی الأول فلو علم فهو الصحيح، والثاني باطل. (شامی، کراچی ۳/۴۰، زکریا ۴/۱۱۹)

وطئ أخت امرأته لا تحرم عليه امرأته الخ (در مختار مع الشامی، کراچی ۳/۳۴، زکریا ۴/۱۰۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۵ھ/۷/۱۷

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۷/رجب المرجب ۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۱/۲۱۲۵)

چچی کا بوسہ لینے کا حکم

سوال [۵۵۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید بہوش وحواس شہوت کے ساتھ ہندہ کے رخسار کا جو اس کی چچی ہوتی ہے بوسہ لیا، حالت بیداری وحالت خواب میں، کیا ایسی صورت میں زید اس کی لڑکی سے جو اس زید کی چچا زاد بہن ہے عقد کر سکتا ہے یا نہیں؟ بصورت ثانی کوئی امکانی صورت بھی نکل سکتی ہے جیسا کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ”الحلیۃ الناجزہ“ میں مذہب غیر پر عمل کے بارے میں جواز لکھا ہے، یعنی میری مراد یہ ہے کہ میں حنفی مسلک ہوں اس صورت میں کسی دوسرے امام کے مذہب پر عمل کرنے کی گنجائش نکل سکتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو مسئلہ ختم اور اگر کوئی جواز کی صورت نکل سکتی ہے جیسا کہ ”الحلیۃ الناجزہ“ کے ہی ص: ۳۰۲ پر تلفیق کے جواز کے بارے میں معتمد عالم سے رجوع کر کے ان کی اصول

فتویٰ پر عمل کو کہا ہے، تو اب صرف پوچھنا یہ ہے کہ کیا مذکورہ صورت میں جواز کی کوئی شکل آپ کے نزدیک نکل سکتی ہے؟

المستفتی: محمد خالد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حرمت مصاہرت کے ثبوت میں حالت خواب کا اعتبار نہیں، صرف بیداری کی حالت کا اعتبار ہے؛ لہذا اگر زید نے بیداری کی حالت میں شہوت کے ساتھ اپنی چچی کا بوسہ لیا ہے، تو ان کی بیٹی سے نکاح کرنا اس کے لئے جائز نہیں ہے اور مذہب غیر پر عمل کا جواز صرف اجتماعی ضرورت شرعی کے وقت یا خطرناک فتنہ سے حفاظت کی غرض سے ہے۔ اور پیش آمدہ صورت ان میں سے کسی ضرورت کے دائرہ میں داخل نہیں؛ لہذا سائل کو یہاں کا ارادہ ترک کر کے دوسری جگہ شادی کی کوشش کرنی چاہئے۔

كما تثبت هذه الحرمة بالوطئ تثبت بالمس، والتقبيل. (ہندیۃ، زکریا ۱/۲۷۴)

ومن مسته امرأة بشهوة حرمت عليه أمها، وبناتها. (ہدایۃ، زکریا اشرفیہ

دیوبند ۲/۳۲۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۴ ربیع الاولیٰ ۱۴۳۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹۳۹۱۰۳۰)

کیا مذاق میں بھی مس، تقبیل وغیرہ سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے؟

سوال [۵۵۷۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ کسی مرد نے کسی اجنبیہ عورت یا لڑکی کو مذاق میں شہوت کے ساتھ چھوا، یا بوسہ لیا یا اس کی شرمگاہ کی طرف دیکھا یا کسی اجنبیہ عورت یا لڑکی نے یہ فعل کسی اجنبی لڑکے یا مرد کے ساتھ کیا، تو کیا اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی؟ اور ہر ایک کے اصول

وفروع اولاد ایک دوسرے پر حرام ہو جائے گی؟ اگر یہ شخص اپنی اولاد کا اس عورت یا اس کی لڑکی سے نکاح کرانا چاہے تو کر سکتا ہے یا نہیں؟

نیز اگر ایسا شخص بعد میں مذکورہ حرکات کی صورت میں شہوت کا انکار کرے تو اس کی بات مانی جائے گی یا نہیں؟ سوال مذکور کا تسلی بخش جواب مع دلائل عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد افضل حلیسی، بھگلپوری، معلم مدرسہ شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جس شخص نے کسی اجنبیہ کو یا کسی عورت نے کسی اجنبی مرد کو شہوت کے ساتھ چھودیا، یا بوسہ لیا یا شرمگاہ کی جانب دیکھ لیا، تو ان تمام صورتوں میں حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔ اور دونوں کے اصول وفروع ایک دوسرے پر حرام ہو جاتے ہیں۔

حرم بالصہریۃ أصل مزنیته، وأصل ممسوسته-وفروعهن مطلقاً.

(درمختار، زکریا ۴/۱۰۷، کراچی ۳/۳۲)

اس شخص کی اولاد کا اس عورت سے نکاح درست نہیں؛ البتہ اس کی لڑکی سے اپنے لڑکے کا نکاح کر سکتا ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۵/۷۴)

ویحل لأصول الزانی، وفروعه أصول المزنی بہا، وفروعها. (شامی،

زکریا ۴/۱۷، کراچی ۳/۳۲)

اگر مذکورہ حرکت کا مرتکب شہوت کا انکار کرے، تو نظر اور مس میں اس کی بات تسلیم کی جاسکتی ہے، اس وقت حرمت مصاہرت کا حکم نہیں لگے گا؛ لیکن تقبیل میں اس کی بات قبول نہیں کی جائے گی؛ کیونکہ عموماً بوقت تقبیل شہوت کا وجود ہوتا ہے۔

إذا قبلها، أو لمسها، أو نظر إلى فرجها، ثم قال لم یکن عن

شهوة ذکر الصدر الشہید، أنه فی القبلة یفتی بالحرمة وفي اللمس، والنظر لا؛ لأن الأصل فی التقبیل الشهوة بخلاف المس، والنظر.

(شامی، زکریا ۴/۱۱۲، کراچی ۳/۳۵، ہندیہ، زکریا ۱/۲۷۶، جدید ۱/۳۴۱)
فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۷۰۳۱)

عورت کو شہوت سے ہاتھ لگانے کا حکم

سوال [۵۵۷۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بہشتی زیور حصہ چہارم میں جن لوگوں سے نکاح حرام ہے، ان کے اس مسئلہ کا بیان ۱۹/۱۸ پر ہے کسی عورت نے جوانی کی خواہش کے ساتھ بدنیتی سے کسی مرد کو ہاتھ لگایا، تو اب اسی عورت کی ماں اور اولاد کو اس سے نکاح کرنا جائز نہیں، اسی طرح اگر کسی مرد نے کسی عورت پر ہاتھ ڈالا وہ مرد اس کی ماں اور اولاد پر حرام ہو گیا۔ ۱۱/ پر ہے رات اپنی بیوی کو جگانے کے لئے اٹھا مگر غلطی سے لڑکی پر ہاتھ پڑ گیا یا ساس پر ہاتھ پڑ گیا اور بیوی سمجھ کر جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا، تو وہ مرد اپنی بیوی پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گیا۔

اب کوئی صورت جائز ہونے کی نہیں اور لازم ہے کہ یہ مرد اب اس عورت کو طلاق دیدے؛ جبکہ یہ مسئلہ سہواً پیش آ گیا، تو قصد اس کے برعکس اگر لڑکے کی بیوی پر ہاتھ وغیرہ لگ گیا یا کسی موقع پر خدمت کرتے کرتے اعضاء مس ہو جائیں اور خدا نخواستہ دل میں کوئی بات یعنی غلط تصور ہو تو کیا حکم ہے؟ اس پر فتن دور میں خسر بہو کے ناجائز تعلقات کا پتہ چلتا ہے، تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟ اور اس قسم کے گھروں میں اختلاط تو ہوتا ہے، سب ایک ہی جگہ رہتے سہتے ہیں اور چیزوں کا لین دین بھی ہوتا ہے، تو مذکورہ معاملہ کا کیا حکم ہے؟ جوابات سے نواز کر مشکور فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جی ہاں! شہوت سے ہاتھ لگانے میں حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے اور اگر غلطی سے بیوی سمجھ کر لڑکی یا ساس یا بہو پر شہوت سے ہاتھ لگ گیا ہے، تب بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے، اسی طرح اگر جسمانی خدمت یعنی پیرو وغیرہ دباتے وقت شہوت ابھر جائے اور نیت خراب ہو جائے، تو بھی حرمت ثابت ہو جائے گی؛ اس لئے ساتھ رہنے میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

فلو أيقظ زوجته، أو أيقظته هي لجماعها، فمست يده بنتها المشتهاة، أو يدها ابنه حرمت الأم أبداً. (درمختار، کراچی ۳/۳۵، زکریا ۱۲/۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۶۱۹)

عورت کے پاس شرعی گواہ ہونے کی صورت میں حرمت مصاہرت

سوال [۵۵۸۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی بیوی کا ہاتھ پکڑ کر زید کے والد نے کہا کہ میں تجھ سے صحبت کروں گا اور لے جانے لگے، زید کی بیوی راضی نہ ہوئی اور ہاتھ چھڑا لیا، ایسی صورت میں زید کے لئے بیوی حلال ہے یا شریعت کا اس سلسلہ میں کیا حکم ہے؟ اس صورت میں زید اگر اپنی بیوی کو چھوڑتا ہے، تو بیوی خود کشی کرنے کو کہتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر زید اپنی بیوی کو چھوڑتا ہے تو زید کو اپنے والد کی بدنامی کا اندیشہ ہے، دوسرے زید کی بھی اس میں بدنامی ہے کہ بیوی کو چھوڑتا ہے اور گھر والوں کی بھی بدنامی ہے اور بیوی سے زید نے چھوڑنے کو کہا تو زید کی بیوی نے کہا کہ اس میں

ہماری کیا گستاخی ہے، میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا اور میں اللہ کے خوف اور اپنی آبرو کے ڈر سے ہاتھ چھڑا کر چلی آئی، اس میں میری کوئی گستاخی نہیں میری بسی بسائی زندگی کو کیوں کہ اجاڑا جا رہا ہے؟

المستفتی: محمد شہزاد، بجنوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ میں صرف بیوی کا بیان لکھا گیا ہے، خسر اور شوہر کا بیان نہیں؛ لہذا خسر اس دعویٰ کا انکار کرتا ہے اور زید اپنے باپ کی تصدیق کرتا ہے اور زید کی بیوی کے پاس عینی گواہ بھی نہیں ہیں، تو ایسی صورت میں یزید کی بدستور بیوی رہے گی۔ وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بان يصدقها، ويقع في أكبر رأيہ صدقها۔ (شامی، کراچی ۳/۳۳، زکریا ۴/۱۰۸، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۱۰۰، زکریا ۳/۱۷۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۹/۳/۹ھ

۹ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۶۰۵۶)

بہو سے زنا بالجبر پر کوئی گواہ نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال [۵۵۸۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کی بیوی سے جبراً زنا کر لیا، تو اب بیٹے کے لئے وہ بیوی حلال ہے یا نہیں؛ جبکہ بیٹا اس بات سے انکار کرتا ہے کہ میرا باپ اس طرح نہیں کر سکتا ہے، شریعت کی روشنی میں حکم عنایت فرمائیں۔

المستفتی: شمیم اختر معلم مدرسہ شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب بیٹا صاف کہہ رہا ہے کہ میرا باپ اس طرح

نہیں کر سکتا ہے اور عورت کے پاس شرعی گواہ بھی نہیں، تو ایسی صورت میں حرمت مصاہرت کا ثبوت نہ ہوگا۔ اور باپ پر اس الزام کا شرعاً اعتبار نہ ہوگا۔

رجل قبل امرأة ابنه بشهوة، وهي مكرهة، وأنكر الزوج، فالقول قول الزوج. (ہندیہ، زکریا ۱/۲۷۶، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۱۰۰، زکریا ۳/۱۷۷، جدید ۱/۳۴۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۱۰۱۳)

خسر منکر اور عورت کے پاس شرعی گواہ نہیں ہے تو کیا حکم ہے؟

سوال [۵۵۸۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسماۃ مبینہ جو کہ محمد ابراہیم کے نکاح میں ہے، ابراہیم کے والد محمد نبیہ جو کہ گھوڑے پر سوار ہے کہیں باہر سے آئے اور مسماۃ مبینہ سے کہا کہ یہ چھوٹا سا بچہ گھوڑے پر بیٹھا ہے، اس کو اتار لو، جب بچہ کو اتار لیا تو کہا کہ یہ جو سامان ہے اس کو بھی اترا دو؛ جب سامان اتارنے لگی تو محمد نبیہ جو کہ میرے سر ہوتے ہیں، انہوں نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا پھر مبینہ مکان کے اندر چلی گئی، تو محمد نبیہ نے اس کو مکان کے اندر گھیر لڑکی نے شور کیا، محمد نبیہ چلا گیا لڑکی نے فوراً اس کے پڑوس والوں سے شکایت کی، مکان میں دوسرا کوئی اس واقعہ کا گواہ نہیں، سرکاری نیت کے بارے میں لڑکی کہتی ہے کہ اس کی نیت اچھی نہیں تھی، کیا اس شکل میں وہ لڑکی محمد ابراہیم کے نکاح میں باقی رہی یا نہیں؟ مبینہ بخلف بیان کرتی ہے، تو ایسی صورت میں کیا شرعی فیصلہ ہے؟ مطلع فرمائیں نیز محمد نبیہ بخلف بیان میں واقعہ مذکورہ سے انکار کرتا ہے۔

المستفتی: مولوی منصب علی، مدرس مدرسہ اشرف المدارس، دوپٹہ ری ٹائڈ، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر عورت کے دعویٰ میں دو عادل گواہ موجود نہیں ہیں،

نیز خسرا نکار کر رہا ہے، تو شرعاً خسر سچا ہے اور ابراہیم پر مبینہ حرام نہ ہوگی۔

و في المس لا تحرم مالم تعلم الشهوة (وقوله) وادعت الشهوة
وانكرها الرجل فهو مصدق لاهي. (تنوير الأبصار مع الدر المختار و الشامی،
کراچی ۳۷/۲، زکریا ۱۱۴/۴، ہندیہ، ۱/۲۷۶ جلد ۱/۳۴۱، البحر الرائق، کوئٹہ
۱۰۰/۳، زکریا ۱۷۷/۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۴/ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/۳۸۳)

عورت کے دعویٰ اور خسرو اہل محلہ کے انکار سے حرمت مصاہرت کا حکم

سوال [۵۵۸۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل
کے بارے میں: کہ زید کی شادی کو تقریباً چودہ پندرہ سال گزر گئے، زید کی شادی ایسے وقت
ہوئی کہ زید کی والدہ مر چکی تھی، زید کے باپ نے شادی نہیں کی، چند سال گزرنے کے بعد
زید کے باپ نے شادی کر لی شادی سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، جس کو تقریباً ۳/۳ ساڑھے تین
سال ہو گئے، پھر خدا نے لڑکا دیا، جس کو چند ماہ ہوئے ہیں؛ چونکہ زید کے باپ کو اب تک زید
کے علاوہ کوئی دوسری مذکر و مؤنث اولاد نہیں ہوئی تھی، تمام ترجائیداد کا مالک تہا زید تھا۔

اب چند سال ہوئے زید کے باپ کی شادی کرنے کی وجہ سے دو اولاد مذکر و مؤنث
ہونے پر زید کی بیوی نے زید کے باپ پر الزام لگایا کہ آج سے دس سال قبل زید کے باپ
نے مجھ سے دومرتبہ زنا کیا ہے، فوری طور پر زید کو اپنی بیوی پر اعتماد ہو گیا؛ جبکہ زید کا باپ حلف
اٹھانے کو تیار تھا۔ اب جبکہ پوری بستی اور تمام رشتہ دار کو یہ یقین ہے کہ زید کی بیوی زید کے
باپ پر اس سے ہونے والے بچوں پر حسد کی وجہ سے الزام لگا رہی ہے، تو اب زید کو بھی بستی
والے اور رشتہ داروں کے کہنے کی وجہ سے اعتماد کلی ہے کہ واقعی میری بیوی میرے باپ پر

الزام لگا رہی ہے کیوں کہ میرا باپ ایسا نہیں۔ زید کی بیوی ہندہ کے پاس کوئی شہادت بھی نہیں اور زید کا باپ مسجد میں حلف اٹھانے کو تیار ہے کہ ایسی غلطی مجھ سے نہیں ہوئی ہے۔ نیز محلہ کے کسی بھی آدمی کو اس بات کا یقین نہیں کہ زید کے باپ نے ایسا کیا ہوگا۔ از روئے شرع زید کی بیوی زید پر حلال ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد الیاس صدیقی، محلہ فتح اللہ گنج مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب ہندہ کے پاس شرعی شہادت نہیں ہے اور شوہر ہندہ کی تکذیب کر رہا ہے اور باپ کی تصدیق کر رہا ہے تو زید پر مذکورہ حالات میں بیوی حرام نہ ہوگی، نکاح بدستور باقی ہے؛ کیونکہ اس طرح کے واقعہ میں بیوی کے حرام ہونے کے لئے شوہر کی تصدیق لازم ہوتی ہے۔

ثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها، ويقع في أكبر رأيه صدقها.

(البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۱۰۰، زکریا ۳/۱۷۷، شامی، کراچی ۳/۳۳، زکریا ۴/۱۰۸)

لا تحرم على أبيه وابنه إلا أن يصدقها، أو يغلب على ظنه صدقها.

(البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۱۰۰، زکریا ۳/۱۷۷، شامی، کراچی ۳/۳۳، زکریا ۴/۱۰۸)

ہندیہ ۱/۲۷۹، جدید ۱/۳۳۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۹۲۲۴)

خسر کا بہو سے بد فعلی کا ارادہ کرنا

سوال [۵۵۸۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ خالد بیمار تھا ڈاکٹر نے اندر مکان میں بند رہنے کی ہدایت کر رکھی تھی، زینب خالد کی زوجہ برآمدہ میں تھی اور اسی برآمدہ میں زینب کے خسر سوار تھے، زینب

کا کہنا ہے کہ رات کے کسی وقت میرے خسر نے میری چار پائی پر آ کر مجھے اٹھایا اور بد فعلی کا ارادہ کیا، میں چھوٹ کر بیت الخلا چلی گئی باقی رات وہیں گزاری یہ باتیں پنجایت میں آئیں، خسر نے بالکل انکار کیا کہ ایسا نہیں ہوا، زینب اصرار کرتی ہے کہ واقعی ایسا ہی ہوا ہے، ایسے حالات میں کس کا قول معتبر ہے؟ اور پھر کیا حکم ہے کہ وہ اپنے شوہر پر حرام ہوگی یا نہیں؟ اور دوسرے سے کس طرح نکاح کر سکتی ہے؛ البتہ شوہر یہ کہتا ہے کہ میرا باپ ایسا نہیں کر سکتا ہے۔ بینوا تو جروا۔

المستفتی: عزیز الرحمن، شریف نگر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر عورت کے پاس آنکھ دیکھے دو عادل گواہ نہیں ہیں، تو عورت کا قول شرعاً معتبر نہیں ہوگا؛ بلکہ شرعاً خسر کا قول معتبر ہوگا خاص طور پر جب شوہر یہی کہہ رہا ہے کہ باپ ایسا نہیں کر سکتا ہے؛ لہذا مذکورہ صورت میں عورت شوہر پر حرام نہیں ہوگی، دونوں کا نکاح باقی ہے۔

وان ادعت الشهوة في تقييله، أو تقييلها، وأنكرها الرجل، فهو

مصدق لاهي. (الدرالمختار، کراچی ۲/۳۷، زکریا ۴/۱۱۴، ہندیۃ،

۱/۲۷۶ جلد ۱/۲۴، البحر الرائق کوئٹہ ۳/۱۰۰، زکریا ۳/۱۷۷)

وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها. (شامی، کراچی ۳/۳۳،

زکریا ۴/۱۰۸، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۱۰۰، زکریا ۳/۱۷۷)

وماسوى ذلك من الحقوق تقبل فيه رجلا، أو رجل، وامرأتان،

سواء كان الحق مالا، أو غير مال مثلاً النكاح، والعناق، والطلاق. (الجوهرة

النيرة، امدادیۃ ملتان ۲/۳۲۶، دارالکتاب دیوبند ۲/۳۰۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵/رجب المرجب ۱۴۱۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۱۸۶۶)

شوہر پر بہو سے ہمبستری کرنے کا الزام لگانا

سوال [۵۵۸۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد علیم کی بیوی کے ساتھ محمد علیم کے باپ نے ہمبستری کی، یہ بیان محمد علیم کی ماں کا ہے، باپ اور محمد علیم کی بیوی اس بات کا انکار کر رہے ہیں اور ساس کے علاوہ اور کوئی گواہ نہیں ہے، تو کیا ساس کے کہنے پر بیوی محمد علیم پر حرام ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: محمد ہارون، بستی کرتپور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: محض ساس کے الزام سے خسر کا بیٹے کی بیوی کے ساتھ ہمبستری کا ثبوت نہیں ہوگا اور اس الزام سے بیٹے محمد علیم پر اس کی بیوی حرام نہیں ہوگی؛ ہاں البتہ اگر محمد علیم اس کی تصدیق کرے اور باپ اقرار کرے، تب حرام ہو سکتی ہے، اس کے بغیر نہیں۔

لا تحرم علی أبیہ وابنہ إلا أن یصدقاہ، أو یغلب علی ظنہما صدقہ الخ

(شامی، کراچی ۳/۳۳، زکریا ۴/۱۰۸، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۱۰۰، زکریا ۳/۱۷۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱ھ/۷/۳

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳۱ رجب المرجب ۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۲۲۸۱)

بہو نے خسر پر زنا کا الزام لگایا

سوال [۵۵۸۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی نے اپنے خسر پر زنا کا الزام لگایا کہ خسر نے میرے ساتھ زنا

کیا ہے، اس پر پنچایت ہوئی، تو لوگوں سے خسر نے کہا یہ مجھ پر جھوٹا الزام ہے اور خسر نے قرآن کریم اٹھا کر قسم کھالی، خسر مذکور نیک اور پابند شرع ہے، لڑکا بھی اپنے باپ کے بارے میں نیک گمان کرتا ہے، اسے یقین نہیں ہے، تو طلاق ہوئی یا نہیں؟ دونوں میں تفریق کرا دی جائے یا نہیں؟ شرعی حکم تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد وسیم، رام پوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بغیر شہادت معتبرہ کے صرف عورت کا قول معتبر نہ ہوگا؛ جب تک کہ شوہر عورت کی تصدیق نہ کر دے اور صورت مسئلہ میں نہ خسر اقرار کر رہا ہے اور شوہر بھی عورت کی تصدیق نہیں کر رہا ہے؛ اس لئے عورت شوہر پر حرام نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۳۳۶/۷، احسن الفتاویٰ ۱/۵)

رجل قبل امرأة أبيه بشهوة، أو قبل الأب امرأة ابنه بشهوة، وهي مكرهة وأنكر الزوج أن يكون بشهوة، فالقول قول الزوج. (عالمگیری، زکریا ۱/۲۷۶، جدید ۱/۳۴۲، شامی، کراچی ۳/۳۷، زکریا ۴/۱۱۴، البحرائق کوئٹہ ۳/۱۰۰، زکریا ۳/۱۷۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۹/۳۳۸۱)

بہو کا سر پر زنا بالجبر کا الزام لگانا

سوال [۵۵۸۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسماۃ عرشابی بی زوجہ فاروق نے اپنے حقیقی سرسرمی عبد السلام پر زنا بالجبر کا الزام لگایا؛ لیکن کما حقہ ثبوت جرم کے لئے مطلوبہ گواہ نہ پیش کر سکی

اور سر مذکورہ جرم مذکور سے منکر ہے۔

(۱) مذکورہ عورت کا شوہر مذکور، مذکورہ پر خوش گمان ہے اور باپ کو پاکدامن خیال کرتا ہے، جس سے لگتا ہے کہ مذکورہ محض نجات کے لئے ایسا کرتی ہے؛ کیونکہ ایک پنچایت میں مذکورہ کے سر مذکور کو بعد از غسل وضو حلف بھی دلایا گیا، اور مذکور حلف اٹھا کر الزام سے منحرف ہو گیا؛ لیکن مذکورہ نہیں مانتی تاہم متعدد مرتبہ پھر ملامت کر رہی ہے۔

(۲) کیا ایسی صورت میں جبکہ شرعی ثبوت بصورت گواہ بھی نہیں اور خاوند مذکور بھی خوش گمان ہے اور ملزم اپنے الزام پر جامع مسجد شریف میں حلف بھی کر چکا ہے، حرمت مصاہرت لازم آتی ہے؟ جواب سے نوازیں۔

المستفتی: مولانا محمد الیاس

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب خسر نے باقاعدہ حلفیہ بیان دیا کہ اس نے ایسی حرکت نہیں کی اور شوہر کو بھی باپ کے پاک ہونے پر یقین ہے اور بیوی کے پاس شرعی گواہ بھی نہیں ہیں، تو محض اس کے کہنے اور بے ثبوت الزام سے بیوی شوہر پر حرام نہیں ہوگی، نکاح بدستور باقی ہے بہت ممکن ہے کہ جان چھڑانے کی راہ تلاش کر رہی ہو۔

وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها، ويقع في أكبر رأيه صدقها، وعلى هذا ينبغي أن يقال في مسه إياها لا تحرم على أبيه و ابنه إلا أن يصدقاه، أو يغلب على ظنهما صدقه. (شامي، کراچی ۳/۳۳، زکریا ۴/۱۰۸، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۱۰۰، زکریا ۳/۱۷۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۸/۱/۱۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸/رم الحرام ۱۴۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۱۳۹۵)

۷۰ سالہ خسر پر بہو کا زنا کا الزام لگانا

سوال [۵۵۸۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی عمر ۷۰ سال ہے، آنکھوں سے کمزور ہے، داڑھ دانت بیکار ہے، زید پر اس کی بہو نے زنا کا الزام لگایا، زید نہایت متقی پرہیزگار ہے، نمازی ہے، حلفیہ بیان دیتا ہے کہ میں نے زنا نہیں کیا، لڑکے نے باپ کے ہاتھوں پر قرآن پاک رکھ دیا اور کہا قسم کھاؤ مسجد میں چل کر، تو باپ نے کہا مسجد تو کیا خانہ کعبہ میں جا کر قسم کھا سکتا ہوں۔ اس پر بھی لڑکے کو یقین نہیں ہوا، کچھ اور آدمی اور عورتیں بھی عورت کی بات پر یقین کر رہے ہیں، اس شکل میں شرعی حکم کیا ہے؟

(۱) زید کی بات کا اعتبار ہوگا یا نہیں؟

(۲) باپ کی خدمت نہ کرنے پر لڑکے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

(۳) کیا لڑکا اس عورت کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے یا اس سے خدمت لے سکتا ہے یا بچوں کی دیکھ بھال کے لئے رکھ سکتا ہے یا لڑکا اس عورت کو ہاتھ لگا سکتا ہے؟

(۴) جو لوگ عورت کی بات پر یقین کر رہے ہیں، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۵) عورت حاملہ ہے اگر وہ عدت کرتی ہے تو کب سے کب تک کرے گی؟

المستفتی: عبدالحکیم، نینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر لڑکا باپ کو جھوٹا سمجھ رہا ہے اور اس کو اپنی بیوی کی سچائی کا یقین ہے تو ایسی صورت میں بیوی شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی۔ اب نکاح میں لانے کے لئے کوئی شکل نہیں ہے اور نہ ہی اس بیوی کو اپنے پاس رکھنا اور اس سے کسی قسم کی جسمانی خدمت لینا جائز ہوگا، اس کو اپنے سے الگ کر دینا لازم ہوگا۔

(مستفاد: ایضاح النوادر ۲/۱۰۸)

ثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها، ويقع في أكبر رأي صدقها.

(شامی، کراچی ۳۳/۳، زکریا ۴/۱۰۸، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۱۰۰، زکریا ۳/۱۷۷)

۲. باپ کی خدمت بیٹے پر بہر حال واجب ہے۔ ۲. نہیں رکھ سکتا۔ ۴. عورت کی بات پر یقین کرنے سے عورت حرام ہو جاتی ہے۔ ۵۔ شوہر کی متارکت اور وضع حمل کے بعد عدت ختم ہو سکتی ہے۔ نیز شوہر کے چھوڑ دینے کے بعد سے عدت شمار ہوگی۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴/ رجب المرجب ۱۴۱۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۵۳۴)

بہو کا سر پر سیدنہ پر ہاتھ لگانے کا دعویٰ کرنا

سوال [۵۵۸۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید کے اوپر اس کی بہویہ الزام لگا رہی ہے کہ زید نے اپنی بہو کے سینہ پر ہاتھ بٹھوت لگایا؛ لیکن زید اس بات کا منکر ہے، ساتھ ہی زید کا کہنا ہے کہ اس کی بہو مسلسل دعوت دیا کرتی تھی؛ لیکن زید نے کبھی بھی اس کو ہاتھ تک نہیں لگایا غلط نیت سے؛ جبکہ ساس (زید کی بیوی) اپنی بہو کو یہ نصیحت کرتی تھی کہ وہ زید سے زیادہ تعلق نہ رکھے؛ لیکن بہو پھر بھی زید سے بے تکلفانہ انداز میں ملتی تھی اور بلا جھجک سر زید کے قریب بیٹھتی تھی اور باتیں کرتی تھی، اس مسئلہ کا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: نور جہاں، بیجاپور، کرناٹک

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید کی بہو کا صرف اپنا دعویٰ ہے اور اس دعویٰ پر

کوئی شرعی گواہ اور ثبوت نہیں ہے، اور خسر اس کا صاف انکار کر رہا ہے، تو ایسی صورت میں شرعی طور پر زید کی بہو کی بات کا کوئی اعتبار نہیں۔

نیز شہوت کے ساتھ چھونے میں حرمت مصاہرت کے لئے یہ شرط ہے کہ ایک دوسرے کے بدن کی حرارت جانبین کو محسوس ہو۔ اور یہاں پر اس بات کا ثبوت بھی نہیں۔

ثم المس إنما یوجب حرمة المصاهرة إذا لم یکن بینہما ثوب، أما إذا کان بینہما ثوب فإن کان صفیقا لا یجد الماس حرارة الممسوس لا تثبت حرمة المصاهرة، وإن کان رقیقا بحيث تصل حرارة الممسوس إلى یدہ تثبت. (فتاویٰ عالمگیری، زکریا ۱/۲۷۵، جدید ۱/۳۴۰، ہکذا فی الفتاویٰ التاتاریخانیہ، زکریا ۴/۵۳، رقم: ۵۵۰۳)

والفرق اشتراکہما فی لذة المس کالمشترکین فی لذة الجماع. (شامی، زکریا ۴/۱۱۳، کراچی ۳/۳۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۴ ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۵۵۲)

لڑکے کو والد کی طرف سے زنا یا دواعی زنا کا یقین ہے تو کیا حکم ہے؟

سوال [۵۵۹۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: (۱) کہ زید اپنے لڑکے کی بیوی سے گھریلو کام کاج کراتا ہے، لڑکے کی بیوی اپنے باپ کے برابر سمجھتے ہوئے کام کر دیتی ہے، سر لڑکے کی بیوی کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے اپنی شہوت کو ظاہر کرتا ہے اور اس نے جبراً زنا بھی کر لیا، جب لڑکے کو معلوم ہوا تو اس نے اپنے باپ کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا، جب لوگوں کو معلوم ہوا تو اس معاملہ کو ٹھنڈا کر دیا گیا، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس عورت کو طلاق دے کر علیحدہ کر دیا جائے۔

(۲) اب غور طلب امر یہ ہے کہ اگر جماع ثابت نہ ہو تو لڑکے کی بیوی سے پاؤں دبوانا، مالش کرانا وغیرہ کی خدمت سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی یا نہیں؟

- (۳) اس عورت کو علیحدہ کرنے کے لئے طلاق دی جائے گی یا نہیں؟
 (۴) وہ عورت اس لڑکے کے لئے حرام ہو کر اس کے والد کے لئے حلال ہوگی یا نہیں؟
 (۵) آج کل عمومی طور پر سر، ہنڈوئی، دیور، وغیرہ سے پردہ نہیں کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے یہ واقعات پیش آتے رہتے ہیں، مفصل و مدلل حکم صادر فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں۔

المستفتی: ڈاکٹر مشرف حسین انصاری، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) اگر لڑکے کو زنا یا دواعی زنا کا یقین

ہو گیا ہے، اور اس وجہ سے باپ کے قتل کو تیار ہے، تو بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی ہے۔
 (مستفاد فتاویٰ دارالعلوم ۷/۳۴۳)

وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها، ويقع في أكبر رأيه
 صدقها (إلى قوله) وفي الجوهره لو مس، أو قبل، وقال لم اشتبه صدق إلا
 إذا كان اللمس على الفرج، والتقبيل في الفم الخ (البحر الرائق، كوئنه
 ۱۰۰/۳، زکریا ۱۷۷/۳، کراچی ۳۳/۳، زکریا ۱۰۸/۴)

(۲) اگر دونوں میں سے ایک میں شرعی ثبوت سے شہوت ثابت ہو جائے، تو بیوی
 لڑکے پر حرام ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

وتكفي الشهوة من أحدهما، هذا إنما يظهر في المس الخ

(الدر المختار، کراچی ۳۷/۳، زکریا ۱۱۴/۴)

وفي المس لا تحرم ما لم تعلم الشهوة؛ لأن الأصل في التقبيل
 الشهوة بخلاف المس الخ (الدر المختار، کراچی ۳۷/۳، زکریا ۱۱۴/۴)

خسر کو، ہو کے ہاتھ سے پیردہ ہونے سے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

(۳) طلاق یا شرعی تفریق کے بغیر عورت دوسری جگہ اپنا نکاح نہیں کر سکتی۔

وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا تحل لها التزوج بآخر إلا

بعد المتاركة وانقضاء العدة الخ (الدر المختار، مطبوعہ کراچی ۳۷/۳، زکریا ۱۱۴/۴)

(۴) لڑکے کی مدخولہ بیوی باپ پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے، چاہے لڑکے پر حرام ہو جائے یا لڑکے کا انتقال ہو جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۳۳۰/۷)

قال الله تعالى: 'وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ'. [النساء: ۲۳]
(۵) دیور سے شرعاً پردہ ہے، خسر سے شرعاً پردہ لازم نہیں؛ لیکن ناقابل اطمینان خسر سے احتیاط لازم ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ صفر المظفر ۱۴۳۵ھ

(رجسٹر خاص)

زوجین خسر سے زنا کے ثبوت کے اقراری ہوں تو کیا حکم ہے؟

سوال [۵۵۹۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اور اس کی بیوی ہندہ اور زید کا باپ (ہندہ کا سر) تینوں ایک ہی حویلی میں رہتے تھے، زید گاہے گاہے اپنے کاروبار کے لئے سفر بھی کرتا رہا۔ اب جبکہ ہندہ کے سات بچے ہو چکے ہیں ہندہ اپنے شوہر سے کہتی ہے کہ تمہارے باپ نے میرے دو بچے ہونے کے بعد یہ دھونس دے کر کہا اگر تم نے اس بات کو ظاہر کیا تو گھر سے نکال دوں گا، دو مرتبہ مجھ سے زنا کیا ہے، میں ڈر کی وجہ سے ظاہر نہ کر سکی۔ اب جبکہ ہندہ کے پانچ بچے اور ہو چکے ہیں، اس بات کو ظاہر کرتی ہے، ہندہ مدعیہ کے پاس کوئی شہادت نہیں، زید کے باپ (مدعی علیہ) سے جب معلوم کیا گیا، کیا تم نے ایسا کیا ہے (مدعی علیہ) زید کا باپ انکار کرتا ہے اور حلف اٹھانے کے لئے تیار ہے؛ جبکہ زید کو اپنی بیوی ہندہ کا یقین ہے کہ میری بیوی بالکل سچ بولتی ہے لہذا مسئلہ مذکورہ کے مطابق ہندہ اپنے شوہر کے لئے حلال ہے یا نہیں؟ از روئے شرع حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیے۔

المستفتی: محمد فاروق، فتح اللہ گنج، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر شوہر کو اس بات کا یقین ہے کہ بیوی اس معاملہ میں سچ بول رہی ہے اور باپ کو اس میں کاذب سمجھتا ہے اور باپ سے ایسا فعل صادر ہونے کا ظن غالب بھی ہے، تو شوہر پر بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی ہے اور چونکہ اب تک شوہر کو اس کا علم نہیں تھا؛ اس لئے بعد کی ازدواجی زندگی میں شوہر گنہگار نہیں ہوگا اور درمیان میں جو اولاد پیدا ہوگئی ہے اس کا نسب بھی شوہر سے ثابت ہوگا، ان کو حرامی کہنا جائز نہ ہوگا اور اگر آئندہ بیوی دوسری جگہ نکاح کرنا چاہے، تو شوہر سے اولاً متارکت حاصل کر کے عدت گذارنی ہوگی، اس کے بعد دوسری جگہ نکاح درست ہو سکتا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۱۱/۴۴۲)

وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها، ويقع في أكبر رأيه صدقها. (شامی، کراچی ۳/۳۳، زکریا ۴/۱۰۸)

وفي البحر الرائق: لا تحرم على أبيه وإبنه إلا أن يصدقها، أو يغلب على ظنه صدقها (البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۱۰۰، زکریا ۳/۱۷۷)

وإن صدقها الزوج وقعت الفرقة الخ (فتاویٰ عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۲۷۶، زکریا جدید ۱/۳۴۲)

لأن النسب كما يثبت بالنكاح الصحيح يثبت بالنكاح الفاسد، وبالوطئ عن شبهة. (البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۶۵، زکریا ۴/۲۷۹)

والنسب يحتال لا ثباته مهما أمكن والامكان هنا بسبق التزوج الخ (شامی مصری، ۲/۸۶۴، کراچی ۳/۵۴۷، زکریا ۵/۲۴۰)

لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة وانقضاء العدة. (شامی، زکریا ۴/۱۱۴، کراچی ۳/۳۷)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۰۹/۲/۱۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ صفر المظفر ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/۱۱۲۱)

خسر کا شہوت کے ساتھ بہو کا ہاتھ پکڑنا

سوال [۵۵۹۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ خسر نے اپنے لڑکے کی بیوی کے ہاتھ کو رات کی تنہائی میں بہو کے بستر پر پہنچ کر پکڑ لیا، اور زبان سے زنا کی فرمائش کی، مگر لڑکے کی کسی طرح سے بھاگ کر باہر آ گئی، دوسرے دن اپنے شوہر کو بتایا کہ رات کو ایسا معاملہ ہوا ہے، جب لڑکے نے باپ سے پوچھا، تو باپ نے کہا کہ میں نشے کی حالت میں تھا، لڑکے نے باپ کو مارا، مگر بیوی کے ساتھ ازدواجی تعلق برقرار رکھا مسئلہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے؛ لیکن یہ بات اس کے دل میں کھٹکتی رہی کہ مسئلہ معلوم کروں۔

غرض یہ مسئلہ درپیش ہے، بیوی اپنے شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہے یا نہیں؟ اور بیوی اپنے میکے ہے؛ لیکن بیوی یتیم ہے، اس کے ماں باپ نہیں ہے، اس بنا پر لڑکا، اس کو دل سے نہیں نکال رہا ہے، اگر کوئی مسئلہ ہو رکھنے کی صورت میں تو پیش کرو اور اگر ناجائز ہو، تو بھی درپیش کرو۔

المستفتی: حافظ نذیر احمد، سنت کبیر نگر (یو پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ میں مذکورہ صورت کے اندر خسر نے اپنے لڑکے کی بیوی یعنی بہو کا ہاتھ شہوت سے جب پکڑ لیا ہے اور اس کا ارادہ بھی زنا کا ہے تو چاہے نشے کی حالت میں ہو یا غیر نشے کی حالت میں، اگر لڑکے کو اس بات کا یقین ہے کہ واقعہ میرے باپ نے بدکاری کے ارادہ سے میری بیوی کو پکڑا ہے تو بیوی لڑکے پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی ہے اور اگر لڑکے کو یقین نہیں ہے کہ میرے باپ ایسا کر سکتے ہیں، تو ایسی صورت میں بیوی حرام نہیں ہوگی۔

و علیٰ هذا ينبغي أن يقال في منعه إياها لا تحرم على أبيه، وابنه إلا أن

یصدقہا، أو يغلب على ظنه صدقها، ثم رأيت عن أبي يوسف ما يفيد ذلك.
(البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۱۰۰، زکریا ۳/۱۷۷)

ومراهق و مجنون، وسکران کالبالغ (درمختار) و فی الشامیة: قبل
المجنون أم امرأته بشهوة، أو السکران بنته تحرم أي تحرم امرأته. (شامی،
زکریا ۴/۱۱۴، کراچی ۳/۳۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۴/۲۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷/ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۶۲۶۳۵/)

خسر کا شہوت کے ساتھ بہو کو چھونا

سوال [۵۵۹۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر بہو کو خسر نے بارادہ بدکاری ہاتھ لگا دیا ہو یا پکڑ لیا ہو، تو یہ بہو اپنے شوہر کے لئے حرام ہے یا حلال؟

(۲) اور طلاق بائنہ پڑی یا مغلطہ یا اور کوئی؟
(۳) اس واقعہ کے ۳ ماہ بعد ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے، آیا عدت گزری یا نہیں؟
(۴) یہ بہو اپنا نکاح ثانی دوسرے شوہر سے کر سکتی ہے یا نہیں؟
نیز یہ بھی واضح رہے کہ اس لڑکی کا اپنے شوہر سے کوئی بگاڑ نہیں تھا اور یہ حمل لڑکی کے شوہر ہی کا تھا۔ تو وضحو! بینوا۔

المستفتی: ماسٹر عبدالرشید

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) اگر بدکاری کے ارادہ سے بشہوت پکڑا ہے اور شوہر بھی اس کی تصدیق کرتا ہے کہ واقعی اس کے باپ نے یہ حرکت کی ہے، تو بیوی شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔ اور اگر شوہر تصدیق نہ کرے اور دوا عدل یعنی شاہد موجود

نہ ہوں، تو محض بیوی کے کہنے سے حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۱/۵۷، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۳۵/۴)

وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها، ويقع في أكبر رأيها صدقها على هذا ينبغي أن يقال في مسه إياها لا تحرم على أبيه و ابنه إلا أن يصدقها، أو يغلب على ظنه صدقها. (البحر الرائق، كوئٹہ ۱۰۰/۳، زکریا ۱۷۷/۳، شامی، کراچی ۳۳/۳، زکریا ۱۰۸/۴)

(۲) اس سے شوہر پر بیوی حرام تو ہو جاتی ہے؛ لیکن جب تک شوہر قوی متارکت یا شرعی تفریق نہ کر دے تو نکاح سے باہر نہیں ہوگی اور نہ عورت اس کے بغیر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۲/۳۲۳)

وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة وانقضاء العدة الخ (الدر المختار، کراچی ۳۷/۳، زکریا ۱۱۴/۴)

(۳) شوہر کی صریح متارکت یا شرعی تفریق سے قبل وضع حمل سے عدت پوری نہیں ہو سکتی ہے۔

ولا تحقق المتاركة إلا بالقول بأن يقول تاركتك، أو خليت سبيلك، أو خليتها، أو تركتها الخ (فتح القدیر بیروت ۳/۳۶۶، زکریا ۳۴۹/۳، کوئٹہ ۲۴۵/۳)

(۴) عورت کے لئے اس وقت تک دوسری جگہ نکاح کرنا جائز نہ ہوگا، جب تک شوہر سے متارکت اور تفریق حاصل نہ کر لے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۳/۳۴۵، جدید ڈابھیل ۳۹۲/۱۱، امداد الفتاویٰ ۲/۳۲۳)

أما لو تركها ومضى على ذلك سنون لم تكن لها أن تتزوج بآخر الخ (فتح القدیر، زکریا ۳۴۹/۳، کوئٹہ ۲۴۵/۳، دارالفکر بیروت ۳/۳۶۶)، فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۲/۱۰۵)

خسر کا بہو سے زنا کرنا

سوال [۵۵۹۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنے لڑکے کی بیوی سے زنا کیا؛ کیونکہ لڑکی کا شوہر گھر پر نہیں تھا کئی مرتبہ لڑکی اپنے میکہ چلی گئی، اس کی وجہ معلوم کرنے پر لڑکی کے ماں باپ نے بار بار اس سے دریافت کیا لڑکی نے مجبور ہو کر بتایا کہ یہاں پر میرا کوئی سننے والا نہیں ہے سر نے میرے ساتھ زنا کیا، لڑکی کے چچا عبدالغنی نے بھی لڑکی سے دریافت کیا اور گاؤں کے امام مولوی محمد اور لڑکے کے چچا ٹیلر ماسٹر غلام رسول خواجہ عبدالعزیز درزی، ان چاروں آدمیوں نے لڑکی سے الگ الگ بیان لئے لڑکی نے سب سے یہی کہا کہ سر نے میرے ساتھ منہ کالا کیا، یہاں پر میرا کوئی سننے والا نہیں ہے، یہ چاروں آدمی صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں اور چند آدمیوں نے مل کر جبراً یہ فیصلہ کیا اور ان فیصلہ کرنے والوں نے یہ بھی کہا اس کے علاوہ اور کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا اور لڑکی کو اپنے شوہر کے گھر بھیج دیا اور نہ ہی لڑکی سے کوئی بیان لے سکتا ہے؛ لہذا قرآن و حدیث کی روشنی میں فیصلہ صادر فرمائیں نکاح درست رہا یا فسخ ہو گیا اور فیصلہ کرنے والوں کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی: خواجہ محمد بشیر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر شرعی شہادتوں سے زنا ثابت ہو جائے یا لڑکی کا شوہر خود لڑکی کی بات کی تصدیق کرتا ہے، تو لڑکی لڑکے پر حرام ہو جائے گی جدائیگی حاصل کرنا لازم ہے اور اگر شرعی شہادت نہیں ہے اور نہ ہی لڑکا تصدیق کر رہا ہے، تو محض لڑکی کے کہنے سے زنا کا ثبوت نہ ہوگا اور خسر پر الزام لاگو نہ ہوگا۔

حرمة المرأة على أصول الزاني وفروعه نسباً ورضاعاً، وحرمة أصولها وفروعها على الزاني نسباً ورضاعاً (الی قوله) وثبوت الحرمة

بدمسہا مشروط بأن یصدقہا۔ (شامی، کراچی ۳/۳۲، ۳/۳۳، زکریا ۱۰۸/۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ ذی قعدہ ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۸/۲۹۲۰)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۱۱/۲۷ھ

خسر کا بہو کے ساتھ زنا بالجبر کرنے کا حکم

سوال [۵۵۹۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید نے اپنے بیٹے بکر کی بیوی ہندہ سے جبراً زنا کرنے کا ارادہ کیا اور اپنے کمرے میں اپنے بیٹے کی بیوی کا ہاتھ پکڑ کر چارپائی پر گرا کر زنا کرنے کی کوشش کی؛ لیکن لڑکی ہندہ نے اپنی طاقت سے وہاں تک بات پہنچنے نہیں دی کہ زید اس سے اپنی خواہش پوری کرتا، زید نے اپنے لڑکے کی بیوی ہندہ کا رخسار اور پستان پکڑا، جس سے قصداً زنا ثابت ہو گیا۔

اب بکر کا نکاح اپنی بیوی ہندہ کے ساتھ باقی رہا یا فاسد ہو گیا؛ جبکہ بکر کے باپ زید نے اپنے لڑکے کی بیوی ہندہ کیساتھ ایسا معاملہ کیا جو اوپر ذکر ہے۔ اب زید کے متعلق لڑکی نے اپنے والدین سے ذکر کیا، میرے سر زید نے میرے ساتھ ایسا معاملہ کیا ہے، زید اس بات سے انکار کرتا ہے، اور لڑکی حلیہ قسم کھانے کے لئے تیار ہے کہ میرے سر نے میرے ساتھ ایسا کیا ہے اور مجھ سے زنا کرنا چاہتا تھا۔ اب شرعی اعتبار سے بکر کی بیوی ہندہ کا کیا کیا جائے کیا بکر کے باپ کی قسم کا اعتبار ہوگا اور قسم قرآن کی کھائی جائے یا اللہ کی؟

المستفتی: جاوید انور، ٹنڈولہ، ٹانڈہ، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر بکر اپنے باپ زید کی تصدیق کرتا ہے

اور بیوی کے بیان کی تصدیق نہیں کرتا ہے، تو بکر کا نکاح اپنی بیوی کے ساتھ بدستور باقی ہے۔

وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها، ويقع في أكبر رأيه صدقها وعلى هذا ينبغي أن يقال في مسه إياها لا تحرم على أبيه، وابنه إلا أن يصدقاه، أو يغلب على ظنهما، ثم رأيت على أبي يوسف ما يفيد ذلك .

(شامی، کراچی ۳/۳، زکریا ۴/۱۰۸، البحر الرائق کوئٹہ ۳/۱۰۰، زکریا ۳/۱۷۷)

اور اگر شوہر بیوی کی تصدیق کرتا ہے تو بیوی حرام ہو جائے گی۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۸ صفر المظفر ۱۴۱۵ھ

۲۹/۲/۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۸۸۸)

کیا خسر کے بہو سے زنا کرنے سے بیوی شوہر پر حرام ہو جائے گی؟

سوال [۵۵۹۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ رابعہ کہتی ہے مجھ سے میرے سر حافظ شفیع نے غلط کاری کرنے کی کوشش کی، مگر میں اپنی طاقت کی وجہ سے سر کی گرفت سے آزاد ہو کر بھاگ گئی، پنچایت نے رابعہ کے سسر اور رابعہ کے شوہر سے حلفیہ بیان لیا، دونوں حضرات معاملہ کا قطعاً انکار کرتے ہیں، رابعہ کہتی ہے کہ میں نے اس معاملہ بدکا تذکرہ اپنے شوہر سے کر دیا تھا، شوہر اس تذکرہ کرنے کا بھی انکار کرتا ہے، رابعہ کہتی ہے میں نے جھٹانی سے بھی دوسرے تیسرے روز ذکر کیا تھا یہ صحیح ہے، مگر جھٹانی نے رابعہ کو اس پر ڈانٹا اور اس کو سمجھایا کہ میں خود بہو بن کر اور نیز کئی اور بہوئیں اس گھر میں عرصہ سے رہتی آئی ہیں، ہم نے اپنے سر کی کوئی ناشائستہ حرکت نہیں دیکھی، وہ بہت صاف نیت آدمی ہیں، رابعہ آٹھ ماہ پہلے کا یہ واقعہ بتاتی ہے۔ واضح رہے کہ رابعہ جس مکان اور جس دن کا یہ واقعہ بتلاتی ہے، اس روز سبھی گھر والے جاگے ہوئے تھے؛ کیونکہ ہلدوانی میں ایک عزیز کی میت ہو گئی تھی جو حافظ شفیع کے حقیقی برادر نسبتی (سالے) تھے، اس کی لعش کے ٹانڈہ آنے کا انتظار تھا اور خود رابعہ کے

شوہر موجود تھے۔ نیز رابعہ کے سر حافظ شفیع کی عمر ۷۷ سال ہے۔
اب وضاحت طلب ہے کہ لڑکی مدعی ہے اور لڑکی کے سر اور شوہر حلفیہ طور پر منکر ہیں،
تو دونوں فریقوں میں سے کس کی بات کا شرعاً اعتبار کیا جائے گا؟
لڑکی شوہر کے لئے حرام ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: حاجی محمد یونس، عبد الجلیل، عبدالغفور، ٹانڈہ رام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ کی درج شدہ صورت میں جبکہ شوہر
نے رابعہ کی تکذیب کی ہے، تو رابعہ اپنے دعویٰ میں شرعاً جھوٹی ہے؛ لہذا شوہر اور رابعہ کے
درمیان حرمت ثابت نہ ہوگی اور دونوں کا نکاح بدستور باقی ہے۔

وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها. (شامی، کراچی ۳/۳۳،
زکریا ۱۰۸/۴، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۱۰۰، زکریا ۱۷۷/۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۵/۳/۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱ ربیع الاولیٰ ۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۸۹۰)

کیا بیٹی سے جماع کرنے سے بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے؟

سوال [۵۵۹۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ
ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کے ساتھ جماع کیا، خواہشات کے
ساتھ اب اس کی بیوی موجود ہے تو لڑکی کا کیا ہوگا اور بیوی کیا ہوگی؟ اگر لڑکی کو حمل
ہو جائے تو کیا کیا جائے؟ لڑکی کی شادی بھی نہیں ہوئی ہے، اس کی عمر ۱۶/۱۷ سال کی ہے،
مہربانی سے مع دلائل جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: عبدالغفور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اپنی بیٹی سے زنا کرنے کی وجہ سے بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی ہے۔ اب تاحیات بیوی بنا کر رکھنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اگر بیٹی سے کوئی بچہ پیدا ہو جائے، تو ولد الزنا ہوگا، بچہ کو بیٹی کی طرف منسوب کیا جائے گا۔

حرمة المرأة على أصول الزاني، وفروعه نسباً، ورضاعاً وحرمة أصولها، وفروعهها على الزاني نسباً ورضاعاً الخ (شامی، کراچی ۳/۳۲، زکریا ۱۲/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ ذی قعدہ ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۲۲/۹۹۳)

ربیبہ سے زنا کرنے کا حکم

سوال [۵۵۹۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے ہندہ سے نکاح کیا ہے، ہندہ کے ساتھ ایک لڑکی اس کے پہلے شوہر سے ساتھ آئی تھی، ہندہ کی زید سے اولاد ہوئی، زید نے ہندہ کی اس لڑکی سے جو پہلے شوہر کی تھی زنا کیا، جس کے نتیجہ میں لڑکا پیدا ہوا۔ اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ:

- (۱) ہندہ کا نکاح زید سے باقی رہا یا نہیں؟
- (۲) اگر حرام ہوگئی تو کیا دوبارہ نکاح کی گنجائش ہے؟
- (۳) کیا زید اس لڑکی سے جو شوہر اول کی ہے نکاح کر سکتا ہے؟
- (۴) زید کے ساتھ اس کے اعزہ اقرباء ترک موالات کریں یا اس سے میل جول قائم رکھیں؛ جبکہ وہ اس گناہ پر مصر ہے؟

المستفتی: محمد عمران انصاری، شیخان، شیرکوٹ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) اگر واقعہ صحیح ہے تو زید کے اپنی بیوی کی صلی لڑکی سے زنا کرنے کی وجہ سے بیوی ہمیشہ کے لئے زید پر حرام ہوگئی ہے۔ نیز زید کا اس لڑکی کے ساتھ نکاح بھی ہمیشہ کے لئے صحیح نہ ہوگا، اب زید ماں بیٹی میں سے کسی ایک سے بھی کبھی نکاح نہیں کر سکتا۔

ومن زنا بامرأة حرمت علیہ أمها، وبنتها الخ (ہدایۃ، اشرفی

بکدپیو دیوبند ۲/۲۰۹)

اور اس کو شرعی حکم بتلادیا جائے، اگر باز آجائے تو ترک موالات نہ کیا جائے اور باز نہ آئے تو ترک تعلق کیا جاسکتا ہے۔

قال الله تبارک وتعالیٰ: وَلَا تَرْكُنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ.

[سورة الہود: ۱۱۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۳ محرم الحرام ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲۸۲۰)

ممسوسہ بالشہوہ کی بیٹی سے نکاح

سوال [۵۵۹۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید ایک عورت کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگاتا ہے یا عورت مرد کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگاتی ہے، تو ایسی صورت میں اس عورت کی بیٹی کا نکاح اس زید کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد ابراہیم، ٹھاکر دارہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مرد نے کسی عورت کو یا عورت نے مرد کو بلا کسی

حائل کے شہوت کے ساتھ چھو دیا، تو ایسی صورت میں دونوں پر ایک دوسرے کی اولاد حرام ہو جاتی ہے یعنی نہ وہ مرد اس عورت کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے اور نہ یہ عورت اس مرد کی اولاد سے نکاح کر سکتی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۷/۳۳۲)

ومن مسته امرأة بشهوة حرمت عليه امها، وابنتها. قال في الفتح:
قوله بشهوة أي بدون حائل. (فتح القدير قديم زكريا ۳/۲۱۳، کوئٹہ ۳/۱۲۹،
کراچی ۳/۳۳، زکریا ۴/۱۰۸، فتاویٰ عالمگیری، زکریا ۱/۲۷۴، جدید ۱/۳۴۰)
فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۸/۸/۱۴۱۷ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۷۹۷)

موطوہ کی بیٹی سے نکاح رہے

سوال [۵۶۱۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کا ہندہ سے کافی عرصہ ناجائز تعلق رہا اور وہ حاملہ بھی ہوگئی، بعد میں وہ حمل زید نے ضائع کر دیا، دریں اثنا ہندہ اپنے موسیقی پروگرام کے تحت مہینوں ملک و بیرون ملک سفر کرتی رہی جو اس کا پسندیدہ مشغلہ ہے، ہندہ کی لڑکی جس کا نام مریم عرف شبانہ ہے، جو اس کے ساتھ رہتی تھی ہندہ کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھا کر زید نے جس کا نام نور الزماں عرف گوہر عالم ہے، ہندہ کی لڑکی سے بھی ناجائز تعلق قائم کر لئے یہاں تک کہ ہندہ کی لڑکی کا بھی دوبار حمل ضائع کر چکا ہے، زید جس کی ناراضگی زید کے والد سے ہوگئی، اس ناراضگی کے سبب زید نے اپنے والد کے اوپر نہایت بدسلوکی کر کے ہاتھ اٹھایا اور نہایت بداخلاقی کے ساتھ ماں بہن کی گالی گلوچ بھی کی، ہندہ کے گھر واپسی پر جب ہندہ کو حالات کا علم ہوا تو دونوں میں نہایت بدتمیزی کے ساتھ جھگڑا ہو گیا، ہندہ بالآخر اپنی لڑکی کا نکاح زید سے ہی

اس کے وطن جا کر کرادیتی ہے، یہ نکاح کہاں تک درست ہے؟ از روئے شرع جواب سے نوازیں۔ اور جو اولاد زید کے ذریعہ ہندہ کی لڑکی سے ہوگی وہ کیسی ہوگی؟

المستفتی: محمود حسین، مکیوں والا، پھانک سول لائن بنگلہ گاؤں، مراد آباد (یو پی)
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: زید نے جب ہندہ سے زنا کیا تو ہندہ کی لڑکی مریم عرف شبانہ زید پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی تھی؛ اس لئے زید کا نکاح مریم عرف شبانہ کے ساتھ جائز نہ ہوگا۔ اور اس سے جو اولاد ہوگی وہ حرام کی اولاد ہوگی۔

إذا فجر الرجل بامرأة، ثم تاب يكون محرماً لابنتها؛ لأنه حرم عليه نكاح ابنتها على التأبید. (البحر الرائق ۳/۱۰۱، زکریا ۳/۱۷۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۳ صفر المظفر ۱۴۲۶ھ

۱۴۲۶/۲/۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۸۶۹۹/۳۷)

زانی مزنیہ کی لڑکی سے نکاح

سوال [۵۶۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید اور ثناء ایک دوسرے سے بے حد محبت کرتے ہیں، وہ دونوں ایک دوسرے کے بغیر بھی نہیں رہ سکتے ہیں، دونوں ایک دوسرے سے جدا ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں، دونوں کے گھر والے ان کی شادی بھی بہت جلد کر دینا چاہتے ہیں؛ لیکن معاملہ یہ ہیکہ زید نے ثناء کی امی سے کبھی جذبات میں آکر زنا کر لیا تھا، اس وقت زید اور ثناء کی امی کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ زید اور ثناء کی شادی ہوگی۔ اب زید توبہ کر چکا ہے اور آئندہ مستقبل میں گناہ نہ کرنے کا عہد کر چکا ہے، وہ ایسے گناہ کا تصور بھی نہیں کرے گا، اللہ پاک نے اس کی توبہ قبول کر لی ہوگی؛ کیونکہ اللہ اپنے بندوں سے بہت محبت کرتا ہے۔

علماء دین سے درخواست ہے کہ زید کی ثناء سے شادی کا شرعی مسئلہ بیان فرمائیں؟

(۱) کیا ان دونوں کی شادی ہو سکتی ہے؟

(۲) اگر نہیں ہو سکتی ہے تو کیا زید اپنے ماں باپ کی نافرمانی کر سکتا ہے؛ کیونکہ اس

کے ماں باپ ثناء کیساتھ اس کی شادی کرنا چاہتے ہیں؟

(۳) اگر زید کے ماں باپ موت کے وقت ثناء سے شادی کرنے کی وصیت

کر جائیں تو کیا اس وقت بھی زید ان کی نافرمانی کر سکتا ہے؛ جبکہ موت کے وقت کی وصیت

واجب ہوتی ہے؟

(۴) اگر یہ دونوں شادی کر لیں تو کیا ساری زندگی زنا کاری میں لکھی جائے گی؟

(۵) اگر زید ثناء سے کہہ دے کہ وہ اس سے شادی نہیں کرے گا اور ثناء اس بات کو

برداشت نہ کر سکے اور خودکشی کر لے تو کیا خدا کے گھر زید کی پکڑ نہیں ہوگی؟

(۶) کیا ایک مومن کی جان بچانے کے لئے بھی ایسے عالم میں شادی نہیں کر سکتا ہے؟

(۷) کیا خفی شافعی مسلک کے مطابق شادی نہیں کر سکتا ہے؟

المستفتی: محمد وسیم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب زید نے ثناء کی ماں کے ساتھ بدکاری کر لی

ہے، تو اب زید کیلئے زندگی بھر ثناء کے ساتھ شادی کرنا جائز نہیں ہے، ایسے حالات میں زید

اگر ثناء سے شادی نہ کرے اور وہ خودکشی کے لئے تیار ہو جائے تو زید اس کا مکلف نہیں، ایک

لڑکی سے شادی کرنے کے لئے خفی مسلک کا آدمی، شافعی بن جائے یا شافعی مسلک کا آدمی

خفی بن جائے یہ انتہائی درجہ کی بے دینی اور ایمان کی کمزوری ہے؛ اس لئے اس کا خیال بھی

نہیں کرنا چاہئے اور ان دونوں کو الگ الگ جائز طریقہ سے دوسری جگہوں میں شادی کر لینی

چاہئے، تمام سوالات کے جوابات اسی میں آگئے ہیں۔

حرم أيضاً بالصهرية أصل مزنية - إلى قوله - وفروعهن مطلقاً.

(درمختار مع الشامی، زکریا ۴/۱۰۷، ۱۰۸، کراچی ۳۲/۳-۳۳)

وفي الهداية: ومن زني' بامرأة حرمت عليه أمها و بنتها. (هداية، اشرفي

دیوبند ۲/۳۰۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۴ ربیع الاول ۱۴۲۹ھ

۳/۳۸۹۱۴۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸۹۲۹۴)

مزنیہ کی فروع سے زانی کا نکاح

سوال [۵۶۱۰۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک مولوی صاحب نے ایک عورت کے ساتھ زنا کر لیا اور کرنے کے بعد اللہ سے بہت توبہ و استغفار کیا؛ بلکہ اللہ سے بہت معافی مانگی ہے اور رویا بہت کیونکہ توبہ و استغفار کے ذریعہ بڑے بڑے گناہ بھی اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں؛ کیونکہ گناہ کرتے وقت یہ بات ذہن میں نہیں رہتی ہے بلکہ یوں ہی گناہ ہو جاتا ہے۔

اب عرصہ کے بعد اس عورت کی ایک لڑکی ہے، اس اپنی لڑکی کے ساتھ بطریق جائز رشتہ و شادی کرانا چاہتے ہیں، اور زنا کے متعلق نہ اپنے رشتہ داروں کو اور نہ اس عورت کے میاں کو بھی اس واقعہ کا پتہ ہے اور نہ لڑکے کی طرف کسی کو پتہ ہے، اب اس مولوی کے خاندان میں عالم مولوی ہیں زیادہ تر اب لڑکی والے دیکھ رہے ہیں کہ اس گاؤں میں کوئی عالم مولوی نہیں ہے؛ اس لئے لڑکی والے بھی زیادہ زور پہ ہیں صرف یہی نہیں دونوں جانب زور ہے۔ اب لڑکا اس انتظار میں ہے کہ یہ شادی جائز ہے یا ناجائز؟ لڑکی والوں کو اس بات کی وجہ سے اب تک کوئی جواب نہیں دیا، مگر دونوں طرف سے جلدی کر رہے ہیں، مان نہیں رہے ہیں؛ کیونکہ مولوی لوگوں کی نظر اس گاؤں پر ہے کہ گاؤں کے لوگوں کو ایک سدھارنے کا

ذریعہ بن جائے گا یہ ایک اچھا موقع ہے؛ کیونکہ لڑکی والوں کی بات اس گاؤں میں چلتی ہے اور اس مولوی کا بھی گاؤں والے بہت عزت و احترام کرتے ہیں، دریاں حالیکہ گاؤں کے لوگ گمراہی کی طرف جھک رہے ہیں، اسی بات کی وجہ سے لوگوں کی زیادہ کوشش بھی ہے کہ انہیں لوگوں کے یہاں رشتہ ہو جائے؟

المستفتی: ابودراء، امام مسجد بہادر علی خاں، راپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مولوی صاحب کا اپنی مزنیہ کی بیٹی سے نکاح کرنا کسی صورت میں جائز نہ ہوگا؛ کیونکہ زنا کرنے کی وجہ سے حرمت مصاہرت کا ثبوت ہو گیا۔ اب زانی کے اصول و فروع زانیہ کے لئے اور زانیہ کے اصول و فروع زانی کے لئے ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئے اور سوال نامہ میں جو اعذار ہیں اس کی وجہ سے حلال نہ ہوگی۔

حرمة المرأة على أصول الزاني، وفروعه نسباً، ورضاعاً، وحرمة أصولها، وفروعها على الزاني نسباً، ورضاعاً كما في الوطء الحلال. (شامی، زکریا ۴/۱۰۷، کراچی ۳/۳۲، ہدایۃ اشرفی بکٹپو دیوبند ۲/۳۰۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱/ ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ

۱۴۱۹/۴/۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۵۷۰)

اپنی مزنیہ کی بیٹی سے نکاح

سوال [۵۶۰۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کا ہندہ سے کافی عرصہ ناجائز تعلق رہا اور وہ حاملہ ہو گئی، اس کے بعد اب زید اسی مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کرنے پر مصر ہے؛ چنانچہ ہندہ کی لڑکی سے زید کا نکاح بھی ہو گیا، تو ایسی صورت میں شریعت کیا کہتی ہے؟

المستفتی: محمود حسین ملک، کابھائیوں والا، پھانک سول لائن ۲۸، نزد بنگلہ گاؤں چوک، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر سوال نامہ میں لکھی ہوئی باتیں واقع کے مطابق صحیح ہیں اور زید نے ہندہ سے منہ کالا کر رکھا تھا، تو ایسی صورت میں زید کے ساتھ ہندہ کی لڑکی کا نکاح درست نہیں ہوگا، اگر نکاح ہو بھی جائے تو وہ باطل ہوگا اور دونوں کے درمیان علیحدگی لازم اور ضروری ہے، ورنہ ہمیشہ حرام کاری اور زنا کاری کی زندگی میں مبتلا رہیں گے۔
و حرم أيضاً بالصهرية أصل من نيته أراد بالزنا الوطئ الحرام (إلى قوله) وفرو عن مطلقاً. (الدر المختار مع الشامی، زکریا ۴/۱۰۷، کراچی ۳/۳۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷ / رجب المرجب ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف: ۸۳۷/۳۷۸)

باپ کی مزنیہ سے نکاح کا عدم جواز

سوال [۵۶۱۰۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بیٹے کا باپ کی مزنیہ کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح باپ کا بیٹے کی مزنیہ سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد عظیم علی آسی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: باپ کی مزنیہ کے ساتھ بیٹے کا نکاح اور بیٹے کی مزنیہ کے ساتھ باپ کا نکاح جائز نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ حنائیہ ۴/۳۵۳)
وكذا الأب إذا وطئ امرأة حراماً، كان أو حلالاً فإنها حرام على الابن - وذكر في الظهيرية أصلاً مضبوطاً فقال: تحرم الموطوءة على أصول الواطي وفروعه. (تاتار حنائیة، زکریا ۴/۹۹، رقم: ۵۴۸۹)

و کذا تحرم المزنیه بها علی آباء الزانی، وأجدادہ وإن علوا، وأبناءہ وإن سفلوا۔ (ہندیہ، زکریا ۱/۲۷۴، جدید ۱/۳۳۹)

والزنا یوجب حرمة المصاهرة— حتی لو زنی بامرأة حرمت علیہ أصولها وفروعها، وحرمت المزنیه علی أصولہ وفروعہ۔ (مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۴۸۱)

وحرم أيضاً بالصهرية أصل مزنیتہ۔ و تحتہ فی الشامیہ: حرمة المرأة علی أصول الزانی وفروعہ نسباً ورضاعاً۔ (شامی، زکریا ۴/۱۰۷، کراچی ۳/۳۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۴۶۴۰/۱۱۴۷)

زانی کا مزنیه کی ماں یا بیٹی کے ساتھ نکاح کا فساد

سوال [۵۶۰۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زانی کا مزنیه کی بیٹی کے ساتھ یا اس کی ماں کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی: محمد وسیم، رام پوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زانی کا اپنی مزنیه کی بیٹی کے ساتھ یا اس کی ماں کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۱۶/۴۱۸، ڈابھیل ۱۱/۴۱۲)

من زنی بامرأة حرمت علیہ بنتها وأمها۔ (ہدایہ، اشرفی بکڈپو دیوبند ۲/۳۰۹)
فمن زنی بامرأة حرمت علیہ أمها وإن علت، وابنتها وإن سلفت۔
(ہندیہ قدیم، زکریا ۱/۲۷۴، ہندیہ، جدید اتحاد ۱/۳۳۹)

والزنا یوجب حرمة المصاهرة حتی لو زنی بامرأة حرمت علیہ

أصولها وفروعها. (مجمع الأنهر، دار الكتب العلمية بيروت ۱/ ۴۸۱)

و حرم أيضاً بالصهرية أصل مزيته. وتحتة في الشامية: قال في البحر: أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع، حرمة المرأة على أصول الزاني وفروعه نسباً ورضاعاً. وحرمة أصولها وفروعها على الزاني نسباً ورضاعاً كما في الوطء الحلال. (شامي، زكريا ۴/ ۱۰۷، كراچی ۳/ ۳۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۱۴۷)

مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کرنے والے کے یہاں کھانا کھانا

سوال [۵۶۱۰۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے غیر مسلمہ سے زنا کیا اور اب اس کی لڑکی کے ساتھ نکاح کر لیا، تو یہ نکاح درست ہوا یا نہیں؟

(۲) اور ایسے شخص کے یہاں کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور جس شخص نے اس کے یہاں کھانا کھایا ہو، وہ ماموت کر سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: طاہر علی، سرکڑ خاص، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) مزنیہ کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں ہے؛ کیونکہ حرمت مصاہرت جس طرح نسب سے ثابت ہوتی ہے، اسی طرح زنا سے بھی ثابت ہوتی ہے۔

حرم أيضاً بالصهرية أصل مزيته وفروعه. (شامي، كراچی ۳/ ۳۲، ۳۳،

زكريا ۴/ ۱۰۷، ۱۰۸)

(۲) اگر اس کے یہاں کھانا کھانا سے اس کی اصلاح کی امید ہو، تو ایسے شخص کے

یہاں کھانا کھانا جائز ہے۔ اور کھانے والے کی امامت میں کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں ہے۔
(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۳۰۵/۱۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰ شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۲۱۶۷)

باپ کا لڑکے کی مطلقہ سے نکاح

سوال [۵۶۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص اپنے لڑکے کی بیوی سے طلاق ہو جانے بعد نکاح کرنا چاہتا ہے، کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: مقصود احمد، ساکن: بھینسیہ، کٹکھر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: لڑکے کی بیوی ہمیشہ ہمیش کے لئے حرام ہو جاتی ہے، چاہے لڑکا طلاق دیدے یا اس کا انتقال ہو جائے، کسی بھی طرح جائز نہیں۔

و حرم بالمصاهرة إلى قوله وزوجة أصله وفرعه. وفي الشامية: وحلائل أبناء كم الذين من أصلابكم الخ وقوله لا لإحلال حليدة الابن رضاعاً، فإنها تحرم كالنسب. (الدر المختار مع الشامي، كوئٹہ ۲/۳۱۲، كراچی ۳۱/۳، زکریا ۴/۱۰۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵ صفر المظفر ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۲۳۳۸۶)

بیٹے کا باپ کی ممسوسہ سے نکاح

سوال [۵۶۰۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک لڑکی جس کی عمر اس وقت تقریباً ۱۴ یا ۱۵ سال کی ہے اور اب سے تقریباً چار سال قبل اس کی منگنی ایک لڑکا بنام زید سے ہو گئی تھی اور منگنی کے وقت اس لڑکی کی عمر تقریباً ۹ یا ۱۰ سال تھی اور آثار بلوغ بالکل ظاہر نہ تھے، اس کے بعد یہ ہوا کہ منگنی سے دس بیس روز بعد زید کے باپ نے اس لڑکی کو اپنی گود میں زانو پر بٹھایا اور سر پر ہاتھ رکھا، جس کی وجہ سے شہوۃ پیدا ہو گئی، تو اس کو گود سے فوراً تار دیا، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ لڑکی سے زید کی شادی کرنا درست ہے؟ اگر اس لڑکی سے درست نہیں ہے تو اس لڑکی کی بہن سے زید کی شادی کرنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: قاری عبدالرحمن، نینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس لڑکی سے زید کی شادی درست نہیں ہوگی؛ البتہ اس لڑکی کی بہن کیساتھ زید کی شادی درست اور جائز ہو جائے گی۔

ولا فرق فیما ذکر بین اللمس، والنظر بشہوۃ بین عمد ونسیان وخطاً وإکراه وتحتہ فی الشمامیۃ: وسن المراهقۃ، واقلہ للأثنی تسع. (شامی، کراچی ۳/۳۵، زکریا ۴/۱۱۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۴۰۶۱)

بیٹے کا ماں کو شہوت کے ساتھ چھونے کا حکم

سوال [۵۶۰۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے شہوت کے ساتھ بلا حائل اپنی حقیقی ماں کے پستان وشرمگاہ پر ہاتھ پھیرا؛ جبکہ ماں کو یہ بتایا کہ جادو اتارنے والے نے اس طرح ناپنے کا حکم دیا ہے، تو کیا اس طرح بیٹے کے عمل سے اس کی ماں اپنے شوہر پر حرام ہو گئی یا نہیں؟

اگر حرام ہوگئی تو حلال ہونے کی کوئی صورت ہے یا نہیں؟
 (۲) اگر حرمت کی بات اس لڑکے سے کہی جاتی ہے، تو یہ خودکشی کر لے گا اور اس کی ماں بھی خودکشی کر لے گی، گھر میں نوجوان لڑکیاں ہیں، ان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔
 عرضیکہ پورا گھر سخت خطرہ میں ہے، تو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟
 (۳) کیا یہ مرد و عورت یعنی اس لڑکے کے ماں باپ جماع سے مکمل بچاؤ کے ساتھ ایک مکان میں رہ سکتے ہیں اور کیا یہ دونوں حج کے لئے ایک ساتھ جاسکتے ہیں؟

المستفتی: عبدالمتین، ٹانڈہ، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر واقعہً اس شخص نے شہوت ہی کے ساتھ ماں کی پستان اور شرمگاہ پر ہاتھ پھیرا ہو، تو اس کی ماں اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لئے شرعاً حرام ہوگئی، حلال کی کوئی صورت نہیں ہے، شرعی حکم یہی ہے خواہ لڑکا اور اس کی ماں کتنے ہی خطرہ میں ہوں اور اس لڑکے کے ماں باپ سخت پردہ اور علیحدگی کی پابندی کے ساتھ ایک مکان میں رہنا چاہیں، تو رہ سکتے ہیں اور دونوں ایک ساتھ حج کو نہیں جاسکتے۔

وکذا المقبلات، أو الممسوسات بشهوة لأصوله، أو فروعه. (شامی،

زکریا ۴/۱۰۰، کراچی ۲۸/۳)

لأن حرمة المصاهرة إذا ثبتت لا تسقط أبداً. (شامی زکریا ۴/۱۰۹،

کراچی ۳/۳۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۹ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۳۹۳۶)

حقیقی بہن سے صحبت کرنے کی وجہ سے کیا بیوی حرام ہو جاتی ہے؟

سوال [۵۶۱۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میں نے اپنی سگی بہن کے ساتھ صحبت کی، اب شرعی حکم کیا ہے کیا میرے نکاح میں کوئی فرق آئے گا یا نہیں؟

المستفتی: جابر حسین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس سے آپ کے یا آپ کے باپ کے نکاح میں کوئی فرق نہیں آتا؛ لیکن زبردست گناہ عظیم کا ارتکاب ہوا ہے، اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنے گناہ سے نادم ہو کر گریا و زاری کے ساتھ توبہ کرنا لازم ہوگا، آئندہ آپ کی اولاد اور اس بہن کی اولاد کا آپس میں نکاح جائز نہ ہوگا، جس بہن کے ساتھ منہ کالا کیا گیا ہے؛ کیونکہ دونوں کی اولاد دوسریلے بھائی بہن کے درجہ میں ہو جائیں گی۔

لا يحل للرجل أن يتزوج بأمة (ألى قوله) ولا بأخته الخ (هداية اشرفي بکدپو ۳۰۷/۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۶/۲/۲۶ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ صفر المظفر ۱۴۱۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۵۴/۳۲)

ساس کی شرم گاہ کو دیکھنا

سوال [۵۶۱۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی بیوی خالدہ ہے اور صدیقہ خالدہ کی ماں ہے اور زید نے صدیقہ کی شرم گاہ کو دیکھ لیا، تو ایسی حالت میں خالدہ زید کی نکاح میں رہی یا نہیں؟

(۱) زید نے صدیقہ کی شرم گاہ کو دیکھ کر نیت بری کی، تو ائمہ کی متفق رائے بتائیں؟

(۲) اگر زید نے شرم گاہ کو دیکھا اور نیت بری نہیں کی تو بھی متفق رائے بتائیں؟

المستفتی: محمد عظیم الدین، عرف عملیہ، بھاگل پور (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر زید نے صدیقہ کی شرمگاہ کے اندر نوئی حصہ کو شہوت کے ساتھ دیکھ لیا ہے، تو خالدہ زید پر ہمیشہ ہمیش کے لئے حرام ہوگئی۔

والمنظور الی فرجها المدور الداخل الخ (الدر المختار، کوئٹہ ۲/۳۸۵، زکریا ۴/۱۰۸، کراچی ۳/۳۳)

اور اگر شہوت سے نہیں دیکھا ہے؛ بلکہ اچانک کسی وجہ سے نظر پڑ گئی ہے اور بعد میں شہوت ہوگئی ہو یا نہیں! تو خالدہ اور زید کے نکاح میں کوئی خرابی نہیں آئی۔

والعبرة للشهوة عند المس، والنظر لا بعدهما الخ (الدر المختار ۲/۳۸۵، زکریا ۴/۱۰۸، کراچی ۳/۳۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ صفر المظفر ۱۴۰۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۵۴۸۷)

شہوت کے ساتھ ساس کو مس کرنا اور بوسہ لینا

سوال [۵۶۱۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ داماد نے اپنی ساس کو شہوت کے ساتھ مس کیا اور بوسہ لیا، تو کیا اس شخص پر اس کی بیوی حرام ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد ناصر حسین رامپوری، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: داماد نے اپنی ساس کا بوسہ لیا، تو اس پر اس کی بیوی ہمیشہ ہمیش کے لئے حرام ہوگئی۔

حرم أيضاً بالصهرية أصل من نيته وأصل ممسوسه بشهوة (إلى أن

قوله) وفروعهن. (در مختار مع الشامی، کراچی ۳/۳۲، زکریا ۴/۱۰۷، ۱۰۸)

وفي الهداية: ومن مسته امرأة بشهوة حرمت عليها أمها وابنتها.
(هداية، اشرفی بکڈپو ۳۰۹/۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۹/۳۷۷)

دھوکے سے داماد کا ساس کو بحالتِ شہوت چھوٹا

سوال [۵۶۱۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک شادی شدہ مرد ہے وہ اپنی سسرال گیا ہوا تھا، رات کو جب چارپائی پر سویا، تو اس کی بیوی کی چارپائی اور اس کی ساس کی چارپائی اور خود اس کی چارپائی برابر میں پڑی ہوئی تھی، رات کو اتفاق سے زید بیدار ہوا، اس نے اپنی بیوی کے دھوکے میں بحالتِ شہوت اپنی ساس کو ہاتھ لگا دیا، جب اس نے دیکھا کہ یہ میری بیوی نہیں ہے؛ بلکہ یہ میری ساس ہے اس نے فوراً ہاتھ ہٹا لیا اتفاق سے ساس اور بیوی ایک ہی رنگ کا لباس پہنے ہوئے تھیں۔ مسئلہ کی صورت کے مطابق مفصل و مدلل جواب تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد وسیم رام پوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر دھوکہ میں بھی بحالتِ شہوت اپنی ساس کو ہاتھ لگا دیا ہے، تو بھی بیوی ہمیشہ کے لئے شوہر پر حرام ہوگئی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۷۷/۷)

ولا فرق فيما ذكر بين اللمس، والنظر بشهوة بين عمد ونسيان وخطأ وإكراه، فلو أيقظ زوجته، أو أيقظته هي لجماعها، فمست يده بنتها المشتهاة أويدها ابنه حرمت الأم أبداً. (الدرالمختار مع الشامي، كراچی ۳/۳۵، زکریا ۴/۱۱۲)

وفي الهندية: ثم لا فرق في ثبوت الحرمة بالمس بين كونه عامداً،
أو ناسياً، أو مكرهاً، أو مخطئاً، أو نائماً. (فتاویٰ عالمگیری، زکریا ۱/۲۷۴،
جدید ۱/۳۴۰)

وأيضاً في الهندية: ولو مس شعرها بشهوة إن مس ما اتصل برأسها
ثبت الخ (عالمگیری، ۱/۲۷۴، جدید ۱/۳۴۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
کتابتہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹/رجب ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۲۵/۱۳۲۹)
الحق محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۹/۷/۱۴۱۹ھ

صحبت کے ارادے سے ساس کو بیوی سمجھ کر ہاتھ لگانا

سوال [۵۶۱۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
بارے میں: کہ زید کی بیوی اپنی ماں کے قریب زید کے گھر سو رہی تھا، زید نماز پڑھ کر رات
میں دیر سے گھر آیا زید اپنی خواب گاہ پر گیا اور صحبت کے ارادے سے اپنی بیوی سمجھ کر دھوکہ سے
اپنی ساس کا ہاتھ پکڑ کر ہلایا، ہلانے کی حرکت سے جب ساس نے کروٹ بدلی تو زید کو ساس
کا چہرہ نظر آیا جس سے شرمندہ ہو کر واپس چلا آیا؛ لیکن ہاتھ پکڑ کر ہلانے کی حرکت ساس کو
آخر تک نہیں ہوئی۔ اب معلوم کرنا یہ ہے کہ زید کی بیوی کیا زید پر حرام ہوگئی؟ اگر حرام ہوگئی
تو شریعت مطہرہ میں اس کا کوئی حل ہے یا نہیں؟

المستفتی: سمیع الدین، بسواں سیتا پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب صحبت کے ارادہ سے اپنی بیوی سمجھ کر
دھوکہ سے اپنی ساس کو پکڑ کر ہلایا تھا، اس وقت اگر زید شہوت کی حالت میں تھا تو زید کی
بیوی زید پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی، چاہے ساس کو اس کی خبر بھی نہ ہوئی ہو، اب اس بیوی

کو چھوڑ کے دوسری عورت سے شرعی طریقہ سے نکاح کر کے باعصمت زندگی گزارنے کے علاوہ کوئی دوسرا حل نہیں۔

ولا فرق بین اللمس، والنظر بشهوة بین عمدٍ ونسیانٍ و خطاً وإکراه، فلو أيقظ زوجته، أو أيقظته هي لجماعها فمست يده بنتها المشتهاة، أو يدها ابنه حرمت الأم أبداً الخ (الدر المختار مع الشامی، کراچی ۳/۳۵، زکریا ۴/۱۱۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۷/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۶ھ

۱۴۲۶/۶/۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۸۴۲۸)

شہوت کے ساتھ ساس کو چھونے سے کیا بیوی حرام ہو جائے گی

سوال [۵۶۱۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک آدمی کی شادی ہوئی اور رخصتی ابھی نہیں ہوئی ہے کہ وہ آدمی اپنی سسرال گیا اور وہ رات میں اٹھا اپنی بیوی کے پاس جانے کے لئے؛ لیکن اچانک اس کا ہاتھ اپنی ساس پر پڑ گیا اور کیا کچھ نہیں بس ہاتھ پڑ گیا، تو کیا یہ نکاح ٹوٹ گیا؟ اور اس کی محبت اپنی بیوی سے بے حد ہے، اس کا کہنا ہے کہ اگر ایسا ہوا تو ہم اپنی جان دیدیں گے اور مرجائیں گے زندہ رہنا دنیا میں گوارہ نہیں، تو اس کے بارے میں حضور بہت جلد تحریر فرمائیں؛ کیونکہ ہم نے دین کی باتوں میں دیکھا ہے، تو اس میں لکھا ہے کہ اگر ہاتھ لڑکی یا ساس پر پڑ گیا، تو بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی اور لازم ہے کہ وہ آدمی اپنی بیوی کو طلاق دیدے۔

المستفتی: محمد حنیف قاسمی، مدرس مدرسہ جامعہ مکملہ بدایوں (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر ساس پر ہاتھ لگاتے وقت شہوت بھری حالت

میں رہا ہے اور ساس کے بدن پر کپڑا نہیں تھا یا ہلکا اور باریک کپڑا تھا کہ اوپر سے اندر کی گرمی محسوس ہو رہی ہے، تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو چکی ہے اور اگر شہوت بھری حالت میں نہیں تھا، تو بیوی حرام نہ ہوگی نکاح بدستور باقی ہے۔

قبل أم امرأة حرمت عليه امرأته مالم يظهر عدم الشهوة (إلى قوله) في المس لا تحرم مالم تعلم الشهوة؛ لأن الأصل في التقييل الشهوة بخلاف المس الخ (تنوير الابصار مع الدر کراچی ۳/۳۶، زکریا ۴/۱۱۳) خودکشی کرنا بہت بڑا گناہ عظیم ہے، جس شئی سے خودکشی کریگا، اسی چیز سے جہنم میں ہمیشہ عذاب ہوتا رہے گا۔

عن أبي هريرة ^{رض} أراه رفعه قال: من قتل نفسه بحديدة جاء يوم القيامة وحديدته في يده يتوجأ بها بطنه في نار جهنم خالداً مخلداً أبداً، ومن قتل نفسه بسهم فسمه في يده يتحساه في نار جهنم خالداً مخلداً أبداً. (ترمذی شریف، باب ما جاء فيمن قتل نفسه بسهم، أو غيره، النسخة الهندية ۲/۲۵، دار السلام رقم: ۲۰۴۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۲/۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸ صفر المظفر ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۳۰۰۸)

خوش دامن سے مجامعت کرنے کا حکم

سوال [۵۶۱۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید بیوی کے ہوتے ہوئے خوش دامن سے دھوکے میں یا جان کر مجامعت کر بیٹھا، تو اس صورت میں زید کی بیوی زید کے نکاح میں رہی یا نکل گئی؟

المستفتی: محی الدین احمد، قصبہ سہسپور، ضلع: بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر خوش دامن سے مجامعت کرنا شرعی شہادتوں سے ثابت ہے یا خود زید نے اس کا اقرار کر لیا، تو زید پر بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو چکی ہے، زید پر لازم ہے کہ فوراً علیحدہ کر دے۔

قیل لہ ما فعلت بأمرأتک، فقال جامعتها تثبت الحرمة ولا یصدق أنه کذب ولو هاز لا . (الدر المختار، کوئٹہ ۲/۳۹۰، کراچی ۳/۳۸، زکریا ۴/۱۱۵، ہندیہ زکریا ۱/۲۷۶، جدید ۱/۲۷۶)

مذکورہ شرائط کے بغیر حرام نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۳۶۸/۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/۵۹۴)

کیا سالی سے زنا کرنے کی وجہ سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

سوال [۵۶۱۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی نے نسبی ہمیشہ جس کو عرف عام میں سالی کہتے ہیں یعنی بیوی کی سگی بہن سے زنا کر لیا اور کرتار ہوتا ہے، تو کیا ایسی حالت میں بیوی سے نکاح باقی رہتا ہے یا باطل ہو جاتا ہے؟ دلائل کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: نسیم احمد، ہلدوانی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسی صورت میں بیوی کے ساتھ نکاح تو بدستور باقی ہے، مگر سالی کے ساتھ جو حرکت ہوتی ہے، وہ گناہ عظیم کا سبب ہے، دونوں پر سخت پابندی لگائی جانی چاہئے اور دونوں پر لازم ہے کہ اپنے اس فعل شنیع سے خالص توبہ کر لیں۔

وطی أخت امرأته لا تحرم علیہ امرأته الخ (در مختار، کتاب النکاح،

فصل في المحرمات، کراچی ۳/۳، زکریا ۴/۱۰۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۹/۹ صفر المظفر ۱۴۱۸ھ

۱۴۱۸/۲/۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۵۱۶۹)

کیا سالی سے زنا کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا؟

سوال [۵۶۱۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جمیل نے اپنی بیوی کی چھوٹی بہن سے ناجائز تعلق پیدا کر لئے، اب اس کی بیوی کی بہن حاملہ ہے، ایسی صورت میں جمیل کا نکاح قائم رہا یا فسخ ہو گیا؟ بہت سارے لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ جمیل کا نکاح ٹوٹ گیا۔

المستفتی: جمیل احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسی صورت میں جمیل کی بیوی کا نکاح جمیل کے ساتھ بدستور باقی ہے؛ البتہ جمیل اور زانیہ سالی دونوں گناہ عظیم کے مرتکب ہونے کی وجہ سے ان پر خالص تو بہ لازم ہے اور سالی اگر شادی شدہ نہیں ہے، تو بچہ کا نسب بھی ثابت نہیں ہوگا و لدا الزنا ہوگا۔

وطیء أخت امرأته لا تحرم عليه امرأته الخ (در مختار، کتاب النکاح،

فصل في المحرمات، کراچی ۳/۳، زکریا ۴/۱۰۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵/۲ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۸۴۱)

سالی سے بدکاری کے بعد بیوی نکاح میں رہے گی یا نہیں؟

سوال [۵۶۱۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی نے اپنی سالی کے ساتھ صحبت کر لی یا اس سے نکاح کر لیا، ان دونوں حالتوں میں منکوحہ عورت نکاح میں رہے گی یا مطلقہ ہو جائے گی، ان دونوں کے بارے میں کیا احکام ہیں؟

المستفتی: عقیف احمد، ہری چوک، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اپنی سالی سے زنا کرنے سے بیوی کے نکاح میں شرعاً کوئی فرق نہیں پڑتا، نکاح بحالہ قائم رہتا ہے؛ البتہ سالی اور خود گناہ کبیرہ کے مرتکب اور مردود بارگاہ ہوں گے۔ نیز بیوی کی موجودگی میں سالی کے ساتھ نکاح شرعاً باطل ہوتا ہے۔ اور حرام کاری کی زندگی میں مبتلا رہیں گے، اور بیوی کے نکاح میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

وطی أخت امرأة ته لاتحرم علیه امرأة ته الخ (در مختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، زکریا ۴/۱۰۹، کراچی ۳/۳۴)

إذا تزوجهما علی التعاقب، وکان نکاح الأولی صحیحاً، فإن نکاح الثانیة، والحالة هذه باطل قطعاً. (شامی، کراچی ۳/۳۸، زکریا ۴/۱۱۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۶۱۸/۲۵)

منکوحہ اپنے بہنوئی سے زنا کرائے تو شوہر پر حرام ہوگی یا نہیں؟

سوال [۵۶۲۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میری شادی محسنہ خاتون سے ۲۴ مئی ۱۹۸۸ء کو نگینہ ضلع بجنور سے ہوئی، اور محسنہ خاتون اپنے بہنوئی سے زنا کرائی ہے اور زنا کے دو حمل گروا چکی ہے اور ایک سال سے زائد کا لڑکا اس کے پاس موجود ہے اور میری بیوی محسنہ کو دو مہینے کا مجھ سے حمل ہے اور محسنہ کی بڑی بہن تنظیم فاطمہ میرے گھر آئی، تو اس کو بلا کر اپنے شوہر کے پاس لے گئی اور محسنہ بھی وہی ہے، وہ اپنے بہنوئی تنظیم کے شوہر سے زنا کراتی ہے اور جب میں اپنی بیوی محسنہ خاتون کو بلانے گیا، تو اس کی بڑی بہن اور بہنوئی نے منع کر دیا، اور آنے نہیں دیا اور بہنوئی دونوں بہنوں کو اپنے گھر میں رکھ رہا ہے (تنظیم فاطمہ اور محسنہ کو) اب اگر میری بیوی محسنہ میرے گھر میں آجائے، تو میں اس کو اپنے گھر رکھ سکتا ہوں یا نہیں؟ اور اس عورت کا میدان حشر میں اور قبر میں کیا حال ہوگا، جو اپنے شوہر کو چھوڑ کر بہنوئی سے زنا کراتی ہے؛ لہذا اس مسئلہ میں قرآن و حدیث سے جواب دیا جائے اور اس کا بھی جواب دیں کہ بیوی میری نکاح میں رہے گی یا نہیں؟ آپ کی بہت مہربانی ہوگی۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سالی کو ناجائز تعلق کے لئے گھر میں رکھنا حرام اور غضب الہی کے تسلط کا خطرہ ہے، علاقہ کے مسلمانوں پر ضروری ہے کہ اس شخص کو اس نازیبا حرکت سے روک دیں، اگر نہ مانے تو برادری کے لوگ اس سے بائیکاٹ کر دیں، ورنہ سب لوگ گنہگار ہوں گے۔

وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمْ . [الہود: ۱۱۳]

نیز محسنہ اس حرکت کی وجہ سے اپنے شوہر کے نکاح سے باہر نہیں ہوئی؛ بلکہ بدستور شوہر کے نکاح میں برقرار رہے گی؛ لہذا محمد اقبال شوہر اپنی بیوی محسنہ کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے، اس پر کوئی گناہ نہیں ہے؛ بلکہ محسنہ اور اس کے بہنوئی گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہیں ان توبہ کر کے باز آ جانا لازم ہے۔

لوزنت امرأة رجل لم تحرم عليه و جازله و طؤها عقب الزنا .
(شامی، کراچی ۳/۴ زکریا ۱۰۹/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴ صفر المعظم ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۲/۱۱۱۲)

سالی سے وطی کرنے سے بیوی حرام ہوگی یا نہیں؟

سوال [۵۶۲۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو نکاح میں رکھتے ہوئے اپنی سالی سے وطی کر لیا، تو اس کی بیوی اس پر حرام ہوگی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اپنی سالی سے زنا کرنے کی صورت میں زید پر اس کی بیوی حرام نہیں ہوئی بلکہ نکاح بدستور باقی ہے لیکن زید اور زانیہ سالی دونوں پر اس فعل بد سے توبہ کرنا لازم اور ضروری ہے۔

وطی أخت امرأته لا تحرم عليه امرأته . (درمختار کتاب النکاح، فصل فی المحرمات کراچی ۳/۴ زکریا ۱۰۹/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴ شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۷۶۶)

مزنہ کی بہن سے نکاح اور سالی سے زنا کا حکم

سوال [۵۶۲۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ لوان زید زنی بامرأة فتزوج بأختها الصغيرة، أو الكبيرة،

اوتزوج بامرأة، ثم زنى بأختها صغيرة كانت أو كبيرة ففسد النكاح أم لا؟

المستفتی: ارشد خان شاہد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زنا شریعت میں نہایت ہی قبیح شئی ہے۔ قرآن

وحدیث میں اس کی بڑی وعیدیں آئی ہیں، تاہم مزنیہ کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے اور بیوی کی بہن (سالی) سے زنا کرنے سے نکاح فاسد نہیں ہوتا، مگر مزنیہ کو ایک حیض آنے تک زانی کا اپنی بیوی سے الگ رہنا واجب ہے۔

في الخلاصة وطئ أخت امرأته لا تحرم عليه امرأته (درمختار)
وفي الدراية: عن الكامل ولوزنى باحدى الأختين لا تقرب الأخرى حتى
تحيض الأخرى حيضة. قال الشامي تحت قوله لا تحرم: فالمعنى لا تحرم
حرمة مؤبدة وإلا فتحرم إلى انقضاء عدة الموطوءة. (شامي، كتاب النكاح، فصل في
المحرمات، کراچی ۳/۳۴، زکریا ۹/۱۰۹، امداد المفتیین ۲/۵۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۰/۶/۲۷ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ جمادی الثانیہ ۱۴۲۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۴۶/۶۱۸)

سالی کو اٹھا کر لے جا کر اپنے ساتھ رکھنے سے کیا نکاح ٹوٹ جائے گا؟

سوال [۵۶۲۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ بکر کے نکاح میں ہندہ ہے اور اس سے ایک لڑکی بھی ہے، دریافت یہ کرنا ہے کہ بکر اپنی سالی یعنی بیوی کی چھوٹی بہن کو زبردستی اس کے گھر سے رات کو اٹھا لے گیا، جس کی عمر ۱۳ سال ہے اور اس کو چھ سات دن اپنے پاس رکھا اس کے بعد لڑکی کے والد اپنی لڑکی کو تلاش کر کے پھر واپس لے آئے تو، بکر کا نکاح فسخ ہو گیا یا نکاح باقی ہے؟

(۲) اگر نکاح ٹوٹ گیا تو دوبارہ ہندہ کا نکاح بکر سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: ابوالحسن، چھارچہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۲/۱) سالی کو اٹھالے جانے اور ساتھ رکھنے سے بکر سخت گنہگار ہوا ہے، اسے اس گناہ سے فوراً توبہ کرنا لازم ہے؛ لیکن بکر اور ہندہ کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا، ہندہ بکر کے نکاح میں بدستور باقی ہے۔

وطیأخت امرأته لا تحرم علیہ امرأته الخ (در مختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، زکریا ۱۰۹/۴، کراچی ۳۴/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
کاتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳/ ذی قعدہ ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۳۲/۵۰۱۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۷/۱۱/۳ھ

کیا مزنیہ کے اصول و فروع زانی پر حرام ہیں؟

سوال [۵۶۴۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اور عمرو دونوں ایک گاؤں کے رہنے والے ہیں، زید کی شادی ہندہ سے ہو گئی، پھر ہندہ کے ناجائز تعلقات عمرو سے ہو گئے، پھر ہندہ سے ایک لڑکا بکر پیدا ہوا، جس کی شکل و صورت ذیل ڈال سب کچھ عمر جیسا ہے، پھر کچھ دنوں کے بعد زید کو اپنی بیوی ہندہ اور عمرو کے تعلقات کا پتہ چلا، تو زید نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دیدی اور بکر کو اپنے پاس رکھ لیا، پھر جب بکر بڑا ہوا، تو زید نے اس کی شادی کردی، پھر بکر کے بھی ایک لڑکی پیدا ہوئی اور پھر ہندہ مطلقہ سے عمرو نے باقاعدہ نکاح کر لیا، اور ہندہ عمرو کے نکاح میں کئی برس رہ کر انتقال کر گئی، پھر عمرو نے دوسرا نکاح کیا رشیدہ سے رشیدہ سے ایک لڑکا خالد پیدا ہوا، اب دریافت یہ کرنا ہے کہ عمرو اپنے لڑکے خالد کی شادی بکر کی لڑکی خالدہ سے کرنا چاہتا ہے،

قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: شکیل احمد، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر ہندہ اور عمرو کے درمیان بکری پیدائش سے قبل ہی شرعی طور پر حرمت مصاہرت ثابت ہو چکی تھی، تو بکری لڑکی کا نکاح عمرو کے لڑکے کے ساتھ جائز نہیں ہے اور ایسی صورت میں مسئلہ رپیہ کا اشکال نہ ہوگا۔

ولذا تحرم علیہ ریبۃ المولودۃ بعد طلاقہ أمہا وزوجة أبیہ من الرضاع المطلقة قبل ارتضاعہ. (شامی، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، کراچی ۳/۳۲، زکریا ۴/۱۰۶)

وحرم أيضاً بالصهرية أصل من نیتہ وفروعہن الخ (در مختار مع الشامی، کراچی ۳/۳۲، زکریا ۴/۱۰۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کاتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۸۱۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴/۵/۱۴۱۷ھ

سالی کے سینے کو چھونے کا حکم

سوال [۵۱۲۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی زوجہ کی بہن کو غلط ارادہ سے دیکھا اور اس کے سینہ کو چھوا، اس کے بعد یہ حرکت نہیں کی تو میری بیوی کے نکاح میں تو کوئی نقص نہیں آیا؟

المستفتی: محمد شرف علی، چکر کالونی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سالی کے ساتھ غلط فعل کرنے اور بد نیتی سے اس کو چھونے سے بیوی حرام نہیں ہوتی۔

وطئاً أخت امرأته لا تحرم عليه امرأته الخ (در مختار، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، زکریا ۴/۱۰۹، کراچی ۳/۳۴)

البتہ اگر خدا نخواستہ ساس کو بدنی سے چھو دیا جائے گا تو بیوی حرام ہو جائے گی۔
 قال في الذخيرة: وإذا قبلها، أو لمسها، أو نظر إلى فرجها، ثم قال: لم يكن عن شهوة ذكر الصدر الشهيد، أنه في القبلة يفتى بالحرمة، ما لم يتبين أنه بلا شهوة، وفي المس والنظر لا إلا أن يتبين أنه بشهوة؛ لأن الأصل في التقبيل الشهوة بخلاف المس والنظر. (شامي، کراچی ۳/۳۵، زکریا ۴/۱۱۲، ہندیہ، زکریا ۱/۲۷۶/۱ جدید ۱/۳۴۱)

لو قبل الرجل امرأته تثبت الحرمة ما لم يظهر أنه قبلها بغير شهوة وفي المس ما لم يعلم أنه كان عن الشهوة لا تثبت الحرمة. (قاضی خان علی الہندیہ، زکریا ۱/۳۶۱/۱ جدید ۱/۲۱۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
 کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲۶/ صفر المظفر ۱۴۱۶ھ
 (فتویٰ نمبر: الف/۳۲۵۵۷)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۲۶/۲/۱۴۱۶ھ

سالی سے زنا کرنے کا حکم

سوال [۵۶۲۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی سالی سے زنا کیا؛ جبکہ اس کی بیوی اس کے نکاح میں موجود ہے، تو کیا اس سے نکاح میں کوئی اثر پڑایا نہیں؟ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ نکاح ٹوٹ گیا اور کچھ اس کے خلاف بات کہتے ہیں، آپ اس سلسلہ میں شرعی فیصلہ فرمائیں۔

المستفتی: کمال الدین، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سالی سے زنا کرنے سے بیوی کا نکاح ختم نہیں

ہوتا، بلکہ وہ علیٰ حالہ باقی رہتا ہے، البتہ سالی کو ایک حیض آنے تک بیوی سے وطی کرنا جائز نہیں ہے، لہذا جو لوگ کہتے ہیں کہ سالی سے زنا کرنے سے بیوی کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے، ان کی بات صحیح نہیں ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۱۹/۵، جدید زکریا ۳۳/۵، امداد المفتین ۵۵۳/۲)

وطی أخت امرأته لا تحرم علیہ (درمختار) وتحتہ فی الشامیۃ لا تحرم
حرمة مؤبدۃ - وفي الدراية: عن الكامل لو زنی بإحدى الأختین لا یقرب
الأخری حتی تحيض الأخری حیضة. (درمختار، کتاب النکاح، فصل فی
المحرمات، کراچی ۳/۴، زکریا ۹/۴، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۹۶، زکریا ۱۷۰/۳، فتح القدیر،
درالفکر بیروت ۳/۲۱۴، کوئٹہ ۳/۱۲۳، زکریا ۳/۲۰۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵/۶۷۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۸/۶/۱۴۲۵ھ

بیوی کی بہن سے زنا کرنا

سوال [۵۶۲۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص شادی شدہ ہے، جو پانچ بچوں کا باپ ہے، اس نے اپنی بیوی کی بہن، جو غیر شادی شدہ تھی، اس سے ہمبستری کر لی ہے۔ اب وہ اپنی موجود بیوی کو نکاح میں رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اگر ممکن نہ ہو تو کیا کرے؟

المستفتی: جمال اختر، کلکھڑ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس صورت میں بیوی کے نکاح پر تو کوئی اثر نہیں ہوا، بیوی بدستور نکاح میں باقی ہے۔

فی الخلاصة ووطی أخت امرأته لا تحرم علیہ امرأته (درمختار مع
الشامی، زکریا ۹/۱۰)

اور جب تک سالی مزنیہ کو ایک حیض نہ آچکے اس وقت تک اپنی منکوحہ سے ہمبستری جائز نہیں، اور جب ایک حیض گزر جائے تب ہمبستری جائز ہے۔ (مستفاد: امداد المفتیین ۵۵۳/۲، امداد الاحکام ۳۹۷/۴)

ولو زنی بإحدى الأختین لا یقرب الأخری حتی تحيض الأخری بحیضة. (مجمع الأنهر، کتاب النکاح، باب المحرمات قدیم ۳۲۵/۱، جدید دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴۷۹/۱، کراچی ۳/۳۴، زکریا ۱۰۹/۴)

البتہ سالی سے منہ کالا کیا ہے، اس کا بہت سخت گناہ ہوگا، اس سے توبہ واستغفار لازم ہے۔ (مستفاد: امداد الاحکام ۳۷۹/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶/محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۴۲۸/۳۴)

سالی سے زنا کر لے تو حرمت مصاہرت کا حکم

سوال [۵۶۲۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کا حقیقی بہنوئی اپنی چھوٹی سالی کو بے عزتی کرانے کی غرض سے گھر سے کہیں دوسری جگہ لے گیا، تقریباً پندرہ روز اس نے اپنے پاس رکھا، اس نے زنا کیا یا نہ کیا، لیکن زید کو پورا پورا یقین ہے کہ اس نے زنا لازمی کیا ہے، اس کے بعد پولس کے ذریعہ اپنی سالی کو اپنی سسرال بھیج دیا؛ لہذا ایسے شخص کو کونسی سزا دینی چاہئے کیا اسے قتل کیا جائے یا زندگی بھر کے لئے جو بہن اس کے گھر ہے، اس سے یعنی بہنوئی سے قطع تعلق کر لے؟

المستفتی: محمد عاشق حسین، نورانی مسجد، مقبرہ، درگاہ، رمراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید کی جو بہن بہنوئی کے نکاح میں ہے، اس کا

نکاح شوہر کے ساتھ بدستور قائم ہے۔

وطیٰ أخت امرأته لا تحرم عليه الخ (شامی، کتاب النکاح، فصل فی

المحرمات، زکریا ۱۰۹/۴، کراچی ۳/۴۳)

اور جب تک شرعی طور پر چارگواہوں سے زنا کا ثبوت نہ ہو جائے، اس کی شرعی سزا مرتب نہیں ہوتی ہے؛ البتہ بھگا کر لے جانے کی وجہ سے حاکم اپنی مصلحت سے مناسب سزا دے سکتا ہے، وہ بھی اسلامی حکومت میں ہو سکتا ہے اور ہندوستان جیسے ممالک میں برادری پچائیت اس کو توبہ پر مجبور کر سکتی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۹ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ

۱۴۱۵/۳/۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۸۹۶)

سالی کے ساتھ زنا کرنا اور اپنے لڑکے کا اس کی لڑکی سے نکاح کرنا

سوال [۵۶۲۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: زید نے اپنی سالی سے منہ کالا کر لیا، تو کیا اس کے نکاح پر کچھ فرق پڑے گا؟ نیز کیا اب سالی کی لڑکی سے اپنے لڑکے کا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد طیب متعلم دورہ حدیث مدرسہ شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بیوی کی موجودگی میں سالی سے زنا کرنے

سے بیوی حرام نہیں ہوگی؛ بلکہ بیوی تو بدستور نکاح میں باقی رہے گی؛ البتہ سالی سے منہ کالا کرنے کا سخت گناہ ہوگا، اس سے توبہ واستغفار لازم ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۱۶/۵،

امداد الاحکام ۷۹/۳)

وفي الخلاصة: وطیٰ أخت امرأته لا تحرم عليه امرأته. (شامی، کتاب النکاح،

فصل فی المحرمات، کراچی ۳/۴۳، زکریا ۱۰۹/۴)

لیکن سالی کو ایک حیض آنے تک بیوی سے وطی کرنا جائز نہیں۔ (مستفاد: امداد المفتیین ۵۵۵/۲)

ولوزنی بإحدى الأختين لا يقرب الأخرى حتى تحيض الأخرى بحیضة. (مجمع الأنهر قدیم ۱/۳۲۵، جدید دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۴۷۹)
زید کے لئے تو اس لڑکی سے نکاح حلال نہیں؛ لیکن زید کے لڑکے کا اس لڑکی سے نکاح درست ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۳۴۹/۷)

ويحل أصول الزاني وفروعه أصول المزني بها وفروعها. (البحر الرائق، كوئٹہ ۱۰۱/۳، زکریا ۱۷۹/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۷/۲۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۸۶۰/۳۵)

کیا نامحرم سے ناجائز تعلقات کی وجہ سے بیوی حرام ہو جاتی ہے؟

سوال [۵۶۳۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی شادی زبیدہ سے ہوئی، دونوں میں ہنسی و خوشی زندگی گزر رہی ہے، زید کے تین چار بچے ہیں، زید پر شیطان سوار ہوا اور اس نے باوجود بیوی بچوں کے ہوتے ہوئے کسی نامحرم عورت سے ناجائز تعلقات پیدا کر لئے۔ اور وہ عورت تین چار شوہروں کو چھوڑ کر زید کے ساتھ آگئی، ان شوہروں میں سے کسی نے طلاق نہیں دی؛ بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ پھر ہمارے پاس آجائے، ایسی صورت میں زبیدہ زید کے نکاح میں ہے یا نکاح سے نکل گئی؟

المستفتی: محی الدین احمد، سہسپور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: زید کا غیر محرم عورت سے ناجائز تعلق حرام ہے

مجامعت زنا سے غضب الہی کا سخت خطرہ ہے، وہ عورت اس شخص کی بیوی ہے، جس کے ساتھ پہلے نکاح شرعی ہوا ہے، اور جب اس نے نہ طلاق دی اور نہ شرعی تفریق ہوئی تو بعد کے تمام نکاح باطل یا فاسد ہیں۔

وأما نكاح منكوحه الغير و معتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة
إن علم أنها للغير لأنه لم يقل أحد بجوازه، فلم ينعقد أصلاً الخ (در المختار،
باب العدة، مطلب في النكاح الفاسد والباطل، کراچی ۵۱۶/۳، زکریا ۵/۹۷،
البحر الرائق، زکریا ۴/۲۴۲، کوئٹہ ۴/۱۴۴)

لو تزوج بامرأة الغير عالمًا بذلك ودخل بها لا تجب العدة عليها
حتى لا تحرم على الزوج وطؤها وبه يفتى لأنه زنى' والمزني بها لا تحرم
على زوجها. (شامی، کراچی ۵۰/۳، زکریا ۴/۱۴۴)

زید کی بیوی زبیدہ کا نکاح زید کے ساتھ شرعاً قائم ہے، اس میں کوئی خرابی نہیں آئی۔
(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۴۶۸/۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۹۴/۲۳)

اجنبی کے ساتھ غلط تعلقات کا نکاح پر اثر

سوال [۵۶۳۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شادی شدہ عورت نے ایک سال قبل دوسرے مرد سے ناجائز تعلقات قائم کر لئے، پھر اس کے بعد اپنے شوہر کے پاس رہنے لگی؛ جبکہ اس کے شوہر نے طلاق بھی نہیں دی، اس کے بارے میں مفتیان دین کیا فرماتے ہیں؟

المستفتی: عبدالغالب ششی، محلہ بھٹی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: غیر مرد کے ساتھ غلط تعلق قائم کر کے اس کے ساتھ چلے جانے کی وجہ سے شوہر کے نکاح میں کوئی فرق نہیں آیا، شوہر کا نکاح اس عورت کے ساتھ بدستور باقی ہے؛ اس لئے بعد میں شوہر کے ساتھ بغیر نکاح ثانی بھی رہنا جائز ہے اور بدکاری کا گناہ عورت اور اس دوسرے مرد کے سر رہے گا۔

لو تزوج بامرأة الغير عالماً بذلك ودخل بها لا تجب العدة عليها حتى لا تحرم على الزوج وطؤها وبه يفتى لأنه زنى' والمزني بها لا تحرم على زوجها. (شامي، کراچی ۵۰/۳، زکریا ۱۴۴/۴)

أنه زنى' والمزني بها لا تحرم على زوجها. (شامي، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، کراچی ۵۰/۳، زکریا ۱۴۴/۴)

وأما نكاح منكوحة الغير و معتدة فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير: لأنه لم يقل أحد بجواز ه، فلم ينعقد أصلاً. (شامي، کراچی ۵۱۶/۳، زکریا ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۱۴۴/۴، زکریا ۲۴۲/۴)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۴/۲/۲۴ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۴ ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴۲۹/۲۹)



(۱۹) باب الجمع بین المحارم

دو علاقائی بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا

سوال [۵۶۳۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: دو لڑکی جن کی والدہ الگ الگ، والد ایک ہیں تو کیا دونوں لڑکیوں کا ایک وقت میں ایک شوہر سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد بیچ الرحمن، ۲۴/ پرگنہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: یہ دونوں لڑکیاں آپس میں علاقائی بہن ہیں، ان دونوں کو بیک وقت ایک شخص کے نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں ہے؛ اس لئے کہ یہ دونوں آپس میں محارم ہیں۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ..... وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ . [النساء: ۲۳]

و حرم الجمع بین المحارم نکاحاً أي عقداً صحيحاً الخ (در مختار،

کراچی ۳/۳۸، زکریا ۴/۱۱۵، ۱۱۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۴ رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۳۲۲/۳۱)

بیوی کی موجودگی میں بیوی کی سگی بہن سے نکاح

سوال [۵۶۳۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ اگر کسی شخص نے بیوی کی موجودگی میں اپنی سالی سے زنا کیا، اس کے بعد اس سے نکاح کر لیا، دراصل حالیکہ اس کی بیوی اس کے نکاح میں اب بھی موجود ہے، تو کیا اس کی سابق بیوی اس کے نکاح میں باقی رہے گی یا نہیں؟

المستفتی: مظفر حسین، دکنی، معلم مدرسہ شانی مراوا آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بیوی کی موجودگی میں سالی سے نکاح کرنا حرام ہے اور نکاح باطل ہے، پہلی بیوی ہی اس کے نکاح میں ہے اور سالی کو فوراً الگ کر دینا واجب ہے، ورنہ اس کے ساتھ زنا کاری ہوتی رہے گی۔

قال الله تعالى: 'وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ'. [النساء: ۲۳]

وحرّم الجمع بين المحارم نكاحاً أي عقداً صحيحاً (تحت قوله) ولا فيما إذا تزوجها على التعاقب، وكان نكاح الأولى صحيحاً، فإن نكاح الثانية والحالة هذه باطل قطعاً. (شامی، کراچی ۳/۳۸، زکریا ۱۱۵/۴، ۱۱۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۷/۲/۱۶ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ صفر المظفر ۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲۵۵۷)

دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا

سوال [۵۶۳۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ کیا ایک وقت دو سگی بہنوں کو زید اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے؟

(۲) اگر زید نے لاعلمی میں دو سگی بہنوں سے نکاح کر لیا، تو اس کا کفارہ کیا ہوگا؟

(۳) زید کا نکاح ایک بہن سے پانچ سال قبل ہوا اور دوسری بہن سے لگ بھگ

پانچ ماہ قبل ہوا، تو کس کا نکاح فاسد ہوگا، پہلی کا یا دوسری کا؟

المستفتی: آصف احمد، سرسیدنگر میاں کالونی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید نے جس بہن سے پہلے نکاح کیا ہے، وہ اس کی بیوی ہے اور دوسری بہن سے جو بعد میں نکاح کیا ہے، وہ نکاح باطل اور فاسد ہے، اس نکاح سے دوسری بہن اس کی بیوی نہیں بنی ہے، اس کے ساتھ بدکاری اور زنا کاری ہو رہی ہے فوری طور پر اس کو زید سے الگ کر دینا لازم ہے۔

قال الله تعالى: 'وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ'. [النساء: ۲۳]

و حرم الجمع بين المحارم نكاحاً وعدة. (شامی، کراچی ۳/۳۸،

زکریا ۴/۱۱۵، ۱۱۶)

وإن تزوّجهما في عقدتين فنكاح الأخيرة فاسدة. (ہندیہ زکریا دیوبند

۱/۲۷۷ جلد ۱/۳۴۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳/ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۴۰/۱۰۸۷۷)

بیوی کی موجودگی میں سالی سے نکاح

سوال [۵۱۳۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک صاحب کے چار بچے ہیں، ان صاحب نے چاروں بچوں کے بعد اپنی بیوی کی بہن یعنی اپنی سالی سے نکاح کر لیا۔ اب دونوں بہنیں یعنی ان صاحب کی دونوں بیویاں ایک مکان میں ساتھ ساتھ رہتی ہیں، انہیں بہنوں میں سے پہلی والی کے ایک بیٹے کا رشتہ میری بیٹی کے ساتھ آیا ہے، کیا میں اپنی بیٹی کی شادی اس لڑکے سے کر سکتا ہوں؟

- (۱) اس میں شریعت کی رو سے کوئی رکاوٹ تو نہیں ہے؟
 (۲) کیا ان حالات میں مجھے نکاح کے لئے کوئی شرط رکھنی چاہئے؟

المستفتی: فخر عالم، پیرزادہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ صورت میں پہلی بیوی کا نکاح شرعی طور پر صحیح

اور درست ہے، اس کی ساری اولادیں بھی حلال اور ثابت النسب ہیں؛ لہذا اس کے چاروں بیٹوں میں سے کسی ایک کے ساتھ آپ کی بیٹی کا نکاح بلاشبہ جائز اور درست ہے؛ ہاں البتہ اس شخص نے بیوی کی بہن سے جو نکاح کیا ہے، وہ نکاح شرعی طور پر صحیح نہیں ہوا ہے، اس کے ساتھ مسلسل زنا اور بدکاری ہو رہی ہے؛ اس لئے اس بدکار شخص سے یہ شرط لگانا آپ کے لئے بہتر ہے کہ تم سالی کے ساتھ نکاح کے نام سے جو بدکاری کرتے ہو، اس کو پہلے چھوڑ دو، اس کے بعد اپنے بیٹے کے نکاح کے لئے ہمارے پاس پیغام بھیجیں۔ (مستفاد: محمودیہ میرٹھ ۱۶/۱۳۷)

وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ: أَيُّ مَا عَدَا مَا ذَكَرْنَا مِنَ الْمَحَارِمِ هُنَّ لَكُمْ حَلَالٌ.

(تفسیر ابن کثیر بیروت ۱/۳۷۴)

”وَأَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْأَخْتَيْنِ. الْآيَةُ“ أَيُّ وَحَرَمَ عَلَيْكُمُ الْجَمْعَ بَيْنِ

الْأَخْتَيْنِ مَعًا فِي التَّزْوِيجِ. (تفسیر ابن کثیر بیروت ۱/۳۷۳)

وَأَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى مَنَعِ جَمْعِهِمَا فِي عَقْدِ وَاحِدٍ مِنَ النِّكَاحِ بِهَذِهِ

الْآيَةِ. (قرطبی بیروت ۵/۷۷)

لَا يَجْمَعُ بَيْنَ أُخْتَيْنِ بِنِكَاحٍ، وَلَا بَوَاطِيءَ بِمَلِكٍ يَمِينٍ سِوَاءَ كَانَتَا أُخْتَيْنِ مِنَ

النَّسَبِ، أَوْ مِنَ الرِّضَاعِ - إِلَى قَوْلِهِ - وَإِنْ تَزَوَّجَهُمَا فِي عَقْدَتَيْنِ فَكَاحُ الْأَخِيرَةِ فَاسِدٌ

وَيَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَفْرِقَهَا. (ہندیہ، زکریا ۱/۲۷۷، جدید ۱/۳۴۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۹ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ

۱۴۳۳/۲/۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۹/۱۰۶۵۲)

بیوی کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی بہن سے نکاح

سوال [۵۶۳۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کے رہتے ہوئے اپنی بیوی کی حقیقی بہن سے عدالت میں شادی کر لی ہے، اس کے بعد وہ شخص نکاح پڑھوانے کے لئے مسجد کے امام صاحب کے پاس گیا؛ لیکن امام صاحب نے نکاح پڑھانے سے یہ دلیل دیتے ہوئے انکار کر دیا کہ دو حقیقی بہنیں ایک ساتھ کسی ایک شخص کے نکاح میں نہیں رہ سکتی ہیں۔ مذکورہ شخص کا یہ کہنا ہے کہ اس کو اس طرح کے مسئلہ کی معلومات نہیں تھی، اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس نے اپنی سسرال والوں سے مذکورہ لڑکی کو واپس اس کے میکے بھیجنے کی بات کہی تھی؛ لیکن وہ لوگ واپس لے جانے کو تیار نہیں ہیں، مذکورہ شخص مسجد میں بڑھئی کا کام کر رہا ہے۔

مندرجہ بالا حالات کی وجہ سے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ایسے شخص سے مسجد میں کام نہیں کرانا چاہئے۔ اب مذکورہ شخص کو دوسری بیوی کے بارے میں کیا کرنا چاہئے اور مذکورہ شخص سے مسجد میں کام کرانے میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟

المستفتی: اسرار احمد، محلہ ملکیمان سیور ہارہ، بجنور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بیوی کے نکاح میں موجود ہوتے ہوئے بیوی کی حقیقی بہن سے نکاح صحیح نہیں ہوتا ہے، سالی کو رکھنا حرام کاری ہے؛ اس لئے فوراً سالی کو اس کے والدین کے حوالہ کر دینا لازم ہوگا۔

و حرم الجمع بین المحارم نکاحاً الخ (درمختار، کراچی ۳/۳۸،

زکریا ۴/۱۱۵، ۱۱۶)

و کان نکاح الأول صحیحاً، فإن نکاح الثانية والحالة هذه باطل قطعاً .

(شامی، کراچی ۳/۳۸، زکریا ۴/۱۱۶)

وہ آدمی خود تو معصیت میں مبتلا ہے، مگر اس کا مسجد کی تعمیری کام کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں؛ ہاں البتہ اگر اس سے کام نہ لئے جانے کی صورت میں فعل حرام سے باز آنے کی امید ہے، تو کام نہ لینا بہتر ہو سکتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۲/صفر/المظفر ۱۴۱۲ھ

۱۴۱۲/۲/۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۹/۳۳۲۹)

دوسگی بہنوں کا ایک ساتھ نکاح میں رکھنا

سوال [۵۶۳۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی شخص کے گھر میں دوسگی بہنیں ہیں، تقریباً دس سال ہو چکے ہیں، مگر وہ کاروبار پیتل کا کرتا ہے، پیتل کے عدد بناتا ہے؛ لہذا وہ شخص مسجد میں ہتھی کاٹ لگوانا چاہتا ہے۔ اب شرع و سنت کی روشنی میں بتائیں کیا اس کے روپیہ کاٹ لگانا جائز ہے؟

المستفتی: امان علی، سرائے گلزاری مل، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس بہن کے ساتھ بعد میں نکاح کیا ہے وہ شرعاً صحیح نہیں ہوا، اس کے ساتھ حرام کاری اور زنا کاری ہو رہی ہے، تمام محلہ والوں پر لازم ہے کہ فوراً ان میں علیحدگی پیدا کر دیں ورنہ سب لوگ غضب الہی کے مستحق ہوں گے اور اگر شخص مذکور اپنے اس فعل شنیع سے باز نہ آئے، تو سب مسلمان اس سے بائیکاٹ کر لیں اور اس کا حقہ پانی بند کر دیں اور اس کا کوئی پیسہ مسجد میں نہ لگائیں، ہاں البتہ اگر وہ اس فعل سے باز آ کر توبہ کر لیتا ہے، تو اس کا پیسہ مسجد وغیرہ کے لئے قبول کیا جائے ورنہ نہیں۔

قال الله تبارک و تعالیٰ: وَلَا تَرْكُنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا

فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ .
[سورہ ہود: ۱۱۳] فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ / رجب المرجب ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۷۷۷)

دو سگی بہنوں کے ایک نکاح میں اجتماع کا عدم جواز

سوال [۵۶۳۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے ایک کاروباری پارٹنر کی دو بیویاں ہیں اور دونوں سگی بہنیں ہیں، ایک ہی مکان میں رہتی ہیں اور ان دونوں سے بچے بھی ہیں، اس کا علم ہمیں ان صاحب سے تعلق ہونے کے بعد اور لوگوں سے ہوا، اب معلوم یہ کرنا ہیکہ ایسے شخص کے ساتھ کاروبار کر سکتے ہیں یا نہیں؟ تعلق رکھنا چاہئے یا نہیں؟ اور ان کے گھر کے کھانے کے بارے میں کیا مسئلہ ہے؟

المستفتی: محمد نسیم انصاری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دو سگی بہنوں میں سے ایک کا نکاح بعد میں ہوا ہے شرعاً وہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا ہے، اس شخص پر لازم ہے کہ فوری طور پر بعد والی کو اپنے سے علیحدہ کر دے، اس کے ساتھ رہنا زنا ہے اور غضب الہی کا سخت خطرہ ہے۔ برادری کے لوگوں پر لازم ہے کہ اس کو سمجھائیں اگر نہ مانے تو اس سے بائیکاٹ کر لیں، اس کے ساتھ رہن سہن، کاروبار، کھانا پینا سب ترک کر دیں۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ (الی قوله) وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ . [سورۃ النساء: ۲۳]

وحریم الجمع بین المحارم الخ (در مختار، کراچی ۳/۳۸، زکریا ۴/۱۵، ۱۱۶)

جب سائل کو اس کا علم بعد میں ہوا ہے، تو سائل کو چاہئے کہ شریک کار کو اس حرام کاری کے ترک پر ہر طرح سمجھاویں، اگر باز نہ آویں تو حتی الامکان اپنا کاروبار اس شخص سے علیحدہ کرے۔
 قوله تعالى: وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ .
 [سورہ ہود: ۱۱۳] فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲۱ شوال المکرم ۱۴۰۹ھ
 (فتویٰ نمبر: الف/۲۵/۱۴۴۷)

بیوی کی بہن سے زنا اور نکاح کرنے کا حکم

سوال [۵۶۳۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی شخص نے اپنی بیوی کی حیات میں سگی سالی سے زنا کر لیا ہے، یا اس سے نکاح کر لیا ہے، کیا اس صورت میں اس کی بیوی حرام ہوگی یا طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟
 باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس نے بیوی کی موجودگی میں سالی سے زنا کیا ہے، تو اس سے بیوی حرام نہ ہوگی؛ بلکہ بیوی بدستور نکاح میں باقی ہے؛ البتہ سالی سے منہ کالا کرنے کا سخت گناہ ہوگا۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۱۹/۵، امداد الاحکام ۳/۷۹)

وفي الخلاصة وطئ اخت امرأته لا تحرم عليه امرأته. (شامی، زکریا ۴/۱۰۹، کراچی ۳/۳۴)

لیکن سالی کو ایک حیض آنے تک بیوی سے وطئ کرنا جائز نہیں۔ (مستفاد: امداد المفتیین ۲/۵۵۳)

ولو زنى واحدی الأختين لا يقرب الأخرى حتى تحيض الأخرى بحیضة. (مجمع الأنهر قدیم ۱/۳۲۵، درالکتب العلمیہ بیروت ۱/۴۷۹)

اسی طرح اگر بیوی کی موجودگی میں سالی سے نکاح کیا، تو یہ نکاح باطل ہے۔

إذ لو علمت بطل نكاح الثانية. (الدر المننتی قدیم ۱/۳۲۵، درالکتب

العلمیة بیروت ۱/۴۷۹)

لیکن بیوی بدستور نکاح میں باقی ہے اور اگر اس شخص نے سالی سے نکاح کرنے کے بعد وطی بھی کر لی تو، بیوی سے سالی کو ایک حیض آنے تک وطی کرنا جائز نہیں۔

ولو زنى بإحدى الأخنتين لا يقرب الأخرى حتى تحيض الأخرى بحیضة. (شامی، زکریا ۴/۱۰۹، کراچی ۳/۳۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۹ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

۱۴۲۱/۱/۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۳۴/۶۴۵)

بیوی کے نکاح میں رہتے ہوئے اس کی بہن سے شادی کرنا

سوال [۵۶۴۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ ایک شخص کے نکاح میں ایک ہی وقت میں دو سگی بہنیں رہ سکتی ہیں، کیا پہلی بیوی کا نکاح باقی رہا ہے اور دوسری کا نکاح باقی ہے یا سرے سے ہوا ہی نہیں ہے اور دوسری بیوی کے وکیل گواہ وغیرہ اور قاضی کا کیا فیصلہ ہے، اس نکاح کے گواہ وغیرہ سے یہ کہہ دیا گیا ہے کہ میں نے مفتی صاحب سے معلوم کر لیا ہے اور کیا کریں دوسرے نکاح کے بارے میں پہلی بیوی بہت زیادہ پریشان ہے، چھوٹے چھوٹے بچے ہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں مفصل جواب تحریر فرمادیں۔

المستفتی: حاجی ضمیر، تحصیل اسکول، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: بیوی کے نکاح میں موجود ہوتے ہوئے بیوی کی

حقیقی بہن سے جو نکاح ہوا ہے، وہ شرعی طور پر نکاح ہی نہیں ہوا ہے، وہ سرے سے باطل ہے، اس کے ساتھ جتنے دن رہنا ہوا ہے، آپس میں زنا کاری اور بدکاری ہوئی ہے، محلّہ اور کنبہ کے لوگوں پر لازم ہے کہ فوری طور پر دونوں کو علیحدہ کر دیں اور سالی بہنوئی کے درمیان کبھی ملاقات اور دعا سلام بھی نہ ہو سکے، ورنہ اللہ کا عذاب اور ادا بار آنے کا خطرہ ہے اور جو بیوی شوہر کے نکاح میں پہلے سے موجود ہے، اس کا نکاح بدستور باقی ہے بعد میں جس بہن سے نکاح کیا ہے وہی باطل ہے، اور سرے سے ہوا ہی نہیں ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ (الآیۃ) وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ . [سورة النساء: ۲۳]

وحرم الجمع بين المحارم نكاحاً: أي عقداً صحيحاً. وتحتہ
في الشامية: فإن تزوجهما على التعاقب وكان نكاح الأولیٰ صحيحاً،
فإن نكاح الثانية والحالة هذه باطل قطعاً. (شامی، کراچی ۳/۳۸،
زکریا ۴/۱۱۵، ۱۱۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۸/۶/۴ھ

کاتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۴ جمادی الثانیہ ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۶۲۲)

سالی سے نکاح

سوال [۵۶۴۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے شوہر نے اپنی سالی یعنی میری چھوٹی بہن سے نکاح کر لیا ہے، تو اس کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ پھر سب کی رائے پر انہوں نے اس کو چھوڑ دیا، بہر حال معلوم یہ کرنا ہے کہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اسے تین بول بولنے پڑیں گے یا نہیں؟ اور میں ابھی بھی انہیں کے نکاح میں ہوں، تو کیا اب مجھے دوبارہ نکاح کرنا پڑے گا یا نہیں؟ اور میری بہن کی ایک

بیٹی بھی ہے، اور کیا میرے شوہر اس کو طلاق دینے کے بعد میری بہن سے بات کر سکتے ہیں یا نہیں؟
اس کا جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتیہ: وریشہ خاتون، کرولا، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بیوی کی موجودگی میں اس کی بہن سے نکاح کرنا قطعاً حرام اور باطل ہے؛ لہذا آپ کے شوہر نے آپ کی موجودگی میں جو آپ کی بہن سے نکاح کیا ہے وہ نکاح ہوا ہی نہیں، اس کے ساتھ جتنے دن رہی ہے، اتنے دن اس کے ساتھ زنا کاری اور بدکاری ہوئی ہے؛ لہذا فوراً علیحدگی ضروری ہے، اس کو طلاق دینے کے لئے تین بول بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اس کی وجہ سے آپ کے نکاح پر کوئی فرق نہیں پڑے گا، آپ کا نکاح بدستور آپ کے شوہر کے ساتھ باقی ہے اور آپ کے شوہر کے نطفہ سے آپ کی بہن سے جو لڑکی پیدا ہوئی ہے، اس کا نسب آپ کے شوہر سے ثابت نہیں مانا جائے گا اور آپ کے شوہر کے لئے آپ کی بہن سے بات کرنے کی بالکل گنجائش نہیں ہے، اگر بات کرنے کی ضرورت ہی ہو تو کسی تیسرے شخص کو رابطہ بنا کر گفتگو ہو سکتی ہے۔

قال الله تبارك وتعالى: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ - الى

قوله- وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ . [سورة النساء: ۲۳]

ولا يجمع بين الأختين نكاحاً، لقوله عليه السلام: من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يجمعن ماءه في رحم أختين. (هداية، اشرفی بکدپو دیوبند ۲/۳۰۸)

ولو تزوج أختين في عقدتين ولم تعلم الأولى..... إذ علمت لبطل

نكاح الثانية. (حاشیہ مجمع الأنهر قدیم ۱/۳۲۵، سبک الأنهر قدیم ۱/۳۲۵، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۴۷۹)

وحرم الجمع بين المحارم نكاحاً. وفي الشامية: ولا فيهما إذا تزوجهما

على التعاقب وكان نكاح الأولى صحيحاً، فإن نكاح الثانية باطل قطعاً.

(شامی، زکریا ۴/۱۱۵، ۱۱۶، کراچی ۳۸/۳)

وطئ أخت امرأته لا تحرم عليه امرأته. (شامی، زکریا ۴/۱۰۹،

کراچی ۳/۳۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۴۱۳)

سگی سالی سے نکاح

سوال [۵۶۴۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید نے اپنی سالی سے بیوی کی موجودگی میں شادی کر لی تو اس کی سالی کا نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں ہوا جیسا کہ آپ کے مسائل اور ان کے حل میں بیان کیا گیا؛ لیکن شادی کرنے والا اس فعل کو جائز سمجھ کر کر رہا ہے، تو اس کی پہلی بیوی نکاح سے خارج ہو جائے گی، تو نکاح سے خارج ہونے کے بعد اس کا وارثت میں کتنا حصہ رہے گا؟

المستفتی: ربیع الدین، تھبہ کانا، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب زید کے نکاح میں پہلے سے ایک بہن

موجود ہے، تو اس کے ہوتے ہوئے سگی سالی سے نکاح کرنا ناجائز اور حرام ہے، سالی سے جو نکاح کیا گیا ہے، وہ منعقد ہی نہیں ہوا؛ بلکہ باطل ہے؛ اس لئے سالی کو بیوی بنا کر رکھنا زید کے لئے قطعاً جائز نہیں ہے؛ بلکہ زید پر لازم ہے کہ فوراً سالی کو الگ کر دے اور اگر مسئلہ جانتے ہوئے بھی زید اس فعل کو جائز سمجھتا ہے، تو یہ گناہ کبیرہ بلکہ ایمان کا بھی خطرہ ہے؛ کیونکہ اس کی حرمت قرآن پاک میں بھی مذکور ہے؛ لہذا زید پر توبہ کرنا بھی لازم ہے۔

(مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۵/۱۸، ۱۹، جدید زکریا ۵/۳۳)

وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ. [سورة النساء: ۲۳]

وتحریم الجمع بین الأختین، ومن فی معناهما. (ہندیہ،
زکریا ۱/۲۷۸، جدید ۱/۳۴۳، ہکذا فی الہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۰۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۷۸/۸۶۵)

بیوی کی موجودگی میں سگی سالی سے نکاح

سوال [۵۶۴۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ معراج سنبھلی کی شادی آج سے تقریباً سات سال پہلے میری بڑی بیٹی سے ہوئی تھی، جو ابھی حیات اور اسی کے گھر میں ہے، اس سے چار پانچ بچے بھی ہیں، داماد ہونے کی وجہ سے برابر میرے یہاں آنا جانا ہوتا تھا؛ لیکن وہ ایک نازیبا حرکت کر بیٹھا کہ ہماری چھوٹی لڑکی کو اغوا کر کے لے گیا، لڑکی کو بہت تلاش کیا؛ لیکن پتہ نہیں چلا۔

تقریباً سال بھر کے بعد پتہ چلا تو وہاں سے دستیاب کیا اور لے آیا کچھ عرصہ کے بعد اس کی شادی کر دی ہے۔ اب معراج نے نوٹس جاری کیا ہے کہ اس سے میں نے شادی کر لی ہے، وہ میری بیوی ہے، تو زیر غور یہ بات ہے کہ پہلی بیوی بڑی بہن موجود ہے، تو دوسری چھوٹی سگی بہن سے نکاح کیسے درست ہو سکتا ہے؟

المستفتی: محمد مستقیم، مان پور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: پہلی بیوی جو بڑی بہن ہے، اس کی موجودگی میں اس کی حقیقی چھوٹی بہن کے ساتھ نکاح منعقد نہیں ہوا، چھوٹی بہن کو بیوی بنا کر رکھنا زنا کاری ہے، بڑی بہن ہی اس کی بیوی ہے۔ قرآن کریم میں اس کی حرمت موجود ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ (الی قولہ) وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ. [سورة النساء: ۲۳] فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۵۲۰۲/۳۳۳)

بیوی کی موجودگی میں سالی سے نکاح اور اولاد کا حکم

سوال [۵۶۴۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بیوی کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی بہن سے اگر کوئی شخص شادی کرے اور اس سے اولاد پیدا ہو، تو یہ اولاد اس باپ سے ثابت النسب ہوگی یا نہیں؟
المستفتی: محمد برہان مہاراشٹری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بیوی کے نکاح میں ہوتے ہوئے، اس کی بہن سے نکاح کرنا نکاح فاسد ہے؛ لہذا اس کو نکاح سے فوراً الگ کر دینا لازم اور واجب ہے؛ لیکن اس نکاح سے جو بچے پیدا ہوئے وہ ثابت النسب ہوں گے۔

أن نكاح المحارم مع العلم لعدم الحل فاسد-إلى قوله-وتقدم في باب المهر أن الدخول في النكاح الفاسد موجب للعدة، وثبوت النسب.
(شامی، زکریا ۱۹۷/۱، کراچی ۵۱۶/۳)

وإن تزوجهما في عقدتين، فنكاح الأخيرة فاسد ويجب عليه أن يفارقها-إلى قوله-وإن فارقها بعد الدخول فلها المهر ويجب الأقل من المسمى ومن مهر المثل وعلیها العدة ویشیت النسب.
(عالمگیری، زکریا ۱/۲۷۷/۱ جدید ۱/۳۴۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۱ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ

۱۴۲۶/۳/۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۵۷۴۹/۳۷۷)

دو بہنیں ایک مرد کے نکاح میں اور ان کی اولاد کا نکاح

سوال [۵۶۴۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کے نکاح میں دو حقیقی بہنیں ہیں دونوں کی اولاد ہے، بڑی بیوی کے لڑکے کے نکاح میں ہمارے قریب کے رشتہ دار کی بیٹی ہے، اس لڑکے کا کاروبار علیحدہ ہے؛ لیکن کھانا پینا سب کا مشترک ہے مفتی صاحب سے سوال یہ ہے کہ ہم اپنے رشتہ دار کی لڑکی اور اس کے شوہر سے تعلقات برقرار رکھیں یا منقطع کر لیں؟

المستفتی: محمد جاوید، پنڈت نگہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس لڑکے کے نکاح میں آپ کی قریبی رشتہ دار کی بیٹی ہے، وہ لڑکی اور اس کا شوہر والد کے گناہ میں شریک نہیں ہیں تاہم اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے والد کو اس حرام کام سے منع کرے؛ کیونکہ دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے اور دونوں بہنوں میں سے جس سے بعد میں نکاح ہوا ہے وہ نکاح صحیح نہیں ہوا ہے، ہمیشہ کے لئے بدکاری ہو رہی ہے، ان کو فوری طور پر الگ کر دینا لازم ہے؛ لیکن قریبی رشتہ دار کی بیٹی اور اس کے شوہر سے تعلقات قائم رکھنے میں کوئی گناہ نہیں ہے؛ اس لئے کہ اس میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ. [بنی اسرائیل: ۱۵]

وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ. [سورة النساء: ۲۳]

ولا فیما إذا تزوجهما علی التعاقب، وکان نکاح الأولیٰ صحیحاً، فإن نکاح الثانیة والحالة هذه باطل قطعاً. (شامی، زکریا ۴/۱۶۶، کراچی ۳/۳۸)
عن أبي وهب الجيشاني أنه سمع ابن فيروز الديلمي يحدث عن

أبيه، قال: أتيت النبي صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم إنني أسلمت وتحتي أختان، فقال رسول الله اخترا أيتهما شئت. (ترمذي ۱/۲۱۴، رقم: ۱۱۳۹، ابن ماجه، ۱۴۰، رقم: ۱۹۵۱، أبو داؤد ۱/۳۰۵، رقم: ۲۲۴۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳ شعبان ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۶۱۵)

دو بہنوں سے الگ الگ نکاح اور ان سے پیدا شدہ اولاد کا حکم

سوال [۵۶۴۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے سلمیٰ سے شادی کی اور کچھ سالوں کے بعد سلمیٰ کی حقیقی بہن حمیرہ سے شادی کر لی اور دونوں بہنیں زید کے نکاح میں بدستور موجود ہیں، اسی اثنا حمیرہ کے بطن سے کئی اولاد ہوئیں آیا حمیرہ کی لڑکیوں اور لڑکوں کا نکاح دوسری جگہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز رشتہ کرانے والے پر کوئی گناہ تو نہیں؟

المستفتی: محمد اسلم عیسیٰ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید نے سلمیٰ کے نکاح میں رہتے ہوئے اس کی حقیقی بہن حمیرہ سے جو نکاح کیا ہے شرعاً وہ نکاح ہوا ہی نہیں، اہل محلہ اور کنبہ کے لوگوں پر لازم ہے کہ فوری طور پر دونوں کو علیحدہ کر دیں؛ البتہ اس درمیان میں حمیرہ کے بطن سے زید کی جو اولادیں ہوئی ہیں، ان کا نسب زید ہی سے ثابت ہوگا۔ اور زید کے لئے ان کا نکاح کر دینا بلا تردد جائز ہوگا۔ نیز ان کا رشتہ کرانے والے اور نکاح کرانے والے گنہگار نہیں ہوں گے۔

وإن تزوجهما في عقدتين فنكاح الأخيرة فاسد ويجب عليه أن يفارقها،

وإن فارقها بعد الدخول فلها المهر و عليها العدة ويثبت النسب. (ہندیہ،
زکریا ۱/۲۷۷ جلد ۱/۳۴۳)

نکاح المحارم مع العلم بعدم الحل فاسد والدخول في النكاح
الفاسد موجب للعدة و ثبوت النسب ومثله في البحر بتزوج الأختين
معاً، أو الأخت في عدة الأخت. (شامی، زکریا ۵/۱۹۷، کراچی ۳/۵۱۶)
فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۹ھ/۶/۱۸

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸ جمادی الثانیہ ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۶۲)

پھوپھی اور بھتیجی کو ایک نکاح میں جمع کرنا

سوال [۵۶۴۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل
کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کی بھتیجی سے شادی کی ہے، یعنی پھوپھی
اور بھتیجی ایک ہی شوہر کے گھر میں رہتی ہیں، اس میں فرق صرف اتنا ہے کہ پہلی بیوی کی جو
بھتیجی ہے وہ سوتیلے بھائی کی لڑکی ہے، اس سوتیلے بھائی کی صرف ماں دوسری ہے باپ
ایک ہے، دونوں بیویوں کے بچے بھی ہیں؛ لہذا ہمارے سوال کا جواب عنایت فرمادیں
تاکہ اگر ناجائز ہے تو کس کو طلاق دی جائے؟ شکریہ۔

المستفتی: حاجی ضیاء الدین منصور، کندری، مراد آباد (پوٹی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بیوی کے ہوتے ہوئے اس کی بھتیجی سے نکاح
حرام اور فاسد ہے واجب الفسخ ہے فوراً بھتیجی کو نکاح سے الگ کر دیں۔ نیز مہر مسملی اور مہر مثل
میں جو کم مقدار ہے وہ ادا کرنا واجب ہے اور بھتیجی کو علیحدگی پر عدت گزارنا بھی واجب ہے
اور اس عدت کے دوران بیوی سے جماع بھی ناجائز ہے۔ بھتیجی کی عدت کے بعد جماع

جائز ہوگا اور بھتیجی کے بطن سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ ثابت النسب ہے، ان پر ولد الزنا کا الزام بھی موجب فسق ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ زکریا ۳۱۶/۲)

ومنها الجمع بین ذوات رحم محرم لا يجوز له أن يتزوج امرأة على عمتها، ولا على خالتها، ولا على ابنة اختها، ولا على ابنة أخيها. (فتاویٰ قاضی خان مع الہندیۃ، کتاب النکاح، باب المحرمات، زکریا ۳۶۵/۱ جدید ۲۲۱/۱)

وإن تزوجهما في عقدتين، فنكاح الأخيرة فاسدة ويجب عليه أن يفارقها (إلى قوله) وإن فارقها بعد الدخول فلها المهر ويجب الأقل من المسمى، ومهر المثل وعليها العدة، وبثبت النسب، ويعتزل عن امرأته حتى تنقضي عدة أختها. (فتاویٰ عالمگیری، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم السابع المحرمات بالجمع، زکریا ۲۷۷/۱ جدید ۳۴۳/۱)

وبألفاظ مختلفة. (الدر المختار ۲/۲۰۸، البحر الرائق، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، زکریا ۱۷۲/۳، کراچی ۱۷/۳، مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر، کتاب النکاح، باب المحرمات، دار الكتب العلمية بیروت ۱/۴۸۰، ۱/۳۲۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳۷/۷۷)

ماں بیٹی کو نکاح میں جمع کرنا

سوال [۵۶۴۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہندہ نے زید سے نکاح کیا ایک لڑکی خالدہ پیدا ہوئی، ہندہ کے شوہر زید کا انتقال ہو گیا، ہندہ کی لڑکی خالدہ بالغ ہو گئی، حامد نے ہندہ کی عدت گزر جانے کے بعد ہندہ سے اور ہندہ کی لڑکی خالدہ دونوں سے نکاح کر لیا اور دونوں ماں، بیٹی حامد کی زوجیت میں رہنے لگیں، معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا ہندہ اور خالدہ کا نکاح حامد سے صحیح ہو گیا؟

(۲) اگر حامد نے ہندہ سے نکاح تو کر لیا، مگر صحبت نہیں کی، تو کیا ہندہ کی کسی بھی بالغ لڑکی سے نکاح اور صحبت حامد کر سکتا ہے۔

وَرَبَّائِكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِّنْ نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِنْ لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۖ كَمَا كُنْتُمْ تَفْعَلُونَ

المستفتی: باشندگان ملک مقیم پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) ہندہ اور خالہ ماں، بیٹی ہیں، ان دونوں کو کسی ایک شخص کے نکاح میں جمع کرنا قطعاً حرام اور ناجائز ہے۔ قرآن کریم کے اندر اس کی حرمت نازل ہوئی ہے، اگر دونوں سے ایک ساتھ نکاح کیا ہے، تو کسی کے ساتھ بھی نکاح درست نہیں ہوا ہے۔

والجمع بین المرأة وعمتها، وبناتها، وبين خالتها ما قد حرمه الله تعالىٰ
على لسان رسول الله صلى الله عليه وسلم. (بدائع الصنائع، کراچی ۲/۲۶۳،
زکریا ۲/۵۴۰، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۳/۴۳۷)

(۲) اگر ہندہ سے صرف عقد نکاح کیا ہے اور رخصتی اور ہمبستری سے پہلے اس کو طلاق دے دی ہے، تو ایسی صورت میں ہندہ کی کسی بھی بالغ لڑکی سے نکاح کرنا اور صحبت کرنا جائز ہے۔

وَرَبَّائِكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِّنْ نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِنْ لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۖ [النساء: ۲۳]

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أيما رجل نكح امرأة فدخل بها، فلا يحل له نكاح ابنتها، وإن لم تكن دخل بها، فلينكح ابنتها. (سنن الترمذی، کتاب النکاح، باب

ماجاء فیمن یتزوج المرأة، ثم یطلقها قبل أن یدخل بها هل یتزوج ابنتها أم لا،
النسخة الهندية ۱/ ۲۱۲، درالسلام رقم: ۱۱۱۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۹ محرم الحرام ۱۴۳۰ھ

۱۴۳۰/۱/۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۳۳۹)

خالہ، بھانجی کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا

سوال [۵۶۴۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ زید نے ہندہ سے شادی کی پھر اسی حال میں یعنی ہندہ کے زید کے نکاح میں برقرار رہتے ہوئے زید نے دوسری شادی اپنے ساڑھو کی لڑکی سے کر لی، بعد ازیں زید نے ہندہ کو اس کے میکے پہونچا دیا، پھر کچھ ایام گزرنے کے بعد زید نے اپنی سابق بیوی ہندہ کو لوٹالیا، زید نے ہندہ کو نہ طلاق صریحی اور نہ طلاق کنائی دی تھی اور دونوں بیویوں کو ساتھ رکھنے لگا، تو ایسی صورت میں ہندہ زید کے نکاح میں برقرار رہی یا نہیں؟ اگر ہندہ زید کے نکاح میں برقرار رہی، تو ساڑھو کی لڑکی زید کے لئے مباح ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد رضی، معلم مدرسہ امدادیہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر ساڑھو کی لڑکی اس کی دوسری بیوی کی لطن کی

لڑکی ہے تو وہ ہندہ کی بھانجی نہیں ہے، ایسی صورت میں دونوں کی شادی درست ہے اور اگر ساڑھو کی لڑکی سے ہندہ کی حقیقی بھانجی مراد ہے تو زید کا نکاح اس لڑکی کے ساتھ شرعاً نہیں ہوا، اس کو پاس رکھنا حرام کاری اور زنا کاری ہوگی اور ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ بدستور باقی ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ . [النساء: ۲۳]

لا تنکح المرأة علی عمتها. وتحتہ فی الشامیہ: ولا علی خالتها،

ولا علی ابنة أخيها، ولا علی ابنة أختها الخ (در مختار مع الشامی، کراچی ۳/۳۹،
زکریا ۱۱۷/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲ ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۲۵۱)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۲/۱۲/۱۴۱۵ھ

بیوی اور اس کی بھتیجی کو ایک نکاح میں جمع کرنا

سوال [۵۶۵۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں شکیل ٹیلر ماسٹر بارہ دری سنہری مارکیٹ کے سامنے سرائے ترین سنبھل کا رہنے والا ہوں، میری بیوی منی کی طبیعت خراب تھی، میری بیوی کی سگی بھتیجی شائلہ پروین اس درمیان میرے گھر رہ رہی تھی، بیماری کی وجہ سے قریب دو مہینہ تک میرے گھر پر رہی، اسی درمیان شائلہ پروین کے میرے ساتھ جسمانی تعلقات ہو گئے، قریب ہر رات شائلہ پروین سے صحبت کرتا رہا یہ بات میری بیوی منی کو معلوم ہو گئی اور شائلہ کے گھر والوں کو بھی پتہ چل گیا۔ اب میں شائلہ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں کیا یہ نکاح جائز ہو سکتا ہے؟

المستفتی: شکیل ٹیلر سنہری، مارکیٹ بارہ دری، سرائے ترین، سنبھل

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: منی بیوی کو اپنی زوجیت میں برقرار رکھتے ہوئے شائلہ پروین جو اس کی حقیقی بھتیجی ہے، اس سے نکاح کرنا جائز نہ ہوگا؛ ہاں البتہ بیوی کو طلاق ہو جائے، تو عدت گزرنے کے بعد اس کی حقیقی بھتیجی سے نکاح ہو سکتا ہے اور اب تک شائلہ پروین سے جو بدکاری ہوئی ہے، اس کی وجہ سے عذاب الہی کا سخت خطرہ ہے؛ اس لئے اس کو اپنے گھر سے فوراً روانہ کر دے، وہ اپنے ماں باپ کے یہاں پہنچ جائے۔

(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۷/۴۴۰)

عن الشعبي سمع جابراً رضي الله عنه، قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم: أن تنكح المرأة على عمتها، أو خالتها. (صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب لا تنكح المرأة على عمتها، النسخة الهندية ۲/ ۷۶۶، رقم: ۴۹۱۷، ف: ۵۱۰۸)

ان من تزوج عمه، ثم بنت أخيها، أو خالة، ثم بنت أختها لا يجوز.
(بدائع الصنائع، زكريا ۲/ ۵۳۹، كراچی ۲/ ۲۶۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷/ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۴۳۸/۳۷)
الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۷/ ۱۴۲۵ھ

بیوی کے رہتے ہوئے اس کی حقیقی بھانجی سے نکاح

سوال [۵۶۵۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسماۃ طاہرہ خاتون کی شادی محمد نعیم ولد عبد العزیز ساکن کانٹھ، مراد آباد کے ساتھ ہوئی تھی، قریب ایک سال گزرنے کے بعد محمد نعیم نے طاہرہ خاتون کی حقیقی بھانجی مسماۃ حسن آرا بنت اکبر حسین کو اپنے نکاح میں داخل کر لیا۔ اور اب وہ مستقل کانٹھ میں اپنے ہونے والے شوہر محمد نعیم کے ساتھ رہ رہی ہے؛ جبکہ طاہرہ خاتون کو یہ معلوم ہونے کے بعد کہ میری حقیقی بھانجی کے ساتھ میرے شوہر محمد نعیم نے نکاح کر لیا ہے اپنے والدین کے پاس محلّہ کچا باغ میں رہ رہی ہے، تو محمد نعیم کا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز نہیں ہے تو قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی کیا سزا ہے اور طاہرہ خاتون کو اس کی سگی بھانجی کے ساتھ دوسری بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طاہرہ خاتون کے محمد نعیم کے نکاح میں رہتے ہوئے اس کی حقیقی بھانجی حسن آراء کے ساتھ محمد نعیم کا نکاح باطل ہے اور حسن آراء کو اس حالت میں بیوی بنا کر رکھنا زنا کاری اور حرام کاری ہے، حسن آراء کو محمد نعیم کے پاس سے جدا کر دینا لازم ہے۔ شرعی طور پر محمد نعیم کی بیوی طاہرہ خاتون ہے، حسن آراء بیوی نہیں ہے۔

و حرم الجمع بین المحارم نکاحاً أي عقداً صحيحاً الخ (در مختار، کراچی ۳/۳۸، ذکر ۱۱۵/۱۱۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۳ شوال المکرم ۱۴۱۵ھ

۱۳/۱۰/۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۷۹۷۲)

بیوی کی ماں شریک اخیا فی بہن سے نکاح

سوال [۵۶۵۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد چھوٹے نے تقریباً تیس سال پہلے نفیسہ سے شادی کی، کچھ عرصہ کے بعد نفیسہ کی ماں شریک و دودھ شریک بہن جمیلہ سے بھی محمد چھوٹے نے شادی کر لی۔ اب دونوں بیویوں سے بچے ہیں اور تقریباً سب جوان ہیں، بچوں کو دینی شعور آیا اور ان کو اپنے والد کے اس عمل سے آگاہی ہوئی تو فکر مند ہوئے، محمد چھوٹے اور ان کی پہلی بیوی نفیسہ کا کہنا ہے کہ ہم میں طلاق بھی نہیں ہوئی ہے، یعنی طلاق کا دونوں انکار کرتے ہیں۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بچے کیا کریں اور دونوں بیویوں میں اصل چھوٹے کی بیوی کون سی ہے یا دونوں بیوی شمار ہوں گی اور چھوٹے کے وارث کون سی بیوی کے بچے ہوں گے؟

المستفتی: افسر، شاہ آباد، رامپور (یو پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نفیسہ کے ساتھ شرعی نکاح ہو جانے کے بعد پھر اس کے نکاح کے باقی رہنے کی حالت میں نفیسہ کی ماں شریک اخیانی بہن جمیلہ سے جو نکاح کیا گیا ہے، وہ نکاح صحیح نہیں ہوا ہے اور چھوٹے پر لازم ہے کہ فوری طور پر جمیلہ کو اپنے سے جدا کر دے؛ لیکن ساتھ ہی یہ بات واضح کر دینا ضروری ہے کہ اب تک جمیلہ کے لطن سے جو اولادیں اس درمیان میں پیدا ہوئی ہیں ان سب کا نسب چھوٹے سے ثابت ہوگا اور وہ سب بچے چھوٹے کے وارث بھی ہوں گے؛ لہذا چھوٹے پر لازم ہے کہ نفیسہ سے پیدا شدہ اولاد کے ساتھ جو حقوق ادا کریں گے وہی حقوق جمیلہ سے پیدا شدہ اولادوں کے ساتھ بھی کرنا لازم اور واجب ہے اور جمیلہ کو نکاح سے الگ کرنے کے بعد اس کو عدت گزارنا بھی لازم ہے، تین ماہ واری عدت گزرنے کے بعد وہ دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے اور جمیلہ کا مہر ادا کرنا بھی چھوٹے پر لازم ہوگا۔ نیز جب تک جمیلہ کی عدت پوری نہ ہو جائے، اس وقت تک نفیسہ کے ساتھ ہمبستری سے دور رہنا بھی چھوٹے پر لازم ہے۔

ولا یجمع بین الأختین نکاحاً، ولا بملک یمین و طأ. لقولہ تعالیٰ:
وان تجمعوا بین الأختین. ولقولہ علیہ السلام: من کان یؤمن باللہ والیوم
الآخر فلا یجمعن ماء فی رحم أختین. (ہدایۃ، اشرفیہ دیوبند ۲/۳۰۸، بدائع
الصنائع، زکریا ۲/۵۴۲، کراچی ۲/۲۶۴)

وان تزوجہما فی عقدتین، فنکاح الأخیرۃ فاسد ویجب علیہ أن
یفارقہا..... فإن فارقہا قبل الدخول لا یشیت شیء من الأحکام، وإن فارقہا
بعد الدخول فلہا المہر، ویجب الأقل من المسمی ومن مہر المثل
وعلیہا العدة، ویثبت النسب ویعتزل عن امرأته حتی تنقضي عدة أختہا.
(ہندیۃ زکریا ۱/۲۷۷، جدید ۱/۳۴۳، بدائع الصنائع، زکریا ۲/۵۴۰، کراچی ۲/۲۶۳،

شامی زکریا ۴/۲۷۴، کراچی ۳/۱۳۱)

إذا ثبت حرمة المصاهرة بين الزوجين، ثم حدث بينهما ولد، ثم مات الأب (إلى قوله) وقال الشيخ أبو الحسن السعدي يَرث؛ لأنه ثابت النسب منه؛ لأن هذه الحرمة مختلف فيها، ومثل هذه الحرمة لا يمنع ثبوت النسب ألا ترى أن من قال إن تزوجت فلانة فهي طالق ثلاثاً، فتزوجها حتى طلقت ثلاث تطليقات وجاءت بولد يثبت النسب منه وإن حرمت عليه، ولم يبق بينهما نكاح ولا عدة لها كانت الحرمة مختلف فيها كذا هنا والولد الذي هو ثابت النسب من الأب يَرث لا محالة. (الفتاوى التاتارخانية ۲۰/ ۳۵۰، رقم: ۲۸۳۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ صفر المظفر ۱۴۳۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۸/۹۷۴۰)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۰/۲/۱۴۳۰ھ



(۲۰) باب النکاح الفاسد والباطل

نکاح فاسد کی وضاحت

سوال [۵۶۵۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نکاح فاسد اور نکاح باطل کے درمیان کیا فرق ہے؟ کتب فقہ میں جس نکاح کو باطل کہا ہے، اسی کو بعض دوسروں نے فاسد کہا ہے، ہم اس میں امتیاز کیسے کریں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نکاح فاسد اور باطل کے درمیان فرق یہ ہے کہ باطل میں محل نکاح ہی باقی نہیں رہتا؛ بلکہ نکاح غیر محل میں ہوتا ہے، جیسا کہ غیر کی منکوحہ سے جان بوجھ کر نکاح کرنا باطل ہے؛ اس لئے کہ یہ عورت جب تک کسی مرد کے نکاح میں رہے گی، دوسرے کے لئے یہ محل نکاح ہی نہیں ہے۔

نکاح فاسد: اس کو کہتے ہیں کہ اس میں محل نکاح باقی رہتا ہے؛ لیکن شرائط نکاح مفقود ہوتے ہیں جیسے بغیر گواہوں کے نکاح کرنا اور اسی طرح غیر محل میں ناواقفیت اور عدم علم کی وجہ سے نکاح ہو گیا؛ لہذا جس نکاح کو بعض کتب فقہ میں فاسد کہا ہے اور اسی کو دوسرے نے باطل کہا ہے، تو ایسی عبارتوں میں علم اور عدم علم کی قید ملحوظ رکھی جائے گی۔

المراد بالنکاح الفاسد النکاح الذي لم تجتمع شرائطه كتزويج الأختين معاً، والنکاح بغير شهود ونکاح الأخت في عدة الأخت ونکاح المعتدة. (البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۱۶۹، زکریا ۳/۲۹۴)

ويجب مهر مثل في نكاح فاسد وهو الذي فقد شرطاً من شرائط الصحة كشهود، ومثله تزويج الأختين معاً، ونكاح الأخت في عدة الأخت،

ونکاح المعتدة. (شامی، زکریا ۴/۲۷۴، کراچی ۳/۱۳۱)

أن المراء بالباطل ما وجوده كعدمه ولذا لا يثبت النسب، ولا العدة

في نكاح المحارم. (شامی، زکریا ۴/۲۷۴، کراچی ۳/۱۳۲)

أما نكاح منكوحه الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينقعد أصلاً فعلى هذا يفرق بين

فاسده وباطله في العدة. (شامی، زکریا ۴/۲۷۴، کراچی ۳/۱۳۳)

ويتفقون كذلك على وجوب العدة وثبوت النسب في النكاح

المجمع على فساده بالوطء كنكاح المعتدة وزوجة الغير والمحارم

إذا كانت هناك شبهة تسقط الحد بأن كان لا يعلم بالحرمة. (الموسوعة

الفقهية الكويتية ۸/۱۲۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۱۳۹۰)

نکاح فاسد و باطل کی تحقیق سے متعلق ایک جامع فتویٰ

سوال [۵۶۵۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ ہم لوگ ایک مسئلہ میں بہت الجھے ہوئے ہیں، بحث و مباحثہ کے بعد بھی ابھی تک کوئی حل نہیں نکل رہا ہے، وہ یہ ہے کہ نکاح فاسد اور باطل میں کیا فرق ہے؟ براہ کرم مثال سے اس کی تعریف کو واضح فرمائیں۔

المستفتی: محمد مسعود احمد، آندھرا پردیش، معلم افتاء دارالعلوم دیوبند

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نکاح فاسد اور نکاح باطل میں حد امتیاز قائم

کرنے میں کتب فقہ کے جزئیات مختلف انداز سے ملتے ہیں، جن سے آسانی کے ساتھ کھل کر

بات واضح نہیں ہوتی ہے؛ اس لئے مختصر انداز سے اس طرح سے سمجھنے کی ضرورت ہے، جس سے زیادہ الجھاؤ اور گجھلک پیدا نہ ہو؛ لہذا اس کو یوں سمجھیں کہ اس میں تین درجات ہوں گے: (۱) نکاح باطل مجمع علیہ۔ (۲) نکاح فاسد مجمع علیہ۔ (۳) مختلف فیہ بعض وجوہ سے باطل ہے اور بعض وجوہ سے فاسد ہے؛ اس لئے اس شکل کو بعض لوگوں نے باطل کہا ہے اور باطل کا حکم لاگو کیا ہے۔ اور بعض لوگوں نے اس کو فاسد کہا ہے؛ اس لئے فاسد کا حکم جاری کیا ہے۔

اب ہر ایک کی مختصر وضاحت یہ ہے:

(۱) نکاح باطل مجمع علیہ: وہ ہے جس میں رکن نکاح اور محل نکاح ہی مفقود ہو مثلاً کسی کی منکوحہ عورت ہے، جب تک اس کے نکاح میں رہے گی، وہ دنیا کے کسی بھی مرد کے لئے محل نکاح نہیں رہے گی، اس سے جان بوجھ کر نکاح کرنے سے نکاح باطل ہے، اس کی اولادیں اس مرد سے ثابت نہ ہوں گی، اور نہ ہی اس مرد پر مہر واجب ہوگا اور نہ ہی اس عورت پر عدت واجب ہوگی؛ بلکہ وہ بدستور اپنے پہلے شوہر کی بیوی ہے اور واطی کے اوپر حد شرعی جاری ہو جائے گی۔ اسی طرح غیر کی معتدہ ہے، اس سے جان بوجھ کر نکاح کیا ہو، تو اس پر بھی وہی احکام جاری ہو جائیں گے۔ اسی طرح حقیقی محرم عورت کے ساتھ جان بوجھ کر نکاح کر لے تو یہ نکاح بھی مجمع علیہ باطل ہے؛ اس کے اوپر بھی وہی سارے احکام جاری ہو جائیں گے جو اوپر ذکر کئے گئے، اسی طرح مسلمہ عورت کے ساتھ کسی کافر کا نکاح ہو جائے، تو یہ نکاح بھی باطل ہوگا، اس کافر سے اولاد کا نسب ثابت نہیں ہوگا اور نہ ہی اس پر مہر لازم ہوگا، اس کے لئے یہ چند عبارات بطور نظیر پیش کی جا رہی ہیں۔

(۱) أما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدۃ فالدخول فیہ لا یوجب العدة، إن علم أنها للغیر؛ لأنه لم یقل أحد بجوازه، فلم یعتقد أصلاً، قال: فعلى هذا یفرق بین فاسده و باطله فی العدة، ولهذا یجب الحد مع العلم بالحرمة؛ لأنه زنی. (شامی، زکریا ۴/ ۲۷۴، شامی، زکریا ۵/ ۱۹۷، کراچی ۵۱۶/ ۳، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/ ۱۴۴، زکریا ۴/ ۲۴۲)

(۲) إن نکاح المحارم باطل، أو فاسد والظاهر أن المراد بالباطل ما وجوده كعدمه، ولذا لا يثبت النسب ولا العدة في نکاح المحارم أيضاً.
(شامی، زکریا ۴/۲۷۴، کراچی ۳/۱۳۲)

(۳) أما إذا لم تكن هناك شبهة تسقط الحد، بأن كان عالماً بالحرمة، فلا يلحق به الولد عند الجمهور، وكذلك عند بعض مشائخ الحنفية؛ لأنه حيث وجب الحد فلا يثبت النسب. (الموسوعة الفقهية الكويتية ۸/۱۲۴)

(۴) نکح کافر مسلمة فولدت منه لا يثبت النسب منه، ولا تجب العدة؛ لأنه نکاح باطل. (شامی، زکریا ۴/۲۷۴، کراچی ۳/۱۳۲)

(۲) نکاح فاسد مجمع علیہ: یہ ایسا نکاح ہے جس میں عورت محل نکاح ہے؛ لیکن شرائط نکاح مفقود ہیں، مثلاً انصاف شہادت پورا نہیں ہے، تو ایسی صورت میں بالاتفاق یہ نکاح فاسد ہے، اس سے مرد کے اوپر مہر بھی واجب ہوتا ہے، اور علیحدگی کی صورت میں عدت بھی واجب ہو جاتی ہے، اور اولاد کا نسب بھی مرد سے ثابت ہوتا ہے اور اس مرد کے اوپر حد جاری نہیں ہوگی۔ اسی طرح دو بہنوں سے ایک ساتھ ایک عقد میں نکاح کیا۔ یا بیوی کو طلاق دی اور اس کی عدت کی حالت میں اس کی بہن سے نکاح کر لیا۔ یا چار بیویوں میں سے ایک کو طلاق دی اور اس کی عدت کی حالت میں پانچویں سے نکاح کر لیا، ان صورتوں میں جو دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کیا ہے وہ نکاح فاسد ہے، اور فساد کی علت معیت فی العقد ہے؛ لہذا اگر آگے پیچھے نکاح کرے گا، تو پہلا والا صحیح اور دوسرا والا باطل ہو کر پہلی شکل میں شامل ہو جائے گا۔

والحاصل أنه لا فرق بينهما في غير العدة، أما فيها فالفرق ثابت، وعلى هذا فيقيد قول البحر هنا: ونكاح المعتدة بما إذا لم يعلم بأنها معتدة؛ لكن يرد على ما في المجتبى، مثل نكاح الأختين معاً، فإن الظاهر أنه لم يقل أحد بجواز؛ ولكن لينظر وجه التقييد بالمعيرة، والظاهر أن المعيرة في العقد

لا في ملك المتعة، إذ لو تأخر أحدهما عن الآخر فالمتأخر باطل قطعاً.

(شامی، زکریا ۴/ ۲۷۴، کراچی ۳/ ۱۳۲)

یا اپنی بیوی کو طلاق دی اور اس کی عدت کی حالت میں اس کی بہن سے نکاح کر لیا، تو یہ نکاح بھی فاسد ہے، محیط سرخسی کے حوالہ سے ہندیہ میں جو عبارت لکھی گئی ہے، اس کا یہی حاصل ہو سکتا ہے؛ اس لئے کہ اس عبارت کا آخر حصہ اسی کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور اس عبارت کا پہلا حصہ مشتبہ ہے۔

وإن تزوجهما في عقدتين، فنكاح الأخيرة فاسد، ويجب عليه أن يفارقها، ولو علم القاضي بذلك يفرق بينهما، فإن فارقها قبل الدخول لا يثبت شيء من الأحكام، وإن فارقها بعد الدخول فلها المهر، ويجب الأقل من المسمى، ومن مهر المثل وعليها العدة، ويثبت النسب، ويعتزل عن امرأته حتى تنقضي عدة أختها، كذا في محيط السرخسي.

(ہندیہ، زکریا ۱/ ۲۷۷-۲۷۸ جدید ۳/ ۳۴)

چار بیویوں میں سے ایک بیوی کو طلاق دینے کی صورت میں پانچویں بیوی سے جو نکاح کیا ہے وہ نکاح فاسد ہے باطل نہیں ہے؛ لہذا چار کی موجودگی میں پانچویں سے نکاح کرے گا، تو پانچویں کا نکاح باطل ہو کر پہلی شکل میں داخل ہو جائے گا، اس لئے کہ چار بیویوں کی موجودگی میں اس مرد کے لئے مزید دنیا کی کوئی عورت محل نکاح نہیں رہتی ہے۔ اور چوتھی کی عدت کی حالت میں محل نکاح مشتبہ ہو جاتا ہے۔

اب چند جزئیات بطور نظیر پیش کئے جا رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

(۱) ويجب مهر المثل في نكاح فاسد، وهو الذي فقد شرطاً من شرائط الصحة كشهود (در مختار) وتحتہ في الشامية: ومثله تزوج الأختين معاً، ونكاح الأخت في عدة الأخت، ونكاح المعتدة، والخامسة في عدة الرابعة، والأمة على الحرية. (شامی، زکریا ۴/ ۲۷۴، کراچی ۳/ ۱۳۱)

(۲) ویتفقون كذلك على وجوب العدة، وثبوت النسب في النكاح المجمع على فسادہ بالوطء كنكاح المعتدة، وزوجة الغير والمحارم إذا كانت هناك شبهة تسقط الحد، بأن كان لا يعلم بالحرمة. (الموسوعة الفقهية الكويتية ۱۲۳/۸)

(۳) والصحيح أنها شبهة عقد، لأنه روي عن محمد أنه قال: سقوط الحد عنه لشبهة حكمية فيثبت النسب، وهكذا ذكر في المنية، وهذا صريح بأن الشبهة في المحل وفيها يثبت النسب. (شامي، زكريا ۶/۳۴، كراچی ۴/۲۴)

(۴) والمراد بالنكاح الفاسد: النكاح الذي لم تجتمع شرائطه كتزوج الأختين معاً، والنكاح بغير شهود، ونكاح الأخت في عدة الأخت، ونكاح المعتدة، والخامسة في عدة الرابعة، والأمة على الحرية. (البحر الرائق، كوئٹہ ۱۶۹/۳، زكريا ۳/۲۹۴)

(۳) مختلف فیہ: یہ تیسری شکل کوئی مستقل شکل نہیں ہے؛ بلکہ پہلی اور دوسری شکل کا اختلاط ہے، پہلی شکل کو جان بوجھ کر کرنے کی صورت میں نکاح باطل ہے اور عدم علم کی صورت میں نکاح فاسد ہے؛ اس لئے فقہاء کی عبارتیں اس سلسلے میں مخلوط ہو گئی ہیں، کہیں تو ایسا کہہ دیا گیا ہے کہ معتدة الغير سے نکاح کرنا اور محرم سے نکاح کرنا نکاح فاسد ہے۔ اور کہیں ایسا کہہ دیا گیا ہے کہ منکوحۃ الغير سے نکاح کرنا، یا معتدة الغير سے نکاح کرنا نکاح باطل ہے اور باطل اور فاسد کے لئے جو قیودات ہیں ان کو واضح نہیں کیا گیا؛ اس لئے ان عبارات میں اشتباہ پیدا ہو گیا؛ چنانچہ بعض لوگوں نے یہی کہا ہے کہ:

حكم الباطل والفساد واحد في الغالب. (كتاب الفقه على المذاهب

الاربعة، دار الفكر بيروت ۱۱۸/۴)

اس اشتباہ کی اصل وجہ یہ ہے کہ قیودات و شرائط کا ذکر نہیں کیا جاتا؛ اس لئے یہ کوئی مستقل قسم نہیں اور اسی وجہ سے ایسی مشتبہ بات بھی لکھی ہے کہ فیصلہ کرنا بھی واجب ہوتا ہے، نسب بھی ثابت ہوتا ہے، اور عدت بھی واجب ہوتی ہے؛ لیکن اس اشتباہ کی وجہ سے لکھ دیا کہ

مہر واجب ہے، نسب ثابت ہے؛ لیکن عدت واجب نہیں جیسا کہ کتاب الفقہ کی عبارت ہے:
النکاح الفاسد قسمان: قسم یوجب المہر، وثبت بہ نسب، ولا تجب بہ عدة، ويقال له باطل، وذلك كما تزوج محرماً من محارمه، فإن العقد على واحدة منهن، وجوده كعدمه، مثله العقد على متزوجة، أو معتدة إن علم أنها للغير، فهذا العقد كعدمه، وهو عقد باطل یوجب الوطء بہ الحد، إن كان عالماً بالحرمة. (کتاب الفقہ علی المذاهب الأربعة، دارالفکر بیروت ۱/۱۶)

اس عبارت میں جو ”یوجب بہ المہر ویثبت بہ نسب“ لکھا ہے یہ درست نہیں ہے؛ کیونکہ یہ نکاح باطل ہے اور اس میں نہ نسب ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی مہر واجب ہوتا ہے؛ بلکہ حد جاری ہوتی ہے، اس میں مہر واجب نہیں ہوتا اور یہاں پر حد بھی جاری کر رہے ہیں اور مہر بھی واجب کر رہے ہیں؛ اس لئے اس عبارت میں مساحت ہے اور اس کی عبارتوں کی وجہ سے ناظرین کو شبہ پیدا ہوتا ہے؛ اس لئے یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ اس طرح کی عبارتیں معتبر نہیں؛ لہذا جن طلباء میں لمبی لمبی بحثوں کے باوجود مسئلہ حل نہیں ہو رہا ہے، وہ اسی قسم کی عبارتوں سے ہے؛ اس لئے اس قسم کی عبارتوں کا اعتبار نہ کیا جائے؛ بلکہ اس بات کو مضبوطی سے پکڑ لیا جائے اور بحث کا حاصل اس کو سمجھ لیا جائے کہ محل نکاح میں جو نکاح ہوا ہو وہ شرائط کے مفقود ہونے کی صورت میں فاسد ہوتا ہے اور غیر محل نکاح میں ناواقفیت اور عدم علم کی وجہ سے جو نکاح کیا جاتا ہے، وہ بھی نکاح فاسد ہے اور غیر محل میں جان بوجھ کر جو نکاح کیا جاتا ہے وہ نکاح باطل ہے، اور نکاح فاسد میں احکام نکاح جاری ہو جاتے ہیں، مثلاً مہر، نسب اور عدت۔ اور نکاح باطل میں احکام نکاح جاری نہیں ہوتے؛ لہذا مہر، عدت اور نسب میں سے کوئی چیز ثابت نہیں ہوگی، خدا کرے اس تفصیل سے شبہات کا ازالہ ہو جائے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۱/۲/۲۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹۲۲۰۰۳)

کیا دوسروں کے درمیان بھی نکاح ہونے لگا؟

سوال [۵۶۵۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے دو گواہوں کے سامنے اپنے نکاح کی اجازت مہر فاطمی پر دی، عمرو نے اس کو قبول کر لیا اور کہا قبول کی میں نے، تو نکاح ہو گیا یا نہیں؟

المستفتی: محمد صدیق، دھام پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ظاہر ہے کہ زید و عمرو دونوں مرد ہیں، تو کیا دو مردوں کے درمیان بھی نکاح ہونے لگا ہے؟ ان میں بیوی کا فریضہ کون انجام دیتا ہوگا۔ اور شوہر کی ذمہ داری کون ادا کرتا ہوگا، پھر استقرار حمل کا مسئلہ کیا ہوتا ہوگا، بہت خوب پہلے اس معمرہ کو واضح فرمائیں، اس کے بعد جواب ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۴۴۶۰)

عنین اور خنثی مشکل کسے کہتے ہیں؟

سوال [۵۶۵۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عنین کسے کہتے ہیں اور خنثی مشکل کسے کہتے ہیں دونوں کی واضح تعریف کریں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عنین ایسے شخص کو کہتے ہیں جو جماع کرنے پر قادر نہ ہو، خواہ یہ کسی بیماری کی وجہ سے ہو یا بڑھاپے کی وجہ سے ہو یا سحر وغیرہ کی وجہ سے ہو۔
خنثی مشکل: جس شخص میں مردانہ یا زنانہ علامات میں سے کوئی علامت ظاہر

وغالب نہ ہو، تو فقہاء اس کو خنثیٰ مشکل سے تعبیر کرتے ہیں؛ البتہ مردانہ یا زنانہ علامت ظاہر وغالب ہو، تو اس کے مطابق فیصلہ کیا جائیگا۔ (مستفاد: قاموس الفقہ ۳/۳۷۷)

العین بکسر العین والنون المشددة العاجز عن الوطء: أي من عجز عن الوطء لعدم انتصاب ذكره لعاهة. (لغة الفقہاء ۳/۲۲۳)

أو عنيينا وهو الذي في آلتة فتور. (حاشية چلبی ۲/۵۵۰، زکریا ۲/۱۵۵، قدیم ملتان ۲/۴۳۱)

ولو وجدته عنيئا هو من لا يصل إلى النساء لمرض أو كبر أو سحر هذا معنا لغة أما معناه الشرعي المراد هنا فهو من لا يقدر على جماع فرج زوجته مع قيام الآلة لمرض به يحدث في خصوص الآلة مع صحة الجسد. (شامی، زکریا ۵/۱۶۹، کراچی ۳/۴۹۶)

الخنثى: هو الذي له ذكر و فرج امرأة أو ثقب في مكان الفرج يخرج منه البول، وينقسم إلى مشكل وغير مشكل فالذي يتبين فيه علامات الذكورية، أو الأنوثة، فيعلم أنه رجل، أو امرأة، فليس بمشكل وإنما هو رجل فيه خلقة زائدة أو امرأة فيها خلقة زائدة و حكمه من إرثه وسائر أحكامه حكم ما ظهرت علاماته فيه. (المغني، دار الفکر ۶/۲۲۱، رقم: ۴۹۱۰)

الخنثى: هو الذي لا يعلم؛ أنه ذكر، أو أنثى بأن يكون له آلة الرجال، والنساء. (تاتارخانية، زکریا ۲۰/۳۵۲، رقم: ۳۳۴۳۴، لغة الفقہاء، کراچی ۲۰۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۱۴۷)

خنثی سے نکاح

سوال [۵۶۵۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ جسم میں زنا نہ پن نہیں ہے اور نسوانیت بھی بالکل نہیں ہے؟

(۲) یہ کہ سینہ کے درمیان میں بال بھی موجود ہے؟

(۳) یہ کہ پیدائشی عورت بالکل نہیں ہے؟

(۴) یہ کہ اس کے پیدائشی فرج اور اندام نہانی بھی بالکل نہیں ہے؟

(۵) نہ کہ دیکھنے سے معلوم ہو کہ یہ پیدائشی ہجڑا ہے؟

(۶) اس کے پیشاب کے مقام کو اوپر کی جانب کو چیرا گیا ہے؟

(۷) یہ کہ اس کی پیشاب کی جگہ کو تراشا گیا ہے، بشکل کرتے کا گلا جیسا کٹا ہوا ہے؟

(۸) یہ شوہر کی حقوق زوجیت ادا کرنے کے قابل بالکل نہیں ہے؟

(۹) یہ پوری طرح سے بالکل بیکار ہے؟

(۱۰) یہ کہ کیا ان حالات میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

مفصل و مدلل جواب سے نوازیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: جمیل احمد سلطان کٹہہ، دھولی مل دوکان، چوڑی والا (دہلی-۶)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر واقعی عورت کے مخرج کی طرح مخرج نہیں

ہے اور نہ ہی قطعاً مہبستری کی گنجائش ہے، تو وہ خنثی (ہجڑا) ہے، اس کے ساتھ شرعاً نکاح صحیح

نہیں ہوا ہے، خلوت سے شوہر پر اس کا خرچ اور مہر وغیرہ ادا کرنا لازم نہیں ہوا ہے۔

محله امرأة لم یمنع من نکاحها مانع شرعی، فخرج الذکر للذکر

والخنثی مطلقاً الخ (شامی، کوئٹہ ۲/۲۸۱، کراچی ۳/۴۰۳، زکریا ۴/۶۱۰۵۹)

والخلوة..... کا الوطاء بلا مانع حسی، وطبعی وشرعی. (الدر المختار،

کوئٹہ ۲/۳۶۷، کراچی ۳/۱۱۴، زکریا ۴/۲۴۹، ۲۵۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۶/۱۰/۱۴۱۰ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ شوال المکرم ۱۴۱۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۶/۲۰۱۴)

(۲۱) باب نکاح منکوحۃ الغیر

لاپتہ شوہر کی بیوی کا دوسرا نکاح

سوال [۵۶۵۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی شادی ہوگئی، دو سال بحسن وخوبی طے پائے زید کی بیوی کے بچہ پیدا ہوا، اس کے بعد زید اپنی بیوی کو چھوڑ کر پردیس چلا گیا اور پھر صورت حال یہ ہے کہ تقریباً پانچ سال بیت گئے؛ لیکن زید کا کوئی پتہ نہیں کہ وہ رہ کہاں رہا ہے؟ زید کی بیوی اپنے میکہ میں رہ رہی ہے، اب وہ اپنی دوسری شادی کرنا چاہتی ہے، تو کیا وہ اپنا دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ حدیث و قرآن کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا۔

المستفتی: محمد عظیم اللہ عثمانی، کھائی کھڑی، کمال پور، پوست: گجروہ، نجیب آباد، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: لاپتہ شوہر کی بیوی کے لئے شرعی تفریق واقع ہونے سے پہلے دوسرا نکاح کر لینا جائز نہیں ہے۔

وأما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدته فالدخول فیہ لا یوجب العدة إن علم أنها للغیر؛ لأنه لم یقل أحد بجوازه فلم یعتقد أصلاً. (شامی، کراچی ۱۳۲/۱، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷۴، ۵/۱۹۷)

ومنها أن لا تكون منکوحۃ الغیر لقوله تعالیٰ: 'والمحصنات من النساء وهن ذوات الأزواج الخ' (بدائع الصنائع، کراچی ۲/۲۶۸، زکریا ۲/۴۸، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۳/۴۵۱)

اسباب التحريم أنواع (إلى قوله) وتعلق حق الغیر بنکاح أوعدة. (الدرالمختار، کراچی ۳/۲۸، زکریا ۴/۹۹، ۱۰۰)

البتہ زید کی بیوی اپنا معاملہ شرعی پنچایت میں پیش کر دے، تو وہ تحقیق کر کے فیصلہ دے سکتی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱ / جمادی الثانیہ ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۴ / ۱۲۷)

شوہر کی موجودگی میں دوسرے سے کورٹ میرج کرنا

سوال [۵۶۵۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی بیوی ہندہ کسی غیر مرد کے ساتھ فرار ہو گئی، اور کسی شہر میں جا کر کچھ ایام کے لئے قیام کیا اور کچھ ایام کے بعد وہ دونوں یعنی ہندہ اور غیر مرد کورٹ میرج کرا کر اپنے وطن اصلی پہنچ گئے اور ہندہ کے پہلے شوہر زید نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق نہیں دی اور نہ ہی تاحیات طلاق دینے کا ارادہ ہے، ایسی صورت میں کیا ہندہ غیر مرد کے ساتھ شوہر اصلی سمجھ کر شب و روز گزار سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبداللہ حساس، لکھی، ۳، مینا نگر صدیقی مسجد، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب ہندہ کا شوہر موجود ہے اور اس نے کوئی طلاق نہیں دی ہے اور اسی حالت میں دوسرے مرد کے ساتھ کورٹ میرج یا کسی اور طریقہ سے نکاح کر لیتی ہے، تو اس کا نکاح باطل اور ناقابل اعتبار ہوگا اور دونوں کا ساتھ رہنا زنا کاری اور بدکاری ہوگی۔

وأما نكاح منكوحه الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. قال فعلى هذا يفرق بين فاسده وباطله في العدة؛ ولهذا يجب الحد مع العلم بالحرمة لأنه زنا.

(شامی، زکریا دیوبند ۴/۲۷۴، ۵/۱۹۷، کراچی ۳/۱۳۲، ۵۱۶، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۸/۸/۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۳۸۳)

شوہر سے طلاق لئے بغیر دوسرے سے نکاح

سوال [۵۶۶۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بہن کی شادی قریب ۱۲ سال ہوئے ہوئی تھی، جن کے دولڑکے ۱۱ سال اور ۹ سال کی عمر کے ہیں، آٹھ سال سے زیادہ کا عرصہ ہوا میاں بیوی میں جھگڑا ہوا اور میری بہن واپس آ گئیں، جب سے کوشش کے باوجود بھی صلح نہ ہو سکی اور نہ ہی بچے اور بہن کے خرچہ کے لئے بہنوئی نے کچھ دیا، دو یا تین جگہ سے بہن کے لئے رشتے آرہے ہیں، ان کو طلاق نہیں ہوئی ہے کیا وہ عقد ثانی کر سکتی ہیں؟

المستفتی: محمد اکرام بارہ درہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب تک شوہر طلاق نہ دیدے، اس وقت تک عورت کو دوسرے سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوتا؛ لہذا آپ کی بہن کے لئے شوہر سے طلاق لئے بغیر کسی دوسرے سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره. (ہندیہ، زکریا ۱/۲۸۰، جدید

زکریا ۱/۳۴۶)

ومنها أن لا تكون منكوحة الغير. (بدائع الصنائع، زکریا ۲/۵۴۸، کراچی

۲/۲۶۸، دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/۴۵۱)

أما نكاح منكوحة الغير و معتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة

إن علم أنها للغیر؛ لأنه لم یقل أحد بجوازه فلم ینعقد أصلاً؛ ولهذا یجب الحد مع العلم بالحرمة لأنه زنا. (شامی، کراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶، زکریا دیوبند ۴/۲۷۴، ۱۹۷/۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۹۶۱)

ایک کے نکاح میں رہتے ہوئے دوسرے سے نکاح

سوال [۵۶۶۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو دس مہینہ پہلے دو بار طلاق طلاق کا لفظ استعمال کیا تھا، پھر میاں بیوی کی طرح رہتے رہے، اس کے بعد میری بیوی نے ایک دوسرے لڑکے سے نکاح کر لیا، اس لڑکے کے ساتھ ایک مہینہ کے قریب رہتی رہی۔ اب وہ دوبارہ میرے ساتھ رہنا چاہتی ہے، تو کیا اسے رکھ سکتا ہوں شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: شتیق الرحمن، شیدی سرائے، مراد آباد

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دو طلاق کے بعد میاں بیوی کی طرح رہنے کی

وجہ سے رجعت ہو گئی ہے اور بیوی بدستور شوہر کے نکاح میں باقی ہے اور اسی درمیان دوسرے لڑکے کے ساتھ جو نکاح کر لیا ہے، اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر دوسرے لڑکے کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ دوسرے کی بیوی ہے تو نکاح فاسد ہوا ہے، اب اصل شوہر کے پاس جانے کے لئے تین ماہواری گزار کر کے جانا ضروری ہے؛ لیکن پہلے شوہر کے ساتھ رہنے کے لئے دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں اور اگر یہ بات معلوم ہونے کے باوجود دوسرے مرد نے اس کے ساتھ نکاح کر لیا ہے کہ وہ دوسرے کی بیوی ہے تو یہ نکاح باطل ہوا ہے، اور ان دونوں کے درمیان بدکاری ہوتی رہی ہے اور بیوی کو پہلے شوہر کے پاس جانے کے لئے عدت گزارنے کی بھی

ضرورت نہیں اور اسے فوری طور پر پہلے شوہر کے پاس چلے جانا چاہئے۔

وأما نكاح منكوحه الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. قال: فعلى هذا يفرق بين فاسده وباطله في العدة؛ ولهذا يجب الحد مع العلم بالحرمة؛ لأنه زنا، كما في القنية وغيرها. (شامي، زكريا ۴/۲۷، ۵/۹۷، كراچی ۳/۱۳۲، ۵۱۶، البحر الرائق، كوئٹہ ۴/۱۴۴، زكريا ۴/۲۴۲)

وأما النكاح الفاسد فلا حكم له قبل الدخول، وأما بعد الدخول، فيتعلق به أحكام منها ثبوت النسب، ومنها وجوب العدة وهو حكم الدخول في الحقيقة الخ (بدائع الصنائع، دار الكتب العلمية بيروت ۳/۶۱۵، كراچی ۲/۳۳۵، زكريا ۲/۶۵۱، أيضاً شامي، زكريا ۵/۹۷، كراچی ۳/۵۱۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۱/۱۱/۱۴۳۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱/ ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۰۸۴۴)

دوسرے کی بیوی سے نکاح

سوال [۵۶۶۶۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کا نکاح سلمہ سے اس کے والدین نے کرایا اس حال میں کہ نہ زید نے سلمہ کو دیکھا اور نہ سلمہ نے زید کو دیکھا، نکاح ہونے کے بعد کسی طرح کی خلوت نہیں ہوئی کہ زید روزگاری کی غرض سے باہر گیا، آج تقریباً پانچ سال ہو گئے گھر واپس نہیں آیا اور ان پانچ سالوں کے درمیان دونوں بیوی میں سے کسی طرح کا سلام کلام بھی نہیں ہوا، زید کے گھر والوں سے فنون پر بات ہوئی، تو زید کہتا ہے کہ اس سال جاؤں گا، اس سال جاؤں گا، اس طرح ٹال مٹول کرتے ہوئے اتنے دن گزر گئے۔

آج ۲۶ شوال المکرم ۱۴۲۶ھ سے تین مہینہ قبل خبر ملی کہ اس نے زہدہ سے ناجائز تعلق قائم کر کے زہدہ کو لے کر فرار ہو گیا، اب سلمہ کے والدین کا کہنا ہے کہ ہم اپنی بیٹی سلمہ کا نکاح عمر سے کریں گے، آپ بتائیے کہ اس صورت میں سلمہ کا نکاح عمر سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: امام مسجد گلاب باڑی، کلنگھر مراد آباد (پو پی)

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب تک زید سلمہ کو طلاق نہ دے گا یا شرعی تفریق حاصل نہ ہو جائے، اس وقت تک سلمہ کا نکاح عمر کے ساتھ صحیح نہ ہوگا، چاہے نکاح کے بعد زید اور سلمہ کے درمیان آپس میں ملاقات اور بات چیت بھی نہ ہوئی ہو؛ لہذا زید سے شرعی طور پر علیحدگی حاصل کرنے سے قبل عمر کے ساتھ یا کسی دوسرے مرد کے ساتھ نکاح جائز نہ ہوگا بدکاری ہوتی رہے گی۔

وأما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخل فيها لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. (شامي، كراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲)

منكوحة الغير أو معتدة الغير، فإنها محرمة عليه إلى غاية وهي انقضاء العدة يثبت ذلك بقوله تعالى: والمحصنات من النساء. (مبسوط، دار الكتب العلمية بيروت ۳۰/۲۸۹) فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۸ شوال المکرم ۱۴۲۶ھ

۱۰/۲۸/۱۴۲۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۸/۸۹۴)

دوسرے کی منکوحہ سے نکاح

سوال [۵۶۶۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد نسیم ولد آفتاب احمد کی شادی مسماة نسرين بنت مجید حسین کے ساتھ

بروز ہفتہ ۲۷ جولائی ۱۹۹۱ء کو ہوئی تھی، نکاح کی رسید ساتھ لگی ہے، ہم دونوں کے بیچ نکاح اپنی مرضی و پسند سے ہوا تھا، نکاح کے ۱۵ یوم کے بعد کچھ قانونی کارروائی کے تحت لڑکی اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی میں نے حقوق زوجیت کا مقدمہ قائم کر رکھا ہے، لڑکی کے ماں باپ نے ۹۳-۸-۱۴ کو کسی دیگر شخص محمد شاہد حسین ولد جناب رفیق احمد صاحب نزدیک آزادنگر لائن-۱۶ اہل دوانی ضلع مین تال کے ساتھ نکاح کر دیا؛ جبکہ میں نے اسکو طلاق نہیں دی ہے، میرے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کا کسی دوسرے کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں، جو لکھا ہے صحیح لکھا ہے غلط بیانی سے کام نہیں لیا ہے، خدا میری مدد کرے۔

المستفتی: محمد نسیم مشتاق، بلڈنگ اسٹیشن روڈ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر محمد نسیم نے اپنی بیوی نسیرین کو طلاق نہیں دی ہے اور نہ ہی کسی شرعی محکمہ اور شرعی عدالت سے تفریق حاصل کی ہے اور اسی حالت میں محمد شاہد حسین کے ساتھ دوسرا نکاح کر لیا ہے، تو شرعی طور پر نسیرین کا نکاح محمد شاہد کے ساتھ صحیح نہیں ہوا ہے اور دونوں کا تعلق زنا کاری اور حرام کاری میں شامل ہوگا۔

وأما نكاح منكوحه الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة
إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. (شامی، کراچی
۳/۱۳۲، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷۴، ۵/۱۹۷، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲)

مذکورہ عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ نسیرین بدستور محمد نسیم ولد آفتاب احمد کی بیوی ہے اور محمد نسیم کو اپنی بیوی نسیرین کو اپنے پاس لے جانے کا ہر وقت حق ہے اور شاہد کے یہاں سے الگ کرنے کے بعد عدت گزارنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۹/۲/۱۴۱۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۹/۳۳۳۸)

دوسرے کی منکوحہ سے نکاح کی شرعی حیثیت

سوال [۵۶۶۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ لڑکی کی شادی کر دی تھی، لڑکی کی سسرال والوں سے اور شوہر سے لڑائی ہو گئی تھی، لڑکی اپنے گھر بیٹھ گئی پہلے والے شوہر نے طلاق نہیں دی تھی، لڑکی نے عدالت سے طلاق لینا چاہا، اس کو طلاق نہیں مل سکی وہ سمجھی کہ طلاق ہو گئی؛ لیکن طلاق نہیں ہو سکی تھی، لڑکی کی دوسری جگہ شادی کر دی۔ اب پہلا شوہر لڑکی کو لانا چاہتا ہے اور دوسرا والا نہیں لے جانا چاہتا، تو لڑکی کو کون سے شوہر کے گھر جانا شرعاً جائز ہے؟

المستفتی: محمد اکرام مراد آباد

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: پہلے شوہر سے طلاق لئے بغیر دوسری جگہ جو نکاح ہوا ہے، اس میں اگر نکاح کر نیوالے مرد کو یہ علم نہیں ہے کہ پہلے شوہر سے طلاق نہیں ہوئی ہے اور اس نے اس بات کی لاعلمی میں نکاح کیا ہے اور بعد میں اس کو پتہ چلا ہے، تو یہ دوسرا نکاح فاسد ہوا، وہ بدستور پہلے شوہر کی بیوی ہے، اس کا نکاح بدستور باقی ہے۔ دوسرے شوہر کو جب معلوم ہو گیا ہے کہ دوسرے کی بیوی ہے اور اس نے طلاق نہیں دی ہے، تو فوراً اپنے پاس سے الگ کر دینا واجب ہے اسے لے جانے کا حق پہلے شوہر کو ہے، دوسرے کو لے جانے کا حق نہیں ہے، اور چونکہ دوسرے شوہر کے ساتھ دھوکہ میں نکاح ہوا ہے، ہمبستری بھی ہو چکی ہے، تو اس میں لڑکی اور لڑکے والے دونوں گنہگار ہوں گے، دوسرے شوہر اور اس کے متعلقین گنہگار نہیں ہوں گے؛ البتہ دوسرے شوہر پر مہر ادا کرنا لازم ہوگا؛ جبکہ اس کے ساتھ صحبت کر لی ہو؛ لیکن جو مہر ملے ہوا ہے وہ اگر مہر مثل سے کم ہے تو ملے شدہ مہر واجب ہوگا اور اگر مہر مثل سے زیادہ ہے تو مہر مثل واجب ہوگا، پہلے کے پاس جانے کے لئے لڑکی کو عدت گزارنی بھی لازم ہوگی۔

قال: بشبهة الملك أو العقد بأن زفت إليه غير امرأته، فوطئها،
 أو تزوج منكوحه الغير ولم يعلم بحالها وأنت خير بأن هذا يقتضي
 الاستغناء عن المنكوحه فاسداً. (شامي، زكريا ۵/ ۹۸، كراچی ۳/ ۵۱۶)
 فإن دخل بها فلها مهر مثلها ولا يزداد على المسمى عندنا. (هداية،
 اشرفي بکدپو دیوبند ۲/ ۳۳۲)

إن الدخول في النكاح الفاسد موجب للعدة وثبوت النسب. (شامي،
 زكريا ۵/ ۹۷، كراچی ۳/ ۵۱۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱۶ صفر المظفر ۱۴۲۶ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۷۰)

کسی کی منکوحہ سے نکاح

سوال [۵۶۶۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
 بارے میں: کہ زہرہ خاتون زید کی بیوی ہے، اب کسی نے لڑکی سے یہ کہہ دیا کہ تم اس کے
 پاس مت رہو، میرے ساتھ چلو، میں تم سے نکاح کروں گا، اس بیچ وہ آدمی اس لڑکی کو لے کر
 بھاگ گیا، اور دوسری جگہ جا کر اس لڑکی سے نکاح کر لیا؛ جبکہ پہلے شوہر نے طلاق نہیں دی ہے،
 اس صورت میں اس نے لڑکی سے نکاح کر لیا، پھر ایک ماہ کے بعد لڑکی سابق شوہر کے پاس
 آگئی، تو اس صورت میں شوہر اول کے لئے کیا صورت ہے؟ بینوا توجروا۔

المستفتی: ولی محمد، فقیر پور، کپور کینٹی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ دوسرے شخص کو
 معلوم تھا کہ زہرہ خاتون زید کی بیوی ہے، تو دوسرے شخص کو زہرہ خاتون کو دوسری جگہ لے جا کر

نکاح کر لینا شرعاً نکاح باطل ہے، وہ زید ہی کی بیوی رہی ہے، اب جب بیوی آگئی ہے، تو زید زن و شوہر کی طرح زندگی گزار سکتے ہیں۔ نیز عدت گزارنا اور نکاح کرنا بھی ضروری نہیں ہے۔

وَأَمَّا نِكَاحُ مَنْكُوحَةِ الْغَيْرِ وَمَعْتَدَتُهُ فَالِدُخُولُ فِيهِ لَا يُوجِبُ الْعِدَّةَ
إِنْ عَلِمَ أَنَّهَا لِلْغَيْرِ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يَقُلْ أَحَدٌ بِجَوَازِهِ فَلَمْ يَنْعَقِدْ أَصْلًا. (شامی، کوئٹہ
۳۸۰/۲، کراچی ۳/۱۳۲، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴،
زکریا ۴/۲۴۲، وہکذا فی الہندیۃ، زکریا ۱/۲۸۰، جدید زکریا ۱/۳۴۶، مبسوط
دارالکتب العلمیۃ بیروت ۳۰/۲۸۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/۳۵۳)

منکوحۃ الغیر کا دوسری جگہ شادی کرنا

سوال [۵۶۶۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری شادی کو تقریباً آٹھ سال کا عرصہ ہو گیا، ۶ سال تک میرے شوہر کی کوئی آمدنی نہیں ہوئی، میں اپنے روپیوں سے اخراجات کرتی رہی، پھر جب ان کی آمدنی ہونے لگی تو آمدنی ہوتے ہی عورتوں سے عشق بازی کرنے لگا، عشق بازی کے پرچے ان کی جیبوں میں بار بار ہمیں نے پائے اور اسی طرح سے مجھ پر جادو ٹونہ بھی کیا گیا، اس کی دلیل یہ کہ ہے کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ میرے سر کے بال نوچا ٹونہ کرنے کے لئے اور ننگے ہو کر مسلسل چالیس دن تک اگر بیتوں کا جلانا ان کا معمول رہا۔

اب عید کے بعد سے گھر سے غائب ہے اور میرے شوہر کا ایک بھتیجہ جو میری شادی کے شروع ہی دن سے میرے ہی پاس رہتا ہے، اس کے بھی کل اخراجات میں ہی اٹھاتی ہوں، اب مجھے پتہ چلا ہے کہ میرے شوہر جس لڑکی سے پیار کرتے تھے اس سے نکاح

کر لیا ہے، میری عمر اس وقت ۳۴ سال ہے میں اپنی زندگی کس طرح گزار سکتی ہوں، شوہر سے الگ ہونے کا طریقہ کیا ہوگا؟

میری کوئی اولاد بھی نہیں ہے کہ اس کے سہارے پر زندگی گزاروں، اب میں دوسرا نکاح کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں، اس کی کیا شکل ہوگی آیا مجھے عدت گزارنی ہوگی یا نہیں؟

المستفتیہ: ثریا محفوظ، لاہت نگر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر سے شرعی تفریق حاصل کئے بغیر آپ کے

لئے دوسری جگہ نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا اور ابھی تک آپ اسی شوہر کے نکاح میں ہیں۔

أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته (إلى قوله) لأنه لم يقل أحد بجوازه

فلم ينعقد أصلاً الخ. (شامی، کراچی ۳/۱۳۲، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷۴، ۱۹۷/۵،

البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲، بدائع الصنائع، کراچی ۲/۲۶۸،

زکریا ۲/۴۸، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۳/۵۰۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۱/ذی الحجۃ ۱۴۱۵ھ

۱۴۱۵/۱۲/۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۲۶۳۲)

منكوحة الغير کی کسی دوسرے شخص سے شادی کرنا

سوال [۵۶۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ میرا نام نزاکت حسین ہے، ساکن گڑھی سلیم پور کاٹھ، مراد آباد ۲۱/مئی

۱۹۹۲ء کو میرا نکاح شرعاً چاند بی بی دختر کلوا ساکن سہسپو ر ضلع بجنور سے ہوا تھا، میری بیوی

سے دو بچے ہیں، میری بیوی کی والدہ سعیداً اور میرے سالے انتظار اور استخار نے پیسوں

کے لالچ میں مجھ سے طلاق لئے بغیر میری بیوی کا نکاح بھینسوں والی عمری تھانہ کوتوالی

دیہات ضلع بجنور میں مفیض احمد ولد ادریس احمد سے کر دیا تقریباً ڈیڑھ ماہ پہلے میری بیوی میکے رہنے کے لئے گئی تھی، اسی درمیان میری بیوی کا نکاح مجھ سے طلاق کے بغیر دوسرے سے کر دیا فتویٰ ارسال فرمائیں۔

المستفتی: لیاقت حسین، ساکن گڑھی سلیم پور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آپ سے طلاق کے بغیر آپ کی بیوی کا میکے والوں نے مفیض احمد سے جو نکاح کر دیا ہے، وہ شرعاً باطل ہے، وہ نکاح نہیں ہوا ہے، اس کے ساتھ حرام کاری اور زنا کاری ہو رہی ہے، وہ اب بھی بدستور آپ کی بیوی ہے، آپ کو حق ہے کہ آپ اسے اپنے پاس لاکر بیوی بنا کر رکھیں۔ (مستفاد: امداد الاحکام ۳/۲۵۸/فتاویٰ دارالعلوم ۷/۴۶۶)

وأما منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. (شامي، كراچی ۳/۱۳۲، ۵۱۶، شامي، زكريا ۴/۲۷۴، ۵/۱۹۷، البحر الرائق، كوئٹہ ۴/۱۴۴، زكريا ۴/۲۴۲)

لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره، وكذلك المعتدة كذا في السراج الوهاج سواء كانت العدة عن طلاق، أو وفاة. (فتاویٰ عالمگیری، زكريا ۱/۲۸۰، جدید زكريا ۱/۳۴۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۷۸۹)

منكوحة الغير اور معتدہ سے نکاح

سوال [۵۶۶۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر محمد سمیع فیض کو طلاق دیتا ہے اور فراست یہ چاہتا ہے کہ فیض عدت نہ

گزارے اور میں فیض سے نکاح کر لوں، کیا اس طرح نکاح جائز ہے یا ناجائز؟

المستفتی: محمد شفیق اندراچوک، مراد آباد

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب تک فیض سمیع کے نکاح میں ہے، فراست کے لئے فیض سے نکاح جائز نہیں؛ بلکہ حرام ہے؛ اس لئے کہ فیض سمیع کی منکوحہ ہے اور منکوحہ الغیر سے نکاح حرام ہے باطل ہے، فراست اگر فیض سے نکاح کر کے اسی حالت میں اپنے پاس رکھ لے تو ہمیشہ بدکاری اور زنا کاری ہوتی رہے گی۔

اسی طرح سمیع کے فیض کو طلاق دینے کے بعد عدت پوری ہونے سے پہلے فراست کے لئے فیض سے نکاح حرام ہے، اگر نکاح کرتا ہے تو نکاح باطل ہو جائے گا اور بیوی بنا کر رکھنا بدکاری اور حرام کاری ہوتی رہے گی۔

وأمانکاح منکوحۃ الغیر (إلی قوله) لم یقل أحد بجوازہ فلم ینعقد أصلاً. (رد مختار، کراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶، زکریا ۲۷۴/۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۱۴۴/۴، زکریا ۲۴۲/۴، بدائع الصنائع، کراچی ۲۶۸/۲، زکریا ۵۴۸/۲، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۴۵۱/۳)

”والمحصنت من النساء“ عطف علی أمہاتکم یعنی حرمت علیکم المحصنت من النساء: أي ذوات الأزواج لا یحل للغیر نکاحهن مالم یمت زوجہا، أو یطلقها، وتنقضی عدتها من الوفاة، أو الطلاق. (تفسیر مظہری ۶۴/۲)

لا یجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیرہ، وكذلك المعتمدة. (ہندیۃ، زکریا ۱/۲۸۰ جدید زکریا ۱/۳۴۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۵ھ/۳/۱۳

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۴۷۱)

منکوحۃ الغیر کا دوسرے مرد سے نکاح

سوال [۵۶۶۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں بنام علی محمد کشمیر کا رہنے والا ہوں، میں مع اہل و عیال کے ضلع مراد آباد میں سروس کرتا ہوں، واقعہ یہ پیش آیا کہ میں نے اپنی لڑکی مسماۃ خدیجہ بانو کا نکاح کشمیر میں ایک لڑکے مسمیٰ مشتاق احمد کشمیری سے کر دیا تھا؛ لیکن میں ایک ضرورت کے تحت کشمیر چلا گیا اور میری اہلیہ یہیں رہ گئی، اسی درمیان میری لڑکی (شادی شدہ) مراد آباد آئی اور میری بیوی نے اس کا دوسرا نکاح ایک دوسرے شخص سے بغیر پہلے شوہر سے طلاق لئے ہوئے کر دیا، اب جبکہ میرے علم میں یہ بات آئی ہے، تو صورت مذکورہ میں شرع کے مطابق جواب چاہتا ہوں کہ نکاح ثانی منعقد ہوا کہ نہیں؟

المستفتی: محمد علی، وریاش تھانگا نڈر بل سری نگر کشمیر

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر اول مسمیٰ مشتاق احمد کشمیری سے طلاق حاصل کئے بغیر آپ کی لڑکی خدیجہ بانو کا دوسرا نکاح شرعاً باطل ہے، ان دونوں کا ساتھ رہنا حرام اور زنا کاری ہے، آپ پر اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ فوراً دونوں کو علیحدہ کر دیں اور لڑکی کو پہلے شوہر کے پاس بھیج دیں ورنہ سب لوگ گنہگار ہوں گے۔

أما نكاح منکوحۃ الغیر و معتدته فالدخول فيه لا یوجب العدة إن علم أنها للغیر؛ لأنه لم یقل أحد بجوازه فلم یعتقد أصلاً. (شامی، کراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶، شامی، زکریا ۲۷۴/۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۱۴۴/۴، زکریا ۲۴۲/۴)

لا یجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیره، و كذلك المعتدة کذا فی السراج الوہاج سواء كانت العدة عن طلاق، أو وفاة. (فتاویٰ عالمگیری،

زکریا ۱/ ۲۸۰ جدید زکریا ۱/ ۳۴۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۴ رزی قعدہ ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۵/ ۱۵۰۳)

منکوحة الغیر کے نکاح سے متعلق چند سوالات کے جوابات

سوال [۵۶۷۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ باہر سے آئی ہوئی ایک آوارہ عورت کو کسی شخص نے پکڑ لیا، جب اس سے پوچھا گیا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آئی ہے، تب اس نے جواب دیا کہ میں ایک پریشان عورت ہوں، میرا کوئی مددگار نہیں ہے، میں کہیں اپنا ٹھکانہ چاہتی ہوں، جب اس سے پوچھا گیا کہ تیری شادی ہوگئی ہے یا نہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ میری بہن نے ایک ایسے آدمی سے میرا نکاح کر دیا، جس کی ایک ٹانگ پولیوسٹائی ہوئی ہے، میں یہاں رہ کر کسی دوسرے آدمی سے نکاح کرنا چاہتی ہوں، اب میں اس کے گھر نہیں جاؤں گی پوچھنے پر بھی اس نے یہ نہیں بتایا کہ اس کا نکاح کہاں اور کس کے ساتھ ہوا ہے، تب یہ سوچا کہ نہ جانے یہ کہاں جائے گی ہو سکتا ہے کہ کسی غیر مسلم کے ہاتھ لگ جائے؛ اس لئے اس کا نکاح ایک مسلمان بالغ مرد کے ساتھ پڑھا دیا گیا ہے، آپ بتلائیں کہ اس کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

(۲) اس کے علاوہ جن لوگوں نے نکاح پڑھانے میں یا نکاح کے بعد مٹھائی لینے میں یا کھانا کھانے میں شریک ہوئے ان کے لئے کیا حکم ہے؟ اور ایسا نکاح کرنے والوں کے گھر کھانا کھانا یا کھانا کھانا کیسا ہے؟

(۳) جن لوگوں نے اس نکاح میں کسی طرح بھی شرکت کی ان کا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں ان کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) صورت مسئلہ میں جب تک شوہر اول طلاق نہ دیدے اور عدت طلاق نہ گزر جائے، مذکورہ عورت کے لئے کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا ناجائز اور حرام ہے اور نکاح ثانی باطل ہے اور زوج ثانی کا وطی کرنا زنا ہے، جو شرعاً موجب حد ہے، مذکورہ عورت نے زوج اول سے طلاق حاصل کئے بغیر اور عدت گزارے بغیر دوسرے شخص سے نکاح کر کے گناہ عظیم کا ارتکاب کیا ہے، اگر مذکورہ عورت زوج اول کو پسند نہیں کرتی تو وہ اس سے طلاق یا خلع کے ذریعہ تفریق کر سکتی ہے؛ لیکن بدون طلاق یا تفریق دوسرے شخص سے نکاح ہرگز نہیں ہو سکتا؛ اس لئے عورت پر لازم ہے کہ وہ زوج ثانی سے فوراً علیحدگی اختیار کرے۔

قال في الشامي: أما نكاح منكوحه الغير ومعتدته فالدخل فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً؛ ولهذا يجب العدة مع العلم بالحرمة لأنه زنا كما في القنية وغيرها. (شامي، زكريا ۴/ ۲۷۴، ۱۹۷/ ۵، كراچی ۳/ ۱۳۲، ۵۱۶، البحر الرائق، كوئٹہ ۴/ ۱۴۴، زكريا ۴/ ۲۴۲)

(۲) جو لوگ نکاح پڑھانے میں یا نکاح کے بعد مٹھائی لینے میں کھانا کھانے میں یا کھانا کھلانے میں شریک ہوئے ہیں وہ سب کے سب عاصی و گنہگار و فاسق ہیں، ان سب پر توبہ و استغفار لازم ہے، ان لوگوں کو چاہئے کہ اس بات کا اعلان کر دیں کہ نکاح ثانی صحیح نہیں ہوا، مذکورہ عورت بدستور زوج اول کی بیوی ہے۔ (مستفاد: عزیز الفتاویٰ ۳۶۲/ ۳۶۳، امداد الاحکام ۳/ ۲۵۸)

(۳) جن لوگوں نے نکاح میں شرکت کی ان کا نکاح بہر حال بدستور باقی ہے، ہاں البتہ اپنے اس عمل سے یہ لوگ شرعاً گنہگار ہیں، جس سے ان پر توبہ و استغفار لازم ہے؛

البتہ جن لوگوں کو پہلی شادی کا علم نہیں تھا، وہ لوگ عاصی اور گنہگار نہیں ہوں گے۔
(مستفاد: عزیز الفتاویٰ ۲۶۴، امداد الاحكام ۳/۲۵۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲ جمادی الثانیہ ۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۲۳۶)

منکوحۃ الغیر سے نکاح کے متعلق چند سوالات و جوابات

سوال [۵۶۷۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا داماد قریب دو سال ہوئے ایک شادی شدہ لڑکی کو بھگا کر لے گیا تھا، جس کا مقدمہ چلا اور وہ چھوٹ گیا، پہلے شوہر نے طلاق نہیں دی تھی، صرف عورت نے جج کے سامنے یہ بیان دیا کہ اب میں نے اس سے نکاح کر لیا ہے اور اب اس کے ساتھ رہوں گی، اس پر شرعاً کیا حکم بنتا ہے؟

(۲) جو اس لڑکے کے رشتے دار رہتے ہیں اور اس لڑکے سے واسطہ رکھے ہوئے ہیں ان پر شرعاً کیا حکم بنتا ہے؟

(۳) میری لڑکی میرے گھر پر ہے اور اس حالت میں اس جگہ جانے کے لئے تیار نہیں ہے اور تین سال کا لڑکا بھی ہے، اب میری لڑکی کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

(۴) جو شخص یہ کہے کہ شرع کے خلاف کام کر لو، اس پر کیا حکم ہے؟

المستفتی: بدرالدین ولد محمد یسین، باغیچہ سرائے ترین، سنجل روڈ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) دوسرے کی بیوی کو بھگا کر لے

جانا اور اس کے ساتھ بیوی جیسا تعلق رکھنا حرام کاری اور سخت ترین غضب الہی مسلط ہونے کا خطرہ ہے اور عدالت میں غیر شوہر سے نکاح ثابت کرنا یا شوہر سے طلاق

حاصل کئے بغیر مرد کا اس سے نکاح کرنا شرعاً باطل ہے۔

وأما نكاح منكوحه الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة
إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. (شامی،
کراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶، شامی، زکریا ۴/۲۷، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ
۱۴۴/۴، زکریا ۴/۲۴۲)

(۲) جو لوگ مذکورہ ناجائز تعلق رکھنے والے کا ساتھ دیں گے، وہ شرعاً تعاون علی
المعصیہ کی وجہ سے سخت گنہگار ہوں گے۔

وَلَا تَعَاوُنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ. [سورہ مائدہ: ۲]

(۳) آپ کی لڑکی کے لئے ایسے شوہر کے ساتھ رہنا جائز ہے، اس سے آپ کی
لڑکی گنہگار نہ ہوگی؛ بلکہ شوہر گنہگار ہوگا، ہاں البتہ اگر اب اس شوہر کے ساتھ ازدواجی زندگی
گزارنا ناگزیر ہو تو اس سے طلاق یا خلع وغیرہ کے ذریعہ علیحدگی حاصل کرنا جائز ہو سکتا ہے۔

ولا يجب على الزوج تطليق الفاجرة (تحتہ فی الشامیہ) ولا علیہا
تسريح الفاجر إلا إذا خاف أن لا يقيما حدود الله فلا بأس أن يتفرقا والفجور
يعم الزنا وغيره الخ (شامی، کراچی ۶/۲۷، زکریا ۱/۶۱)

(۴) شرع کے خلاف کرنا جائز نہیں ہے اور اس کا حکم کرنے والا سخت گنہگار ہوگا۔
فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸ ذی قعدہ ۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۷۶۲/۲۷)

منکوحۃ الغیر کا شرعی تفریق کے بغیر نکاح

سوال [۵۶۷۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ خالد نے ہندہ سے نکاح کیا اور میاں بیوی ہو گئے، کچھ دنوں کے بعد میاں بیوی میں جھگڑا ہو گیا اور ہندہ بھاگ کر اپنے میکے چلی گئی، چار سال تک خالد ہندہ کو لینے نہیں گیا، چار سال کے بعد گیا، ہندہ نے ساتھ رہنے سے انکار کر دیا اور کہا مجھے طلاق دیدو، خالد نے طلاق دینے سے انکار کر دیا اور دوسری شادی کر لی اور ہندہ نے بغیر طلاق لئے دوسرے شوہر بکر سے نکاح کر لیا۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ بغیر طلاق لئے خالد سے ہندہ کے لئے بکر سے نکاح کرنا درست ہے یا نہیں؟ اسی طرح جو بچہ ہندہ کے پیٹ سے پیدا ہوا حلالی ہے یا حرامی؟ ان دونوں مسئلوں کا جواب دلیل و حوالہ کے ساتھ تحریر فرما دیں۔

المستفتی: محمد ادریس، امام مسجد کا چھی کھیڑی، راج گڑھ (ایم پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ہندہ کا اپنے شوہر خالد سے طلاق لئے بغیر بکر کے ساتھ نکاح کرنا شرعاً باطل ہے اور دونوں کامیاں بیوی جیسا ساتھ میں رہ کر زندگی گزارنا زنا کاری اور بدکاری ہے، اڑوس پڑوس کے لوگوں پر لازم ہے کہ متفق ہو کر ان دونوں میں علیحدگی کروادیں۔

أما نكاح منكوحه الغير ومعتدته فالدخل فيها لا يوجب العدة إن علم أنها للغير لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً.
(شامی، کراچی ۳/۱۳۲، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲)

لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره الخ. (عالمگیری، زکریا ۱/۲۸۰ جدید زکریا ۱/۳۴۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۱/۱۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۸/۹۸۵۷)

شرعی تفریق حاصل کئے بغیر منکوحۃ الغیر کا دوسری جگہ نکاح

سوال [۵۶۷۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہندہ نے اپنی لڑکی جس کی عمر ۱۴ سال کی تھی، اس کی سسرال کے کچھ لوگوں نے مجبور کیا کہ زید اپنی لڑکی کی شادی اسلم کے ساتھ کر دے، سب نے زید کو سمجھا بھجا کر اور سبز باغ دکھا کر زید کی لڑکی کا نکاح اسلم ولد ایوب پاکستانی کے ساتھ کر دیا اور جب یہ لوگ پاکستان جانے لگے تو یہ کہہ گئے کہ ایک سال کے اندر اندر رخصتی کروالیں گے، آج تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے، اب زید کی لڑکی کی عمر اٹھارویں سال میں ہے۔

ہندہ کی لڑکی کے نکاح کے موقع پر صرف چار جوڑے کپڑے جو بہت معمولی تھے، وہی دئے تھے، ہندہ کا شوہر بھی ۱۲/۱۳ سال قبل انتقال کر گیا، اب لڑکی یتیم ہے، ہندہ کے پاس نہ کوئی خط آیا اور نہ کوئی روپیہ خرچہ وغیرہ آیا، اب ہندہ اپنی لڑکی کو پاکستان نہیں بھیجنا چاہتی ہے، اب کیا شکل علیحدگی کی ہے؟

المستفتیہ: اختر جہاں، محلہ کولہا ریلخ آباد، لکھنؤ

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر ۱۴ سال کی عمر میں لڑکی بالغ ہو چکی تھی اور مذکورہ نکاح پر لڑکی راضی بھی رہی ہے، تو ایسی صورت میں نکاح صحیح ہو چکا ہے، اب اس پاکستانی شوہر سے تفریق حاصل کئے بغیر دوسری جگہ شادی کرنا جائز نہ ہوگا، کسی طرح پاکستانی شوہر سے جدائی حاصل کر لی جائے، اس کے بعد ہی دوسری جگہ شادی ہو سکتی ہے۔

وأما نكاح منکوحۃ الغیر (إلی قوله) لم یقل أحد بجوازہ فلم یعتقد أصلاً الخ. (شامی، کراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶، ذکر کیا ۴/۲۷۴، ۱۹۷/۵،

البحر الرائق، کوئٹہ ۴/ ۴۴/ ۱، زکریا ۴/ ۲۶۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۱ صفر المظفر ۱۴۱۶ھ

۱۱/۲/۱۴۱۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۳۲۹)

منکوحة الغیر کا دوسرے مرد سے شادی کرنا

سوال [۵۶۷۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ میرا نکاح آج سے ۱۹ سال پہلے مجمل کے ساتھ بلند شہر میں ہوا تھا، میرے پانچ بچے ہیں، چار بیٹی اور ایک بیٹا بڑی بیٹی کی عمر ۱۸ سال ہے اور سب سے چھوٹی کی عمر ۸ سال ہے، میرے میاں کی دو بیویاں ہیں، دوسری بیوی بلند شہر میں ہے، آج سے پانچ سال پہلے میرے میاں دوسری بیوی کے پاس بلند شہر چلے گئے تھے، اپنے بچوں کو پالنے کے لئے گھروں میں جا کر کے جھاڑ و برتن کا کام کرتی تھی، اسی دوران میری ملاقات ایک شادی شدہ نوجوان سے ہوئی، دو سال تک ہمارا ملنا جلنا چلتا رہا، اس کے بعد ہم دونوں نے نکاح کر لیا، جب میرے میاں کو معلوم ہوا کہ میں نے کسی نوجوان سے نکاح کر لیا ہے، تو وہ مجھے اپنے ساتھ لے جانے کے لئے آئے، جب میں نے جانے سے منع کر دیا، تو وہ بہت روئے، آج تک میرے پہلے میاں نے طلاق نہیں دی ہے اور نہ ہی میرے رشتہ داروں نے ان سے طلاق مانگی؛ کیونکہ وہ طلاق دینے کو منع کرتے ہیں، میرے دوسرے نکاح کرنے سے میری بہنیں اور بھائی ناراض ہیں اس وجہ سے وہ میرے گھر بہت کم آتے ہیں، اس صورت حال میں کیا میرا دوسرا نکاح جائز ہے یا حرام کاری ہو رہی ہے، اگر میں غلط ہوں تو آگے میں گناہ سے بچ سکوں اور کوئی غلط کام نہ ہو، اس کے لئے مجھے لکھ کر کے فتویٰ دیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: کسی شخص کے نکاح میں رہتی ہوئی عورت کا

دوسرے مرد سے جو نکاح ہوا ہے، وہ نکاح شرعی طور پر ہوا ہی نہیں ہے اور اب تک اس دوسرے مرد کے ساتھ جو رہنا ہوا ہے، اس میں حرام کاری اور بدکاری ہوتی رہی ہے اور سائل اب بھی پہلے مرد کی بیوی ہے اور فوری طور پر اس کے پاس جانا لازم ہے اور اس دوسرے مرد کو چھوڑ دینا بھی لازم ہے ورنہ آخرت کے عذاب عظیم سے دونوں بچ نہیں سکتے اور دنیا میں بھی اس نحوست کے وبال میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔

أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخل فيه لا يوجب العدة
إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازہ فلم ينعقد أصلاً.
(شامی، کراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق،
کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳ شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۹۶۸۶)

منکوحہ کا تفریق سے قبل دوسرے شخص سے نکاح

سوال [۵۶۷۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ناصرہ کی شادی اسلام کے ساتھ ہوئی، اس سے ایک لڑکا بھی ہے اور اسلام کا فعل لڑکی کے حساب سے زیادہ غلط ہے، بایں وجہ لڑکی اس کے یہاں نہیں جانا چاہتی ہے اور اسلام طلاق دینا بھی نہیں چاہتا ہے، کیا اس حالت میں لڑکی دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: اقبال احمد، کدری، مراد آباد

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر لڑکی اپنے شوہر اسلام کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی ہے اور دوسری جگہ نکاح کرنا چاہتی ہے، تو لڑکی ناصرہ کو اس وقت تک دوسری

جگہ نکاح کرنے کا اختیار نہ ہوگا، جب تک شوہر اسلام سے شرعی طلاق حاصل نہ کر لے گی یا خلع وغیرہ کے ذریعہ تفریق حاصل نہ کرے گی؛ لہذا اگر شوہر سے طلاق حاصل کرنے سے پہلے دوسری جگہ نکاح کر لیتی ہے، تو وہ نکاح صحیح نہ ہوگا اور دوسرے شوہر کے ساتھ رہنا حرام کاری ہوگی۔

أما نكاح منكوحه الغير ومعتدته فالمدخول فيه لا يوجب العدة
إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً الخ . (شامي،
کراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴،
زکریا ۴/۲۴۲، وھكذا في الهندية ۱۷/۲۸۰ جدید زکریا ۱/۳۴۶، مبسوط دارالکتب
العلمیہ بیروت ۳۰/۲۸۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰/۳/۱۴۱۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۲۸/۳۱۰۰)

منکوحۃ الغیر سے نکاح اور اس کی دعوت قبول کرنے کا حکم

سوال [۵۶۷۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے ایک ایسی عورت سے نکاح کیا، جس کا پہلا شوہر زندہ ہے اور اس نے اس عورت کو ابھی تک طلاق نہیں دیا، جیسا کہ بزرگوں نے بتایا ہے، ایسی حالت میں نکاح حرام ہوتا ہے اور اس عورت کے شکم سے دوسرے شوہر سے بچے بھی پیدا ہوئے ہیں اور اس شخص کے ماں، باپ، بھائی وغیرہ بھی اس کیساتھ زنا کرنے سے خوش ہیں، کیا اس سے اور اس کے ماں باپ بھائی وغیرہ سے بولنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) کیا اس شخص اور اس کے ماں باپ، بھائی کے یہاں کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد خالد

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر غیر آدمی کی بیوی جانتے ہوئے بغیر طلاق وعدت کے اس سے نکاح کیا ہے، تو نکاح بالکل باطل ہے، شوہر اول ہی کی بیوی ہے پہلے شوہر کو ہر وقت لے جانے کا حق ہے عدت ضروری نہیں اور اگر علم نہ تھا تو نکاح فاسد ہے، اب بھی فوراً علیحدگی ضروری ہے؛ لیکن شوہر اول کے یہاں عدت گزار کر جانا ہوگا۔

وأما نكاح منكوحۃ الغير ومعتدته فالدخل فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً، قال فعلى هذا يفرق بين فاسد وباطل. (شامی، کوئٹہ ۲/۳۸۰، کراچی ۳/۱۳۲، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷۴، ۵/۱۹۷، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲)

(۲) ان کے یہاں سے خورد و نوش وغیرہ میل جول توبہ کر کے باز نہ آنے تک ختم کر دینا ضروری ہے، اگر عورت کو علیحدہ کر کے توبہ واستغفار کر لیں، تو پھر معاشرہ بحال رکھا جائے۔
قال الله تعالى: 'وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ.'
[ہود: ۱۱۳] (فتاویٰ احیاء العلوم ۸۶/۷۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۵ صفر المظفر ۱۴۰۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/۴۹۴)

کیا منکوحۃ الغیر سے نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا

سوال [۵۶۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ آسیہ کا نکاح عبداللہ سے ہوا اور چند اولاد بھی ہیں، آسیہ عبداللہ کی منکوحہ بیوی ہوتے ہوئے ایک شادی شدہ مرد یعنی زید سے نکاح کر کے ایک ساتھ رہ رہے ہیں اور اس سے ایک لڑکی بھی ہو گئی ہے، اس کے بعد آسیہ کے شوہر اول عبداللہ کا انتقال ہو گیا۔

اب دریافت یہ کرنا ہے کہ آسیہ اور زید کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اب بھی یہ دونوں ایک ساتھ زندگی گزارنا چاہتے ہیں، کچھ علماء کہتے ہیں کہ زید اور آسیہ کے درمیان تجدید نکاح کی کوئی ضرورت نہیں نیز شوہر ثانی زید سے جو ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے اس کا نسب کس سے ہوگا؟ فی الحال آپ حضرات کے جواب کے انتظار میں ہیں۔

المستفتی: عبداللہ، مکمل پور، ڈھلائی، تریپورہ، ہند

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عبداللہ کے نکاح میں رہتے ہوئے آسیہ کا زید سے جسمانی تعلق قائم کرنا سخت ترین گناہ اور انتہائی قابل مذمت فعل ہے اور ان دونوں میں فوری طور پر تفریق اور ندامت کے ساتھ توبہ اور استغفار لازم ہے۔

اب حسب تحریر سوال چونکہ شوہر عبداللہ کا انتقال ہو چکا ہے، تو اس کی عدت چار ماہ دس دن گزرنے کے بعد آسیہ اور زید آپس میں نکاح کر کے باعفت زندگی گزار سکتے ہیں، جو پہلے نکاح کیا تھا اس کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں، اور رہ گئی اس دوران پیدا شدہ بچی کے نسب کی بات تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر زید کو آسیہ سے تعلق کرتے وقت یہ بات معلوم تھی کہ وہ عبداللہ کی منکوحہ ہے، تو اس بچی کا نسب زید سے نہیں؛ بلکہ شوہر اول عبداللہ ہی سے ثابت ہوگا اور اگر زید کو عبداللہ کی منکوحہ ہونے کی خبر نہیں تھی گویا اس کو دھوکہ دے کر نکاح کیا گیا، تو اس صورت میں یہ وہی بلاشبہ کے درجہ میں ہوگی اور بچی کا نسب زید سے ثابت ہوگا۔

ولو تزوج بمنکوحۃ الغیر وهو لا یعلم أنها منکوحۃ الغیر فوطئها تجب العدة، وإن کان یعلم أنها منکوحۃ الغیر لا تجب حتی لا یحرم علی الزوج وطؤها. (ہندیۃ، زکریا ۱/۲۸۰ جدید زکریا ۱/۳۴۶)

الأصل في هذا أن كل امرأة.... إلا إذا علم يقيناً أنه منه وهو أن يجيء لأقل من ستة أشهر، وكل امرأة وجبت عليها العدة، فإن نسب ولدها يثبت من الزوج الخ (ہندیۃ، زکریا ۱/۵۳۷ جدید زکریا ۱/۵۳۷)

أما نكاح منكوحه الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة
إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. (شامي، زكريا
۴/۲۷۴، ۵/۹۷، کراچی ۳/۱۳۲، ۵۱۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۰ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ

۱۰/۳/۱۴۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۸/۹۹۳۸)

کیا منکوحۃ الغیر سے نکاح کرنا حرام ہے؟

سوال [۵۶۷۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں سید نوشاد علی ولد سید راشد علی کا نکاح صائمہ بیگم بنت سید محمد اظہر علی محلہ کوٹ غربی، اناروالی مسجد سنجل کے ہمراہ ۱۴ مارچ ۲۰۰۰ء کو ہوا تھا، ہم میاں بیوی خوش و خرم رہ رہے تھے، ہمارا باہمی کوئی تنازع نہیں ہے اور نہ ہی ہم نے اپنی بیوی صائمہ بیگم کو کوئی طلاق دی ہے، ہماری بیوی ایک سیدھی سادی عورت ہے، ہماری ساس نہایت تیز طرار ہیں، وہ اور ہمارے سالے ہمارا گھر بگاڑنے پر آمادہ ہیں اور میری بیوی کا نکاح زبردستی کسی دوسرے سے کرنا چاہتے ہیں اور اس ارادہ سے میری ساس اور میرے سالے میری بیوی اور میرے دولڑکوں کو زبردستی لے کر ممبئی چلے گئے ہیں۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ میرے طلاق دیئے بغیر میری بیوی کا نکاح دوسرے شخص کے ساتھ کسی بھی صورت میں ہو سکتا ہے۔ نیز میں نے چند معزز افراد کو لے کر اس کے متعلق سالے سے گفتگو کی قرآن کا حوالہ دیا، تو وہ بدتمیزی سے پیش آئے اور کہا کہ ہم قرآن کی بات نہیں مانتے ہیں، ہم اس کا دوسری جگہ نکاح کریں گے۔

نیز جو قرآن کی بات کا منکر ہو اس کا کیا حکم ہے؟ اور اس کے گواہ حاجی محمد اقبال مجیب الرحمن بیوہاں وغیرہ ہیں جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

المستفتی: سید نوشاد علی، سرائے کشن لال، مراد آباد

دارالافتاء جامع الہدیٰ کا جواب

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر سے طلاق حاصل کئے بغیر لڑکی کا نکاح کسی دوسرے شخص سے کرنا بالکل جائز نہیں ہے، اگر کر دیا تو حرام ہے، زوجین کے مرتکب زنا ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

وأما نكاح منكوحه الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. (شامي، زكريا ۱۹۷/۵، ۲۷۴/۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: عبدالرؤف قاسمی غفرلہ
مفتی دارالعلوم جامع الہدیٰ، مراد آباد
۱۳/رجب ۱۴۲۵ھ

کتبہ: محمد لقمان القاسمی عفا اللہ عنہ
دارالعلوم جامع الہدیٰ، مراد آباد
۱۳/رجب ۱۴۲۵ھ

دارالافتاء مدرسہ شاہی کا جواب

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صائمہ بیگم کے شوہر نوشادی علی نے جب اپنی بیوی کو کسی قسم کی طلاق نہیں دی ہے یا شرعی تفریق نہیں ہوئی، تو صائمہ بیگم بدستور نوشادی علی کے نکاح میں باقی ہے، اس حالت میں کسی دوسرے شخص کے ساتھ اس کا نکاح قطعاً حرام اور باطل ہے اور دوسرے شخص کے ساتھ بدکاری اور زنا کاری ہوتی رہے گی، اولاد بدکاری کی سمجھی جائے گی۔

أما نكاح منكوحه الغير ومعتدته..... لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. (شامي، زكريا ۱۹۷/۵، ۲۷۴/۴، کراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶، البحر الرائق، کوئٹہ ۱۴۴/۴، زکریا ۲۴۲/۴) نوشادی علی کے سائل کا یہ کہنا کہ میں قرآن کی بات نہیں مانتا (العیاذ باللہ) یہ کفریہ کلمہ ہے، اس کے اوپر تجدید ایمان اور توبہ کرنا لازم اور واجب ہے۔

إذا أنكر الرجل آية من القرآن أو تسخر بآية من القرآن أوفى
الخنزانية: أو عاب كفر . (ہندیہ زکریا ۲/۲۶۶، جدید زکریا ۲/۲۷۹)
فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴/ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷۸۴۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴/۷/۱۴۲۵ھ

منکوحۃ الغیر سے قصداً نکاح کرنا

سوال [۵۶۷۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ فیروزہ کا نکاح جناب بابو کے ساتھ ہوا تھا، اتفاق سے فیروزہ اپنی بہن رئیسہ کے یہاں اپنے بھانجے کی ختنہ کی تقریب میں گئی تھی کہ وہاں اس کے بہنوئی پیر بخش نے فیروزہ کا نکاح اپنے بہنوئی سلیم سے زبردستی کر دیا اور پھر فیروزہ وہیں رہنے لگی، پھر فیروزہ ۱۳/۱۲ سال کے عرصہ کے بعد وہاں سے شوہر اول جناب بابو کے پاس آگئی، اس دوران شوہر ثانی سے کئی بچے بھی پیدا ہو چکے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ فیروزہ شوہر اول جناب بابو کے نکاح میں باقی ہے یا نہیں جبکہ اس نے فیروزہ کو طلاق بھی نہیں دی تھی یا محض اس دوسرے زبردستی نکاح سے جناب بابو کے نکاح سے باہر ہوگئی؟ اور اب اس کو اپنے پاس رکھنے سے گنہگار تو نہیں ہوگا؟ شریعت کے مطابق جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: بلاط حسین، چندوسی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر شوہر اول بابو نے فیروزہ کو طلاق نہیں دی تھی اور نہ ہی دونوں کے درمیان شرعی تفریق ہوئی تھی اور سلیم کو اس کا علم بھی تھا کہ بابو نے فیروزہ کو

طلاق نہیں دی ہے، تو سلیم کے ساتھ فیروزہ کا جو نکاح ہوا تھا وہ شرعاً باطل تھا، ساتھ کی زندگی حرام کاری کی رہی ہے۔ فیروزہ شرعاً بابو کی بیوی ہے۔

وأما نكاح منكوحه الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة
إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. (شامی،
کراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴،
زکریا دیوبند ۴/۲۴۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۲۲۹/۲۴۲)

منکوحۃ الغیر کا نکاح

سوال [۵۶۸۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ آمنہ خاتون کی شادی ایک لڑکے کے ساتھ ہوئی تھی، شادی کے بعد میاں بیوی کے درمیان کسی بات پر ناراضگی ہو گئی، آمنہ کا شوہر ناراض ہو کر دہلی چلا گیا اور دہلی گئے ہوئے پانچ سال گزر گئے، لڑکا لڑکی کو بلانے کے لئے بھی نہیں آیا، اس دوران لڑکی نے دوسرے لڑکے سے محبت کر لی اور لڑکا لڑکی دونوں اپنے اپنے گھروں سے بھاگ گئے، لڑکی کے ماں باپ کو جب پتہ چلا تو پھر آمنہ کے شوہر کو اطلاع دی، مگر وہ پھر بھی بلانے نہیں آیا آمنہ غیر آدمی کے ساتھ رہنے لگی بغیر نکاح کے اور اس مرد سے تین بچے بھی بغیر نکاح کئے ہو چکے ہیں؛ جبکہ آمنہ کے شوہر نے اس کو طلاق بھی نہیں دی تھی، آیا جس مرد کے ساتھ رہ رہی ہے بغیر شوہر کے طلاق دیئے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: جمیل احمد، دلپت پور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر کے طلاق دئے بغیر دوسرے لڑکے سے نکاح

کرنا یا بغیر نکاح کے رہنا مطلقاً حرام اور صریح زنا ہے، آمنہ بدستور شوہر کے نکاح ہی میں ہے۔
 أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخل فيه لا يوجب العدة
 إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. (شامی،
 کراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲)
 دوسرے لڑکے کے ساتھ رہتے ہوئے، آمنہ سے جو بچے پیدا ہوئے ان کا نسب شوہر
 ہی سے ثابت ہوگا۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۵/۲۵۳)

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم:
 الولد للفراش، وللعاهر الحجر. (بخاري شريف، كتاب البيوع ۱/۲۷۶، رقم: ۲۰۰۷)
 والولد لصاحب الفراش لا ينتفي عنه أبداً بدعوى غيره ولا بوجه
 من الوجوه إلا باللعان. (أو جز المسالك، كتاب الاقضية قديم ۵/۳۰۱، فيض
 الباري، كتاب البيوع، باب تفسير المتشابهات ۳/۱۸۹، بدائع الصنائع، كتاب النكاح،
 باب ثبوت النسب، زکریا ۵/۲۳۸، کراچی ۲/۳۳۱، ۶۰۷/۳، مطبع بيروت
 العالمية، كتاب الطلاق، للباب الخامس عشر في ثبوت النسب،
 زکریا ۱/۵۳۶ جدید زکریا ۱/۵۹۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
 کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۸/ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۵۹۱)
 الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۴۲۳/۲/۱۱ھ

منکوحۃ الغیر کا نکاح کرنا

سوال [۵۶۸۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
 بارے میں: کہ زید کا کہنا ہے کہ ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح ہوا، لڑکی کے والد نے نکاح کی
 اجازت دی، گواہوں کے سامنے حاضرین مجلس میں نکاح ہوا اور پہلے والے شوہر کے طلاق
 دیئے بغیر اسی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا، تو دوسرا نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟

جس شخص نے دوسرا نکاح پڑھایا اسے بھی معلوم تھا کہ لڑکی کو پہلی جگہ سے ابھی طلاق نہیں ہوئی، تو نکاح ثانی پڑھانے والے کے پیچھے نماز ہوگی؟

المستفتی: محمد حسن فتحپور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دوسرا نکاح شرعی طور پر منعقد نہیں ہوا، دوسرے

کے ساتھ رہنا اس لڑکی پر حرام ہے؛ بلکہ وہ پہلے شوہر کی بیوی ہے۔

أما نكاح منكوحه الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. (شامي،
کراچی ۱/۳۲، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲)
اگر نکاح خواں کو پوری طرح معلوم نہیں رہا ہے، تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور اگر جان بوجھ کر بالقصد نکاح پڑھایا ہے، تو اس پر توبہ کرنا لازم ہے۔

قال الله تعالى: وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ. [المائدہ: ۲] فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ ذی الحجہ ۱۴۱۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۴۵۷)

شرعی تفریق حاصل کئے بغیر منکوحہ کا دوسری جگہ نکاح

سوال [۵۶۸۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک لڑکی نفیسہ کا نکاح جمیل احمد کے ساتھ ہوا تھا بعد میں نفیسہ کی ماں نے ایک دوسرے شخص (چھوٹے) سے نکاح کرادیا، اب لڑکی نفیسہ اپنے پہلے شوہر کے پاس جانا چاہتی ہے، تو کیا شرعاً اس کا پہلا نکاح باقی ہے اور پہلے شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہے؟

المستفتی: محمد دلبر، ساہونگہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مستفتی سے زبانی معلوم ہوا کہ پہلا نکاح شریعت کے مطابق ہو کر لڑکی کئی سال تک اس شوہر کے ساتھ رہ چکی ہے اور اس سے طلاق حاصل کئے بغیر دوسرے سے نکاح ہوا ہے، ایسی صورت میں دوسرا نکاح شرعاً باطل اور فاسد ہے، دوسرے کے ساتھ رہنا لڑکی کے لئے حرام کاری ہوگی، وہ پہلے شوہر کی بیوی ہے، اس کو پہلے ہی شوہر کے ساتھ رہنا لازم ہے اور پہلے کے پاس جانے کے لئے دوبارہ نکاح وغیرہ کی بھی ضرورت نہیں۔
أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخل فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. (شامي،
کراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶، زکریا دیوبند ۴/۲۷۴، ۵/۱۹۷، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۶/۱۲/۲۷ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷ ذی الحجہ ۱۴۱۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۲۵۶۸)

منکوحة الغير کی دوسرے سے شادی اور اولاد کا حکم

سوال [۵۶۸۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوہر نے طلاق نہیں دی، بیوی نے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا، دوسرے شوہر کے پاس دس سال سے ہے اور اس دوران دوسرے شوہر سے تین بچے ہوئے، ان بچوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور اس بیوی کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد نوشاد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بشرط صحت سوال شوہر سے طلاق حاصل کئے

بغیر دوسرے مرد سے کیا ہوا نکاح شرعاً منعقد و نافذ نہیں ہوا، اب تک اس کے ساتھ رہنا حرام کاری و زنا کاری ہوئی اور اس سے پیدا شدہ بچے بھی حرام کی اولاد ہیں، با اثر لوگوں کو چاہئے کہ دونوں کے درمیان تفریق کر کر پہلے شوہر کے یہاں بھیج دیں یا پہلے شوہر سے طلاق حاصل کر لیں، اس کے بعد دوسرے سے نکاح جائز ہو سکتا ہے۔

أما نكاح منكوحه الغير لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً.

(شامی، زکریا ۴/۲۷، ۵/۱۹۷، کراچی ۳/۱۳۲، ۵۱۶، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۵/۸۲۷)

منکوحۃ الغیر سے نکاح اور اولاد کا حکم

سوال [۵۶۸۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی بیوی ایک غیر مسلم مرد کے ساتھ بھاگ کر چلی گئی، جس غیر مسلم کے ساتھ بھاگی تھی وہ مسلمان ہو گیا اور زید کی بیوی سے نکاح کر لیا؛ حالانکہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی، تو اس نو مسلم کا نکاح اس عورت سے صحیح ہوگا یا نہیں؟ اور جوڑے کے یا لڑکیاں اس نو مسلم کے نکاح کے بعد اس عورت سے پیدا ہوئیں ان سے شادی کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد الیاس، بیتا پوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نو مسلم نے جو زید کی عورت سے منکوحہ ہونے کی

حالت میں نکاح کیا ہے جائز نہیں اور نہ ہی نکاح منعقد ہوا اس صورت میں اس سے جو بچے پیدا ہوئے، ولد الزنا کہلائیں گے اور دونوں کا اس طرح زندگی گزارنا حرام کاری ہے؛ البتہ

اس حرام کاری میں بچوں کا کوئی دخل نہیں ہے؛ لہذا ان کے ساتھ شرعی طور پر نکاح کرنا جائز اور درست ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۱۱۶/۹، ۲۰۳/۷، احسن الفتاویٰ ۱۶/۵)

وأما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. (شامي، زكريا ۴/۲۷۴، ۵/۱۹۷، کراچی ۳/۱۳۲، ۱۶، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲)

ويحل لأصول الزاني وفروعه أصول المزنبي بها وفروعها. (شامي، زکریا ۴/۱۰۷، کراچی ۳/۳۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۵/۶/۱۴۲۰ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵/جمادی الثانیہ ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۶۲۲۲)

منکوحۃ الغیر کے دوسرے سے نکاح کے بعد مہر اور پیدا شدہ بچہ کا حکم

سوال [۵۶۷۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ خادم کا نکاح مسماۃ منزل جہاں سے ۴ اکتوبر ۱۹۸۳ء کو ہوا تھا، اس کے متعلق شریعت کی روشنی میں مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات کی درخواست ہے تاکہ عمل کر سکوں۔

(۱) منزل جہاں سے میرے پانچ بچے ہوشیار ہیں، بڑی لڑکی ۱۷ سال کی ہے، ۲۹ نومبر ۱۹۹۹ء کو دوسرا نکاح میرے بغیر علم میں لائے ہوئے اور طلاق لئے بغیر بیوی نے کر لیا ہے، تو اب وہ میرے نکاح میں رہے گی؟

(۲) مجھے اس کو طلاق دیدینا چاہئے یا نہیں؟

(۳) اس کے نکاح میں دس ہزار دین مہر کل مکمل بصورت مکان رجسٹری شدہ

7/3-278 اس حالت میں دینا چاہئے یا نہیں؟

(۴) اس کے نکاح کرنے سے جواب تین لڑکیاں پیدا ہوئی ہیں، وہ اس حالت میں

جائز ہیں یا ناجائز؟

المستفتی: زاہد حسین ولد حامد حسین، سنبھلی گیٹ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر زاہد حسین نے اپنی بیوی منزل جہاں کو نہ طلاق دی ہے اور نہ کسی طرح سے شرعی تفریق اختیار کر کے اپنے نکاح سے الگ کیا ہے، جیسا کہ سوال نامہ سے واضح ہے، تو منزل جہاں اپنے اصل شوہر زاہد حسین ولد حامد حسین کے نکاح میں بدستور باقی ہے، شرعی طور پر زاہد حسین ہی کی بیوی ہے؛ اس لئے منزل جہاں کا اصل شوہر کی موجودگی میں دوسرے مرد سے نکاح کرنا شرعی طور پر جائز نہیں ہے اور دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کر کے رہنا بدکاری اور زنا کاری کی زندگی ہے اور جو اولاد ہوگی وہ بدکاری اور حرامی کی اولاد ہوگی؛ لہذا منزل جہاں کے لئے اس دوسرے مرد سے بات چیت میل جول سب قطعی طور پر ناجائز اور حرام ہے، اصل شوہر زاہد حسین کے ساتھ بیوی بن کر رہنا لازم ہے، ایسے حالات میں شوہر سے مکان کا مطالبہ کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے اور نہ شوہر سے مہر کا مطالبہ کرنے کی اجازت ہے۔

وأما نكاح منكوحه الغير ومعتدته فالدخل فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. قال فعلى هذا يفرق بين فاسد وباطل في العدة؛ ولهذا يجب الحد مع العلم بالحرمة؛ لأنه زنا كما في القنية وغيرها. (شامی، کراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶، ذکر یا ۴/۲۷،

۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، ذکر یا ۴/۲۴۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۹ شوال المکرم ۱۴۲۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۷۷۳/۸۱۴۸)

منکوحۃ الغیر سے نکاح اور اس سے پیدا شدہ بچہ کا نسب

سوال [۵۶۸۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امیر جہاں کی شادی منجرا احمد سے ہوئی، تین چار ماہ اس کے پاس رہی، پھر آپس میں نزاع ہو گیا اور پہلے شوہر سے طلاق حاصل کئے بغیر دوسرے سلیم احمد سے نکاح کر لیا، سلیم احمد سے دو بچے بھی ہیں، اب منجرا احمد نے بھی طلاق دیدی ہے، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ سلیم احمد سے نکاح صحیح ہوا تھا یا نہیں اور بچوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اب دوبارہ نکاح ہو گا یا نہیں؟

المستفتی: سلیم احمد اسلام نگر بدایوں

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: امیر جہاں کا شوہر منجرا احمد سے طلاق لئے بغیر دوسرے مرد سلیم احمد سے نکاح ناجائز اور صریح زنا ہے، امیر جہاں بدستور شوہر منجرا احمد کے نکاح ہی میں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۷۷/۷)

أما نكاح منکوحۃ الغیر ومعتدته فالدخول فیہ لا یوجب العدة إن علم أنها للغیر؛ لأنه لم یقل أحد بجوازه فلم ینعقد أصلاً. (شامی، کراچی ۳/۱۳۲، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲) اور دوسرے مرد سلیم احمد سے جو بچے پیدا ہوئے ہیں، ان کا نسب شوہر منجرا احمد ہی سے ثابت ہوگا اور وہ منجرا احمد ہی کی اولاد شمار ہوگی؛ جبکہ منجرا احمد کی طرف سے اس سلسلہ میں کوئی انکار اور رد عمل نہ ہو۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۵/۴۵۳)

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: الولد للفراش وللعاهر الحجر الحديث. (بخاري شريف، كتاب البيوع، باب

والولد لصاحب الفراش لا ينتفي عنه أبداً بدعوى غيره ولا بوجه من الوجوه إلا بالعان. (أوجز المسالك قديم ۱/ ۵۳۶)

منجار احمد کے طلاق دینے کے بعد اب اگر سلیم احمد کے پاس رہنا چاہے، تو باضابطہ عدت گزارنے کے بعد شرعی طریقہ سے سلیم احمد کے ساتھ نکاح ہونا لازم ہے، نکاح کے بغیر سلیم احمد کے ساتھ رہنا زنا کاری اور حرام کاری ہوگی، جیسا کہ اب تک کی زندگی اس کے ساتھ زنا کاری میں گزری۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۶/۵/۱۴۲۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۶۴۶)

منکوحہ غیر کو اپنے پاس رکھنا

سوال [۵۶۸۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے ایک اجنبیہ خالدہ سے اس کی سسرال سے واپسی کے بعد میکے آنے پر اس سے زنا کاری کی اور اجنبیہ منکوحہ خالدہ کا شوہر خلوت صحیحہ بھی کر چکا تھا، اب پھر دوبارہ خالدہ اپنے شوہر کے گھر گئی، پھر وہاں سے اپنے میکے آئی تو اس کے حمل ظاہر ہوا، حمل ظاہر ہونے کے بعد زید نے یہ کہا کہ یہ حمل میرا ہے، اور میں اس سے شادی کروں گا؛ حالانکہ خالدہ کے شوہر نے ابھی تک خالدہ کو طلاق نہیں دی، اب خالدہ کے رشتہ داروں نے خالدہ کو زید کے گھر رکھوا دیا اور اب شوہر کے طلاق کے بعد اپنے گھر رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اور یہ حمل کس کا ہوگا زید کا یا شوہر کا؟ بینوا توجروا۔

المستفتی: محمد رستم علی، مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر کی طلاق یا شرعی تفریق اور عدت کے بغیر

نکاح باطل ہے، یوں ہی رکھ لینا زنا کاری اور غضب الہی کا سخت خطرہ ہے۔

وأما نكاح منكوحه الغير ومعتدته (إلى قوله) لأنه لم يقل أحد
بجوازه فلم ينعقد أصلاً الخ. (شامی، کراچی ۳/۱۳۲، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷۴،
۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲، کذا فی الہندیۃ ۱/۲۸۰)
حمل شرعاً شوہر ہی کا ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم:
الولد للفراش، وللعاهر الحجر. (صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب تفسير
المشبهات، النسخة الهندية ۱/۲۷۶، رقم: ۲۰۰۷، ف: ۲۰۵۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
ارزی قعدہ ۱۴۰۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۱/۲۳)

دوسرے کی بیوی کو اغوا کر کے نکاح کرنا

سوال [۵۶۸۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل
کے بارے میں: کہ زید نے ایک عورت کا اغوا کیا ہے اور اس کے ساتھ نکاح کر لیا ہے،
معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وہ عورت زید کے ساتھ اغوا ہونے سے قبل تین جگہ نکاح
کر چکی ہے اور ہر جگہ سے دوسری جگہ بھاگنے کی صورت میں سرکاری عدالت میں جا کر
کورٹ میرج کرا لی ہے۔ بہر حال اس وقت وہ زید کے نکاح میں ہے؛ جبکہ زید سے
پہلے شوہر محمد انتخاب کے نکاح میں تھی؛ جبکہ رسید بھی نکاح کی موجود ہے اور خود محمد انتخاب
بھی موجود ہے اور انتخاب سے اسی عورت کے بطن سے تین بچے بھی ہیں، برادری کی
پنچایت نے زید پر زور ڈالا کہ یہ عورت تیرے لئے حلال نہیں حرام ہے؛ لہذا اس کو چھوڑ دے،
زید نے چھوڑنے سے انکار کر دیا، پنچایت نے پھر زور ڈالا تو زید نے بھری پنچایت میں

یوں کہا کہ میں ہندو ہو جاؤں گا کافر ہو جاؤں گا، ایمان بدل دوں گا، مذہب بدل دوں گا، مگر اس کو نہیں چھوڑوں گا۔

اب اس حال میں زید کی پہلی بیوی جو ابھی تک زید کے نکاح میں تھی، اس کے نکاح میں تو کوئی نقص نہیں آیا؟ اگر نقص آیا ہے، تو پھر اس کے نکاح کی تجدید کس طرح کریں یا عدت گزارے یا حلالہ کرے، بکر کا کہنا ہے کہ زید نے کافر ہونے کو کہا ہے کافر ہوا تو نہیں؟ تو اس حال میں اس کی پہلی بیوی کے نکاح میں کیا نقص ہو سکتا ہے؟ مگر اس کے ساتھ ہی عبدالقدیر کا بیان ہے کہ اس طرح بھری پنجایت میں زید ظاہراً نہیں کہہ سکتا؛ جبکہ اسے حرام کام سے باز رہنے کو کہا ہے اور اس عورت کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں؛ اس لئے ظاہراً نہیں بلکہ باطنی طور پر ہی کہا ہے، ان سارے حالات میں زید کی بیوی کے ساتھ کیا عمل کریں؟ اور ایک بات بکر کی یہ ہے کہ زید بھی کافر اور پوری پنجایت کافر اور پنجایت والوں کا نکاح بھی منہج ہو گیا۔

المستفتی: حاجی قمر الدین، موضوع: لکڑا پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید نے انتخاب کی بیوی بھگا کر لے جا کر جو

نکاح کیا ہے، وہ شرعی طور پر نکاح نہیں ہوا، زید کے لئے اس عورت کو بیوی بنا کر رکھنا زنا کاری ہے، علاقہ کے با اثر لوگوں پر لازم ہے کہ فوراً زید سے اس عورت کو الگ کر دیں۔

وأما نكاح منكوحه الغير ومعتدته فالدخل فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً الخ. (شامی،

کراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲)

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ وہ انتخاب ہی کی بیوی ہے، علاقہ کے لوگ اس

عورت کو فوراً زید سے الگ کر کے انتخاب کے حوالہ کر دیں اور زید کا حرام کام اور زنا کاری کو اسلام و ایمان پر ترجیح دیکر کافر ہونے کو کہنا سخت خطرناک بات اور موجب کفر ہے فوراً

توبہ کر لینی چاہئے اور تجدید ایمان بھی کر لینا چاہئے اور پہلی بیوی جو جائز طور پر زید کے نکاح میں ہے اس کے ساتھ بھی تجدید نکاح کر لے۔

وما فیہ خلاف یؤمر بالاستغفار، والتوبۃ، وتجديد النکاح الخ.

(شامی، کراچی ۴/۲۴۷، زکریا ۶/۳۹۰، ۳۹۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۱/رجب المرجب ۱۴۱۵ھ

۱۴۱۵ھ/۷/۲۱

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۲۶۱۲)

منکوحہ کی اجازت کے بغیر چوری چھپے دوسرے مرد سے نکاح کر دینے کا حکم

سوال [۵۶۸۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زوجین میں اختلاف کسی قریبی واہم رشتہ دار کے گھر جانے کے بابت ہوا، جس پر اس کے شوہر نے اس کی پٹائی کی اور اس کے والدین اپنی صاحب زادی کو بطور نصیحت گھر لے آئے، چند ایام گزرے تھے کہ لڑکے والے مقدمہ کے لئے تیار ہو گئے، اس معلومات پر لڑکی والوں نے پہل کر دی، تقریباً ایک سال کے بعد بغیر لڑکی کی اجازت کے مخصوص معزز حضرات و ناک جنہوں نے پہلے نکاح میں شرکت کی تھی، ان لوگوں نے خفیہ و چوری سے رات کی تاریکی میں دوسرے گاؤں میں نکاح کر دیا، اول وثانی نکاح کا قاضی بھی ایک رہا؛ جبکہ وہ لڑکی اسی شوہر کے نکاح میں ہے، اگر صلح کر لی جائے تو لڑکی کا گذر بسر شرعاً کیسے ہوگا؟ اگر نہیں تو فسخ نکاح کی کوئی ایسی سبیل بتائیں جس سے اس کا نکاح دوسرے سے کیا جاسکے؟ وضاحت فرمائیں اور ان معزز حضرات و ناک کا فعل شرعاً کیسا ہے؟

المستفتی: محمد اسرار انصاری، قصبہ: گولا، کھیری (پونی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب تک پہلے شوہر سے باضابطہ صراحت کے

ساتھ طلاق لے کر کے عدت نہ گذر جائے، اس وقت تک لڑکی کا نکاح کسی بھی دوسرے مرد کے ساتھ صحیح نہیں ہوگا، لہذا جن لوگوں نے لڑکی کی اجازت کے بغیر دوسری جگہ نکاح کر دیا ہے وہ نکاح درست نہیں ہوا، اگر لڑکی نے اجازت دیدی ہوتی تب بھی یہ نکاح منعقد نہیں ہوتا؛ اس لئے کہ وہ بدستور پہلے شوہر کی بیوی ہے اور جن لوگوں نے لڑکی کے دوسرے نکاح میں شرکت کی ہے، وہ سب گنہگار ہوں گے، ان کو توبہ کرنا لازم ہے۔

أما نكاح منكوحه الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. (شامی، زکریا ۴/۲۷۴، ۵/۱۹۷، کراچی ۳/۱۳۲، ۵۱۶، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲) لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره، وكذلك المعتدة. (فتاویٰ عالمگیری، زکریا ۱/۲۸۰ جدید زکریا ۱/۳۴۶)

اور اگر سوال نامہ کا مطلب یہ ہے کہ لڑکے نے دوسری جگہ خفیہ طور پر دوسری لڑکی سے نکاح کیا ہے، جس میں پہلے نکاح میں شرکت کرنے والوں نے شرکت کی ہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے؛ کیونکہ مرد کے لئے پہلی بیوی کے نکاح میں موجود ہوتے ہوئے دوسرا نکاح کرنا جائز اور درست ہے۔

فَأَنْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ. [النساء: ۳]
فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۴/۲/۱۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۴۰۹۶۸)

شادی شدہ عورت کا نامحرم مرد کے ساتھ بھاگ جانا

سوال [۵۶۹۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک شادی شدہ عورت اپنے شوہر اور بچوں کو چھوڑ کر ایک غیر مرد نامحرم کے ساتھ غیر شرعی طور پر چلی گئی، چند یوم اس نامحرم کے ساتھ گزارنے کے بعد واپس اپنے شوہر اور بچے میں آ کر بقیہ زندگی گزارنا چاہتی ہے، محلہ کے لوگوں کے اصرار پر اگر اس کا شوہر گھر میں دوبارہ رکھنے پر راضی ہو جائے تو دین کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: منجانب: اہل محلہ باڑہ شاہ صفا، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شادی شدہ عورت غیر مرد کے ساتھ کیوں بھاگ گئی، اگر اس غیر مرد کے ساتھ عورت کے تعلق پیدا ہونے میں شوہر کی طرف سے ڈھیل اور کمزوری کا دخل ہے، تو عورت کی بدکاری کے گناہ میں شوہر بھی شامل ہوگا اور ایسے شوہر کو شریعت نے دیوث کہا ہے، جو اپنی بیوی کے پاس غیر مرد کو آنے جانے کا موقع دیتا ہو، عورت تو گناہ عظیم کی مرتکب ہو رہی گئی، اس گناہ سے توبہ کرنا عورت پر لازم ہے اور ایسی صورت میں شوہر پر بھی توبہ کرنا لازم اور واجب ہے؛ اس لئے کہ اسی نے بیوی کو یہ موقع دیا ہے۔ حدیث شریف میں ایسے شوہر کے لئے سخت وعید آئی ہے۔

حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے:

عن عمار بن یاسرؓ، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ثلاثة لا يدخلون الجنة أبداً. الديوث من الرجال، والرجلة من النساء، ومدمن الخمر، فقالوا يا رسول الله! أما مدمن الخمر فقد عرفناه، فما الديوث من الرجال؟ قال الذي لا يبالي من دخل على أهله. (شعب الإيمان)

للبهقي، دار الكتب العلمية بيروت ۷/ ۴۱۲، رقم: ۱۰۸۰۰

اب رہی یہ بات کہ شوہر کے لئے اس بیوی کو دوبارہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ تو شرعاً شوہر اس بیوی کو اپنے پاس بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے اور آئندہ بیوی کے اوپر کڑی نگاہ رکھنا شوہر کی ذمہ داری ہے اور شوہر کی طرف سے سخت پابندی کے باوجود اگر بیوی غیر مرد کے ساتھ ملوث

ہو جاتی ہے، تو شوہر گنہگار نہ ہوگا اور سارا گناہ بیوی کے سر ہوگا؛ لیکن اس کے باوجود بیوی شوہر کے نکاح سے باہر نہیں ہوگی اور نہ ہی بیوی شوہر پر حرام ہوگی؛ بلکہ نکاح بدستور باقی رہے گا۔

لو زنت امرأة رجل لم تحرم عليه، و جازله و طؤها عقب الزنا الخ.

(شامی، کراچی ۳/۳۴، نعمانیہ ۲/۲۸۱، زکریا ۴/۱۰۹)

والمزني به لا تحرم على زوجها. (شامی، کراچی ۳/۵۰،

زکریا ۴/۱۴۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۵/ربیع الاول ۱۴۲۳ھ

۱۴۲۳/۳/۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۶۴/۷۵۴)

دوسرے کی بیوی کو بھگا کر اس سے نکاح

سوال [۵۶۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میری لڑکی کا نکاح ۱۴ مئی کو دلشاد احمد کے ساتھ ہوا، اور ۱۴ جولائی کو لڑکی کا بنایا ہوا ماما اسے بھگا کر ممبئی لے جا کر اس سے کورٹ میرج کر لیا، لڑکی ایک مہینہ تک اس کے پاس بیوی بن کر رہی لڑکی کو ای میل کے ذریعہ اس کے والد کی طبیعت خراب ہونے کی اطلاع ملی، تو وہ موقع پا کر وہاں سے آگئی اور اس وقت لڑکی اپنے ماں باپ کے پاس ہی ہے، برادری کے کچھ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ اس لڑکی کے ہاتھ کا پانی بھی حرام ہے اور لڑکی جس گھر میں رہ رہی ہے، اس گھر کا کھانا پینا حرام ہے، ان کی یہ بات کہاں تک درست ہے؟ شرعاً یہ کس کی بیوی ہے پہلے شوہر کی یا بعد والے کس کی کے پاس رہنا چاہئے؟

المستفتی: ابرار احمد، کردلہ، زاہدنگر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: برادری کے لوگوں کا یہ کہنا کہ اس لڑکی کے ہاتھ کا

پانی بھی حرام ہے درست نہیں، مسئلہ صورت میں لڑکی پہلے ہی شوہر کی بیوی ہے اور اسے پہلے ہی شوہر کے پاس رہنا ہوگا، دوسرے شوہر سے نکاح ہی منعقد نہیں ہوا؛ اس لئے کہ منکوحۃ الغیر سے نکاح حرام ہے اور دوسرے شوہر کے ساتھ میاں بیوی کی طرح رہنا حرام کاری اور زنا کاری ہوئی، عذاب الہی کا سخت خطرہ ہے۔

أما نكاح منكوحۃ الغیر -إلى قوله- لم يقل أحد بجوازہ فلم یعتقد أصلاً. (شامی، کراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲)

أسباب التحريم أنواع.....وتعلق حق الغیر بنكاح. (شامی، کراچی ۳/۲۸، زکریا ۴/۹۹، ۱۰۰)

لايجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره، وكذلك المعتدة. (ہندیہ، زکریا ۱/۲۸۰ جدید زکریا ۱/۳۶۱ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۱/۱۱/۱۴۳۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۹/ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۲۹۱/۴۰)

لڑکی کے گھر والوں کا لڑکے کو طلاق پر مجبور کرنا، نیز دوسری جگہ شادی کرنا

سوال [۵۶۹۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ لڑکا اور لڑکی دونوں میں راضی خوشی سے نکاح ہوا اور ان کے ساتھ ساتھ عدالت کے مطابق کورٹ میرج بھی ہوا اور لڑکے کے پاس ڈیڑھ سال زندگی بھی گزاری، ان سے اولاد بھی ہوئی؛ لیکن اولاد موجود نہ رہی وہ انتقال کر گئی۔

اب لڑکی کے والدین اور اس کے ایک بہنوئی وغیرہ لڑکے کے اوپر دباؤ ڈالتے ہیں کہ آپ لڑکی کو طلاق دیدیں نہیں تو ہم اس کی شادی دوسری جگہ کر دیں گے اور لڑکا طلاق دینا نہیں چاہتا ہے، اس وقت لڑکی اپنے والدین کے پاس ہے، ان لوگوں نے یعنی

والدین اور بہنوئی نے لڑکی کو مجبور کر رکھا ہے اور لڑکی مجبور ہے کچھ کہہ نہیں پاتی ہے۔ اب ہم اگر طلاق نہ دیں تو لڑکی کی شادی والدین اور بہنوئی جگہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ لیکن لڑکی کے والدین اور بہنوئی کا کہنا ہے کہ لڑکی اسی شرط پر جائے گی کہ لڑکی کے نام سے ایک مکان کریں یا پھر دو ڈیڑھ لاکھ روپیہ اس کے نام سے جمع کریں۔ اور ہم اس کے قائل نہیں ہیں اور نہ ہم اتنی حیثیت رکھتے ہیں۔

المستفتی: سجاد حسین، پیرزادہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب لڑکا لڑکی کو طلاق دینا نہیں چاہتا ہے، تو ایسے حالات میں نہ بہنوئی کو حق ہے اور نہ ہی لڑکی والے کو حق ہے کہ لڑکے کو طلاق دینے پر مجبور کریں اور وہ بدستور اسی شوہر کی بیوی ہے، دوسری جگہ نکاح کر دینے سے اس کا نکاح صحیح نہیں ہوگا، زندگی بھر زنا کاری ہوتی رہے گی۔

نیز یہ شرط لگانے کا بھی حق نہیں ہے کہ لڑکی کے نام مکان یا ڈیڑھ دو لاکھ روپیہ کر دیں، یہ ناجائز شرط ہے بلا کسی شرط کے شوہر کے پاس جا کر حقوق ادا کرنا لازم ہے۔ (مستفاد: امداد الاحکام ۳/۲۵۸، فتاویٰ دارالعلوم ۷/۴۶۶)

لايجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره، وكذلك المعتدة، كذا في السراج الوهاج سواء كانت المعتدة عن طلاق، أو وفاة. (عالمگیری، زکریا ۱/۲۸۰ جدید زکریا ۱/۴۶۶)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا لا تظموا إلا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (شعب الإيمان، للبيهقي، دار الكتب العلمية بيروت ۳۸۷/۴ رقم: ۵۴۹۲) فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۳/۴/۵ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۵/ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۵۸۴)

منکوحہ کو فروخت کرنا

سوال [۵۶۹۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک عورت بیرون ملک سے بذریعہ نکاح لائی گئی، کچھ عرصہ گزارنے کے بعد اس کا شوہر اس کو کسی دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے اور طلاق بھی دیدیتا ہے، عورت اپنی عدت کس طرح پوری کرے؛ جبکہ اس کا کوئی بھی وارث ماں باپ، بھائی وغیرہ نہ یہاں پر ہے اور نہ بیرون ملک میں کرنا چاہتا ہے اس کا نکاح اس کے ساتھ بغیر عدت پوری کئے ہو سکتا ہے یا نہیں عدت اس کی کون پوری کرائے پہلا شوہر یا ثانی؟

(۲) خریدار کا اس سے نکاح پڑھانا جائز ہے یا ناجائز؟

(۳) اس طرح اس کا نکاح پڑھانا جائز ہے یا ناجائز؟

(۴) اگر کسی نے بغیر معلومات نکاح پڑھا دیا، تو نکاح جائز ہوگا یا ناجائز؟ کیونکہ

نکاح پڑھانے والے کو تفصیل نہیں بتائی گئی پڑھانے والا گنہگار ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: رشید احمد، پاکپڑہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس عورت کو نکاح کر کے لایا گیا ہے، اس کو فروخت کرنا اور فروختگی کا پیسہ حاصل کرنا ناجائز اور حرام ہے؛ البتہ نکاح کے لئے مہر قرار دیا جاسکتا ہے، جو عورت کا حق ہوگا اور اب جبکہ شوہر اول نے طلاق دیدی ہے، تو عدت اسی کے گھر میں گزارنا لازم ہوگا اور جب عدت پوری ہو جائے گی تب دوسرا آدمی اس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے، اس کے بغیر نہیں اور عدت کے دوران کا خرچہ بھی شوہر اول پر لازم ہے۔

وتعتدان أي معتدة طلاق وموت في بيت وجبت فيه الخ. (درمختار،

كتاب الطلاق، باب العدة، فصل في الحد، کراچی ۳/ ۵۳۶، زکریا ۵/ ۲۲۵)

وإذا طلق الرجل امرأته فلها النفقه، والسكنى في عدتها الخ. (هدایہ، اشرفی بکڈپو ۴۳/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲۲۸/۲۹)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۸/۴/۱۴۱۲ھ

رجعت کردہ بیوی کا دوسری جگہ نکاح

سوال [۵۶۹۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی اور پھر اس کے بعد وہ میرے پاس رہتی رہی اور اب بھی مجھ سے ملتی رہتی ہے، ایسے حالات میں اس کے ماں اور باپ لڑکی سے کہتے ہیں کہ دوسری شادی کر دیں گے، ایسی حالت میں گناہ کس کے اوپر ہوگا اور لڑکی کا نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: غفر اللہ، لال مسجد، باڑہ شاہ صفا، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مسئلہ میں زید نے ایک طلاق رجعی دے کر رجعت کر لی ہے؛ اس لئے مطلقہ رجعیہ اس کی بیوی ہوگئی ہے، اب اگر لڑکی کے والدین دوسرے سے اس لڑکی کا نکاح کرنا چاہتے ہیں، تو فعل حرام کے مرتکب ہوں گے؛ کیونکہ غیر کی منکوحہ سے نکاح کرنا حرام ہے اور اگر نکاح کر بھی دیا، تو نکاح جائز نہ ہوگا؛ بلکہ باطل و حرام ہوگا اور اس کا گناہ لڑکی کے والدین پر ہوگا اور وہ فاسق شمار ہوں گے اور جو اس لڑکی سے نکاح کرے گا وہ زانی سمجھا جائے گا اور نکاح پڑھانے والا بھی سخت گنہگار ہوگا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آیت تحریم حرمت علیکم کے ذیل میں فرمایا:

”وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ“ [النساء: ۲۴]

یعنی تمہارے لئے دوسروں کی بیوی سے نکاح کرنا حرام ہے۔

كذا في الشامي: أما نكاح منكوحه الغير ومعتدته فالدخل فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً.
 (شامی، زکریا ۴/۲۷، ۵/۹۷، کراچی ۳/۱۳۲، ۵۱۶، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴،
 زکریا ۴/۲۴۲، بدائع الصنائع، زکریا ۲/۵۴۸، کراچی ۲/۲۶۸، دار الکتب العلمیہ بیروت ۵۱،
 مبسوط، دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۰/۲۸۹، ہندیہ، زکریا ۱/۲۸۰، جدید زکریا ۱/۶/۳۴) فقط
 واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۴۲۰/۵/۱۶

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱۶ جمادی الثانیہ ۱۴۲۰ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۱۵۸)

غیر کی منکوحہ سے نکاح اور اس کی سزا

سوال [۵۶۹۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص عمر رسیدہ شادی شدہ، جس کی بیوی موجود ہو منکوحہ سے اپنی طلاق دیئے بغیر ترک تعلق کرے اور ایک عورت عمر رسیدہ شادی شدہ کثیر العیال کہ شوہر جس کا موجود ہو؛ لیکن شوہر سے بدخوئی سے پیش آتی ہو اور حقوق زوجیت ادا نہ کرے مذکورہ دونوں آپس میں تعلقات میاں بیوی کے قائم کر لیں اور سال دو سال پوشیدہ طور سے بصورت مذکورہ گذار دیں، پھر جب واقعہ کی تشہیر ہو تو کہیں کہ ہم نے تو نکاح کر لیا ہے، کیا ایسی صورت میں ان کا نکاح بقول ان کے درست مانا جاسکتا ہے؟ اگر مذکورہ بالا صورت میں ان کا نکاح درست نہیں ہے تو شرعی طور سے ان کے تعلقات کی کیا نوعیت ہے؟ وہ کتنے خطا وار ہیں اور اسلامی قانون کے مطابق ان کی کیا سزا ہے؟

(۲) بعد تشہیر واقعہ کوئی شوہر سے عورت کے کہے کہ وہ طلاق دیدے کہ فعل بد ہو رہا ہے

یا شوہر خود ہی اس طرح سوچے تو کیا شوہر کے طلاق دینے سے ان کے تعلقات اور بقول ان کے ان کا نکاح درست مان لیا جائیگا اور ان کا فعل بد نہ رہے گا۔

(۳) شوہر کے طلاق دینے کے بعد عورت عدت نہ کرے اور مذکورہ شخص سے برابر ملتی رہے یعنی تعلقات حسب سابق قائم رکھے، ایسی صورت میں حکم شرعی کیا ہے؟

(۴) شوہر کے طلاق کے بعد دونوں حسب سابق ملتے رہے، عورت نے عدت نہیں کی کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد وہ دونوں یہ سوچیں کہ ہم اب پھر نکاح کر لیں، کیا ایسی صورت میں ان کا نکاح ہو جائے گا؟

(۵) طلاق کے بعد فوراً عورت نے عدت نہیں کی شخص مذکورہ کے سامنے آگئی اس سے بات کر لی، اب کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد وہ عورت عدت میں بیٹھ جائے اور عدت پوری کرے، پھر وہ دونوں نکاح کریں، کیا ایسی صورت میں ان کا نکاح ہو جائے گا؛ جبکہ طلاق سے پہلے اور طلاق کے بعد مذکورہ دونوں کا تعلق میاں بیوی جیسا رہا ہے؟

المستفتی: وہاج العابدین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) ایسی صورت میں ان کا نکاح صحیح نہیں ہوا، دونوں کا آپس میں ساتھ رہنا زنا کاری اور حرام کاری رہی ہے، عذاب الہی کا سخت خطرہ ہے، اگر اسلامی قانون کے مطابق حکومت رہتی تو دونوں کو پتھر مار مار کر جان سے ختم کر دیا جاتا۔

وأما نكاح منكوحه الغير ومعتدته فالدخل فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً الخ. (شامی،

کراچی ۱/۳۲، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷، ۵/۱۹۷، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲)

(۲) فعل بد جو ہوا ہے وہ فعل بد ہی رہے گا؛ البتہ شوہر کے طلاق دینے کے بعد تین ماہواری تک عدت گزارنا لازم ہے اور عدت ختم ہو جانے کے بعد ہی غیر مرد سے نکاح صحیح ہو سکتا ہے، اس سے پہلے نہیں جیسا کہ مذکورہ عبارت سے واضح ہو چکا ہے۔

(۳) عدت مکمل ہونے سے قبل ان کے تعلقات زنا کاری ہیں۔

(۴) اگر طلاق کے بعد تین ماہواری گزر گئی ہیں، تو اب جو نکاح کریگا وہ جائز ہو جائے گا؛ لیکن اگر تین ماہواری سے قبل یہ حرکت ہوتی ہے، تو نکاح جائز نہ ہوگا۔

(۵) جب عدت کی مدت پوری ہو جائے گی، تو اس کے بعد نکاح شرعی طور پر صحیح

ہو جائیگا۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۹۹۳)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴/

شرعی تفریق حاصل کئے بغیر دوسرے سے نکاح کرنے والی سے متعلق چند سوالات

سوال [۵۶۹۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: ابراہیم کا نکاح زینب کے ساتھ ہوا تھا؛ لیکن اتفاق سے ابراہیم اپنے والد کے ساتھ کہیں گئے ہوئے تھے، چند غنڈے ابراہیم کی بیوی زینب کو اغوا کر کے لے گئے اور زنا بالجبر کیا اور پھر ہائی کورٹ میں لے جا کر زبردستی اس مجبور لڑکی سے نکاح کر لیا اور لڑکی سے یہ بیان دلوا یا کہ ”میں اپنی مرضی سے آئی ہوں اور بنیامین کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں“ پھر ہائی کورٹ نے نکاح کا فیصلہ صادر کر دیا اور اب بنیامین میری بہو کو رکھے ہوئے ہے، ہائی کورٹ میں ہم نے فریاد بھی کی اور تمام ثبوت نکاح نامہ اور شادی کے فوٹو وغیرہ دکھایا؛ لیکن کوئی سنوائی نہیں، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ:

(۱) کیا ہائی کورٹ کا فیصلہ شرعی قانون کے اعتبار سے ٹھیک ہے؟

(۲) کیا اس فیصلہ سے مسلم پرسنل لاء کے اوپر ایک نہیں ہے؟

(۳) کیا ہائی کورٹ کے اس فیصلہ سے لڑکی زینب خاتون ابراہیم کے نکاح سے خارج

ہو کر بنیامین کے نکاح میں داخل ہوگئی؛ جبکہ ابھی تک ابراہیم نے زینب کو طلاق نہیں دی ہے؟

(۴) زانی اور اس کی مدد کرنے والوں کے لئے اسلام کا کیا حکم ہے؟
 (۵) کیا یہ لوگ بلا فیصلہ پوری برادری کے ساتھ رہنے کے لائق ہیں یا ان سے قطع
 تعلق کیا جائے؟

(۶) میری بہو زینب خاتون کے لئے اسلام کا کیا حکم ہے؛ جبکہ بنیامین پہلے سے
 شادی شدہ اور ایک بچہ کا باپ ہے؟ شریعت کے حکم کے مطابق فیصلہ صادر فرمائیں۔
 المستفتی: محمد علی ہما چل پردیش

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر ابراہیم نے طلاق نہیں دی ہے اور اس کی
 بیوی زینب کو کوئی اغوا کر کے لے گیا ہے یا زینب نے اپنی مرضی سے جا کر بنیامین سے بذریعہ
 ہائی کورٹ نکاح کر لیا ہے، تو شرعی طور پر وہ نکاح باطل اور ناجائز ہے اور ہائی کورٹ نے جو
 نکاح کر دیا ہے، وہ اسلامی شریعت کے ساتھ مذاق ہے اور شریعت اسلامی کے قانون کے
 مطابق اب بھی زینب بدستور ابراہیم کی بیوی ہے اور بنیامین کے ساتھ رہنا زنا کاری ہوگی،
 اس کو فوراً اپنے شوہر ابراہیم کے پاس آ جانا چاہئے۔

وأما نكاح منكوحه الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة
 إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. (شامي،

کراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶، زکریا ۲۷۴/۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۱۴۴/۴، زکریا ۲۴۲/۴)

(۲) یہ مسئلہ مسلم پرسنل لاء سے متعلق ہے اور عدالت ہائی کورٹ کا مذکورہ فیصلہ مسلم
 پرسنل لاء کے خلاف ہے؛ اس لئے یہ فیصلہ واپس لینا ضروری ہے۔

(۳) شریعت اسلامی کے خلاف ہائی کورٹ کے اس فیصلہ کی وجہ سے ابراہیم کی بیوی
 زینب ابراہیم کے نکاح سے الگ نہیں ہوئی؛ بلکہ بدستور ابراہیم کے نکاح میں باقی ہے۔

(مستفاد: ایضاح النوادر ۱۵۲/۲)

(۴) زانی اور اس کی مدد کرنے والوں کو اپنے فعل شنیع سے توبہ کر لینا لازم ہے۔

عن ابن مسعودؓ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (سنن ابن ماجه، باب ذكر التوبه، النسخة الهندية ۳/۳۱، دارالسلام رقم: ۴۲۵۰، المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث العربي ۱۰/۱۵۰، رقم: ۱۰۲۸۱، مشكوة شريف ۱/۲۰۶)

(۵) اگر یہ لوگ توبہ کر لیتے ہیں، تو ان سے قطع تعلق کی ضرورت نہیں اور نہ ہی ان کے عیب کو بار بار ذکر کرنا جائز ہوگا۔

(۶) زینب خاتون کے لئے اسلام کا حکم یہی ہے کہ فوراً توبہ کر کے اپنے شوہر ابراہیم کے پاس آ کر حقوق زوجیت ادا کیا کرے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فأما حقكم على نساءكم، فلا يؤطبن فرشكم من تكرهون ولا يأذن في بيوتكم لمن تكرهون الحديث (ترمذي شريف مع العرف الشذي، النسخة الهندية ۱/۲۲۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتاب: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف رجسٹر خاص)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۲/۹/۱ھ

شوہر کے طلاق دیئے بغیر دوسرے کے ساتھ کورٹ میرج

سوال [۵۶۹۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیوی لڑکرکئی بار چلی گئی، اب پھر آگئی ہے میں نے اس کو طلاق نہیں دی ہے؛ لیکن اس کی ماں نے کسی کے ساتھ کورٹ میرج کرا دی تھی؛ لہذا وہ اب چار سال میں لوٹ کر آئی ہے، اب میں اس کو رکھ سکتا ہوں یا نہیں؟

المستفتی: عبدالغفور، جامع مسجد مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر نے جب طلاق نہیں دی، تو محض عورت

کے لڑ جھگڑ کر بھاگ جانے اور کسی دوسرے مرد سے کورٹ میرج کر لینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے؛ لہذا وہ عورت ہر حال میں اپنے سابق شوہر کے نکاح میں ہی رہے گی اور صورت مسئولہ میں چونکہ سابق شوہر اس عورت کو رکھنا چاہتا ہے؛ لہذا بغیر نکاح کے رکھ سکتا ہے، نکاح ثانی کی ضرورت نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۷/۷۶۷)

وأما نكاح منكوحه الغير ومعتدته..... لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. (البحر الرائق، كوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲، شامی، زکریا ۴/۲۷۴، ۵/۱۹۷، کراچی ۳/۱۳۲، ۵۱۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳ جمادی الثانیہ ۱۴۱۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۹۹)

شوہر سے طلاق لئے بغیر دوسرے سے نکاح

سوال [۵۶۹۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا نکاح جمیل احمد ولد نئے خان، ساکن: محلہ خالصہ مراد آباد ۱۹۶۵ء میں ہوا تھا، آپسی تنازع کی وجہ سے ان کو چھوڑ کر چلی گئی اور بغیر ان سے طلاق لئے ان کی زندگی میں ظہیر احمد ولد کامل حسین کے ساتھ حق زوجیت ادا کرتی رہی، تقریباً دو سال ہوئے مجھے یہ معلوم ہوا کہ نکاح قطعی ناجائز ہے، جب ہی سے میں نے ظہیر احمد سے علیحدگی اختیار کر لی، میرے پہلے شوہر جمیل احمد کے بھائی کا بھی انتقال ہو گیا، اس کو بھی پانچ چھ سال ہو چکے ہیں۔ براہ کرم اس سلسلے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ جب سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ نکاح ناجائز ہے، اس دن سے توبہ تلا کر رہی ہوں، اب میں کسی دیگر شخص سے نکاح کرنا چاہتی ہوں ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے جاننا چاہتی ہوں۔

المستفتیہ: زہرا بیگم، موضع: کندر کی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جمیل احمد سے طلاق لئے بغیر کسی کے ساتھ جو

نکاح کیا گیا ہے وہ شرعاً باطل ہے، اس کے ساتھ رہنا حرام کاری ہے۔

نکاح منکوحۃ الغیر و معتدته فالدخول فیہ لا یوجب العدة إن علم

أنها للغیر لأنه لم یقل أحد بجوازه فلم ینعقد أصلاً الخ. (شامی، کراچی ۱۳۲/۳،

۵۱۶/۳، زکریا ۲۷۴/۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۱۴۴/۴، زکریا ۲۴۲/۴)

اور اب جب جمیل احمد اصل شوہر کا انتقال ہو چکا ہے اور انتقال کے چھ سال ہو چکے

ہیں، تو عدت بھی گزر چکی ہے؛ اس لئے اب کسی کے ساتھ بھی نکاح کرنا شرعی طور پر جائز

ہو جائے گا۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۲۸۰)

شوہر اول سے شرعی تفریق کے بغیر دوسرے سے نکاح

سوال [۵۶۹۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک لڑکی کی شادی تیرہ برس پہلے ہوئی تھی اور دو برس کے بعد اس کے شوہر نے اس کو میکہ پہونچا دیا، اس واقعہ کو تقریباً نو برس گزر چکے ہیں اور اس کا شوہر اس لڑکی کو نہ تو رخصتی کرا کر لے جاتا ہے اور نہ ہی طلاق دیتا ہے۔

اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ اس لڑکی کے والدین اس کی شادی سابق شوہر سے

طلاق لئے بغیر دوسری جگہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور دوسری جگہ شادی کرنے کی کیا صورت ہوگی؟ جواب سے نواز کر شکریہ کا موقع دیں۔

المستفتی: حافظ عبد اللہ، چڑیا ٹھیر، کندرکی، مراد آباد (پوٹی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر سے طلاق یا شرعی تفریق حاصل کئے بغیر دوسری جگہ نکاح کرنا ہرگز جائز نہیں ہوگا۔

أما نكاح منكوحه الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً الخ. (شامی، کراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶/۳، زکریا ۲۷۴/۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۱۴۴/۴، زکریا ۲۴۲/۴) البتہ اتنا کر سکتی ہے کہ کسی شرعی محکمہ یا پنچایت میں اپنا مقدمہ دائر کر دے اور پنچایت ’الحلیۃ الناجزۃ‘ میں درج شدہ اصول کے مطابق فیصلہ کر دے گی فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کاتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۵/ذی قعدہ ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۴۷۶/۲۵)

شوہر اول سے طلاق لئے بغیر دوسرے کے پاس رہنا

سوال [۵۷۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک عورت اپنے شوہر سے بلا طلاق لئے ہوئے دوسرے شوہر کے پاس رہتی ہے، اس شوہر سے اس کے بچے بھی ہیں، اب وہ آدمی ان بچوں کا رسم عقیقہ کرنا چاہتا ہے اور برادری کو کھانا بھی دینا چاہتا ہے، مہربانی فرما کر بتائیں کہ کھانا کھانا چاہئے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کو کس طریقہ سے صحیح کیا جائے؛ کیونکہ عورت کو اپنے پہلے شوہر سے باسانی طلاق بھی مل سکتی ہے۔

المستفتی: عبدالغفار قریشی، منجانب: کمیٹی برادران قریش، گڑھی سلیم پور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دوسرے شوہر کے ساتھ شوہر اول سے

طلاق لئے بغیر نکاح کیا ہے، وہ شرعاً فاسد ہے بشرطیکہ شوہر ثانی کو شوہر اول کا طلاق نہ دینا معلوم نہ ہو اور اگر معلوم تھا تو نکاح ثانی شرعاً بالکل باطل ہے، ساتھ رہنا زنا ہے، اس کے بچوں کے عقیقہ میں علم رہتے ہوئے شرکت کرنا ناجائز ہوگا۔ سب لوگوں پر ضروری ہے کہ ایسے شخص سے بایکٹ کر لیں۔

أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً الخ. (شامی، کراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۱۴۴/۴، زکریا ۴/۲۴۲)

قوله تعالى: وَلَا تَرْكُنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ. [هود: ۱۱۳]
(فتاویٰ إحياء العلوم ۸۶/۷۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳/ ذی قعدہ ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۴۷۳/۲۵)

شوہر اول سے طلاق کے بغیر دوسرے سے نکاح

سوال [۵۷۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہماری بہن کے اس کو شوہر نے مار پیٹ کر نکال دیا ہے، بغیر طلاق دیئے اور اس نے دوسری شادی بھی کر لی ہے، ۵ سال ہو گئے ہیں گھر سے نکالے ہوئے، اس عرصہ میں اس نے اپنی بیوی کا کوئی خرچہ نہیں اٹھایا۔ اب ہم اپنی بہن کا دوسرا نکاح کرانا چاہتے ہیں، کیا میری بہن اب بھی سکندر کے نکاح میں ہے یا نہیں؟ اگر سکندر طلاق دیدے تو کیا عدت لازم ہے؟ حدیث اس بارے میں کیا کہتی ہے، دوسرا نکاح کس شکل میں کریں؟

المستفتی: اختر حسین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر سکندر آپ کی بہن کو طلاق دیدے تو عدت گزار کے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہیلیک طلاق یا شرعی تقریق کے بغیر دوسری جگہ نکاح صحیح نہیں ہوگا؛ کیونکہ آپ کی بہن ابھی شرعی طور پر سکندر کی بیوی ہے۔

أما نكاح منكوحه الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً الخ.
(شامی، کراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۰/۱۲/۲۷ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۲۰۶۶)

موجودہ شوہر سے خلاصی حاصل کئے بغیر دوسرے سے نکاح

سوال [۵۷۰۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی جو کسی کے نکاح میں ہے؛ لیکن عرصہ تقریباً تین سال سے شوہر سے علیحدہ ہے اور شوہر کے ساتھ نہیں جانا چاہتی ہے اور دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے؛ جبکہ شوہر طلاق دینے پر راضی نہیں ہے، ایک دوسرا لڑکا اس سے نکاح کرنے کے لئے آرزو مند ہے تو کیا حکم ہے؟

المستفتی: احمد جان

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: یہ لڑکی بدستور شوہر کے نکاح میں ہے، اگرچہ سالہا سال تک شوہر سے الگ رہتی ہو، کسی دوسرے کے لئے اس وقت تک نکاح جائز نہیں جب تک موجودہ شوہر سے طلاق حاصل نہ کرے۔

وأما نكاح منكوحة الغير ومعتلته (إلى قوله) إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. (شامي، كراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶/۳، زکریا ۲۷۴/۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۱۴۴/۴، زکریا ۲۴۲/۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۶ ذی قعدہ ۱۴۲۰ھ

۱۱/۱۱/۱۴۲۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۸۱/۶)

بغیر طلاق دوسری جگہ نکاح

سوال [۵۷۰۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بھانجی جس کا نام شہناز جہاں ہے، میں نے اس کی شادی ۱۹۹۵ء میں کی تھی، اس کا شوہر شمیم اختر ۱۹۹۶ء میں چھوڑ کر پاکستان چلا گیا ہے اور آج تک واپس نہیں آیا ہے، اس نے وہاں اپنی شادی بھی کر لی ہے اور یہ لڑکی قریب دس سال سے میرے پاس رہ رہی ہے، میں چاہتی ہوں کہ اس کی شادی دوسری جگہ کر دوں، آپ بتائیں شادی کس طرح کروں اس کے شوہر نے طلاق نہیں دی ہے کیا بغیر طلاق اس کی شادی ہو سکتی ہے؟

المستفتیہ: رئیسہ بیگم، جامع مسجد، وارثی نگر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب تک شہناز جہاں کے شوہر سے طلاق یا شرعی تفریق نہ ہو، اس وقت تک شہناز جہاں کا دوسرا نکاح جائز نہیں ہوگا، چاہے دونوں کے درمیان علیحدگی کا زمانہ کتنا ہی لمبا ہو جائے کوئی فرق نہیں پڑے گا؛ لہذا کسی بھی طریقہ سے شہناز جہاں اپنے شوہر سے تفریق شرعی حاصل کر لے تب ہی دوسرا نکاح ہو سکتا ہے۔

وأما نكاح منكوحة الغير ومعتلته فالمدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً.

(شامی، کراچی ۳/۱۳۲، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق،

کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۷ھ

۱۶/۵/۱۴۲۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۹۰۰۶)

بغیر طلاق و شرعی تفریق کے نکاح ثانی

سوال [۵۷۰۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ آج سے ۲۵ سال قبل میں نے دارالعلوم سے ایک فتویٰ لیا تھا، جس میں اپنی لڑکی کے طلاق لینے کی بابت سوال درج تھا اور جواب یہ تھا کہ شرعی کمیٹی سے طلاق لے کر پھر کسی جگہ نکاح کر دو، اس وقت مجھے کوئی شرعی کمیٹی نہیں ملی، تو میں نے خود طلاق قرار دے کر لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا تھا۔ اب اس کی اولاد میں چار لڑکے تین لڑکیاں ہیں، محلہ اور برادری کے لوگ کہتے ہیں کہ ان اولادوں کا نکاح کسی سے جائز نہیں؛ لہذا بتایا جائے کہ شرعاً ان کے نکاح کر دینے کا کیا حکم ہے؟ محلہ اور برادری کا شوہر کے یہاں کھانا اور پینا درست ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ اور عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: امیر حسن، ساکن: مقصود پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہراول کی طلاق یا شرعی تفریق کے بغیر جو نکاح کیا گیا ہے، وہ شرعاً صحیح نہیں ہے۔

كما في الشامي: وأما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد

أَصْلًا الْخ. (شامی، کراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲)

لہذا جب تک پہلے شوہر سے طلاق یا شرعی تفریق حاصل نہ ہو جائے موجودہ شوہر سے شرعی نکاح نہ کرے، محلہ اور برادری کے لوگوں کو مقاطعہ رکھنے کی گنجائش ہے۔

قال الله تعالى: وَلَا تَرْكُنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ .

[سورة الهود: ۱۱۳]

اس عورت کی اولاد کا نکاح کسی بھی برادری میں اولیاء اور بالغ لڑکے کی رضامندی سے اور بالغ لڑکی کی رضامندی سے درست ہو جائے۔

وَأِنَّمَا الْخِلَافُ بَيْنَ أَبِي حَنِيفَةَ وَصَاحِبِيهِ فِيمَا إِذَا زَوْجَهَا مِنْ رَجُلٍ (إِلَى قَوْلِهِ) فَعِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ يَجُوزُ . (ہندیہ، زکریا ۱/۲۹۱، جدید زکریا ۱/۳۵۰)

لہذا جب نکاح صحیح ہے تو محلہ اور برادری والوں کو اس لڑکے اور لڑکی کے نکاح میں شرکت کرنے میں کوئی احتراز نہیں کرنا چاہیے؛ بلکہ گنہگار ماں باپ ہیں ماں باپ کے معاملہ میں شرعی نکاح تک مقاطعہ جاری رکھا جاسکتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴ اشوال المکرم ۱۴۰۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف: ۲۷۸/۲۳)

شرعی تفریق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح

سوال [۵۷۰۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ عبد الواحد کی بیوی جس کا نام شہناز ہے، وہ حاجی محمد رفیق مرچوں والے کے ساتھ بھاگ گئی اور بچوں کو گھر پر ہی چھوڑ گئی اور عبد الواحد نے طلاق بھی نہیں دی اور شہناز نے حاجی محمد رفیق کے ساتھ کورٹ میرج کر لیا ہے اور حاجی کے ساتھ رہتی ہے؛ لہذا سوال یہ ہے

کہ کیا اس کا نکاح ہوایا نہیں اور حج بیت اللہ کے لئے شہناز کو ساتھ لے جانا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبد الواحد، کروڑہ اسلام نگر مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب عبد الواحد نے اپنی بیوی شہناز کو طلاق دے کر نکاح سے الگ نہیں کیا ہے تو محمد رفیق کے ساتھ اس کا نکاح شرعی طور پر صحیح نہیں ہوا، وہ بدستور عبد الواحد کی بیوی ہے اور محمد رفیق کے ساتھ رہنا زنا کاری ہوگی، اس کو فوراً عبد الواحد کے پاس آجانا چاہئے اور ایسے حالات میں محمد رفیق کے ساتھ حج کو جانا عبادت نہیں؛ بلکہ سخت ترین معصیت اور حرام کاری ہے۔

وأمانكاح منكوحه الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة
إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. (شامی، کراچی

۵۱۶، ۱۳۲/۳، زکریا ۴/۲۷۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲)

اور دنیاوی عدالت کی کورٹ میرج شریعت میں معتبر نہیں ہے، نہ وہاں کا نکاح صحیح ہے

اور نہ ہی طلاق معتبر ہے۔ (مستفاد: ایضاح النوار ۲/۱۵۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

الربیع الاول ۱۴۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱-۳۷)

تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ نکاح کا عدم جواز

سوال [۵۷۰۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ شریف احمد نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور آزاد کئے ہوئے تقریباً

۲۷ سال ہو گئے۔ اب شریف احمد کی بیوی چاہتی ہے کہ میں شریف احمد سے اپنا نکاح

کر لوں مفتی ہند سے گزارش ہے کہ اب شریف احمد صاحب کو نکاح کر لینا چاہئے یا نہیں؟

یا حلالہ ہونے کے بعد ہوگا؟ اور حلالہ ہونے کے بعد دوران عدت بھی نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی صورت حال ہو تو فرمایا جائے؟ نیز شریف احمد نے روبرو مجمع عام کے ۳ مرتبہ طلاق دی اور تحریری کتابت بھی ہوئی۔

المستفتی: سمیع اللہ، جواہر نگر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب دو سال قبل طلاق دی تھی تو اس دوران بیوی کی عدت بھی شرعاً گزر چکی ہے اور تین ۳ طلاق شرعاً طلاق مغلط ہے؛ اس لئے بلا حلالہ نکاح درست نہیں ہوگا؛ لہذا فی الحال بیوی کسی دوسرے کے ساتھ شرعی نکاح کر کے اس کے ساتھ ہمبستر ہو جائے پھر شوہر ثانی اپنی مرضی سے طلاق دیدے، تو دوبارہ عدت گزار کر شریف احمد شوہر اول کے ساتھ نکاح درست ہو سکتا ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(فتاویٰ عالمگیری، زکریا ۱/۴۷۳، جدید زکریا ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۷ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۵/۱۶۱۱)

مطلقہ ثلاثہ سے اس کی عدت میں نکاح اور نسب کا حکم

سوال [۵۷۰۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی، ابھی وہ عدت میں ہے اور اسے ایک یاد حیض آچکے ہیں اس کے بعد عدت ہی کے اندر جان بوجھ کر کے دوسرے مرد نے اس سے نکاح کر لیا، ایسی صورت میں آپ لکھیں گے کہ نکاح باطل ہے۔

سوال یہ ہے کہ ایک یا دو حیض گزرنے کے بعد پہلی رات میں استقرار حمل ہو گیا اور بچہ بھی پیدا ہو گیا، تو اس بچہ کا نسب پہلے شوہر سے ثابت ہوگا جس کی عدت میں ہے، یا دوسرے مرد سے، یا کیا حکم ہے؟ اور اب احساس پیدا ہوا کہ جائز طریقہ سے نکاح ہو جانا چاہئے، اب جائز طریقہ پر نکاح کی کیا صورت ہوگی؟ وضع حمل کے بعد دوبارہ عدت گذارنی ہوگا یا فوراً نکاح جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طلاق مغلطہ کی عدت میں ایک یا دو حیض گذرنے کے بعد دوسرے مرد نے جان بوجھ کر اس سے نکاح کیا اور استقرار حمل ہو گیا، تو اس بچہ کا نسب نہ تو دوسرے شوہر سے ثابت ہوگا؛ کیوں کہ نکاح باطل ہے اور نکاح باطل میں احکام نکاح مثلاً مہر و نسب وغیرہ ثابت نہیں ہوتے اور نہ ہی پہلے شوہر سے ان بچوں کا نسب ثابت ہوگا؛ کیونکہ عدت میں حیض آنے کی وجہ سے استبراء رحم ہو چکا ہے اور اب دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کا جائز طریقہ وضع حمل کے فوراً بعد کا ہے دوبارہ عدت کا گزارنا لازم نہ ہوگا۔

وأما نكاح منكوحه الغير ومعتدته فالدخل فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. (شامی، زکریا ۴/۲۷۴، ۵/۱۹۷، کراچی ۳/۱۳۲، ۵۱۶، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲)

الظاهر أن المراد بالباطل ما وجوده كعدمه، ولذا لا يثبت النسب.

(شامی، زکریا ۴/۲۷۴، کراچی ۳/۱۳۲)

أما إذا لم تكن هناك شبهة تسقط الحد، بأن كان عالماً بالحرمة فلا يلحق به الولد عند الجمهور، وكذلك عند بعض مشايخ الحنفية؛ لأنه حيث وجب الحد فلا يثبت النسب. (الموسوعة الفقهية الكويتية ۸/۱۲۴) فقط والله سبحانه وتعالى اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۴۰/۱۱۳۸۳)

مطلقہ کی عدت میں جان بوجھ کر دوسرے شخص کا نکاح باطل ہے

سوال [۵۷۰۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی، ابھی وہ عدت میں ہے اور اسے ایک یا دو حیض آچکے ہیں، اس کے بعد عدت ہی کے اندر جان بوجھ کر کے دوسرے مرد نے اس سے نکاح کر لیا اور پہلی ہی رات میں استقرار حمل ہو گیا، تو وضع حمل کے بعد شوہر اول کے ساتھ نکاح بغیر حلالہ کے درست ہوگا یا نہیں؟ کیونکہ اسی کی عدت میں استقرار حمل ہوا ہے۔

المستفتی: عبداللہ، الہ آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: یہ نکاح چونکہ عدت کے دوران جان بوجھ کر کیا گیا ہے اس لئے شرعاً یہ نکاح باطل ہے، اس نکاح کے بعد کی ہمبستری کے ذریعہ جو حمل قرار پایا ہے اس کے وضع حمل کے بعد بغیر حلالہ کے شوہر اول سے نکاح درست نہ ہوگا؛ اس لئے کہ حلالہ کے لئے نکاح صحیح شرط ہے اور یہ نکاح باطل ہے؛ لہذا حلالہ کا تحقق نہ ہوا۔ (مستفاد: محمودیہ ڈائجیل ۱۳/۲۸۵)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة.....لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، ۴۷۳/۱، زكريا جديد زكريا ۵۳۵/۱)

وإذا وطئها إنسان بالزنا، أو بشبهة لا تحل لزوجها. (هندية ۴۷۳/۱، زكريا جديد زكريا ۵۳۵/۱)

وأما نكاح منكوحه الغير ومعتدته فالدخل فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد

أصلاً، فعلى هذا يفرق بين فاسده، وباطله في العدة. (شامی،
کراچی ۱۳۲/۳، زکریا ۴/۲۷۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف-۴۰/۱۱۳۸)

تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ کے نکاح

سوال [۵۷۰۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے بہنوئی نے میری بہن کو تین طلاق دیدی ہے؛ جبکہ میری بہن حمل سے ہے، اب دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔

المسفتی: علی حسین، افضل گڈھ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب تین طلاق دیدی اب اگر دونوں ساتھ رہنا چاہیں تو بغیر حلالہ شرعی کے آپس میں نکاح بھی درست نہ ہوگا، شرعی حلالہ کی شکل یہ ہے کہ عدت گزر جانے کے بعد عورت کا شرعی نکاح کسی دوسرے مرد کے ساتھ ہو جائے، پھر اس شخص کے ساتھ ہمبستری ہو جائے، اس کے بعد وہ شخص طلاق دیدے، پھر عدت یعنی تین ماہواری گزر جانے کے بعد پہلے شوہر کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(ہندیہ، زکریا ۱/۴۷۳ جدید زکریا ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف-۳۷-۸۶۲۱)

زانیہ بیوی کا بغیر طلاق کے زانی سے نکاح

سوال [۵۷۱۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے شادی کی اور شادی کے چند دن بعد معلوم ہوا کہ عورت حاملہ ہے، اب لڑکی بھی زید کو نہیں چاہتی وہ اپنے پہلے والے لڑکے کی خواہشمند ہے، تو اس صورت میں کیا کرنا چاہئے؟ اور لڑکی ہر وقت بد اخلاقی سے بات کرتی اور جھگڑتی رہتی ہے۔

المستفتی: نسیم احمد، محلہ اڑپورہ، کلگھر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید کا نکاح زانیہ حاملہ عورت کے ساتھ ہو چکا ہے؛ لیکن پیدائش سے پہلے اس کے ساتھ ہمبستری کرنا زید کے لئے جائز نہیں ہے اور زید سے طلاق حاصل کئے بغیر زانی کے ساتھ نکاح جائز نہ ہوگا۔

صح نکاح حبلى من زنا..... وان حرم و طؤها حتى تضع الخ.
(الدر المختار، کراچی ۴۸/۳، زکریا ۴/۴۱، ۱۴۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۴ شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۷۸۷/۲۷)

تین طلاق کے بعد بلا حلالہ نکاح ثانی

سوال [۵۷۱۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ راقم سطور نے تین سال قبل بیوی پروین ولد امیر حسین ساکن: عید گاہ روڈ مراد آباد سے شادی کی تھی بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک بدکار اور بدچلن عورت ہے، وہ ہر وقت لڑتی جھگڑتی تھی، جھوٹے الزامات لگا کر رپورٹ کر دیتی تھی، آئے دن گھر سے بھاگ جاتی تھی، تمام عزیز واقارب اور خصوصاً سروسااس سے

تعلقات بالکل منقطع کر لیتی تھی، میرے ہزار سمجھانے پر بھی وہ باز نہ آئی؛ بلکہ الماطلاق کا مطالبہ کرنے لگی، میں اس امید پر اس کی زیادتیاں برداشت کرتا رہا کہ ممکن ہے کہ وہ سدھر جائے؛ لیکن جب وہ تین سال گزرنے پر بھی نہیں سدھری اور میرا گھر جہنم بن گیا، تو میں نے بارہ ۱۲ جولائی ۱۹۹۴ء کو دو گواہ محمد ناصر ولد محمود حسین لودھی سرانے، محمد رئیس ولد عبد العزیز لودھی سرانے کی موجودگی میں بہت سوچ سمجھ کر بحالت سنجیدگی بیوی پروین کے مطالبہ پر اسے تین بار طلاق دے کر علیحدگی اختیار کر لی۔

اب شہر انتظامیہ دوبارہ مجھے مطلقہ کے ساتھ رہنے پر مجبور کر رہی ہے میں پابند شریعت آدمی ہو، تو کیا اس صورت میں مجھے مسماۃ مذکورہ کے ساتھ دوبارہ رشتہ ازدواج قائم کرنے کی اجازت ہے؟ حالانکہ مجھے اس کی قطعاً خواہش نہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں آنجناب مجھے مفصل جواب سے نوازیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صلہ دے۔

المستفتی: حبیب الرحمن، ساکن: دیپا سرائے، سنبھل، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب آپ نے اپنی بیوی پروین کو تین طلاق دیدی ہے تو اس پر طلاق مغلطہ واقع ہو چکی ہے اور وہ عورت آپ پر بالکل حرام ہو چکی ہے اور اب اس کے ساتھ بلا حلالہ نکاح کرنا بھی جائز نہ ہوگا اور اس حالت میں اس سے نکاح کرنا اور اس کو بیوی بنا کر رکھنا حرام کاری اور زنا کاری ہوگی؛ لہذا اس عورت کو رکھنا اس حالت میں آپ کے لئے ہرگز جائز نہیں ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها الخ.

(فتاویٰ عالمگیری، زکریا ۱/۴۷۳، جدید زکریا ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۷ جمادی الثانیہ ۱۴۱۵ھ

۱۴۱۵/۶/۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۵۶۲۰)

سسر کا اپنی بیٹی کے شوہر سے طلاق لئے بغیر دوسری جگہ نکاح کرنا

سوال [۵۷۱۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اپنے گھر سے مراد آباد آیا اور وہ یہاں کام کرنے لگا، اس دوران بکر نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تمہاری شادی ہو چکی ہے، جس پر زید نے بکر سے کہا کہ میری شادی ابھی نہیں ہوئی ہے، تو بکر نے زید کی شادی اپنی لڑکی فاطمہ سے کر دی، پھر چار سال کے بعد جب زید کے والد آئے تو اس کے ذریعہ پتہ چلا کہ زید کی شادی تو اس کے گھر پر ہو چکی ہے اور پھر زید نے اپنی بیوی فاطمہ سے اجازت لی اور والد کے ساتھ گھر چلا گیا؛ لیکن اتفاق کی بات ہے کہ زید کے گھر کا پتہ بھی معلوم نہیں ہے اور نہ ہی اس نے بتایا۔ اب اس کو گھر گئے ہوئے سات ماہ ہو چکے ہیں؛ لیکن واپس پھر بھی نہیں آیا، تو کیا فاطمہ کی دوسری شادی ہو سکتی ہے کہ نہیں؟

المستفتی: شفیع الرحمن، مدهونی، متعلم مدرسہ شاہی مراد آباد
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید سے طلاق یا شرعی تفریق حاصل کئے بغیر فاطمہ کا نکاح دوسری جگہ جائز نہیں ہے، اگر زید کا پتہ نہیں ہے تو اس کے دوست و احباب سے معلومات فراہم کی جائے، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو شرعی عدالت میں اپنا معاملہ پیش کر دے اور شرعی محکمہ تحقیق کے بعد شرعی فیصلہ کر دے گا۔

أما نكاح منكوحة الغير..... لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً.

(شامی، زکریا ۴/۲۷۴، ۵/۱۹۷، کراچی ۳/۱۳۲، ۵۱۶، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴،

زکریا ۴/۲۴۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۷/۴ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۹ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۰۳۲/۴)

بغیر شرعی تفریق کے دوسری جگہ نکاح کا حکم

سوال [۵۷۱۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی شادی ہندہ کے ساتھ ہوئی، ہندہ اپنی سسرال شادی کے موقع پر ہی گئی تھی، کہ زید نے ہندہ کیساتھ مار پٹائی کی پھر ہندہ اپنے میکہ آ گئی۔ اب ہندہ زید کے گھر جانے سے انکار کرتی ہے، مگر زید کئی مرتبہ آیا، مگر ہندہ نہیں گئی اور بالکل انکار کر دیا تو زید نے دوسری شادی کر لی اور زید ہندہ کو طلاق بھی نہیں دے رہا ہے، زید کا کہنا ہے کہ میں طلاق نہیں دوں گا تمہیں بھی رکھنا ہے، مگر ہندہ جانا نہیں چاہتی ہے، اس صورت میں ہندہ کیا کرے گی؟ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ کوئی گنجائش ہے یا نہیں شرعاً جواز ہے یا نہیں؟

المستفتی: محیب الدین، مقام: بھرنا، سہرسہ (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بغیر طلاق اور شرعی تفریق کے دوسری جگہ نکاح درست نہیں ہوگا۔

وأما نكاح منكوحه الغير ومعتدته (إلى قوله) لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً الخ. (شامی، کراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا دیوبند ۴/۲۴۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۳ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۷/۲۵۵۷)

طلاق یا شرعی تفریق کے بغیر دوسری جگہ نکاح

سوال [۵۷۱۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ مسماۃ رضوانہ خاتون کا نکاح اس کے والد ابصار احمد نے منصور عالم موضع دوتائی کے ساتھ اس شرط پر کیا کہ میری لڑکی رضوانہ خاتون کا شوہر منصور عالم میرے گھر ہی رہے گا؛ کیونکہ ابصار احمد کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہے، صرف یہ لڑکی ہے، یہ شرط منظور کر لی گئی، ایک ڈیڑھ سال کے بعد لڑکے کے اس شرط کے پورا نہ کرنے کی وجہ سے آپس میں ان بن ہو گئی؛ چنانچہ رضوانہ خاتون کو ان کا باپ ابصار احمد اپنے یہاں لے آیا؛ دریں حالانکہ لڑکی کا سامان بھی سب لڑکے نے اپنے یہاں روک لیا اور لڑکی کو باپ کے ساتھ اس کے گھر بھیجا، بعد میں اس لڑکے نے دعویٰ دائر کر دیا کہ میری بیوی رضوانہ میرا سب سامان لے کر اپنے گھر بھاگ گئی؛ چنانچہ کچھری میں یہ مقدمہ چلا اور لڑکی مقدمہ جیت گئی شوہر ہار گیا۔ اب لڑکا منصور عالم لڑکی کی زمین کے لالچ میں لڑکی رضوانہ کو اپنے گھر لے جانا چاہتا ہے اور لڑکی بالکل جانا نہیں چاہتی اور لڑکی کا باپ بھی اب بالکل بھیجنا نہیں چاہتا، لڑکی کو اپنے باپ کے گھر رہتے ہوئے ساڑھے تین سال ہو چکے ہیں، اب لڑکی کا باپ ابصار احمد یہ چاہتا ہے کہ میں اپنی لڑکی رضوانہ خاتون کا نکاح دوسری جگہ کر دوں؛ لہذا بتلائیے شرعاً یہ اس کے مجاز ہیں یا نہیں؟

نوٹ: اسی مضمون کا یہ فتویٰ جو اس سے متعلق ہے اس کے جواب کو بھی ملاحظہ فرما کر اس کی پشت پر اس کی تصحیح و تعلیٰ جو ہو فرما دیجئے۔

المستفتی: ابصار احمد، ہائیکہ کلاں، مراد آباد

جواب منجانب درسگاہ اسلامی مراد پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسئلہ ہذا کا جواب مندرجہ بالا سطور کے مطابق

تو یہی ہے کہ منصور عالم سے بات کر لی جائے کہ وہ طلاق دینے اور لڑکی کو اس کا مہر و نان و نفقہ دینے پر راضی ہو جائے؛ لیکن اگر وہ طلاق نہیں دیتا تو یہ حکم ایلاء ہوگا۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ:

لِّلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَاتُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ . [بقرہ: ۲۲۷، ۲۲۶]

یعنی جو لوگ ناراضی میں اپنی بیویوں سے جدائی اختیار کر لیتے ہیں، تو یہ قسم جدائی صرف چار ماہ تک رہے گی یا تو چار ماہ کے اندر اندر وہ فیصلہ کر لیں ورنہ اس کی مدت چار مہینہ گزرنے کے بعد طلاق بائن کا حکم ہوگا اور لڑکا اس صورت میں حق مہر اور عدت کا خرچہ وغیرہ دینے کا پابند ہوگا۔

کما هو قول الحضرات عمر، وعلي، وعبد الله بن عباس، وعبد الله ابن عمر، وعثمان بن عفان، وعبد الله بن مسعود، زيد بن ثابت وغيرهم من الصحابة رضوان الله عليهم أجمعين. وهو قول الأوزاعي وسفيان الثوري وعامة فقهاء الحنفية رحمة الله عليهم. (بداية المجتهد جلد ۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: العبد الفقیر الی اللہ
محمد انظار الحق الندوی
۱۳ نومبر ۱۹۹۰ء

منجانب دارالافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: رضوانہ خاتون کا نکاح دوسری جگہ موجودہ شوہر سے طلاق یا اور کسی طریقہ سے شرعی تفریق حاصل کئے بغیر شرعاً جائز نہیں ہوگا اور موجودہ شوہر منصور عالم سے تفریق شرعی حاصل کئے بغیر اگر دوسری جگہ نکاح کیا جائے، تو وہ شرعاً باطل ہوگا۔
أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته (إلى قوله) إن علم أنها للغير؛ لأنه

لم يقل أحد بجوازه فلم ينقذ أصلاً الخ. (شامی، کراچی ۳/۱۳۲، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷۴، ۵/۱۹۷، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲)

لہذا اگر نبھا و ممکن نہیں ہے تو شوہر سے خلع وغیرہ کے ذریعہ جدائی حاصل کی جائے، اس کے بعد عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح ہو سکتا ہے اور جس نے مذکورہ واقعہ کو ایلاء ثابت کرنے کی کوشش کی ہے وہ ایلاء کا مفہوم نہیں سمجھا اور نہ ہی آیت ایلاء کا اس واقعہ سے کوئی تعلق ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴ شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۲۶/۲۳۲۸)

بغیر طلاق نکاح ثانی کا حکم

سوال [۵۷۱۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی کا نکاح بغیر اس کی رضا مندی کے کر دیا گیا، بعد نکاح کے وہ اپنے شوہر کے گھر چلی گئی اس کے بعد ایک بچہ بھی پیدا ہوا اس کے بعد اس لڑکی کے والدین نے پہلے شوہر کے طلاق دیئے بغیر کسی دوسرے آدمی سے نکاح کر دیا، تو امر مطلوب یہ ہے کہ یہ دوسرا نکاح شرعاً درست ہے یا نہیں؟ نیز نکاح پڑھانے والے کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟ اور بوقت نکاح ثانی حاضرین کا نکاح باقی رہیگا یا نہیں؟

المستفتی: کمال پورہ چندوسی، روڈ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مسئلہ میں نکاح ثانی شرعاً درست نہیں

ہوا ہے، مذکورہ لڑکی شرعاً شوہر اول کی بیوی ہے اور شوہر ثانی سے فوراً الگ ہو جانا لازم ہے۔ اور یہ معلوم ہوتے ہوئے کہ شوہر اول نے طلاق نہیں دی ہے، دوسرے شخص سے نکاح میں

شرکت کرنیوالے اور نکاح پڑھانے والے سب گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوں گے، سب پر توبہ لازم ہے اور نکاح پڑھانے والا امام جب تک اپنی غلطی سے توبہ نہ کر لے اس وقت تک فاسق رہے گا اور اس وقت تک اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

وَأَمَّا نِكَاحُ مَنْكُوحَةِ الْغَيْرِ وَمُعْتَدَتِهِ (إِلَى قَوْلِهِ) لَمْ يَقُلْ أَحَدٌ بِجَوَازِهِ فَلَمْ يَنْعَقِدْ أَصْلًا. (شامی، کراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶، ذکر یا ۴/۲۷۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، ذکر یا ۴/۲۴۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۷/۲۸۸)

بغیر شرعی تفریق کے نکاح ثانی کا حکم

سوال [۵۷۱۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ معراج بانو کی شادی ایک نو مسلم کے ساتھ ۱۴ فروری ۱۹۷۱ء کو ہوئی تھی، پہلے اس کا نام جارج تھا بعد میں اعجاز رکھا گیا، ایک سال تک معراج بانو کے ساتھ رہا، ایک سال کے بعد وہ اپنے پرانے مذہب میں چلا گیا، معراج بانو میکے میں رہتی رہی، جب وہ ان کو لینے نہیں آیا تو انہوں نے مقدمہ کیا، اس پر جارج نے اسلام لانے سے انکار کر دیا، عدالت نے معراج بانو کو اجازت دیدی کہ جہاں چاہیں وہ اپنا نکاح کر لیں، معراج بانو نے اپنا نکاح صغیر احمد کے ساتھ ۲۴ ستمبر ۱۹۷۷ء کو کر لیا اور ابھی تک انہیں کے ساتھ رہتی رہی اور تین اولادیں بھی ہوئیں، کچھ دن پہلے ایک اسرار نامی شخص نے معراج بانو سے کہا کہ تمہارا نکاح صغیر احمد کے ساتھ صحیح نہیں ہوا؛ کیونکہ پرانے شوہر جارج نے تم کو طلاق نہیں دی تھی، یہ کہہ کر اس نے اپنا نکاح معراج بانو کے ساتھ ۱۶ اگست ۱۹۹۱ء کو کر لیا اور اب انہیں کے ساتھ رہتی ہے، تو صغیر احمد کے نکاح کے لئے جارج کا طلاق دینا ضروری تھا؛ جبکہ وہ ابھی تک موجود ہے اور عیسائی ہے۔

اس حالت میں صغیر احمد کا نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ اور صغیر احمد کے بغیر طلاق دئے ہوئے اسرار احمد کا نکاح ہو سکتا ہے کہ نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔

المستفتی: مولانا ٹیس الدین کیراف الیس، آر، نصرت صاحب، ممبئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: معراج بانو کا نکاح نو مسلم شوہر کے ساتھ

شریعت محمدیہ کی روشنی میں صحیح ہو گیا تھا اور جب نو مسلم شوہر دین اسلام سے پھر کر مرتد ہو چکا ہے، تو اسلامی شریعت کے مطابق معراج بانو کا نکاح نو مسلم اعجاز کے ساتھ بالکل باقی نہیں رہا ہے، شرعاً نکاح فسخ ہو چکا ہے اور خود بخود بغیر حکم حاکم کے معراج بانو بالکل آزاد ہو چکی ہے۔

لہذا ۱۹۷۱ء میں صغیر احمد کے ساتھ جو نکاح کیا ہے، وہ اسلامی شریعت کے مطابق صحیح ہو چکا ہے اور جب صغیر احمد نے طلاق نہیں دی ہے تو بغیر طلاق حاصل کئے اسرار احمد سے جو نکاح ہوا ہے شرعاً باطل ہے۔

بارتداد زوجہا، فلہا التزوج بآخر بعد العدة الخ (در مختار،

کراچی ۴/۲۰۵، زکریا ۶/۳۹۹، الحیلة الناجزہ: ۹۷)

معراج بانو اب بھی صغیر احمد کی بیوی ہے فوراً اسرار احمد سے الگ ہو کر صغیر احمد کے

پاس آجانا لازم اور ضروری ہے۔

وأما نكاح منكوحه الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة

إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. (شامی،

کراچی ۳/۱۳۲، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷۴، ۵/۱۹۷، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴،

زکریا ۴/۲۴۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۵ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

۱۵/۳/۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۷۹۳/۲۵)

بغیر طلاق اور شرعی تفریق کے نکاح ثانی کا حکم

سوال [۵۷۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی شادی ہندہ کے ساتھ ہوئی، اس کے بعد زید کو ٹی وی کی بیماری ہوگئی زید نے مکمل طور سے علاج کرایا، مگر صحیح نہیں ہوا تقریباً چار سال ہو گئے، اس کے بعد زید کے والد نے جھوٹ بولا کہ میرا لڑکا صحیح ہو گیا؛ لہذا اب رخصتی کر دو، تو ہندہ کے والدین نے رخصتی کر دی، جب ہندہ اپنی سسرال گئی تو تقریباً بائیس دن رہی، مگر زید ہندہ سے نہیں ملا اور زید نے کہا کہ میں صحیح نہیں ہوا ہوں میں تمہارے لائق نہیں ہوں؛ لہذا تم چلی جاؤ بہتر ہوگا، تو ہندہ اپنے میکے چلی گئی۔ اب ہندہ کے والدین زید سے طلاق لینے گئے تو زید کے والد زید کو دہلی لیکر چلے گئے ہیں اور ہندہ کے والدین بہت ہی غریب ہیں اور اب ہندہ بھی زید کے گھر جانا نہیں چاہتی ہے، اس صورت میں ہندہ کیا کرے گی؟ کیا ہندہ بغیر طلاق کے نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟ کیا شرعاً جواز ہے مفصل تحریر فرمائیں۔

المستفتی: حافظ مجیب الدین، مقام: بھرنا، سہرسہ (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بغیر طلاق یا شرعی تفریق کے ہندہ کے لئے

دوسری جگہ شادی کرنا شرعاً جائز نہیں ہوگا، شرعی طور پر جدائی حاصل کرنے کے بعد ہی نکاح ثانی کر سکتی ہے اس کے بغیر نہیں۔

وأما نكاح منكوحة الغير ومعتدته (إلى قوله) إن علم أنها للغير؛ لأنه

لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً الخ. (شامی، کراچی ۳/۱۳۲، ۵۱۶، زکریا

۴/۲۷۴، ۵/۱۹۷، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲)

اگر زید کسی طرح طلاق نہیں دیتا ہے تو ہندہ محکمہ شرعیہ میں اپنا معاملہ پیش کر دے

اور محکمہ تحقیق کر کے فیصلہ کر دے گا۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کاتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳۰/ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۷۶۹۲۷)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۳۰/۲/۱۴۱۲ھ

شوہر سے طلاق لئے بغیر دوسری جگہ نکاح کرنا

سوال [۵۷۱۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میں از روئے حلف بیان کرتی ہوں کہ میری شادی کو قریب قریب ایک سال سات ماہ کا عرصہ ہو گیا ہے، میری شادی محمد شکیل ولد لیاقت حسین محلہ پنی گران سرائے ترین میں ہوئی تھی، میرے شوہر اور میرے سرکانی عرصہ سے بغرض کاروبار کافی وقت سے ممبئی رہتے ہیں؛ جبکہ میں اپنی والدہ کے یہاں سے رخصت ہو کر اپنی سسرال پہونچی تھی، میرے سسرال پہونچنے پر میرے شوہر نے گھر پر آنا قطعی بند کر دیا تھا، اس کے بعد میں دو ماہ سسرال میں رہ کر اپنے میکے سرائے ترین آگئی؛ جبکہ دو ماہ کا عرصہ ہوا، تو میرے شوہر محمد شکیل ممبئی سے آئے اور میری والدہ کے گھر پر والدہ سے کہا کہ اس کو بھیج دو، میری والدہ نے منع کر دیا، اس کے بعد دو ماہ کے بعد کچھ با اثر ذمہ دار لوگ مع میرے سر کے گھر پر آئے اور میری والدہ نے چند شکایتیں ان ذمہ دار حضرات کے سامنے تفصیل سے رکھی تھیں، ذمہ دار حضرات نے اور میرے سر نے یہ جواب دیا کہ میں اور یہ سب آدمی جو کہ میرے اوں تمہارے رشتہ دار ہیں سب ذمہ دار ہیں، اب میں کوئی بھی شکایت کا موقع نہیں دوں گا، اب تم اس کو میرے ہمراہ ممبئی بھیج دو، میری والدہ نے بھروسہ کر کے مجھ کو سر کے ساتھ ممبئی روانہ کر دیا، جب میں ممبئی پہونچی تو میرے شوہر نے ہمبستری کرنے سے قبل رات کو مجھ سے یہ کہا کہ میری شادی تمہارے ساتھ والدین کی مرضی سے ہوئی تھی، میری مرضی سے نہیں ہوئی تھی اس کے بعد ہمبستری ہوئی اس کے صرف ایک منٹ کے بعد میں سو گئی، صبح اٹھ کر غسل کیا اور نماز پڑھی دو

پہر کو کھانا کھایا قریب تین بجے سرائے ترین کے رہنے والے کچھ کاروباری لوگ جو کہ اپنے کاروبار کی غرض سے کافی ٹائم سے ممبئی میں مقیم ہیں، وہ لوگ آئے اور ان کے سامنے میرے شوہر اور سسر نے میرے جہیز کا سارا سامان مکان کے اندر سے لا کر صحن میں رکھا اور مبلغ ۲۰ ہزار روپیہ نقد بھی رکھا میری والدہ موجود تھیں، ان سے کہا کہ تم اپنی بیٹی کو اپنے ہمراہ لیجاؤ اور جہیز کا سامان بھی لیجاؤ اور اپنا روپیہ جو کہ تم نے فرنیچر کے لئے دیا تھا وہ بھی لیجاؤ، مجھے آپ کی لڑکی کو بیوی بنا کر کسی بھی قیمت پر رکھنا ہی نہیں ہے، یہ الفاظ میرے شوہر نے کئی بار میری والدہ سے دہرائے تھے؛ لیکن مجھ کو طلاق نہیں دی ہے، سامان اور روپیہ لے کر میں والدہ کے ہمراہ اپنے میکہ آگئی ہوں، ایک ماہ کا عرصہ ہوا کہ میرے سسر آئے تھے لیاقت حسین، تو ان سے میری والدہ نے کہا تھا اور دوسرے حضرات سے بھی کہلو کر بھیجا تھا کہ اس معاملہ کو ختم کر دو، تو لیاقت حسین نے جواب دیا کہ میں ممبئی سے لڑکے سے طلاق نامہ لکھوا کر بھیج دوں گا، یہ بھی معلوم ہوا کہ محمد شکیل سعودی عرب گیا ہے، محمد شکیل اسمگلنگ انیم اور ہیروئن کا کاروبار کرتا ہے۔ گزارش ہے کہ اس مسئلہ میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ تحریر فرمادیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: آپ اپنا معاملہ محکمہ شرعیہ کے سامنے رکھیں، وہ تحقیق کر کے کوئی شرعی حل بتلائیں گے؛ کیونکہ اس شوہر سے طلاق یا خلع یا کسی طرح کی شرعی تفریق حاصل کئے بغیر دوسری جگہ نکاح کرنا جائز نہ ہوگا۔

وَأَمَّا نِكَاحُ مَنْكُوحَةِ الْغَيْرِ وَمَعْتَدَتِهِ (إِلَى قَوْلِهِ) إِنَّ عِلْمَ أَهْلِهَا لِلْغَيْرِ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يَقُلْ أَحَدٌ بِجَوَازِهِ فَلَمْ يَنْعَقِدْ أَصْلًا الْخ. (شامی، کراچی ۳/۱۳۲، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷۴، ۵/۱۹۷، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷/محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۵۱۲۶)

شوہر سے طلاق حاصل کئے بغیر عدالت مجاز سے نکاح فسخ کرا کر دوسرے سے نکاح

سوال [۵۷۱۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہندہ کا نکاح رشید سے ہوا تھا، پھر اس سے طلاق حاصل کئے بغیر عدالت مجاز سے فسخ نکاح کرا کر مجید سے نکاح کروادیا گیا، تو دوسرا نکاح جو مجید سے ہوا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی: عبدالواحد، کھوکران، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ہندوستانی عدالت مجاز سے عورتوں کا اپنا نکاح فسخ کرانا شرعی طور پر معتبر نہیں ہے؛ لہذا ہندہ شرعی طور پر اب بھی رشید ہی کی بیوی ہے۔ دوسرا نکاح جو مجید کے ساتھ ہوا ہے وہ شرعی طور پر معتبر نہیں ہے۔ (مستفاد: ایضاح النوادر ۱۵۲/۲)

وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا. [النساء: ۱۴۱]

لم ينفذ حكم الكافر على المسلم الخ (شامی، کتاب القضاء، باب التحکیم، زکریا ۸/۲۶، کراچی ۵/۲۸) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۵ رجب المرجب ۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۳۹۳۹)

شوہر سے طلاق لئے بغیر دوسری جگہ نکاح

سوال [۵۷۲۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بہار النساء کے شوہر کا انتقال ہو گیا اور اس شوہر سے اس کے بطن سے ایک بچہ بھی ہے۔ اب عدت گزر جانے کے بعد اس نے اپنے دیور سے اپنے والدین کی غیر موجودگی میں نکاح کر لیا آیا یہ نکاح ہوا یا نہیں؟

(۲) اب شوہر ثانی میں ان بن ہو گئی بہار النساء اپنے میکے چلی گئی میکے والے اس کا تیسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں؛ جبکہ شوہر ثانی نے ابھی ان کو طلاق بھی نہیں دی ہے؛ لہذا یہ تیسرا نکاح منعقد ہوگا یا نہیں؟

(۳) شوہر ثانی کو دھمکیاں دے کر یا مارتوڑ کر اس سے طلاق لینا چاہتے ہیں، ان کا یہ فعل کیسا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔
المستفتی: محمد اکرم سرائے ترین سنبھل، مراد آباد
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) بہار النساء نے عدت گزر جانے پر والدین کی عدم موجودگی میں اپنے دیور سے جو نکاح کیا ہے، وہ نکاح شرعاً منعقد ہو گیا ہے۔
(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۳۹/۱۰)

ولایۃ ندب علی المکلفۃ ولو بکراً (إلی قوله) لامکلفۃ فنفذ نکاح حرۃ
مکلفۃ بلارضا ولی الخ (شامی، کتاب النکاح، باب الولی، کراچی ۵۵/۳، زکریا ۵۴/۱)
(۲) شوہر ثانی سے طلاق لینے سے پہلے بہار النساء کے لئے دوسری جگہ نکاح کرنا حرام ہے۔

لا یجوز للرجل أن یتزوج زوجۃ غیرہ. (علمگیری ۲۸۰/۱، جدید زکریا ۳۴۶/۱)
(۳) طلاق کے لئے زبردستی کرنا شرعاً جائز نہیں ہے اور مارتوڑ کی دھمکیاں دے کر طلاق حاصل کرنے والے گنہگار ہوں گے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۱۲۲/۱)

ویجب لو فوات الإمساک بالمعروف ویحرم لو بدعیاً ومن
محاسنہ التخلّص بہ من المکارہ الخ. (شامی، ۲۲۹/۳، زکریا ۴۲۸/۴،
۴۲۹/۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۷/۵/۱۵ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲۰۳۸)

عدالت کی طلاق کے بعد دوسری جگہ نکاح

سوال [۵۷۲۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری ہمیشہ تقریباً ڈھائی سال سے اپنے میکہ میں رہ رہی ہے، ان کے شوہر ڈھائی سال پہلے انہیں پہونچا کر واپس نہیں آئے، کئی مرتبہ ذمہ دار سے جو ان کے وکیل اور ذمہ دار تھے، بات چیت بھی کی اور ان پر زور بھی دیا کہ وہ آکر ہمیشہ کو لے جائیں یا اگر ہمیشہ کے شوہر نہیں چاہتے ہیں تو انہیں چھوڑ دیں، مگر وہ اس پر بھی راضی نہیں ہیں، ان کا کہنا ہے کہ وہ اس کو اسی طرح لٹکائے رکھیں گے، نہ تو طلاق ہی دیں گے اور نہ لے کر جائیں گے، ہمیشہ کی گود میں تقریباً تین سال کا ایک بچہ بھی ہے؛ لہذا معلوم یہ کرنا ہے کہ ہمیشہ کی دوسری شادی کیلئے خلع یا طلاق کی کوئی صورت نکل سکتی ہے یا نہیں؟ اگر ہم عدالت کے ذریعہ طلاق لے لیں، تو دوسری شادی جائز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: معراج احمد ہزاری، امر وہہ مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب تک شوہر سے طلاق یا شرعی تفریق حاصل نہ ہو جائے، دوسری جگہ نکاح کرنا جائز نہیں اور عدالت کی طلاق کا کوئی اعتبار نہیں؛ بلکہ ایسی صورت میں اولاً شوہر کو کسی طرح خلع پر راضی کر لیا جائے، اگر اس پر بھی وہ تیار نہ ہو تو عورت اپنا معاملہ محکمہ شرعیہ یا شرعی پنچایت میں پیش کر دے، وہاں سے تفریق حاصل ہونے کے بعد عورت عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۶۱، کفایت المفتی قدیم ۶/۹۳، جدید زکریا ۶/۱۱۸، احسن الفتاویٰ، زکریا ۵/۲۱۲)

وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ . [النساء: ۱۴۱] فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۹ جمادی الثانیہ ۱۴۱۷ھ

۱۴۱۷/۷/۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲۳۲/۳۹۳۲)

شوہر سے تفریق حاصل کئے بغیر دوسری جگہ نکاح کرنے کا حکم

سوال [۵۷۲۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ۹ سال پہلے میری بیٹی کا نکاح ہوا تھا؛ لیکن آج تک اس کی رخصتی نہیں ہوئی ہے، مجبوری کے حالات میں اس کا نکاح ہوا تھا، اب یہ پتہ چلا کہ وہ لڑکا شراب پیتا ہے، جوا کھیتا ہے، اس وجہ سے میری لڑکی وہاں جانا نہیں چاہتی وہ کہتی ہے، اگر مجھے اس کے ساتھ رہنے پر مجبور کیا گیا تو میں زہر کھا کر یا آگ لگا کر اپنی جان ختم کر لوں گی، اس طرح میری لڑکی کی عمر بڑھتی جا رہی ہے اور اس کے چھوٹے بھائی بہن کی بھی؟ کیا ایسے حالات میں میں اپنی بیٹی کا نکاح کسی دوسری جگہ کر سکتی ہوں؟ کیا شریعت اس بات کا حکم دیتی ہے؟

المستفتیہ: جمیلہ خاتون، کراولہ سرسیدنگر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: چونکہ شرعی ضابطہ کے مطابق وہ نکاح درست ہو چکا ہے؛ اس لئے وہ نکاح بہر حال صحیح اور معتبر ہو چکا، شریعت میں شرابی، کبابی کا نکاح بھی درست ہو جاتا ہے؛ اس لئے جب تک وہ شخص طلاق نہیں دیتا ہے، اس وقت تک آپ اپنی بیٹی کا نکاح دوسری جگہ نہیں کر سکتی ہیں۔ اور اگر آپ کو یہ اندیشہ ہے کہ شرابی، کبابی ہونے کی وجہ سے لڑکی کے ساتھ نبھاؤ نہیں ہو سکے گا اور خلع و طلاق علی المال پر بھی وہ تیار نہیں ہے، تو قریب کے محکمہ شرعیہ میں درخواست دیدیں، وہ شرعی ضابطہ کے مطابق کوئی فیصلہ کریں گے۔

لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره. (ہندیہ، زکریا ۱/۲۸۰ جدید

زکریا ۱/۳۴۶، بدائع الصنائع، زکریا ۲/۵۴۸، دارالکتب العلمیہ بیروت ۳/۵۱،

کراچی ۲/۲۶۸، شامی، کراچی ۳/۱۳۲، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق

کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲، مبسوط دارالکتب العلمیہ بیروت ۳۰/۲۸۹)

والمحصنت من النساء عطف علیٰ أمهاتکم: یعنی حرمت علیکم
المحصنات من النساء أي ذوات الأزواج لایحل للغير نکاحهن ما لم یمت
زوجها، أو یطلقها، وتنقضي عدتها من الوفاة، أو الطلاق. (تفسیر مظہری،
زکریا ۲/۲۷۳-۲۷۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۵ھ/۵/۱۴

کتاب: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۴۰/۱۱۵۲۶)

بغیر تفریق کے نکاح

سوال [۵۷۲۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل
کے بارے میں: کہ زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور کچھ مدت تک دونوں ایک ساتھ رہے
اور زید حق زوجیت ادا کرتا رہا، کچھ مدت کے بعد یعنی چار پانچ مہینہ کے بعد ہندہ کے گھر
والوں نے ہندہ کا نکاح بکر سے کرادیا، زید کے طلاق دیئے بغیر، تو یہ بکر کا نکاح ہندہ سے
درست ہے یا نہیں؟ اور ہندہ زید کے نکاح میں رہنا چاہتی ہے اور زید بھی ہندہ کو اپنی
زوجیت میں رکھنا چاہتا ہے، تو کیا ہندہ کو بکر سے طلاق لینا پڑے گی اور زید کو تجدید نکاح کی
ضرورت ہے یا پہلا نکاح کافی ہے؟

المستفتی: محمد شہاب رضا، محلہ ڈیریا، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب زید نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق نہیں دی اور
کوئی وجہ تفریق بھی نہیں ہوئی اور ایسی حالت میں ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ ہوا، تو وہ نکاح
باطل اور بکر کی ہندہ کے ساتھ زنا کاری رہی ہے۔ اور ہندہ بدستور زید ہی کی بیوی ہے، زید کو
ہر وقت یہ حق حاصل ہے کہ ہندہ کو اپنے پاس لا کر بیوی بنا کر رکھے، اس میں تجدید نکاح کی بھی

ضرورت نہیں اور نہ ہی بکر سے طلاق لینے کی ضرورت؛ کیونکہ وہ زید ہی کی بیوی ہے۔
 أما نكاح منكوحه الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً (وقوله) ولهذا يجب الحد مع العلم بالحرمة؛ لأنه زنا الخ. (شامی، کراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶/۳، زکریا ۲۷۴/۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۱۴۴/۴، زکریا ۲۴۲/۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
 کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۷ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۶۳۶/۷۸۷)

طلاق لئے بغیر منکوحہ کا دوسری جگہ نکاح

سوال [۵۷۲۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہندہ ایک ایسی لڑکی ہے جس کا حالت نابالغی کمسنی میں والدین نے آٹھ سال قبل نکاح کر دیا تھا، بالغ ہونے تک والدین کے گھر رہی، اس عرصہ میں ہندہ کے شوہر نے کوئی خبر نہ لی اور نہ ہی لینے آیا، آٹھ سال کی مدت گزرنے کے بعد ہندہ کا نکاح ثانی دوسری جگہ کسی صورت میں جائز ہے؟ اگر طلاق لئے بغیر اس کا نکاح کرادیا گیا ہو تو کیا یہ جائز ہے؟

(۲) امام مسجد نے اپنے طور سے یہ نکاح ان کے گھر جا کر پڑھایا؛ اور امام صاحب کو نکاح اول بھی بتایا گیا؛ مگر امام صاحب سے انہوں نے اخفاء کیا، بعدہ تحقیق ہوئی کہ یہ نکاح ثانی ہے، کیا ان امام صاحب کی امامت مکروہ ہے؟

(۳) چند افراد نے ان کے اس فعل کو برا سمجھ کر ان کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی، کیا انہوں نے شرعاً جائز کام کیا؟ بینوا و تو جروا۔

المستفتی: امتیاز احمد، مدرسہ رحمت العلوم، قصبہ نگل سوتی، بجنور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) جب لڑکی کا نکاح نابالغی میں والدین نے کر دیا، تو بالغ ہونے کے بعد لڑکی کو خیار بلوغ حاصل نہیں ہوگا۔

فإن زوجهما الأب، والجد أي الصغير والصغيرة، فلا خيار لهما بعد بلوغهما. (هدایة، اشرفی بکڈپو دیوبند ۲/۳۱۷)

اور اس لڑکی کا دوسری جگہ بغیر طلاق لیئے نکاح کرنا جائز نہیں۔

أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته (إلى أن قال) لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. (شامی، کراچی ۳/۱۳۲، زکریا ۴/۲۷۴)

لہذا بغیر طلاق لیئے ہوئے اگر نکاح کر دیا گیا تو نکاح بالکل جائز نہیں ہوگا، اگر دوسری جگہ نکاح کرنا چاہتے ہیں، تو شوہر کو کچھ لالچ دے کر اس سے طلاق لے لی جائے اور پھر دوسری جگہ نکاح کر دیں تو جائز ہوگا۔

وان تشاق الزوجان وخافا أن لا يقيما حدود الله، فلا بأس بأن تفتدى نفسها منه بمال يخلعها به، فإذا فعل ذلك وقع بالخلع تطليقة بائنة. (هدایة اشرفی دیوبند ۲/۴۰۴)

(۳/۲) اگر امام صاحب کو نکاح اول کا علم تھا، اس کے باوجود نکاح ثانی پڑھا دیا، تو یہ امام صاحب کا فعل حرام ہے، اب اگر امام صاحب اپنے اس فعل شنیع سے توبہ کر لیتے ہیں، تو ان کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (مشکوٰۃ شریف ۱/۲۰۶)

اور اگر امام صاحب اپنے اس فعل شنیع سے توبہ نہ کریں اور اسی پر مصر رہیں تو ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۱۳۹/۳)

ویکروہ إمامة فاسق (وفي الشامية) أما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه؛

بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانتهم شرعاً (إلى ان قال) أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (درمختار مع الشامی، کراچی ۱/۵۶۰، زکریا ۲/۲۹۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۹ محرم الحرام ۱۴۱۲ھ

۱۴۱۲/۱۲۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲۹۳)

شوہر سے تفریق حاصل کئے بغیر بیوی کا دوسرا نکاح کر لینا

سوال [۵۷۲۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زینت بیگم دختر جناب انوار حسین، ساکن محلہ راج چندوسی مراد آباد کی شادی یامین ساکن رحمن سرائے علی گڑھ سے ہوئی تھی، دو سال ساتھ ساتھ رہے ایک لڑکا نعیم پیدا ہوا، یامین اپنی بیوی زینت بیگم اور لڑکے نعیم کو ماں کے گھر چندوسی پہونچا کر لاپتہ ہو گیا، تقریباً ۲۲ سال بیوی ماں کے گھر رہتی ہے، دو سال پہلے عبدالقدیر ولد عبدالعزیز محلہ گڑھی قصبہ سرولی، بریلی نے ان سے نکاح کر لیا، تقریباً ۲۴ سال کے بعد ان کا پہلا شوہر یامین گھر واپس آ گیا، وہ اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہے، گھر پر آنے کے بعد تقریباً ۴ ماہ زندہ رہے، اب ان کا انتقال ہو گیا ہے، زینت بیگم اب بھی عبدالقدیر ولد عبدالعزیز کے گھر رہ رہی ہے، اب عبدالقدیر ولد عبدالعزیز زینت بیگم کے ساتھ کیا معاملہ کرے؟ وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: عبدالعزیز، سرولی، بریلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زینت بیگم کو جب اس کے شوہر یامین نے

طلاق نہیں دی تھی اور ایک عرصہ دراز تک غائب رہا، تو اس کی وجہ سے وہ اس کی زوجیت سے نہیں نکلی؛ بلکہ اسی کی بیوی رہی؛ لہذا عبدالقدیر نے جو زینت بیگم سے شرعی تفریق حاصل کئے

بغیر نکاح کر لیا تھا، وہ نکاح ہی نہیں ہوا اور زینت بیگم بدستور پہلے شوہر کی بیوی رہی؛ لہذا اس کے واپس آنے پر زینت کو اسی کے ساتھ چلے جانا لازم تھا اور جب پہلا شوہر یامین کا انتقال ہو گیا ہے، تو زینت بیگم پر عدت و فوات چار مہینہ دس دن گزارنا لازم ہے، اس کے بعد عبدالقدیر کے ساتھ نکاح درست ہو جائے گا۔ (مستفاد: الخلیۃ النازہ ۱۲۳-۱۲۵)

عن المغيرة بن شعبه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم امرأة المفقود امراته حتى يأتيها الخبر. (سنن الدارقطني، كتاب النكاح، دار الكتب العلمية بيروت ۳/۲۱۷، رقم: ۳۸۰۴)

أما حكمه ما ذكر محمد في الكتاب، أنه يعتبر حياً في حق نفسه حتى لا يقسم ماله بين ورثته ولا تزوج نساؤه. (تاتار خانية، زكريا ۷/۴۸، رقم: ۱۰۸۵۰) ولو تزوج بمنكوحة الغير، وهو لا يعلم أنها منكوحة الغير، فوطئها تجب العدة، وإن كان يعلم أنها منكوحة الغير لا تجب الخ. (عالمگري، زكريا ۱/۲۸۰، جديد ۱/۳۴۶)

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا. [البقرہ: ۲۳۴] فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۴/۷/۱۰ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰/رجب المرجب ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۱۹۰/۴۰)

پہلے شوہر سے طلاق حاصل کئے بغیر دوسری جگہ نکاح

سوال [۵۷۲۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ شوہر رئیس اور بیوی شاہین میں جھگڑا ہوا، اس کے بعد بیوی شاہین اپنے میکہ چلی گئی اور اس دوران شوہر رئیس اپنی بیوی کو کچھ خرچہ بھی دیتا رہا، اس کے بعد ایک عورت نے

شاہین کو بہلا پھسلا کر شاہین کا نکاح دوسرے مرد سے کر دیا اور شاہین کے پہلے شوہر نے ابھی شاہین کو طلاق بھی نہیں دی ہے، تو شاہین کا دوسرے مرد کو کے ساتھ نکاح کرنا صحیح ہوگا یا نہیں اور شاہین کے پہلے نکاح کا کیا ہوگا؟

المستفتی: محمد رئیس، بغدادی مسجد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شاہین کے پہلے شوہر نے طلاق نہیں دی ہے، تو اس سے طلاق لئے بغیر شاہین کا نکاح جو دوسرے مرد کے ساتھ ہوا ہے، وہ نکاح باطل ہے اور دوسرے مرد کے ساتھ رہنا حرام کاری اور زنا کاری ہے اور شاہین بدستور پہلے شوہر کے نکاح میں باقی ہے۔

لايجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره. (فتاویٰ عالمگیری،

زکریا ۱/۲۸۰، جدید ۱/۴۶۳)

أما نكاح معتدة الغير ومنكوحته، فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. (شامي، زکریا ۴/۲۷۴، ۵/۱۹۷، کراچی ۳/۱۳۲، ۵۱۶، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۳ھ/۶/۲۳

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۴/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۱۵۲۴۰)

مطلقہ حلالہ سے منع کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال [۵۷۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ محمد حنیف ولد محمد خلیل صاحب مرحوم محلہ نئی بستی کو بڑا نیم مراد آباد زوجہ کا نام فرمیدہ بیگم ولد یامین صاحب مرحوم محلہ چھپر والی مسجد عید گاہ روڈ، ان دونوں کی شادی کا عرصہ

تقریباً ۲۶ سال ہو گیا تھا، ۲۶ سال کے بعد دونوں میاں بیوی میں اسقدر جھگڑا ہوا کہ محمد حنیف نے اپنی بیوی فرمیدہ بیگم کو طلاق دے دی، طلاق کے بعد فرمیدہ بیگم اپنے والد مرحوم کے گھر آ گئی اور طلاق کی عدت ۳ ماہ ۱۰ دن کی پوری کر لی گئی، مگر فرمیدہ بیگم کہتی ہے کہ میں دوسرا نکاح نہیں کروں گی اور نہ میں حلالہ کروں گی اور میں پہلے شوہر محمد حنیف کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں، میں دوسرے کے ساتھ نکاح نہیں کروں گی، بار بار یہی کہتی ہے، میرے بچے جوان ہیں اور لڑکی بھی جوان ہے، اب آپ بتائیے شریعت کیا کہتی ہے؟

المستفتی: محمد حنیف، نیابتی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر شوہر نے دوران جھگڑا بیوی کو تین طلاق دے دی ہوں تو پہلے شوہر کے پاس بغیر حلالہ شرعی کے نکاح کر کے بھی جانا جائز نہیں، اگر پہلے شوہر کے پاس رہنا ہے تو شرعی حلالہ کے بعد ہی جاسکتی ہے اور شرعی حلالہ کی شکل یہ ہے کہ تین ماہواری گزر جانے کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لے، پھر اس مرد سے ہمہستری ہو جانے کے بعد وہ مرد مر جائے یا طلاق دے دے، پھر اس کے بعد تین ماہواری گزر جانے کے بعد پہلے شوہر کے ساتھ شرعی نکاح کر کے میاں بیوی والی زندگی گزار سکتے ہیں، اس کے بغیر پہلے شوہر کے پاس جانے کی کوئی شکل نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۲۰۹/۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(فتاویٰ عالمگیری، زکریا ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۶ جمادی الثانیہ ۱۴۲۶ھ

۱۴۲۶/۵/۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۸۸۰)

حمل کی حالت میں طلاق کے بغیر دوسرے سے نکاح اور بچہ کا ثبوت

سوال [۵۷۲۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مقتضی بن عبدالغفور کا نکاح لحاظ بنت عنایت علی سے ہوا، اور وہ امید سے ہوگئی اس کے تین ماہ بعد لحاظ کا نکاح بغیر طلاق کے بشارت بن عبدالودود سے ہو گیا، اب اس لڑکی سے پیدا ہونے والا لڑکا ہے اور اتفاق کہ مقتضی اور بشارت دونوں کا انتقال ہو گیا ہے، اب موجودہ بچہ کا نسب کون سے شوہر سے جڑے گا اور ترکہ دونوں سے ملے گا یا کسی ایک سے؟

المستفتی: محمد عمران، تنکار، بھاگل پور (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سوال نامہ میں جو شکل لکھی گئی ہے، اس میں لحاظاً بنت عنایت علی کا نکاح محمد مقتضی بن عبدالغفور کے ساتھ صحیح ہو گیا اور اس سے طلاق لئے بغیر بشارت ابن عبدالودود کے ساتھ جو نکاح ہوا ہے، وہ درست نہیں ہوا، بشارت کے ساتھ بدکاری ہوئی ہے اور لحاظاً سے جو لڑکا پیدا ہوا ہے، وہ مقتضی ہی کا ہے بشارت کا نہیں ہے اور آگے سلسلہ نسب اور وراثت وغیرہ کی بات مقتضی ہی کے ساتھ جاری ہوگی۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الولد للفراش وللعاهر الحجر .

(بخاري شريف، كتاب البيوع، باب تفسير المشبهات، النسخة الهندية ۱/ ۲۷۶،

رقم: ۲۰۰۷، ف: ۲۰۵۳)

أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالمدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً؛ ولهذا يجب الحد مع العلم بالحرمة لأنه زنى. (شامي، كراچی ۳/ ۵۱۶، ۱۳۲/۳، زكريا ۴/ ۲۷۴،

۱۹۷/۵، البحر الرائق، زكريا ۴/ ۲۴۲، كوثنه ۴/ ۱۴۴)

لایجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره. (ہندیہ، زکریا
۱/۲۸۰ جلد ۱/۲۴۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۷ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۸/۹۹۳۹)

شوہر سے طلاق لئے بغیر دوسری جگہ نکاح کرنا

سوال [۵۷۲۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک عورت جس کا نام شائستہ عشرت بنت نگار بیگم ہے، شائستہ کا نکاح اول ۷-۸-۱۹۷۸ء میں ہوا تھا، کچھ ٹائم کے بعد میاں بیوی میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا، شائستہ بنا طلاق کے اپنے والد کے گھر پر آ گئی، جس میں بیچ میں کچھ لوگوں نے بات چیت کرا کر شوہر کو بھی ان کے والد کے مکان پر رکھوا دیا؛ لیکن پھر بھی حالات سازگار نہ ہو سکے، نتیجہ یہ ہوا کہ لڑکا اپنے گھر شائستہ اپنے والد کے گھر بلا طلاق کے رہتی رہی، اسی بیچ ایک لڑکے کی پیدائش ہوئی، بچہ کی پیدائش کے بعد اس آدمی نے سمجھوتہ کرنے کی کوشش کی؛ لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکلا، اسی طرح سے ۷ سال کا گزر گئے، ۷ سال کے بعد اس عورت نے دوسرا نکاح کر لیا ہے، نہ تو پہلے شوہر سے طلاق لی، نہ عدت گذاری، نہ کوئی مہر جہیز واپس لیا، بچہ کا ۷ سال کا خرچ بھی نہیں لیا ہے، تو دوسرا نکاح جائز ہے یا ناجائز؟ جبکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ نکاح جائز ہے اور ہم فتویٰ لے چکے ہیں، دوسرے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے، تو وہاں پر وہ اپنا حق مانگ رہی ہیں۔

المستفتی: مسعود اقبال، گونیاں باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسئلہ صورت میں شوہر اول سے طلاق لئے

بغیر نکاح ثانی صحیح اور درست نہیں ہوا؛ بلکہ باطل ہوا ہے، اس نکاح کے ذریعہ دوسرے شوہر کے ساتھ زنا کاری و بدکاری رہی ہے اور اس دوسرے نکاح کو جو لوگ جائز کہہ رہے ہیں وہ غلط اور بے بنیاد ہے، اگر انہوں نے کہیں سے جواز کا فتویٰ لیا ہے، تو وہ ہمارے پاس بھیجئے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۱۹۴/۷)

وأمانکاح منکوحۃ الغیر - لم یقل أحد بجوازہ فلم ینعقد أصلاً.
(شامی، زکریا ۴/۲۷۴، ۵/۱۹۷، کراچی ۳/۱۳۲، ۳/۵۱۶، وھکذا فی البدائع، زکریا ۲/۵۴۸، کراچی ۲/۲۶۸، درالکتب العلمیۃ بیروت ۳/۴۵۱)

لا یجوز للرجل أن یتزوج زوجۃ غیرہ. (ھندیۃ، زکریا ۱/۲۸۰، جدید ۱/۳۴۶)
اور دوسرا شخص جس سے ناجائز نکاح ہوا ہے، اس کے انتقال کے بعد یہ عورت اس کے ترکہ سے وراثت پانے کی مستحق نہیں ہے؛ بلکہ یہ آج بھی پہلے شوہر کی بیوی ہے۔

لأن الإرث ثبت بالنص علی خلاف القیاس فی النکاح الصحیح
مطلقاً، فیقتصر علیہ. (در مختار علی الشامی، زکریا ۴/۳۵۱، کراچی ۳/۱۸۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کاتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۶۵۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲/۴/۱۴۲۱ھ

کورٹ کی طلاق کے بعد دوسری جگہ نکاح کا حکم

سوال [۵۷۳۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوہر اپنے گھر سے باہر چلے جاتے ہیں اور ایک دو سال باہر رہتے ہیں، گھر میں بیوی کے لئے کوئی خرچہ پانی نہیں بھیجتے ہیں اور بیوی کو خبر پہنچتی ہے کہ آپ کے شوہر زندہ ہیں اور اب زندگی بسر کرنے کے لئے کوئی ذریعہ معاش نہیں، نہایت غریب ہے،

دوسروں کے گھروں میں جا کر کام کر کے روزی روزگار حاصل کرتی ہے اور لڑکی جوان ہے، ناجائز کام میں پھنسنے کا ڈر ہے؛ لہذا اب یہ لڑکی سرکاری کورٹ میں جا کر کڑائی پیش کر دیتی ہے (نکاح کو توڑتی ہے) اور دوسرے آدمی سے نکاح کر لیتی ہے، تو کیا دوسرا نکاح ہو جائے گا یا نہیں اور شوہر اول کے گھر آنے سے بیوی کس کی ہوگی؟

المستفتی: نور الزماں، آسامی، جامعہ اسلامیہ محمودیہ بنگال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بیوی اور بال بچوں کا نان و نفقہ شوہر کے ذمہ ہے، اگر وہ نہیں دیتا ہے تو عورت کو شوہر کے خلاف عدالت شرعیہ یا محکمہ شرعیہ میں مقدمہ دائر کر کے اپنے نفقہ کے مطالبہ کا حق ہے؛ لیکن نفقہ نہ دینے کی وجہ سے غیر مسلم عدالت میں جا کر نکاح ختم کرنے کے لئے چارہ جوئی کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی غیر مسلم عدالت کا شوہر سے نکاح ختم کرنے اور طلاق دینے کا فیصلہ کرنا شرعاً معتبر ہے؛ لہذا غیر مسلم عدالت سے نکاح ختم کر کے دوسری جگہ جو نکاح کرتی ہے شرعاً وہ نکاح باطل ہے اور اس کے ساتھ زنا کاری ہوگی اور بیوی بدستور اپنے سابقہ شوہر کے نکاح میں باقی ہے۔ (مستفاد: ایضاح النوادر ۱۵۲/۲)

لم ینفذ حکم الکافر علی المسلم، وینفذ للمسلم علی الذمی الخ
(شامی، کراچی ۵/۴۲۸، زکریا ۸/۲۶)

وأما نکاح منکوحۃ الغیر - لأنه لم یقل أحد بجوازه فلم ینعقد أصلاً.
(شامی، زکریا ۴/۲۷۴، ۵/۱۹۷، کراچی ۳/۱۳۲، ۳/۵۱۶، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲/۷/۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۱ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۱۸۰۶)



(۲۲) باب نکاح المعتدة

معتدہ کو نکاح کا پیغام دینا

سوال [۵۷۳۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اب سے بارہ سال قبل اپنے بڑے بھائی کی بیوی سے ناجائز جنسی تعلقات قائم کئے اور کئی سال تک زنا کاری کرتا رہا، جب ان ناجائز تعلقات کا علم رشتہ داروں کو ہو گیا، تو وہ اپنی محبوبہ کو لے کر فرار ہو گیا اور آج بھی اس کے ساتھ رہتا ہے، کچھ عرصہ گزارنے کے بعد زید کے سگے بھتیجے کا مشتبہ حالات میں انتقال ہو گیا اور اس نے اپنے پیچھے جوان العمر بیوہ اور تین نابالغ بچے چھوڑے، مرحوم کی زندگی میں کچھ حالات اس طرح کے پیش آئے جن سے اندازہ ہوا کہ زید نے مرحوم کی زندگی میں ہی اس کی مسماۃ سے ناجائز تعلقات قائم کر لئے تھے، ان تعلقات کا علم اس وقت ہوا؛ جبکہ ان کی آپسی گفتگو سنی گئی اور ٹیپ کر لی گئی، جو ثبوت کے طور پر محفوظ ہے ان کی گفتگو اور یہ باور کرنے پر مجبور کرتی ہے کہ زید اور بیوہ مذکورہ نے راستہ کا کاٹنا دور کرانے کے لئے مرحوم کو زہر دے کر ہلاک کیا۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں زید اور مسماۃ مذکورہ کے لئے فتویٰ صادر فرمائیں۔

المستفتی: ظہیر عالم ڈانگ، بارہ دری، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مرحوم و مغفور کو زہر دے کر ہلاک کرنے کی بات اس وقت تک شرعی طور پر معتبر نہ ہوگی، جب تک دو شرعی گواہوں کے خود دیکھنے پر شہادت نہ ہو یا خود وہ لوگ اقرار نہ کریں، جن کا ایسے فعل شنیع میں دخل دینے کا شبہ ہے، اس کے بغیر محض شکوک و شبہات اور فون پر گفتگو اس کے ثبوت پر حجت نہیں ہو سکتی ہے؛ اس لئے شرعی طور پر

زید اور بیوہ مذکورہ پر کوئی سزا نہیں ہے؛ البتہ اگر ان دونوں نے بے حیائی کی بات کی ہے تو ان پر بے حیائی کا گناہ ہوگا، توبہ کرنی چاہئے اور عدت گزرنے کے بعد دوسرے مرد سے شادی کی گفتگو کرنا شرعاً ممنوع نہیں ہے بلکہ جائز اور درست ہے؛ البتہ نکاح سے قبل باقاعدہ منجش اور بے حیائی کی بات کرنا گناہ ہے؛ اس لئے اس سے توبہ کرنا ضروری ہے۔

حضرت فاطمہ بنت قیسؓ عدت میں تھی حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے پاس عدت ختم ہوتے ہی اگر کوئی نکاح کا پیغام آئے گا، تو مجھے بتلا دینا؛ چنانچہ اس کے بعد حضرت معاویہؓ اور ابوالجہم کی طرف سے دو پیغام آئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ معاویہ تو فقیر ہے اور ابوالجہم عورتوں پر بہت سخت ہے، تم اسامہ بن زید کے ساتھ نکاح کرلو؛ چنانچہ عدت کے بعد ہی حضرت اسامہ کے ساتھ نکاح ہو گیا۔

حدیث شریف کی عبارت حسب ذیل ہے:

فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُكَ فَجَاءَ أَحَدٌ يَخْطُبُكَ، فَأْتِنِي، فَلَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتِي خَطَبَنِي أَبُو جَهْمٍ، وَمَعَاوِيَةُ، قَالَتْ: فَأْتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: أَمَّا مَعَاوِيَةُ فَرَجُلٌ لَا مَالَ لَهُ، وَأَمَّا أَبُو جَهْمٍ فَرَجُلٌ شَدِيدٌ عَلَى النِّسَاءِ، قَالَتْ: فَخَطَبَنِي أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، فَتَزَوَّجَنِي. فَبَارَكَ اللَّهُ لِي فِي أَسَامَةَ. (ترمذی شریف، کتاب النکاح، باب ما جاء أن لا يخطب الرجل على خطبة أخيه، النسخة الهندية ۱/۲۱۵، دار السلام رقم: ۱۱۳۵)

اور محض نکاح کے ارادہ سے عاشقانہ گفتگو سے زہر کا گمان کرنا قرآنی حکم سے منع ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا . [سورہ حجر: ۱۲] فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۲/۴۶۳۱)

دورانِ عدت دوسرے سے نکاح

سوال [۵۷۳۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی، بیوی ابھی عدت میں تھی تقریباً ایک یا دو حیض گزرنے کے بعد اس نے جان بوجھ کر دوسرے مرد سے شادی کر لی، تو ایسی صورت میں یہ نکاح باطل ہوا۔ اب سوال یہ ہے کہ پہلی ہی رات میں استقرار حمل ہو گیا، تو اس بچہ کا نسب پہلے مرد سے ثابت ہو گا یا دوسرے سے جبکہ اسی حمل سے یہ بچہ پیدا ہوا۔ اب احساس ہوا کہ جائز طریقہ سے نکاح ہونا چاہئے، تو کیا اب نکاح کرنے کے لئے دوبارہ عدت گزارنی ہوگی یا وضع حمل کے فوراً بعد نکاح جائز ہے؟

المستفتی: عبد اللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورتِ مسئلہ میں اس بچہ کا نسب نہ پہلے شوہر سے ثابت ہوگا اور نہ ہی دوسرے سے ثابت ہوگا، اس بچہ کو اس کی ماں کی طرف منسوب کر دیا جائے گا، پہلے شوہر سے نسب ثابت اس لئے نہ ہوگا کہ شوہر ثانی نے ایک یا دو حیض گزرنے کے بعد اس سے نکاح کیا ہے اور حیض کا آثارِ رحم کے خالی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ دوسرے شوہر سے اس لئے ثابت نہ ہوگا کہ یہ نکاح باطل ہے اور نکاح باطل میں نسب کا ثبوت نہیں ہوتا اور وضع حمل کے بعد عدت پوری ہوگئی ہے، صحیح طریقہ سے نکاح کرنے کے لئے دوبارہ عدت گزارنا لازم نہیں؛ لہذا فوراً نکاح کرنا جائز ہے۔

أما منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازہ، فلم ينعقد أصلاً قال فعلى هذا يفرق بين فسادہ و باطله في العدة؛ ولهذا يجب الحد مع العلم بالحرمة لأنه زنى.

(شامی، زکریا ۴/۲۷۴، کراچی ۳/۱۳۲، زکریا ۵/۱۹۷، کراچی ۳/۵۱۶، البحر الرائق، زکریا ۴/۲۴۲، کوئٹہ ۴/۱۴۴)

والظاهر أن المراد بالباطل ما وجوده كعدمه ولذا لا يثبت النسب ولا العدة في نكاح المحارم أيضاً. (شامی، زکریا ۴/۲۷۴، کراچی ۳/۱۳۲)
 أما إذا لم تكن هناك شبهة تسقط الحد بأن كان عالماً بالحرمة فلا يلحق به الولد عند الجمهور، وكذلك عند بعض مشائخ الحنفية؛ لأنه حيث وجب الحد فلا يثبت النسب. (الموسوعة الفقهية الكويتية ۸/۱۲۴)
 الحيضة الواحدة: لتعريف براءة الرحم، والثانية: لحرمة النكاح، والثالثة: لفضيلة الحرية. (مبسوط، دار الكتب العلمية بيروت ۶/۴۲)

أي عدة هؤلاء ثلاث حيض في الحرة التي تحيض وإنما كان كذلك لأنها وجبت لتعرف براءة الرحم لا لقضاء حق النكاح. (البحر الرائق، زکریا ۴/۲۳۵، کوئٹہ ۴/۱۳۸)

العدة لا تجب إلا في نكاح صحيح كذا في السراج الوهاج. (هندية، زکریا ۱/۵۲۸، جدید ۱/۵۸۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۳۸۵۲۰)

مطلقہ کا عدت کی تکمیل سے قبل دوسرا نکاح کرنا

سوال [۵۳۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک عورت کو تین طلاق دیدی گئی اور دوسرے ہی دن اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے پڑھا دیا گیا، وہ نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟

المستفتی: عبدالصمد قاسمی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عدت پوری ہونے سے قبل جو نکاح ہوا ہے، وہ شرعاً باطل ہوا ہے، اس نکاح سے وہ عورت اس دوسرے شخص کی بیوی نہیں ہوئی، ان کا ایک ساتھ رہنا حرام کاری ہوگی۔

وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ. [البقرہ: ۲۳۵]
 وأما نكاح منكوحه الغير و معتدته (إلى قوله) لأنه لم يقل أحد
 بجوازه، فلم ينعقد أصلاً. (شامی، کراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶، زکریا ۴/۲۷۴،
 ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲)

ومنه أن لا تكون معتدة الغير. (بدائع الصنائع، کراچی ۲/۲۶۸،
 زکریا ۲/۵۴۹، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۳/۴۵۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
 الجواب صحیح:
 کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲۵ صفر المظفر ۱۴۱۵ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۸۸۴)
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۴۱۵/۲/۲۵ھ

تکمیل عدت سے قبل دوسرا نکاح کرنا

سوال [۵۷۳۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کا انتقال ہو گیا، اب اس کی بیوی ہندہ نے عدت پوری ہونے سے پہلے ہی دوسرے سے نکاح کر لیا، اس صورت میں اس کا نکاح درست ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی: محمد اختر، حافظ بنی کی پلیہ، مراد آباد (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر سوال نامہ کا درج شدہ بیان صحیح ہے، تو ہندہ

کا دوسرا نکاح شرعاً درست نہیں ہے، اگر دوسرے شوہر کو عدت پوری نہ ہونے کا علم ہے، تو نکاح بالکل باطل ہے اور اگر علم نہیں ہے تو نکاح فاسد ہے، بہر حال مذکورہ نکاح صحیح نہیں ہے۔

أما نكاح الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة، إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه، فلم ينعقد أصلاً، قال فعلى هذا يفرق بين فسادہ و باطلہ فی العدة الخ. (شامی، کراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶/۳، زکریا ۴/۲۷۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲، ہکذا فی المبسوط، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۸۹/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۳۹۰/۲۵)

کیا مطلقہ دوران عدت نکاح کر سکتی ہے؟

سوال [۵۷۳۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوہر نے طلاق دیدی ہے اور تقریباً دس گیارہ دن گزر گئے ہیں، تو اس انشاء عدت میں وہ عورت دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد ابراہیم شاہ، پیت پور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: پوری عدت تین حیض گزرنے سے پہلے دوسرے مرد سے نکاح شرعاً جائز نہیں ہے، اگر نکاح کیا جائے تو وہ شرعاً صحیح نہیں ہوگا، اور یہ دونوں میاں بیوی نہیں کہلائیں گے۔

أما نكاح الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة، إن علم أنها للغير؛ لأنها لم يقل أحد بجوازه، فلم ينعقد أصلاً. (شامی، کراچی ۱۳۲/۳)

۵۱۶/۳، زکریا ۴/۲۷۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۱۴۴،
زکریا ۴/۲۴۲، ہکذا فی البدائع، کراچی ۲/۲۶۸، زکریا ۹/۵۴۹، دارالکتب العلمیۃ
بیروت ۳/۲۸۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۸۱۲/۲۵)

بحالت عدت مطلقہ کا دوسرا نکاح کرنا

سوال [۵۷۳۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل
کے بارے میں: کہ مطلقہ عورت حالت عدت میں نکاح ثانی دوسرے سے کر سکتی ہے
یا نہیں؟ اگر کر لے تو کیا حکم ہے؟

المستفتی: محفوظ الرحمن

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مطلقہ عورت حالت عدت میں از روئے شرع
دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی، اگر حالت عدت میں نکاح کر لے تو شرعاً یہ نکاح باطل ہے
اور ساتھ رہنا حرام کاری ہوگی۔

لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره، وكذلك المعتدة سواء
كانت العدة عن طلاق، أو وفاة. (فتاویٰ عالمگیری، زکریا ۱/۲۸۰، جدید ۱/۲۴۶،
وہکذا فی الشامی، کراچی ۳/۱۳۲، ۵۱۶/۳، زکریا ۴/۲۷۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق
کوئٹہ ۴/۱۴۴، زکریا ۴/۲۴۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/۲/۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲/ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۲۸۰/۳۲)

درمیان عدت نکاح کا حکم

سوال [۵۷۳۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عدت کے درمیان نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور مطلقہ عورت کی عدت کتنی ہے؟ شرعی حکم تحریر فرمائیں کرم ہوگا۔

المسفتی: عزیز اللہ خاں، اصالت پورہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کسی شخص کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائے یا شوہر کا انتقال ہو جائے اور بیوی ابھی عدت کے اندر ہے، تو اس حالت میں دوسرے مرد کے ساتھ نکاح درست نہیں ہوتا ہے، اگر جان بوجھ کر عدت کے اندر دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کیا جائے گا، تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوگا اور اس کے ساتھ زندگی گزارنا زنا کاری اور بدکاری ہوگی اور مطلقہ عورت کی عدت تین ماہواری ہے۔

ومنها أن لا تكون معتدة الغير. لقوله تعالى: ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب أجله أي ما كتب عليها من التبرص. (بدائع الصنائع، زکریا ۵۴۹/۲، کراچی ۲۶۸/۲، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۴۵۱/۳)

وينكح مبانته بمادون الثلاث في العدة وبعدها بالإجماع، ومنع غيره فيها لاشتباه النسب. (در مختار مع الشامی، زکریا ۴۰/۵، کراچی ۴۰۹/۳)

وإذا طلق الرجل امرأته طلاقاً بائناً، أو رجعيّاً، أو وقعت الفرقة بينهما بغير طلاق وهي حرة ممن تحيض فعدتها ثلاثة أقراء الخ. (هدایۃ اشرفی ۴۲۳/۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۴ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۱۹۱)

دورانِ عدت نکاح کرنا

سوال [۵۷۳۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی جس کی طلاق کو ایک ماہ ہو چکا ہے اور وہ لڑکی کسی دوسرے شخص کے گھر پر رہتی ہے، اس لڑکی کے نہ ہی ماں باپ ہیں اور نہ ہی بھائی بہن میں سے کوئی موجود ہے، اب اس لڑکی کا نکاح ایک دوسرے لڑکے کے ساتھ ہونے جا رہا ہے؛ جبکہ اس لڑکی نے عدت طلاق نہیں گزاری ہے، تو اس لڑکی کا نکاح ثانی ہو سکتا ہے یا نہیں؟ کم از کم کتنا وقت گزرنا چاہیے؟

المستفتی: عبدالحفیظ، مغل پورہ، لال اسکول، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طلاق ہوئے ابھی صرف ایک مہینہ گزرا ہے اور طلاق کے بعد دوسرے مرد سے نکاح کرنے کے لئے حکم شرعی اور شرط یہی ہے کہ طلاق کی عدت یعنی تین ماہواری گزر جائیں، اس کے بعد کسی دوسرے مرد کے ساتھ نکاح جائز ہے؛ لہذا تین ماہواری گزرنے سے پہلے پہلے دوسرے مرد کے ساتھ نکاح درست نہیں؛ لہذا مکمل تین ماہواری گزرنے کا انتظار کیا جائے، اس کے بعد دوسرا نکاح کیا جائے۔

أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخل فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. (شامي، كراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶/۳، زکریا ۲۷۴/۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، زکریا ۲۴۲/۴، کوئٹہ ۱۴۴/۴) فقط والله سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۷/۵/۱۵

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۹۰۰۵)

دوران عدت نکاح کرنا

سوال [۵۷۳۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے تین سال قبل اپنی لڑکی کا رشتہ طے کیا اس کے بعد چھان بین پر معلوم ہوا کہ لڑکی کا ہونے والا شوہر دین سے قطعی غافل اور شرابی و باش ہے، جب زید نے یہ شکایتیں کیں تو لڑکے کی بہن و دیگر رشتہ دار اور اس رشتہ کرانے میں معاون (درمیانی فرد) نے قسم کھا کر یقین دلایا، یقین ہونے پر زید نے اپنی لڑکی سے نکاح کر دیا، شادی و رخصتی کے دو یوم کے بعد لڑکی کے آنے پر معلوم ہوا کہ لڑکا واقعی طرح طرح کے نشوں میں ملوث ہے اور یہ کہ زید کی لڑکی کے سسرال والوں نے جہیز کا نام رکھتے ہوئے طعنہ زنی کی، جب زید نے ذمہ داران سے شکایت کی تو شوہر مذکور نے ان ہی ذمہ داران کو گالیاں بکیں اور مار پیٹ کی، تب ہی ذمہ داران زید کے پاس آ کر اپنی ذمہ داری سے سبکدوشی ظاہر کر کے چلے گئے، زید نے اپنی لڑکی کو روک لیا اور کسی بڑے ذمہ دار اور با اثر شخصیت کو لانے کیلئے شوہر مذکور سے کہا، جس پر لڑکے نے کہا کہ میری بیوی ہے میں جانوں؛ جبکہ بیوی مذکورہ جانے سے انکار کرتی رہی، اس پر لڑکے نے اس امر کا کہ میری بیوی ایک لاکھ روپیہ و زیور لے کر فرار ہو گئی اپنے شہر میں دعویٰ کر دیا، درمیان مقدمہ لڑکی کی نند (شوہر مذکور کی بہن) نے آ کر کہا کہ لڑکا اپنی بیوی کو اپنے یہاں رکھے گا بھی نہیں اور طلاق بھی نہیں دے گا؛ بلکہ لڑکی کو اسی طرح بوڑھا کر دے گا، اس کے بعد تب ہی سے زید طلاق حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگا لگ بھگ ڈھائی سال کی متواتر کوشش اور دعاؤں کے بعد زید نے ذمہ داران اور اچھی شخصیتوں کے ذریعہ اس ظالم سے اپنی لڑکی مذکورہ کو آزاد کرالیا لڑکی کے آزاد ہوتے ہی اللہ کے کرم سے فوراً ایک رشتہ آ گیا، دوسرے رشتہ کرنے والے کہتے ہیں کہ ہم لوگ رشتہ فوراً کر کے جانا چاہتے ہیں؛ کیونکہ ہمارے پاسپورٹ کے ویزے میں وقت نہیں ہے اور دوسری بات یہ کہ ہم لوگ

نکاح کی رسید دکھا کر لڑکی مذکورہ کا پاسپورٹ بنوائیں گے، لڑکا نمازی ہے بفضل الہی زید کو بتایا جائے؛ کیونکہ طلاق کے بعد لڑکی مذکورہ کے لئے ایک منزل عدت کی ہے۔

مندرجہ بالا حالات میں عدت کے لئے کیا حکم دین ہے؛ تاکہ زید اپنی لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرا کے اپنی ذمہ داری اور فرض سے سبکدوش ہو سکے؟

نوٹ: طلاق ۲۵/اپریل ۱۹۹۲ء کو ہوئی ہے اور لڑکی مذکورہ نے اپنے تمام مطالبات مہر وغیرہ بروقت طلاق معاف کر دیئے ہیں۔

المستفتی: محمد رفیق شیدی سرائے، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شرعی طور پر طلاق ہونے کے بعد عدت پوری ہونے سے پہلے دوسری جگہ نکاح ناجائز اور حرام ہے، اگر عدت کے دوران نکاح کر دیا جائے، تو شرعاً نکاح صحیح نہ ہوگا؛ اس لئے ہرگز ایسا ارادہ نہ کیا جائے۔

وأما منكوحة الغير ومعتدته (إلى قوله) لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً؛ ولهذا يجب الحد مع العم بالحرمة لأنه زنى. (شامي، كراچی ۱۳۲/۳، ۵۱۶/۳، زکریا ۲۷۴/۴، ۱۹۷/۵، البحر الرائق، زکریا ۲۴۲/۲، کوئٹہ ۱۴۴/۴، وھکذا فی الھندیۃ ۱/۲۰۸، جدید ۱/۳۶۶ بدائع الصنائع، کراچی ۲۶۸/۲، زکریا ۵۴۹/۲، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۳/۵۱، مبسوط دارالکتب العلمیۃ بیروت ۳۰/۲۸۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۱۰/۲۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۴ شوال المکرم ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۲۸۶۳)

دوران عدت نکاح کا حکم شرعی

سوال [۵۷۴۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ہماری بستی میں ایک عورت کو طلاق مغلظہ ہوئی، ابھی طلاق دئے ہوئے بیس دن ہوئے تھے کہ عورت نے دوسرا نکاح کر لیا۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ دوسرا نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟
برائے کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔
المستفتی: محمد ایوب، نئی بستی، ہلدوانی، شاہی چکن بریانی سینٹر
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طلاق کے بیس دن بعد دوسرے مرد سے جو نکاح ہوا ہے، اگر جانہیں میں سے دونوں نے جان بوجھ کر یہ نکاح کیا ہے، تو وہ نکاح باطل ہوا ہے، اب دوسرے شوہر کے ساتھ جو ہمبستری ہوگی وہ بدکاری اور حرام کاری ہوگی؛ اس لئے فوری طور پر دونوں کے درمیان تفریق لازم ہے۔

أما نكاح منكوحه الغير و معتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة
إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. (شامي،
کراچی ۳/۵۱۶، ۳/۱۳۲، زکریا ۴/۲۷۴، ۵/۱۹۷، البحر الرائق، زکریا ۴/۲۴۲، کوئٹہ
۴/۱۴۴، قاضی خان ۱/۳۶۶، جدید ۱/۲۲۱ ہندیہ ۱/۲۸۰ جدید زکریا ۱/۳۴۶)

واتفقوا على التوبة من جميع المعاصي واجبة، وإنها واجبة على
الفور لا يجوز تأخيرها سواء كانت صغيرة أو كبيرة. (شرح
النووي ۳/۳۵۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۸/۱۰/۱۴۳۵ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸/شوال المکرم ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۹۷۱۱۶)

عدت سے قبل بغیر حلالہ کے شوہر کا مطلقہ سے نکاح کرنا

سوال [۵۷۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاق دی اور مکمل عدت سے قبل بغیر حلالہ کے شوہر نے اس مطلقہ بیوی سے نکاح کر لیا، تقریباً ساڑھے تین سال سے یونہی زندگی بسر کر رہا ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ شوہر نے جو اس مطلقہ بیوی سے تکمیل عدت سے قبل نکاح کر کے مجامعت وغیرہ کی اور پھر اس سے اولاد پیدا ہوئی، تو ان جملہ اشیاء مذکورہ کا شریعت میں کیا حکم ہے؟ نیز اس عورت کے ساتھ زندگی گزارنے کی کوئی جواز کی صورت ہو، تو تشفی بخش جواب سے نوازیں؟

المستفتی: ضیاء الدین، بیر بھوی، متعلم مدرسہ شاہی مراد آباد
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر نے مطلقہ ثلاثہ سے حلالہ کے بغیر جو نکاح کیا ہے، یہ زنا اور حرام کاری ہے، اگر شریعت اسلامی ہوتی تو دونوں کو سنگسار کر دیا جاتا؛ لہذا اب مرد اور عورت دونوں کے لئے لازم ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے فوراً علیحدہ ہو جائیں۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۵۱۳/۲)

أما المطلقة ثلاثاً إذا جامعها زوجها في العدة مع علمه أنها حرام عليه ومع إقراره بالحرمة لا تستأنف العدة؛ ولكن يرجم الزوج والمرأة.
(فتاویٰ عالمگیری، ۵۳۲/۱-۵۸۵/۱ جدید)

اگر دونوں ایک ساتھ رہنا چاہیں تو جواز کی صورت یہ ہے کہ عورت کسی شخص سے باقاعدہ نکاح کرے اور وہ شخص ہمبستری کے بعد طلاق دیدے یا مرجائے اس کے بعد عدت گزار کر پھر آپس میں نکاح درست ہے۔

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ هـ. [البقرہ: ۲۲۹]
فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۶/۵ھ

کاتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲ جمادی الثانیہ ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۷۳۵)

عدت گزارے بغیر نکاح

سوال [۵۷۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک ایسی عورت جو کہ حاملہ تھی کسی وجہ سے حمل گر گیا اور ڈاکٹر نے کی رائے کے مطابق پیٹ بالکل صاف ہو گیا، پورا یقین ہے کہ وہ اب حاملہ نہیں ہے، بعدہ فوراً طلاق کی نوبت پہونچی اور کسی بھی وقت شوہر سے تنہائی نہیں ہوئی۔ دریافت طلب بات یہ ہے کہ مذکورہ حالات میں عدت کے بغیر نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: سلطان احمد، جامع مسجد، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حمل کے گر جانے کے بعد اگر طلاق کی نوبت آگئی اور کسی بھی وقت شوہر سے تنہائی نہیں ہوئی، تب بھی عورت پر تین حیض تک عدت گزارنا واجب ہے اور بغیر عدت گزارے دوسرا نکاح کرنا کسی بھی حال میں درست نہیں ہوگا۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۴۰۲/۶، جدید ذکر یا ۴۲۰/۶)

وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ. [البقرة: ۲۳۵]

إذا طلق الرجل امرأته طلاقاً بائناً، أوجعياً - إلى ما قال - وهي حرة ممن تحيض فعدتها ثلاثة أقراء. (عالمگیری زکریا ۵۲۶/۱، جدید ۵۸۰/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۷/۶ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸/رجب المرجب ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف: ۸۴۴۲۷)

معتدہ کا دوسری جگہ نکاح کرنا

سوال [۵۷۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دیدی ہے اور ہندہ چاہتی ہے کہ وہ دوسری شادی جلدی ہی کرے عدت سے قبل تو کیا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ دوسری شادی کرے؟
المستفتی: جابر حسین، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عدت کی حالت میں عورت کا دوسرے شوہر سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے، تین حیض گزرنے کے بعد دوسرے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے۔
(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم، ۳۳۱/۱)

وهي في حق حرة تحيض لطلاق، أو فسخ بعد الدخول حقيقة،
أو حكماً ثلاث حيض كوامل. (در مختار مع الشامی، زکریا ۵/۱۸۱،
کراچی ۳/۵۰، ۵۰۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۷/۱۵ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵/رجب المرجب ۱۴۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۸۳۲۳۵)

طلاق نامہ پر انگوٹھا لگوانے سے طلاق اور عدت کے اندر نکاح

سوال [۵۷۴۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکا نواب جان جو کہ بالغ ہے، جس کے والدین نہایت شریف ہیں لڑکا بے نمازی بے ادب بدتمیز ہے ناکارہ ہے، آئے دن اس کی یہ شکایتیں ملتی ہیں کہ اس نے فلاں کی لڑکی کو پکڑ لیا، عزت دار ماں باپ نے کئی جگہ سے رشتہ چلانے کی کوشش کی؛ لیکن درمیانی لوگوں نے رشتہ نہیں ہونے دیا مجبوراً ایک ایسی لڑکی سے جس کے ماں باپ نہایت غریب ہیں اور یہ لڑکی ایک سال سے چھوٹی ہوئی ہے اپنے والدین کے گھر پر تھی لڑکی اور لڑکے کے والدین نے آپس میں مشورہ کر کے پہلے شوہر کا انگوٹھا لے کر لڑکی کو آزاد کر لیا

اور مجبوری کے تحت ایک ماہ گیارہ دن کے بعد دوسرے لڑکے نواب جان سے نکاح کر دیا، حالات کی مجبوری کو سامنے رکھتے ہوئے کیا یہ نکاح درست ہے؟ اور اس نکاح میں شامل ہونے والوں کے لئے کیا حکم ہے؟

المستفتی: قمر الدین، کندرکی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: انگوٹھا لگانے کا مطلب اگر طلاق دلوانا ہے اور زبانی یا تحریری طلاق ہی دینا مراد ہے تو اگرچہ شوہر سے طلاق ہو گئی ہے، مگر ایک ماہ گیارہ دن میں عدت پوری نہیں ہو سکتی؛ اس لئے دوسرا نکاح جو نواب جان کے ساتھ ہوا ہے، وہ شرعی طور پر نہیں ہوا ہے دونوں میں فوراً علیحدگی لازم ہے، وہ نواب جان کی بیوی نہیں ہوئی۔

أما نكاح منكوحه الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينقصد أصلاً؛ ولهذا يجب الحد مع العم بالحرمة لأنه زنى. (شامی، کراچی ۳/۵۱۶، ۳/۱۳۲، زکریا ۴/۲۷۴،

۵/۹۷، البحر الرائق، زکریا ۴/۲۴۲، کوئٹہ ۴/۱۴۴)

اور جو لوگ اس دوسرے نکاح میں شریک ہوئے ہیں ان کو توبہ کر لینی چاہئے۔

فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۷۸۰)



(۲۳) باب نکاح المطلقہ

مطلقہ مغلطہ کا بعد العدة دوسری جگہ نکاح کرنا

سوال [۴۵/۵۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ڈھائی سال کا عرصہ ہوا، جب میری شادی ہوئی تھی، میرے شوہر آگ میں جل کر ختم ہو گئے تھے، پھر میرا نکاح دیور سے ہو گیا تھا، اس نے بھی کچھ عرصہ بعد تین طلاق دیدی تھی، اب میں پھر تیسرے آدمی سے نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ کیا شرعاً اجازت ہے میرا نکاح ہو سکتا ہے؟ میرا کوئی دوسرا سہارا نہیں ہے مجبوراً نکاح کرنا چاہتی ہوں۔

المستفتی: ساجدہ بی، کرولہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بر تقدیر صحت واقعہ جب شوہر نے طلاق مغلطہ دیدی اور دو سال کا عرصہ گزر گیا، تو اس کی عدت مکمل ہو گئی اب تیسرے شخص سے نکاح کرنا جائز اور درست ہے۔

وکذا لو قالت امرأته لرجل طلقني زوجي وانقضت عدتي لا بأس أن ينكحها. (در مختار، کتاب الطلاق، باب العدة،، زکریا ۵/۲۱۵، کراچی ۳/۵۲۹)

يجوز لها أن تتزوج بآخر إن كان قد طلقها. (عالمگیری، زکریا ۱/۵۲۸ جدید ۱/۵۸۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ صفر المظفر ۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۶۵۸)

طلاق کے ڈھائی ماہ بعد دوسرا نکاح کرنا

سوال [۵۷۴۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی لڑکی شکیلہ کی شادی کی تو شکیلہ بعد الدخول اپنے میکہ چلی آئی اور شوہر کے گھر نہ جانے کا ارادہ کر لیا، تو زید نے شوہر سے طلاق لے کر اس کی دوسری شادی کر دی؛ جبکہ میاں بیوی کی فرقت پانچ ماہ رہی اور طلاق کی مدت ڈھائی ماہ رہی۔ کیا اس کی دوسری شادی شریعت کے مطابق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: ظفر الہدیٰ، چمپارنی، معلم مدرسہ شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر طلاق ہو جانے کے بعد ڈھائی ماہ کے درمیان میں تین مرتبہ ماہواری آپچی ہے، تو دوسرا نکاح صحیح اور درست ہو چکا ہے اور اگر ڈھائی ماہ میں مرتبہ ماہواری نہیں آئی، تو دوسرا نکاح صحیح نہ ہوگا۔

عن مسروق في النبي تزوجت في عدتها، قال: فرق عمر رضي الله عنه بينهما، وقال: كان النكاح حراما فجعل الصداق حراماً، فجعل الصداق في بيت المال. (سنن سعيد ابن منصور، باب المرأة تزوج في عدتها، دار الكتب العلمية بيروت ۱/ ۱۸۸، رقم: ۶۹۴)

لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره، وكذلك المعتدة، كذا في السراج الوهاج سواء كانت العدة عن طلاق، أو وفاة. (هندية، كتاب النكاح، الباب الثالث في المحرمات القسم السادس المحرمات التي يتعلق بها حق الغير، زكريا ۱/ ۲۸۰، جديد ۱/ ۳۴۶)

إذا طلق الرجل امرأته (إلى قوله) وهي حرة ممن تحيض فعدتها ثلاثة قروء. (هداية، اشرفي دیوبند ۲/ ۴۲۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳۰/ ذی قعدہ ۱۴۱۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۳۴۳)

مطلقہ مرتدہ سے دوبارہ نکاح

سوال [۵۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ انوار احمد نے اپنی بیوی نور جہاں کو اس کی آوارگی کی بناء پر طلاق دے کر گھر سے نکال دیا اور نور جہاں گھر سے چلی گئی اور مرتد ہو کر کسی غیر مسلم سے شادی کر لی اس کے بعد کسی مسلمان کو اس کا علم ہوا کہ نور جہاں مسلمان ہیں، تو اس مسلمان نے نور جہاں کو ہندو کے گھر سے نکال کر نور جہاں سے نکاح کر لیا، اس کے بعد نور جہاں کے غلط چال چلن کو دیکھ کر اس بندہ خدا نے بھی نور جہاں کو طلاق دے دی۔

نیز نور جہاں نے بھی پھر مرتد ہو کر کسی غیر مسلم سے شادی کر لی اور ہندو کے گھر میں رہنے لگی، جہاں نور جہاں رہتی تھی وہ قصبہ انوار کے گاؤں کے قریب تھا، اس کا پتہ سابق شوہر انوار احمد کو چل گیا اور دوسرے لوگوں نے انوار سے کہا کہ یہ بڑی شرم کی بات ہے کہ نور جہاں ہمارے قریب ہی ہندو کے گھر میں رہ رہی ہے، تو انوار احمد اس غیرت کی وجہ سے موقع پا کر نور جہاں کو ہندو کے گھر سے نکال لایا اور مسلمان کر کے نور جہاں کو گھر میں رکھنے لگا، تو نور جہاں نے کہا یا تو مجھ سے نکاح کرو ورنہ میں موقع پا کر بھاگ جاؤں گی اور مرتد ہو جاؤں گی۔ آیا ان حالات کے پیش نظر اس سے کس شکل میں نکاح کرے اور نور جہاں کو آئے ہوئے تقریباً آٹھ ماہ ہو چکے ہیں اور وہ حاملہ بھی نہیں ہے؟ لہذا آپ سے درخواست ہے کہ ان حالات کو سمجھ کر جواب سے نوازیں۔

المستفتی: محمد اسلام قاسمی، خادم مدرسہ خازن العلوم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: انوار احمد نے نور جہاں کو اگرچہ تین طلاق دیدی تھی، پھر بھی انوار احمد کے لئے نور جہاں کے ساتھ نکاح درست ہو جائے گا؛ کیونکہ انوار احمد کے طلاق دینے کے بعد نور جہاں کسی مسلمان شخص سے نکاح ثانی کر چکی ہے اور اگر تین طلاق

نہیں دی تھی تب تو ہر حال میں نکاح جائز ہے۔

قال الله تبارک و تعالیٰ: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. [البقرہ: ۲۳۰]

وإن كان الطلاق ثلثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(فتاویٰ عالمگیری، زکریا ۱/۷۷۳، جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴/رجب المرجب ۱۴۱۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۱۸۶۹)

مطلقہ مرتدہ کا پہلے شوہر سے نکاح

سوال [۵۷۴۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک عورت نور جہاں اپنے شوہر کے پاس سے غیر آدمیوں کے ساتھ فرار ہو گئی، اس کا کوئی پتہ نہیں کہ کہاں ہے، اس کے شوہر نے اس کو طلاق دیکر دوسری شادی کر لی، تقریباً چار سال کے بعد نور جہاں کا پتہ چلا کہ وہ کسی غیر مسلم کے ساتھ ہے اور خود بھی کافر ہو گئی ہے، اس کے کافر ہونے کی شہادت موجود ہے، کافر ہونے کے پتہ ہونے کے بعد اس کے شوہر کو لوگوں نے برا بھلا کہا کہ تیری عورت غیر مسلم کے ساتھ ہے اس کو پہلے وہاں سے بلا لے، نور جہاں سے کہا گیا تو نور جہاں اس شرط پر راضی ہوئی کہ میں اپنے پہلے مسلمان شوہر کے ساتھ مسلمان ہو کر نکاح کر سکتی ہوں ورنہ ہندو ہی رہوں گی، تو اس کا شوہر اس صورت میں نکاح کر سکتا ہے؟ نور جہاں کو مسلمان کرنے کے بعد حلالہ کرنا پڑے گا یا بغیر حلالہ کے نکاح ہو سکتا ہے یا کوئی اور صورت ہے؟

مفصل جواب تحریر کر دیں مسئلہ بہت نازک صورت اختیار کر چکا ہے، مہربانی فرما کر

جواب جلد تحریر کر دیں ورنہ کوئی اور بات ہو سکتی ہے جو زیادہ پریشان کرنے والی ہے۔

المستفتی: محمد الیاس قاسمی، مدرس مدرسہ فیض العلوم، افضل گڈھ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نور جہاں کا مسئلہ اس سے پہلے یہاں آچکا ہے،

اس کا جواب ۱۴/۱۱/۱۴۰۱ھ کو جاچکا ہے موجودہ سوال میں اور اس سے قبل والے سوال میں فرق ہے، جناب مولانا محمد اسلام قاسمی مدرس مدرسہ خازن العلوم ڈریال نے سوال یوں لکھا ہے، انوار احمد نے اپنی بیوی نور جہاں کو طلاق دے کر نکال دیا اور نور جہاں نے مرتد ہو کر کسی غیر مسلم سے شادی کر لی، تو مسلمان کو علم ہونے پر ایک مسلمان شخص نے اس سے شرعی نکاح کر لیا، پھر اس نے بھی طلاق دیدی تو پھر مرتد ہو کر غیر مسلم کے یہاں چلی گئی، تو اب انوار احمد دوبارہ نور جہاں سے شادی کرنا چاہتا ہے، اگر ایسا ہی ہے تو انوار کے لئے نور جہاں کے ساتھ نکاح ہر صورت میں جائز ہے اور اگر ایسا نہیں ہے؛ بلکہ شوہر اول نے ہی طلاق دی ہے اور تین طلاق سے کم یعنی دو یا ایک دی تھی، تو بھی شوہر کے لئے دوبارہ نور جہاں سے شادی کرنے کی اجازت ہے، ہندو کے یہاں سے فوراً علیحدہ کر لیا جائے اور ہندو کی عدت بھی ضروری نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۹ شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۱۹۱۹)

مطلقہ ثلاثہ کا طلاق کے گیارہ ماہ بعد دوسرا نکاح کرنا

سوال [۵۷۴۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میرے داماد نے میری لڑکی کو تین طلاق دیدی ہیں، تقریباً گیارہ ماہ کا عرصہ ہو گیا، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ طلاق ہو گئی یا نہیں؟ اور اب دوسری جگہ نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: شجاعت خاں، محلہ لالباغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ صورت میں آپ کی لڑکی پر طلاق مغلظ واقع ہوگئی ہے اور طلاق دیئے ہوئے گیارہ ماہ گزر چکے ہیں؛ لہذا عدت بھی گزر چکی ہے، اب جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے اور پہلے شوہر کے ساتھ بغیر حلالہ شرعیہ نکاح جائز نہ ہوگا۔
(مستفاد: احسن الفتاویٰ ۱۲۹/۵، فتاویٰ دارالعلوم ۹۱/۹)

قال الله تبارك وتعالى: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. [سورة البقرة: ۲۳۰]

عن عائشة، قالت: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم: عن رجل طلق امرأته فتزوجت زوجاً غيره فدخل بها، ثم يطلقها قبل أن يواقعها أتحل لزوجها الأول؟ قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا تحل للأول حتى تذوق عسيلة الآخر ويذوق عسيلتها. (سنن أبي داود، كتاب الطلاق، باب المبتوتة لا يرجع إليها زوجها حتى تنكح زوجاً غيره، النسخة الهندية ۳۱۶/۱، دارالسلام رقم: ۲۳۰۹)

يجوز لها أن تتزوج بآخر إن كان قد طلقها. (هندية، زكريا ۵۲۸/۱، جديد ۵۸۱/۱)

لو قالت امرأته لرجل: طلقني زوجي وانقضت عدتي لا بأس أن ينكحها.
(در مختار، کراچی ۵۲۹/۳، زکریا ۲۱۵/۴)

وإذا قال لإمرأته: أنت طالق و طالق و طالق، ولم يعلقه بالشرط إن كانت مدخولة طلقت ثلاثاً. (هندية، زكريا ۳۵۵/۱، جديد ۴۲۳/۱)
فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ جمادی الثانیہ ۱۴۰۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۵۸۳۳)

حلالہ کے بعد نکاح کرنا اور اہل بستی کا اس کو حرام کہنا

سوال [۵۷۵۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ذاکر حسین ولد امیر حسن کا نکاح مسماۃ بی بی مکھاں کے ساتھ ہوا تھا اور ان سے ایک بچی ہے اور ذاکر حسین کی بہن بی بی فاطمہ کا نکاح برکت علی کے ساتھ ہوا تھا، جو بی بی مکھاں کے بھائی ہیں یعنی آپس میں بڑے کی رشتہ داری تھی ذاکر حسین اور بی بی مکھاں کے درمیان اچھی زندگی گزر رہی تھی اور برکت علی بی بی فاطمہ کو نہیں بسنا چاہتا تھا، بی بی مکھاں کے بھائی برکت علی اور اس کی ماں نے ذاکر حسین سے زبردستی طلاق لینا چاہی بی بی مکھاں تیار نہیں تھی، اس کے بعد برکت علی اور برادری والوں نے زبردستی ذاکر حسین سے تین طلاق لے لی، چار ماہ کے بعد برکت علی اپنی بیوی مکھاں کا نکاح دوسری جگہ کرنے لگے، وہ بھاگ کر ذاکر حسین کے گھر آ گئی لیکن چونکہ تین طلاق تھی اس لئے حلالہ کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا تھا چنانچہ ذاکر حسین کے چھوٹے بھائی طالب حسین کے ساتھ بی بی مکھاں کا نکاح کر دیا، نکاح کے دس دن بعد طالب حسین نے طلاق دیدی، بی بی مکھاں نے ذاکر حسین کی والدہ کے پاس تین ماہ دس دن عدت گزارنے کے بعد بی بی مکھاں کا نکاح پہلے شوہر ذاکر حسین سے کر دیا اور نکاح شریعت کے مطابق ہوا ہے، تو برادری والے نے ذاکر حسین اور اس کے والد حاجی امیر حسین کو بستی سے باہر نکالنے لگے کہ تم حرام کار ہو؛ جبکہ وہ اکیلا ہے، تو برادری والوں کا ایسا کرنا جائز ہے؟ اور نکاح درست ہوا یا نہیں؟

المستفتی: قمر الدین، قاسمی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ذاکر حسین کا حلالہ شرعیہ کے بعد مسماۃ بی بی

مکھاں کے ساتھ نکاح کرنا شرعی طور پر جائز اور درست ہے، بستی کے لوگوں کے لئے یہ جائز

نہیں ہے کہ اس کو حرام کار کہہ کر بستی سے باہر نکال دیں۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها .

(ہندیہ، زکریا ۱/۴۷۳، جدید ۵۳۵/۱ تاتار خانیہ، زکریا دیوبند ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳)

عن أنس بن مالك، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:

لا تباعضوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله اخوانا. (مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ،

باب تحریم التحاسد والتباعض والتدابیر، النسخة الهندية ۲/۳۱۵، بیت الأفكار رقم: ۲۵۵۹)

عن واثلة بن الأسقع، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

لا تظهر الشّماتة لأخيك في رحمته الله ويبتليک. (سنن الترمذی، أبواب

صفة القيامة، باب بالترجمة، النسخة الهندية ۲/۷۷، دار السلام رقم: ۲۵۰۶،

مشكاة ۲/۴۱۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۰۵۹۶/۳۹)

خلع شدہ عورت سے بلا حلالہ نکاح

سوال [۵۷۵۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک عورت دو سال قبل خلع حاصل کر کے شوہر سے الگ ہو گئی تھی، اس کے

بعد سے کسی سے نکاح نہیں کیا، اس طویل عرصہ کے بعد اب اسی شوہر کے ساتھ ازدواجی

زندگی گزارنی چاہتی ہے، اس صورت میں تجدید نکاح کافی ہے یا حلالہ کرنا ضروری ہے؟

المستفتی: محمد عبدالکیم حسینی قاسمی، حیدرآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مسئلہ میں عورت نے خلع لینے کے بعد دو

سال کے عرصہ میں کسی دوسرے مرد سے نکاح نہیں کیا ہے، تو اگر خلع کے وقت عورت حاملہ تھی اور وضع حمل ہو گیا ہے، یا دو سال کے عرصہ میں تین حیض مکمل ہو چکے ہیں، تو عورت نکاح سے بالکل باہر ہو گئی ہے، عورت کو اب پہلے شوہر کے ساتھ رہنے کے لئے صرف دوبارہ نکاح کر لینا کافی ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۱۶۰/۳، معارف القرآن ۵۰۶/۱)

اور یہ حکم اس وقت ہے؛ جبکہ شوہر نے خلع کے وقت زبانی تین طلاق نہ دی ہوں۔

قال الله تبارک وتعالیٰ: فَاِمْسَاكِ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِبِحِ بِاِحْسَانٍ .

[البقرہ: ۲۲۹] فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۳۱/۲۰ھ

کتابتہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۴۲۲۹)

کیا طلاق کے بعد بیوی دوسری شادی کر سکتی ہے؟

سوال [۵۷۵۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میرے شوہر بار بار بھائیوں سے پیسے لانے پر مجبور کرتے تھے، ایک بار ایسا ہوا کہ میرے شوہر کے پیسے مانگنے پر میرے بھائی نے ۳۵۰۰۰ روپے دیدیئے کاروبار کرنے کے لئے؛ لیکن وہ رقم کاروبار میں نہ لگا کر سٹھ میں لگا دی، اس بات کو لے کر آپس میں کچھ بات بڑھی تو میرے شوہر نے تین بار طلاق دیدی۔

طلاق کے الفاظ یہ ہیں: طلاق، طلاق، طلاق میں نے تجھے آزاد کیا، یہ واقعہ چار سال قبل کا ہے اس بات کو میں حلفیہ کہتی ہوں یہ الفاظ میں نے اور میری دو بیٹیوں نے اپنے کانوں سے سنے ہیں، اس واقعہ کا علم جب میرے بھائی اور خالو کو ہوا، تو ان کے معلوم کرنے پر میرے شوہر نے اقرار کیا کہ ہاں دومرتبہ طلاق دی ہے؛ لیکن اب وہ انکار کرتا ہے کہ میں نے

کوئی طلاق نہیں دی ہے، جب سے میں اپنی ماں کے گھر رہتی ہوں، ان دونوں صورتوں میں طلاق وعدت ہو چکی ہو، تو کیا میں دوسرا نکاح کر سکتی ہوں؟

المستفتی: عرشی خاں، نجیب آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال کا حاصل یہ ہے کہ بیوی اس بات کی مدعیہ ہے کہ شوہر نے تین طلاقیں دیدی تھیں اور ایک بار آزاد کر دیا کا لفظ استعمال کیا تھا اور آزاد کر دیا کا لفظ بھی ہمارے عرف میں طلاق صریح کے لئے استعمال ہوتا ہے، تو بیوی کے دعویٰ کے مطابق تین طلاق واقع ہو گئی اور ایک طلاق لغو ہو گئی، ایسی صورت میں بیوی شوہر کے لئے قطعی طور پر حرام ہو چکی ہے اور بیوی کے لئے شوہر کے پاس جانا اور اس کو قابو دینا قطعی طور پر جائز نہیں ہے اور شوہر کی طرف سے دو باتیں سامنے آئی ہیں کہ بیوی کے بھائی اور اس کے خالو کے سامنے اس نے دو طلاقیں کا اقرار کر لیا تھا اور اس واقعہ کے زمانہ سے بیوی شوہر سے بالکل الگ رہی ہے، تو ایسی صورت میں بعد میں شوہر کہتا ہے کہ میں نے کوئی طلاق نہیں دی، تو شوہر کے اس انکار کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا؛ اس لئے کہ دو گواہوں کے سامنے طلاق کا اقرار کر چکا ہے؛ لہذا اگر طلاق کے واقعہ کے بعد سے میاں بیوی کے درمیان ملاقات نہیں ہوئی ہے، تو چار سال کی مدت میں اس کے اقرار کے مطابق دو طلاق واقع ہو کر بیوی بائنا ہو چکی ہے اور اس مدت میں عدت بھی پوری ہو گئی ہے؛ لہذا اب عورت کہیں بھی دوسرے شخص سے نکاح کر کے باعصمت زندگی گزار سکتی ہے۔

ان من أقرب بطلاق سابق يكون ذلك إيقاعاً منه في الحال. (المبسوط

للسرخسي، دارالكتب العلمية بيروت ۱۰۹/۴)

ونصا بها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا، أو غيره

كنكاح وطلاق..... رجلا ن..... أو رجل وامرأتان. (شامی، کتاب الشہادات،

زکریا ۵۱۷۸/۸ شامی کراچی/۴۶۵، ہندیہ، زکریا ۳/۴۵۱، جدید ۳۸۸/۳

المحيط البرهاني، المجلس العلمي ببيروت ۱۳/۱۴۶، رقم: ۱۴۸۷۴، كوئٹہ ۱۰/۱۷۶، تبیین الحقائق، امدادیہ ملتان ۴/۲۰۹، زکریا ۵/۱۵۱، البحار الرائق ۷/۱۰۳، ہدایہ، مکتبۃ البشرى ۵/۴۰۲)

وابتداء العدة في الطلاق عقيب الطلاق وفي الوفاة عقيب الوفاة، فإن لم تعلم بالطلاق، أو الوفاة حتى مضت مدة العدة، فقد انقضت عدتها. (ہدایہ، اشرفی دیوبند ۲/۴۲۵، ہندیہ زکریا ۱/۵۳۲، جدید ۱/۵۸۴)

وتنقطع الرجعة إن حکم بخروجها من الحيضة الثالثة، إن كانت حرة. (ہندیہ، زکریا ۱/۴۷۱، جدید ۱/۵۳۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ علم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۸۹/۴۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۰/۷/۱۴۳۲ھ

شوہر ثانی سے طلاق کے بعد شوہر اول سے نکاح

سوال [۵۷۵۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی تھی، عدت کے بعد میری بیوی نے دوسرے مرد سے نکاح کر لیا تھا، ایک دو مہینہ وہ دونوں میاں بیوی کی طرح ساتھ رہے، پھر اس دوسرے شوہر نے طلاق دیدی۔ اب میں اسے رکھنا چاہتا ہوں، تو حلال طریقہ سے رکھنے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد نور الہی، محلہ نواب پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سائل سے زبانی معلوم ہوا ہے کہ دوسرے شوہر سے طلاق کے بعد بغیر عدت اور بغیر نکاح کے شوہر اول نے اپنے پاس رکھا ہے اور اس میں سال بھر سے بھی زیادہ عرصہ گزر چکا ہے، تبلیغی جماعت میں جانے کے بعد سائل کو اس طرح

حرام کاری پر احساس پیدا ہوا، اب وہ حلال طریقہ سے رکھنا چاہتا ہے، تو حلال طریقہ سے رکھنے کے لئے دوسرے شوہر کی عدت کے بعد نکاح کر کے رکھنا جائز ہے اور چونکہ دوسرے شوہر کی طلاق کو سال بھر سے بھی زیادہ ہو چکا ہے؛ لہذا اس مدت کے اندر عدت بھی پوری ہو چکی ہے، اب دونوں بلاتاخیر آپس میں نکاح کر کے حلال طریقہ سے رہ سکتے ہیں اور اب تک جو ساتھ میں رہے ہیں، وہ ناجائز طریقہ سے رہنا ہوا ہے؛ اس لئے اس کے بارے میں اللہ کی بارگاہ میں ندامت اور شرمندگی کے ساتھ سچی توبہ کر کے اللہ سے گناہوں کی معافی مانگیں۔

ومبدأ العدة بعد الطلاق، وبعد الموت على الفور، وتنقضي العدة، وإن جهلت المرأة بهما..... لأنها أجل فلا يشترط العلم بمضيه سواء اعترف بالطلاق، أو أنكر. (شامی، کتاب الطلاق، باب العدة، کراچی ۵۲۰/۳، زکریا ۵/۲۰۲)

وإن كان الطلاق ثلثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها كذا في الهدايه. (فتاویٰ عالمگیری، زکریا ۱/۷۳، جدید ۱/۵۳۵)

وصح نكاح حبلى من زنا لا من غيره، وإن حرم وطؤها حتى تضع..... لونها الزاني حل له وطؤها إتفاقاً والولد له. (شامی، کراچی ۳/۴۹، زکریا ۲/۱۴۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۳/۱۱/۲۵ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵/ ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۰۸۵)

تیسرا شوہر طلاق دیدے تو اول و ثانی شوہر کے لئے نکاح کا حکم

سوال [۵۷۵۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی، پھر اس عورت نے دوسرے

مرد سے عدت کے بعد شادی کر لی؛ لیکن اس نے بھی جماع سے پہلے اس کو تین طلاق دی، پھر اس نے تیسرے مرد سے شادی کر لی، اس نے اس سے جماع بھی کیا؛ لیکن پھر طلاق دیدی تو اب یہ عورت کس شوہر کے لئے حلال ہوگی؟ آیا پہلے والے شوہر کے لئے یا دوسرے والے شوہر کے لئے حلال ہوگی؟

المستفتی: شاداب حسین، لالباغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب تیسرے شوہر نے جماع اور ہمبستری کے بعد طلاق دی ہے، تو عدت گزرنے کے بعد پہلے یا دوسرے شوہر سے کسی کے ساتھ بھی نکاح کرنا اس کے لئے جائز اور درست ہو جائے گا۔

وإذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً، فتزوجت بزوج آخر، وطلقها الزوج الثاني ثلاثاً قبل الدخول بها، تزوجت بثالث ودخل بها، حلت للزوجين الأولين فأيهما تزوج صح، كذا في المحيط. (هندیة، زکریا ۱/۷۳، جدید ۱/۵۳۶ الفتاوی التاتار خانیة ۵/۱۵۰، رقم: ۷۵۱۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۶ھ/۶/۱۰

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۹ جمادی الثانیہ ۱۴۲۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۸۸۵۲)

عدت گزرنے کے بعد دوسرا نکاح

سوال [۵۷۵۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ محمد و ہاج الدین نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی اور اس کے بعد تین ماہ واری بھی گزر گئی ہے، تو اب دوسرے سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی: ڈاکٹر محمد شاکر، لالہ پور پیپل سانہ، سرجن نگر، ٹھاکر دوارہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: بشرط صحت سوال اگر طلاق کے بعد تین ماہواری کے ساتھ عدت پوری ہو چکی ہے، تو اب اس عورت کے لئے اپنی مرضی کے مطابق دوسرے مرد سے نکاح کر کے باعصمت زندگی گزارنا جائز ہے۔

قال الله تعالى: 'وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ'. [البقرہ: ۲۲۸]
عن عائشة قالت: أمرت بريرة أن تعتد بثلاث حيض. (سنن ابن ماجہ)
الطلاق، باب خيار الأمة إذا أعتقت، النسخة الهندية ۱/۵۰، دارالسلام رقم: ۲۰۷۷)
وإذا طلق الرجل امرأته طلاقاً بائناً، أو رجعيّاً، أو وقعت الفرقة بينهما بغير طلاق وهي حرة ممن تحيض فعدها ثلاثة أقراء. (هداية، كتاب الطلاق، باب العدة، اشرفي ديوبند ۲/۴۲۲)

يجوز لها أن تتزوج باءخر إن كان قد طلقها. (هندية، زكريا ۱/۵۲۸، جديد ۱/۵۸۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتابتہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹/شوال ۱۴۲۱ھ
الحق محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۹/۱۰/۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۶۹۱۴)

مطلقہ بائنہ سے نکاح کرنا

سوال [۵۶/۵۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی شادی کے بعد زید کی بیوی صرف ایک دن زید کے گھر رہ کر میکہ چلی گئی، اپنی بیوی کے ساتھ زید بھی سسرال چلا گیا، سسرال میں زید کی بیوی بہت بدتمیزی سے پیش آئی، زید کی بیوی اپنے میکہ میں تھی زید بار بار وہاں جایا کرتا تھا، مگر زید کی بیوی کوئی بات چیت نہیں کرتی تھی، اس غصے میں آکر زید نے اپنے والدین سے کہا کہ اگر میری بیوی سسرال آکر میکہ چلی جائے گی تو طلاق ہو جائے گی پھر دوسری مرتبہ آکر اپنے والدین سے بولا کہ

اگر میری بیوی سسرال آکر میکہ چلی جائے گی تو طلاق ہو جائیگی زید کی بیوی زید کی موجودگی میں سسرال آئی ہے، کچھ دن زید اپنی بیوی کے ساتھ رہا ہے، اس کے بعد زید پردیس چلا جاتا ہے اور کچھ دن بعد بیوی بھی میکہ چلی جاتی ہے اور زید کی غیر موجودگی میں بیوی کبھی میکہ کبھی سسرال آتی جاتی رہتی ہے۔

اب زید تین ماہ تین دن کے بعد پردیس سے گھر جاتا ہے، گھر میں جا کر کسی عالم سے معلوم کیا تو وہ بتاتے ہیں کہ اس بات کا فتویٰ مفتیان کرام دیں گے، تو وہاں کوئی مفتی نہ ملنے کی وجہ سے زید بغیر مسئلہ معلوم کئے اپنی بیوی سے دوسری مرتبہ نکاح پڑھوا لیتا ہے، تو کیا اس طرح نکاح ہوا کہ نہیں دوسرے نکاح کے بعد پھر زید پردیس چلا گیا۔

المستفتی: مصور الاسلام، دادا لی مسجد، مراۓ آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئلہ میں جب زید کی بیوی سسرال آکر میکہ چلی گئی تو اس پر دو طلاق رجعی واقع ہو گئیں، اگر زید کے واپس آنے سے پہلے پہلے اس درمیان بیوی کو تین مرتبہ ماہواری آچکی ہے، تو عدت بھی پوری ہوگئی اور اس درمیان زید نے رجعت نہیں کی؛ اس لئے اب دونوں طلاق رجعی بائنہ ہو گئیں؛ لہذا اب زید بیوی کو دوبارہ رکھنا چاہے تو رکھنے کے لئے دوبارہ نکاح کرنا لازم ہے؛ اس لئے بعد میں آکر زید کا نکاح کر لینا درست ہو گیا اور دو طلاق اس صورت میں ہے کہ جب زید نے دوبارہ والدین سے یہ کہا کہ اگر بیوی میکہ جائیگی تو اسے طلاق، یہ پہلی مرتبہ کی خبر نہ ہو، اگر پہلی مرتبہ کی خبر اور تاکید مراد لی ہے تو صرف ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۹/۳۷)

عن الحسن فلا تعصلوہن، قال حدثني معقل بن يسار أنها نزلت فيه، قال زوجت أختالي من رجل، وفطلقها حتى إذا انقضت عدتها جاء يخطبها، فقلت له زوجتك، وفرشتك، وأكرمك، فطلقها، ثم جئت تخطبها؟ لا والله لا تعود إليك أبداً، وكان رجلاً لا بأس به، وكانت المرأة تريد أن

ترجع إليه، فأنزل الله هذه الآية ”فلا تعضلوهن“، فقلت الآن أفعَل يا رسول الله! قال: فزوجها إياه. (صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب من قال لا نكاح الا بولي ۲/۷۷۰، رقم: ۴۹۳۷، ف: ۵۱۳۰)

إذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة وبعد انقضاءها. (هداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹، الفتاوى التاتار خانية، زكريا ۵/۱۴۸، رقم: ۷۵۰۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۱/۲۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴۲/۶۴۵)

مطلقہ غیر مدخول بہا کا عدت گزارے بغیر نکاح

سوال [۵۷۵۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: جہانہ خاتون بنت منیر الدین صاحب مرحوم مقام و پوسٹ: جنگل پور، وایا: گوبند پور ضلع دھندا کی شادی محمد اللہ شیخ ابن حسین بخش مقام شیم پور ڈاکخانہ کانگر اسرائے، ضلع: امر وہہ سے ۲۰/۳/۱۹۹۹ء کو ہوئی، محمد اللہ شیخ کے ہمراہ حافظ محمد صابر اور ان کی بیوی نوری خاتون بھی آئی تھی، یہ بھی لوگ نکاح کے بعد ایک ہی ساتھ دھندا سے امر وہہ بذریعہ ٹرین روانہ ہو گئے، اس دوران جہانہ خاتون پورے سفر میں روتی رہی، حافظ صابر کے پوچھنے پر جہانہ خاتون نے اپنی ناراضگی کا اظہار کیا کہ اسے شوہر محمد اللہ شیخ پسند نہیں ہے؛ اس لئے حافظ صابر نے امر وہہ پہونچنے سے پہلے مراد آباد پر محمد اللہ سے طلاق کا مطالبہ کیا اور شوہر محمد اللہ شیخ نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ شاید آئندہ نباہ مشکل ہو نہایت راز داری کے ساتھ ۲۲/۳/۱۹۹۹ء کو جہانہ خاتون کو طلاق دیدی۔

واضح رہے کہ اس درمیان ان دونوں کے درمیان خلوت بھی نہیں ہوئی، پھر کچھ دنوں بعد حافظ محمد صابر نے غیر مدخول بہا جہانہ خاتون کا نکاح ایک دوسرے لڑکے محمد یونس ٹیلرس کے ساتھ اس کی رضامندی سے عدت گزارے بغیر کر دیا؛ چونکہ یونس کو جہانہ کے پہلے نکاح کا قطعی علم نہ تھا؛ اس لئے دونوں آپس میں میاں بیوی کی طرح زندگی گزارنے لگے اور اب جہانہ خاتون دو ماہ کی حمل سے ہے؛ لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا جہانہ خاتون کا نکاح ثانی محمد یونس ٹیلرس کے ساتھ بغیر عدت گزارے درست ہے یا نہیں؟ عند الشریعہ جو بھی حکم ہو دلائل کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں؟

المستفتی: محمد جمیل اختر، مقام و پوسٹ: جنگل پور، دھنوا (بہار)
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: چونکہ سوال نامہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونوں میں خلوت نہیں ہوئی ہے اور خلوت سے پہلے پہلے مراد آباد اسٹیشن پر ہی طلاق دیدی گئی ہے، جس سے جہانہ خاتون پر طلاق بائن پڑ گئی؛ اس لئے دوسری جگہ جو اس کا نکاح ہوا ہے بالکل درست ہے؛ کیونکہ مطلقہ غیر مدخول بہا پر عدت واجب نہیں ہے۔

قال الله تبارک وتعالیٰ: **ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُونَهَا.** [الاحزاب: ۴۹]

وفي الظهيرية: ولو كان النكاح فاسداً، ففرق القاضي بينهما، إن فرق قبل الدخول لا تجب العدة. (الفتاوى الثاتار خانية، زكريا ۵/۲۶، رقم: ۷۷۲۳)
وفي الخانية: وكذا "لاعدة" لو طلقها قبل الخلوة. (قاضيخاں علی هامش الهندية، زكريا ۹/۵۴، جديد ۱/۳۴) فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/۶۱۳۸)

مطلقہ مغلظہ کا بعد االعدۃ دوسری جگہ نکاح کرنا

سوال [۵۷۵۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری شادی عرصہ ڈیڑھ سال قبل علاء الدین صاحب سے ہوئی تھی، شادی کے فوراً بعد وہ مجھے مارنے پٹنے لگے اور گندی گندیاں گالیاں دیتے تھے اور کئی بار مجھ سے کہا کہ ریشمہ میں نے تجھے طلاق دی اور پھر ۹۴/۸/۵ء کو علاء الدین نے مجھے مارا اور مجھ سے پانچ چھ بار کہا کہ ریشمہ میں نے تجھے طلاق دی، ریشمہ میں نے تجھے طلاق دی، جس کو میں نے منظور کر لیا اور علاء الدین مجھے میرے میکے میں چھوڑ آئے، پھر میں نے ان سے کوئی واسطہ نہیں رکھا اور نہ وہ لینے آئے۔

مؤرخہ ۲۳/۱۲/۹۴ء کو دوسرا نکاح میں نے کر لیا اور میری طلاق اور نکاح کے بیچ میرے کپڑے تین بار گندے ہو چکے تھے، اب آپ بتائیں مجھے طلاق ہوئی اور نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟
المسفتیہ: ریشی پروین، رحمت نگر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر سائلہ کا بیان صحیح ہے تو سائلہ پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے اور نکاح اور طلاق کے درمیان تین مرتبہ کیڑے گندے ہونے سے مراد تین مرتبہ ماہواری ہے، تو ایسی صورت میں عدت پوری ہونے کے بعد دوسرا نکاح کرنا ثابت ہوگا اور عدت پوری ہو جانے کے بعد دوسری جگہ اپنی مرضی سے نکاح شرعاً جائز اور درست ہے؛ اس لئے دوسرا نکاح بھی شرعاً جائز اور درست ہو چکا ہے۔

وإذا طلق الرجل امرأته طلاقاً بائناً (إلى قوله) وهي حرة ممن تحيض

فعدتها ثلثة أقرأء. (هدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۴۲۲)

لوقالت امرأته لرجل: طلقني زوجي وانقضت عتي، لا بأس أن ينكحها.
(در مختار، کراچی ۳/۵۲۹، زکریا ۴/۲۱۵)

يجوز لها أن تتزوج باخر إن كان قد طلقها. (هندية،
زکریا ۱/۵۲۸، جدید ۱/۵۸۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۹/ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ

۲۹/۱۱/۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۴۲۴۰)

عدت گذرنے کے بعد نکاح کرنا

سوال [۵۷۵۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی شادی ہندہ سے ہوئی تھی، تین لڑکے تولد ہوئے، سوء اتفاق ۲۵/۱۰/۹۴ کو بھاگل پور ہندو مسلم فساد میں زید کی اہلیہ مع تینوں بچوں کے شہید ہو گئی، قانون ہند کے مطابق ان کو پورا پورا معاوضہ بھی ملا کچھ عرصہ گزرنے کے بعد زید کے خسر صاحب نے زید کو تسلی دیتے ہوئے اپنی چھوٹی لڑکی کے ساتھ نکاح کی پیش کش کی زید چونکہ حادثہ عظیمہ کی وجہ سے دماغی الجھنوں میں تھا، کبھی اثبات میں اور کبھی نفی میں جواب دیتا رہا، بالآخر بہت زیادہ اصرار پر نکاح کے لئے تیار ہو گیا اور شہید ہندہ کی چھوٹی بہن سے نکاح کر لیا، جس کی عمر نکاح کے وقت ۱۴ سال تھی، بعد نکاح ازدواجی زندگی میں مصروف ہو گئے، کچھ دنوں کے بعد زید اور ان کے خسر صاحب کے درمیان کسی بنا پر کشیدگی ہو گئی اور زید نے اپنی دوسری بیوی رابعہ کو دو طلاق دیدی، جس کے دو چار گواہ بھی ہیں؛ لیکن زید کا خسر کہتا ہے کہ تین طلاق دی ہے، لہذا میں لڑکی کو کسی بھی حال میں نہیں بھیجوں گا۔

پنچایت کے اصرار پر خسر نے کہا کہ تین سال کے بعد نکاح ثانی زید سے کر دوں گا،

ادھر زید کی پریشانی میں اضافہ ہو گیا، قیام و طعام کی پریشانی کی وجہ سے زید نے کہا ہم اتنی لمبی مدت انتظار نہیں کریں گے اور پھر کچھ دنوں کے بعد نہایت غریب لڑکی سے نکاح کر لیا۔

اب رابعہ مطلقہ بائن کے والد کے قول کے مطابق تین سال کا عرصہ پورا ہو گیا اور دفعہ ہند کے قانون کے مطابق اس کی عمر ۱۸ سال ہو جاتی ہے، زید چاہتا ہے کہ میں رابعہ کو بھی اصول شرع کے مطابق اپنی زوجیت میں لے لوں، اب اس کی کیا شکل ہوگی؟

المستفتی: محمد فاروق، محلہ: مہیشی ملک پور، بھاگلپور (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر زید نے رابعہ کو صرف دو طلاق دے رکھی ہے، تو ایسی صورت میں چونکہ اس درمیان میں عدت بھی گزر چکی ہے؛ اس لئے دو طلاق بائنہ ثابت ہو گئی ہے۔ اب بلا حلالہ محض نکاح کر لینا کافی ہے شریعت کے مطابق عقد نکاح کر کے زوجیت میں رکھ سکتا ہے۔

عن الحسن فلا تعضلوہن، قال حدثني معقل بن يسار أنها نزلت فيه، قال زوجت أختالي من رجل، وفطلقها حتى إذا انقضت عدتها جاء يخطبها، فقلت له زوجتك، وفرشتك، واكرمتك، فطلقها، ثم جئت تخطبها؟ لا والله لا تعود إليك أبداً، وكان رجلاً لا بأس به، وكانت المرأة تريد أن ترجع إليه، فأنزل الله هذه الآية ”فلا تعضلوهن“، فقلت الآن أفعل يا رسول الله! قال: فزوجها إياه. (صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب من قال لا نكاح الا بولي ۲/۷۷۰، رقم: ۴۹۳۷، ف: ۵۱۳۰، سنن الترمذي، التفسير سورة البقرة، النسخة الهندية ۲/۱۲۷، دار السلام رقم: ۳۶۱۵)

وإذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة وبعد

انقضاءها. (هداية، اشرفي دیوبند ۲/۳۹۹، الفتاویٰ التاتار خانیة، زکریا ۵/۱۴۸،

رقم: ۷۵۰۴ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹/ ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۲۳۸)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۹/ ۱۱/ ۱۴۱۵ھ

طلاق ثلاثہ کے بعد ڈھائی سال تک شوہر کے ساتھ رہ کر دوسرے سے شادی کرنا

سوال [۵۷۶۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ رسیدہ بنت حاجی محمد یسین کے شوہر ابو بکر ولد مستری محمد وجیہ نے اپنے بیان حلفی میں وضاحت کی کہ میں نے اپنی بیوی رشیدہ کو چھ سال پہلے تین طلاق دیدی تھی؛ لیکن طلاق کے بعد ڈھائی سال تک وہ میرے مکان میں بغیر نکاح کے رہتی رہی، ڈھائی سال بعد رشیدہ میرے مکان سے فرار ہو گئی، گھر سے فرار ہونے کے سترہ دن بعد اس نے اختر علی ولد اشرف علی سے نکاح کر لیا، ابو بکر کے بیان کی روشنی میں رشیدہ کا نکاح اختر علی سے صحیح ہوا یا نہیں؟

(۲) کچھ لوگ اس نکاح کو جائز نہیں کہتے، ان کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: مظفر حسین ولد صابر علی، ٹانڈہ بادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب شوہر ابو بکر نے اپنی بیوی رشیدہ کو چھ سال قبل تین طلاقیں دیدی ہیں، تو اسی وقت اس کے اوپر طلاق مغلطہ واقع ہو کر وہ شوہر کے نکاح سے بالکل الگ ہو چکی تھی اور تین طلاق کے بعد ڈھائی سال تک جو ابو بکر کے پاس رہی ہے اس دوران دونوں کے درمیان زنا کاری اور حرام کاری ہوتی رہی ہے اور اس درمیان رشیدہ کی عدت بھی خود بخود پوری ہو چکی تھی اور اس کے ڈھائی سال بعد فرار ہو کر

اختر علی سے جو نکاح کیا ہے، وہ نکاح شرعی طور پر درست ہو گیا ہے؛ اس لئے کہ فرار ہونے سے پہلے ہی رشیدہ کی عدت پوری ہو چکی تھی۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (ہندیہ، زکریا ۱/۴۷۳ جلد ۱/۵۳۵)

ولو طلقها ثلاثاً وهو يقيم معها، فان كان مقراً بالطلاق تنقضي العدة، وإن كان منكراً تجب العدة من وقت الإقرار زجراً لهما هو المختار. (ہندیہ، زکریا ۱/۵۳۲ جلد ۱/۵۸۴)

واما المطلقة ثلاثاً إذا جامعها زوجها في العدة مع علمه أنها حرام عليه ومع إقراره بالحرمة لا تستأنف العدة. (ہندیہ، زکریا ۱/۵۳۲، جلد ۱/۵۸۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۹/۵/۱۴۳۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۰۴۲)



(۲۴) باب الولایۃ والكفاءۃ

والدین میں سے حق ولایت کس کو حاصل ہے؟

سوال [۵۷۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی بیوی جاہلہ نافرمان اور گستاخ ہے، وہ لڑکی کی شادی اپنی مرضی کے مطابق کر رہی ہے، تجویز شدہ لڑکا معمولی دنیوی تعلیم رکھتا ہے، اس کے اندر دینی تعلیم نہیں ہے اس کو قرآن پاک یا نہ نہیں ہے، وہ پابند صوم و صلوٰۃ نہیں ہے، اہل مال ہے زید کی رائے کے مطابق لڑکا عالم یا حافظ قرآن اور دیندار اور پابند صوم و صلوٰۃ ہونا چاہئے، اگرچہ اس کی مالی حیثیت (تو کلت علی اللہ) معمولی ہو، زید کی منشاء ہے کہ لڑکی کو فروعی اور فالتو سامان دے کر اس کی مالی مدد کر کے کسی حد تک اپنا اطمینان کر لیا جائے، تو وہ بہتر ہے (واللہ یدرزق من یشاء بغیر حساب) زید کا منشاء ہے کہ بیوی کو اس کا حکم اور نیک خیال تسلیم کرنا چاہئے یا مطمئن کرنا چاہئے؟ زید کی بیوی خود بھی شوہر کے ساتھ گستاخانہ اور نافرمانی کا عمل پیش کر رہی ہے اور اپنی اولاد لڑکے لڑکیوں کو بھی باپ کے خلاف گستاخی اور بے ادبی پر اور نافرمانی پر اکسار رہی ہے، ایسی صورت میں زید بیوی بچوں کے مقابلہ میں زور و زبردستی کرے یا راہ فرار اختیار کرے، شرعاً کیا کرے ایسی سرکش اور گستاخ بیوی کے بارے میں شریعت کا کیا حکم نافذ ہوتا ہے؟

المستفتی: اظہار خاں، پتیل سائہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: لڑکی کی شادی میں رشتہ پسند کرنے کا اختیار باپ کو ہوتا ہے ماں کو نہیں؛ لہذا اگر ماں جس کو پسند کرتی ہے، اس کو باپ پسند نہ کرے تو ماں کو کوئی اختیار

نہیں ہے کہ باپ کی مرضی کے بغیر رشتہ کر دے؛ لہذا باپ جس کو پسند کریگا، اسی کے ساتھ لڑکی کا نکاح ہونا چاہئے، اس معاملہ میں شرعی طور پر سارے اختیارات باپ کو حاصل ہیں ماں کو نہیں؛ لہذا باپ ماں کی مرضی کے خلاف اور اپنی مرضی کے مطابق رشتہ کرنے پر زور دے سکتا ہے۔

ولا ولاية.....بغير العصبات من الأقارب، ولاية التزويج عند أبي حنيفة الخ. (هداية، كتاب النكاح، باب في الأولياء والأقفاء، اشرفي دیوبند ۲/۳۱۸)
وليس بغير العصبات من الأقارب ولاية التزويج. (تبیین الحقائق، مکتبہ امدادیہ ملتان ۲/۱۲۶، زکریا ۲/۵۱۳)

و في القهستاني: وعندهما، وفي رواية عن الإمام لا ولاية لغير العصبات وعليه الفتوى (مجمع الأنهر، مصري قديم ۱/۳۳۸، دار الكتب العلمية بيروت ۱/۴۹۸، الموسوعة الفقهية الكويتية ۱/۲۷۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰ صفر المظفر ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۲۶۲۰)
الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۳۰/۲/۱۴۱۷ھ

محض والد کی ناراضگی سے مناسب رشتہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا

سوال [۵۷۶۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ۲۲ سالہ ایک لڑکی ہے چار پانچ سال سے اس لڑکی کے رشتہ کی بات چیت چل رہی تھی اور وہ رشتہ پختہ بھی ہو گیا تھا، زبانی اس کے ماں باپ سے عہد و پیمان ہو چکا تھا، آنا جانا ہوتا رہا اب میں نے تاریخ و دن مقرر کرنے کو کہا کہ کس دن نکاح ہونا ہے، کس تاریخ میں بارات لے کر آئیں، تو اب اس لڑکی کے باپ نے کہا کہ میں تمہارے وہاں نکاح نہیں کروں گا، میری ان کی اونچ نیچ کی باتیں بھی ہوئیں، لڑکی ان باتوں کو اندر سے سن رہی تھی، لڑکی نے کہا کہ میری بارات اسی جگہ سے آئے گی جہاں بات ہو چکی ہے۔ دوسری جگہ

شادی نہیں کروں گی، آئندہ چل کر میں اس طعن کو برداشت نہیں کروں گی کہ وہاں سے ہٹا کر میرے والد صاحب مجھے دوسری جگہ کریں، کل کو جھٹانی وغیرہ سے کوئی جھگڑا ہوتا ہے اور ہو ہی جاتا ہے، کل وہ مجھے طعنہ دیں گی کہ ایسی تھی جی تو چار پانچ سال کی منگنی چھوٹی تھی اور ہمارے گھر آئی مجھے اللہ نے عقل دی ہے، میں اپنے حالات کو خوب جانتی ہوں، ایسا ہرگز نہیں ہوگا میں وہیں جاؤں گی، جہاں میری پہلے بات ہو چکی ہے، باپ کا اصرار برابر یہی ہے کہ میں تیری شادی وہاں نہیں کروں گا بڑی کی کا اصرار ہے کہ وہیں کروں گی۔

اب لڑکی اپنے دادا، چچا وغیرہ کے ذریعہ اپنا نکاح پہلی ہی جگہ یعنی جہاں سے اس کی بات تھی کر لیتی ہے، تو اس کا یہ نکاح ہوگا؟ اور لڑکی کی بات شرعاً درست ہوگی یا نہیں؟ شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد محمود حسن، بشن پور انڈیا، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر رشتہ قابل الطمینان ہے اور شرعاً اس میں کوئی ضرر نہیں اور باپ نے مذکورہ جگہ مطمئن ہو کر ہی رشتہ کیا تھا اور بعد میں کسی ذاتی رنجش کی بنا پر باپ وہاں سے انکار کر رہا ہے؛ جبکہ لڑکی اور گھر کے دیگر افراد دادا، چچا وغیرہ سب اس رشتہ پر رضامند ہیں تو لڑکی کو ان تمام اعزاء و اقرباء کی رضامندی کے ساتھ اس جگہ شرعاً نکاح کر لینا جائز ہے۔

فرضا البعض من الأولياء قبل العقد، أو بعده كالكل لشيء لکل.

(در مختار علی الشامی، کتاب النکاح، باب الولی، کراچی ۵۷/۳، زکریا

دیوبند ۱۵۸/۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۲۳۱)

مناسب رشتہ ملنے پر باپ کی ناراضگی کے ساتھ نکاح

سوال [۵۷۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی سالی کا رشتہ طے کیا، جس پر لڑکی اور تمام گھر والے رضامند ہیں، لڑکی عاقل بالغ ہے اور اس رشتہ کو پسند کرتی ہے؛ لیکن لڑکی کا باپ تنہا اس رشتہ کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے اور مقصد صرف گھر والوں کو پریشان کرنا ہے، لڑکی کا باپ آوارہ آدمی ہے، جس کو نہ کمانے سے کوئی مطلب تمام وقت بازاروں میں شریروں اور آوارہ لوگوں کے ساتھ گزارتا ہے، گھر کی اچھائی، برائی سے اس کو کوئی مطلب نہیں ہے، تو معلوم یہ کرنا ہے کہ جب باپ کی مذکورہ حالت ہے اور وہ محض گھر والوں کو پریشان کرنے کی وجہ سے رشتہ کو ختم کرے؛ جبکہ خود لڑکی اور اس کے تمام گھر والے اس رشتہ پر رضامند ہیں، تو اگر باپ کی رضا حاصل کئے بغیر تمام گھر والے لڑکی کی پسندیدہ جگہ شادی کر دیں تو نکاح میں کوئی خلل تو نہیں آئے گا؟

المستفتی: صادق علی، کبیر نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسئلہ صورت میں جبکہ لڑکی اور تمام گھر والے

اس رشتہ پر رضامند ہیں، تو باپ کو بلا وجہ شرعی ناراض نہیں ہونا چاہئے؛ بلکہ راضی ہو کر اس اہم فریضہ کی ادائے گی میں شریک ہونا چاہئے؛ اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب بچہ بالغ ہو جائے اور پسندیدہ رشتہ مل جائے، تو پھر ماں باپ کو اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔ خدا خواستہ اس درمیان اگر بچہ کسی گناہ میں ملوث ہو جائے تو اس کے گناہ کا بار باپ پر ہی پڑے گا؛ اس لئے باپ کو راضی ہو کر اس اہم ذمہ داری سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہئے۔

بالفرض اگر باپ کی رضا حاصل کئے بغیر لڑکی کی پسندیدہ جگہ اس کی اجازت سے نکاح کر دیا گیا تو یہ نکاح شرعاً صحیح ہو جائے گا۔

عن أبي سعيد وابن عباسؓ، قالَا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من ولد له ولد، فليحسن اسمه، وأدبه، فإذا بلغ فليزوجَه، فإن بلغ ولم يزوجه فأصاب إثمًا فإنما إثمُه على أبيه. (شعب الإيمان للبيهقي، باب في حقوق الأولاد، والأهلين، دار الكتب العلمية بيروت ۶/ ۴۰۱، رقم: ۸۶۶۶، مشکوٰۃ ۲۷۱)

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا خطب إليكم من ترضون دينه، وخلقه، فزوجوه، إلا تفعلوه تكن فتنة في الأرض، وفساد عريض. (ترمذي شريف، كتاب النكاح، باب ما جاء إذا جاءكم من ترضون دينه وفروجه، النسخة الهندية ۷/ ۲۰۷، دار السلام رقم: ۱۰۸۴، مشکوٰۃ شريف ۲۶۷)

فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولي (در مختار) وفي الشامية: ما باشرته من غير كفء. (شامي، كتاب النكاح، باب الولي كراچی ۵۵/۳، زکریا ۱۵۵/۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۴/۴ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵۳/۷۱۵)

اولیاء کی رضا مندی کی صورت میں کفو یا غیر کفو میں نکاح کا حکم

سوال [۵۷۶۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی کے رشتے کے متعلق اس کے بھائی نے استخارہ کیا تو استخارہ میں جس لڑکے کا انتخاب ہوا، تو اس لڑکے کے متعلق تقریباً دس آدمیوں نے تحقیق کی تو لڑکا بالکل صحیح نہیں نکلا؛ اور لڑکی کے اولیاء اس لڑکے سے رشتہ کرنا نہیں چاہتے ہیں جبکہ لڑکی کے بھائی کو اصرار ہے کہ ہم نے استخارہ سے انتخاب کیا ہے؛ اس لئے شادی وہیں سے ہوگی، تو اس مسئلہ کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: محمد شعیب، معلم مدرسہ شاہی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر لڑکی بالغہ ہے اور وہ مذکور لڑکے کے ساتھ نکاح پسند نہیں کرتی، تو وہاں نکاح نہیں کرنا چاہئے لڑکی کی رضا پر بھائی کے استخارے کو ترجیح نہیں ہوگی۔ اور اگر لڑکی اسی لڑکے کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے، تو اسی کے ساتھ زیادہ اولیٰ رہے گا اور اگر لڑکی اور اس کے اولیاء وہاں نکاح کرنا پسند نہ کریں، تب بھی بھائی کے استخارہ کا اعتبار نہ ہوگا اور لڑکی اور اس کے اولیاء کے منشاء کی مطابق لڑکے کا انتخاب کرنا ہوگا۔ حاصل یہ ہے کہ اگر لڑکی کی مرضی نہ ہو، تو کسی کے انتخاب کا اعتبار نہ ہوگا اور اگر لڑکی کی مرضی ہے، تو کسی کے اعتراض و انتخاب و ناگواری کا اعتبار نہ ہوگا۔ (مستفاد: بہشتی زیور ۶/۴)

اور اگر لڑکا غیر کفو ہے تو اولیاء کی رضا مندی کے بغیر نکاح درست نہ ہوگا۔

فنفذ نکاح حرة مكلفة بلا رضا ولي (در مختار) ویفتی فی غیر الكفو بعدم جوازه أصلاً . وهو المختار للفتوى لفساد الزمان . (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولي، زکریا دیوبند ۴/۱۵۵، ۱۵۶، کراچی ۳/۵۶، ۵۷، ہندیہ زکریا ۱/۲۹۲، جدید ۱/۳۵۸)

نفذ نکاح حرة مكلفة بلاولي؛ لأنها تصرف في خالص حقها، وهي من أهلها لكونها عاقلة بالغه. (مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۴۸۸، مصری قدیم ۱/۳۳۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۸/۲۵)

والد کی موجودگی میں بھائی کا غیر کفو میں بہن کا نکاح کرانا

سوال [۵۷۶۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ سلطانہ خاتون بنت سید محمد اصغر علی کا نکاح سلطانہ کے ایک بھائی بنام سید پرویز علی نے ایک پٹھان شخص محمد عارف ولد حمید خاں کے ساتھ (جبکہ باپ سید محمد اصغر علی صاحب خود وہاں موجود تھے) لڑکی کے باپ سے خفیہ طور پر بغیر اجازت کے غیر کفو میں نکاح کر دیا ہے، تو شرعاً یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ اور باپ اب بھی ناراض ہے اور لڑکی کو ہرگز بھیجنا نہیں چاہتا، تو شریعت کی روشنی میں یہ نکاح صحیح سمجھا جاسکتا ہے؟ مع حوالہ تحریر فرمائیں، نوازش ہوگی۔ نیز ابھی لڑکی کی رخصتی نہیں ہوئی۔

المستفتی: سید محمد اصغر علی، اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: باپ کی موجودگی میں باپ کے بغیر اجازت اور بغیر رضا مندی سید زادی کا نکاح غیر کفو (خاں صاحب) کے ساتھ شرعاً صحیح نہیں ہوا ہے اور باپ کی موجودگی میں بھائی کی ولایت شرعاً معتبر نہیں ہے؛ اس لئے سلطانہ خاتون کا نکاح محمد عارف خاں کے ساتھ درست نہیں ہوا ہے اور سلطانہ خاتون کا نکاح آئندہ دوسرے شخص کے ساتھ درست ہو جائے گا اور جب رخصتی نہیں ہوئی تو عدت گزارنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۲۱۳/۷، ۲۱۲/۷)

ویفتی فی غیر الکفء بعدم جوازہ اصلاً. وهو المختار للفتویٰ لفساد الزمان، فلا تحل مطلقة ثلاثاً نکحت غیر کفء بلا رضا ولی (وقوله) لو استووا فی الدرجة وإلا فلأقرب منهم حق الفسخ. وفي الشامي: وهذا إذا كان لها ولی لم یرض به قبل العقد فلا یفید الرضا بعده الخ (الدر المختار مع الشامی، کتاب النکاح، باب الولی، زکریا دیوبند ۵۷/۱، ۵۸/۱، کراچی ۵۶/۳، ہکذا فی البحر الرائق، کوئٹہ ۱۱۰/۳، زکریا دیوبند ۹۴/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۳ ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ

۱۴۱۰/۱۲/۲۳

(فتویٰ نمبر: الف ۲۰۶۲/۳۶)

والدہ کی مرضی کے بغیر اپنی پسند سے نکاح کرنا

سوال [۵۷۶۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری عمر ۲۵ سال ہے، اب تک شادی نہیں کی، اب شادی کرنا چاہتی ہوں؛ لیکن جب بھی کوئی رشتہ والدہ کو دکھایا جاتا ہے، تو وہ ان کو پسند نہیں آتا ہے؛ لہذا اگر میں ان کی اجازت کے بغیر شادی کر لوں اور شادی کے بعد والدہ کہہ دے کہ میں ان سے راضی نہیں ہوں، تو آخرت میں کوئی پکڑ تو نہیں ہوگی؟

المستفتی: آر آر ششی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آپ اپنا نکاح خود اپنی پسند سے کر سکتی ہیں صحت نکاح کے لئے والدہ کی رضامندی ضروری نہیں ہے۔

و شرط صحة نکاح الصغير (إلى قوله) لا مكلفة، فنفذ نکاح حرة مكلفة بلا رضا ولي، والأصل ان كل من تصرف في مالي تصرف في نفسه ومالا فلا. (شامي، كتاب النکاح، باب الولي، زکریا دیوبند ۱۵۵/۴، کراچی ۵۵/۳، کذا في الهندية، زکریا ۲۸۷/۱، ومجمع الأنهر مصري قديم ۳۳۳/۱، دارالکتب العلمیة ۴۸۸/۱ بیروت، تبیین الحقائق، مکتبۃ امدادیہ ملتان ۱۱۷/۲، زکریا ۹۲/۴، البحر الرائق، کوئٹہ ۱۰۹/۳، زکریا دیوبند ۱۹۲/۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۹ رجب المرجب ۱۴۱۵ھ

۱۴۱۵ھ/۷/۱۰

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۱۱۵)

والدین کا لڑکے کی پسند کے خلاف دوسری جگہ نکاح کرانا

سوال [۵۷۶۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ ایک لڑکا مسلمان ہے، وہ اپنی ہی برادری کی لڑکی سے محبت کرتا ہے، مگر اس لڑکے کے گھر والے اس لڑکی کو نہیں چاہتے ہیں، گھر والوں نے اس لڑکے کے سامنے تمام مجبوریاں رکھ کر زبردستی رشتہ دوسری جگہ طے کر دیا ہے، لڑکا کسی بھی قیمت پر تیار نہیں ہے، جب گھر میں اس مضمون پر بہت تکرار ہوئی، تو اس لڑکے نے یہ بات کہدی کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر شادی کروں گا، تو اپنی پسند کی لڑکی سے کروں گا، زندگی میں کسی اور لڑکی کے ساتھ شادی نہیں کروں گا؛ حالانکہ لڑکے کے گھر کے سارے افراد لڑکے کی پسند پر ناراض ہیں؛ لیکن لڑکا یہی چاہتا ہے کہ وہ اپنی پسند کی لڑکی کے ساتھ شادی کرے، لڑکا آج بھی اس بات پر اٹل ہے کہ شادی کرے، تو اپنی پسند کی کریگا۔ مہربانی کر کے اس کا جواب دیں؛ کیونکہ گھر والے دوسری طے کر چکے ہیں، اس کے ساتھ شادی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا جواب کیا ہوگا؟

المستفتی: محمد قاسم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ صورت میں گھر والوں کا لڑکے کو اس کی مرضی کے خلاف دوسری جگہ شادی کرنے پر مجبور کرنا صحیح نہیں ہے، جہاں وہ چاہتا ہے وہیں شادی کر دینی چاہئے۔

ولا تجبر البالغة البكر على النكاح لا لقطع الولاية بالبلوغ (در مختار) وفي الشامية ولا الحر البالغ. (شامی، کتاب النکاح، باب الولی، کراچی ۵۸/۳، زکریا ۱۵۹/۴، مستفاد البحر الرائق، کوئٹہ ۱۱۰/۳، زکریا ۱۹۴/۳، مجمع الأنهر، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۴۹۰، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۳۱۴)

لڑکے کو مجبور کر کے اس کی مرضی کے خلاف نکاح کر دیا جائے اور لڑکا بوقت نکاح زبان سے قبول کر لے تو وہ نکاح بھی صحیح ہو جائے گا۔

وصح نکاحہ، وطلاقہ، وعتقہ، لو بالقول لا بالفعل. (در مختار مع

الشامی، کراچی ۶/۱۳۷، زکریا ۹/۱۸۹)

لیکن لڑکے نے جو قسم کھائی ہے، اس کا ایک کفارہ بھی ادا کرنا لازم ہوگا اور قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا ہے اور اس کی قیمت بھی دی جاسکتی ہے، جو دس صدقہ فطر بنتے ہیں۔ (بہشتی زیور ۳/۵۳)

وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْإِيمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعَمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ. [المائدہ: ۸۹]

و کفارته تحریر رقبتہ، أو اطعام عشرة مساکین کما مر فی الظہار، أو کسوتہم بما یصلح للأوساط. (در مختار مع الشامی، کراچی ۳/۷۲۵،

۷۲۶، زکریا ۵/۵۰۳، تبیین الحقائق، مکتبہ امدادیہ ملتان ۳/۱۱۲، زکریا دیوبند ۳/۱۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۹/۶/۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳۰/جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۳/۵۷۹۴)

والدین کا بالغ لڑکے کو نکاح پر مجبور کرنا

سوال [۵۷۶۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ لڑکے کا رشتہ ہوئے ڈیڑھ سال سے زائد ہو چکا ہے، جب لڑکے کا رشتہ کیا تھا، تو لڑکے نے پرزور انکار کیا تھا اور اب بھی کہتا یہی ہے کہ یہ رشتہ مجھے قبول نہیں، اگر آپ نے شادی کر بھی دی، تو میں فوراً طلاق دیدوں گا، لڑکے کی عمر اس وقت تقریباً اکیس سال ہے اور عید کے بعد شادی کا یہ پروگرام طے ہونا ہے۔

نوٹ: ہر شخص یعنی ماں باپ، بھائی، بہن، عزیز واقارب اور دوست و احباب بھی

لڑکے کو سمجھا چکے اور لڑکا لڑکی کو بھی دیکھ چکا ہے۔ اب آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ تحریر کریں کہ ہم یہ شادی زبردستی کرادیں، تو شریعت کے مطابق جائز ہوگی یا ناجائز؟

المستفتی: عبدالرشید، محلہ: یوسف چوک ٹانڈہ بادل، راجپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بالغ لڑکے کو نکاح پر مجبور کرنا والدین اور اعزاء کے لئے شرعاً جائز نہیں ہے۔

كما في الدر المختار ولا تجبر البالغة البكر على النكاح لا نقطاع
الولاية بالبلوغ. في الشامية: ولا تجبر البالغة ولا الحر البالغ. (الدر المختار،

كتاب النكاح، باب الولي، مصري ۲/ ۴۱۰، کراچی ۳/ ۵۸، زکریا ۴/ ۵۹)

بلکہ لڑکے کی رضا مندی شرعاً ضروری ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲/ رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۲۰/۲۳)

اولیاء کی اجازت کے بغیر نابالغہ کے نکاح کا حکم

سوال [۵۷۶۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میری ۱۱ سال کی نابالغ لڑکی بشری خاتون لیاقت حسین کے گھر اس کی لڑکی سے پڑھنے جاتی تھی، لیاقت حسین خود شادی شدہ ہے، اس کے بھی ۱۱ سال کا ایک لڑکا اور ۱۳ سال کی لڑکی ہے، بشری خاتون کی عمر بھی ۱۱ سال سے کچھ اوپر تھی، لیاقت حسین نے آج سے تقریباً دو ماہ پہلے میری لڑکی بشری کے بارے میں میرے بہنوئی کو حیدر آباد بذریعہ خط اطلاع دی کہ میں نے جبار کی لڑکی بشری سے نکاح کیا ہے، اس وقت لڑکی اور میں لڑکی کا باپ بھی حیدر آباد مقیم تھا؛ اس لئے اسی وقت اس نکاح کے بارے میں مجھے معلوم ہوا اور اسی

خط سے لڑکی کو بھی معلوم ہوا، اس سے پہلے اس نکاح کے بارے میں بالکل علم نہیں تھا، لیاقت حسین نے نکاح کی دو رسیدیں تیار کروائی ہیں، ایک رسید ۱۷/۱ اپریل ۱۹۹۸ء کی دوسری رسید ۱۹/۶ کی ہے، دونوں رسیدوں میں بھی تقریباً دو ماہ کا فرق ہے، دونوں رسیدوں کی تیاری کے وقت لڑکی نابالغ تھی۔

دریافت یہ کرنا ہے اس طرح جعلی رسیدیں تیار کر کے؛ جبکہ لڑکی اور اس کے باپ کے دستخط بھی جعلی ہیں، گواہ اور وکیل بھی خود لیاقت حسین کے دوست اور نوکر ہیں اور لڑکی کے باپ کو نکاح کے بارے میں کوئی علم نہیں، لڑکی اب بھی انکار کرتی ہے تو یہ نکاح ہوا یا نہیں؟

المستفتی: عبد الجبار، محلہ لالباغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جن تاریخوں میں نکاح کی رسیدیں بنائی گئی تھیں، ان تاریخوں میں بشریٰ خاتون نابالغ تھی اور نابالغ لڑکی کا نکاح باپ کی زندگی میں باپ کی اجازت کے بغیر صحیح نہیں ہوتا ہے؛ اس لئے مذکورہ صورت میں بشریٰ خاتون کا نکاح مذکورہ مرد کے ساتھ شرعی طور پر صحیح نہیں ہوا ہے، اس نکاح کی بناء پر بشریٰ خاتون کو اس آدمی کے پاس بھیجنا جائز نہ ہوگا۔

عن عائشة، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيما امرأة نكحت بغير إذن موليتها، فنكاحها باطل، ثلاث مرات الحدیث. (سنن أبي داود، النكاح، باب في الولي، النسخة الهندية، ۲۸۴/۱، دار السلام رقم: ۲۰۸۳)

وہو أي الولي شرط صحة نكاح صغير، ومجنون، وورقيق. (در مختار،

کتاب النکاح، باب الولي، کراچی ۵۵/۳، زکریا ۱۵۵/۴)

والولي في النكاح العصبه بنفسه بلا توسط أنثى علی ترتیب الإرث والحجب. (در مختار مع الشامی، زکریا ۱۹۰/۴، کراچی ۷۶/۳،

الموسوعة الفقهية الكويتية ۱/ ۲۷۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۶/۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/ ۵۷۹۱)

بالغہ کا جبراً نکاح کرنا

سوال [۵۷۷۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ ہندہ کے والدین نے ہندہ کی بغیر رضامندی کے کر دیا ہے، ہندہ بالغہ ہے اور نکاح کے بعد زید کے گھر گئی ہے، دونوں یکجہاں ہے، لیکن زید کو اپنے قریب نہیں لگنے دیا اور نہ صحبت کرنے دی، ہندہ کہتی ہے کہ میرے والدین نے زبردستی میرا نکاح کیا اور انکو ٹھایا دستخط لگوا دیا ہے، گواہان بھی کہتے ہیں کہ ہندہ کا نکاح زبردستی اس کے والدین نے زید کے ساتھ کیا اور ہندہ انکار کرتی تھی، تقریباً ایک سال ہو گیا ہے؛ لیکن اب بھی ہندہ وہاں جانے سے انکار کرتی ہے، اس کو نکاح نہیں مانتی اور اگر مجھ کو زبردستی وہاں پر بھیجا گیا تو میں زید کے گھر نہیں بسوگی۔ تو کیا یہ نکاح ہو گیا ہے یا نہیں؟ اگر یہ نکاح ہو گیا ہے تو اب ہندہ کے متعلق کیا فیصلہ کیا جائے؟ جبکہ ہندہ وہاں پر جانے کو رضامند نہیں؟

المستفتی: محمد رفیق مالیر کوئلہ (پنجاب)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب ہندہ کا نکاح والدین نے جبراً کر دیا اور اب تک وہ رضامند نہیں ہوئی۔ نیز بلا رضامندی ہی شوہر کے گھر گئی اور شوہر کو اپنے قریب نہیں ہونے دیا، تو اس کا نکاح منعقد نہیں ہوا، والدین پر ضروری ہے کہ لڑکی کی رضامندی کو ملحوظ رکھتے ہوئے دوسری شادی کر دیں۔

عن خنساء بنت خذام الأنصارية، أن أباهأ زوجها وهي ثيب،

فکرہتِ ذلک، فأتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرد نکاحا۔ (صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب إذا زوج ابنته وهي كارهة، فنكاحه مردود، النسخة الهندیة ۲/۷۷۱، رقم: ۴۹۴۵، ف: ۵۱۳۸)

ولو زوجها وليها فقالت: لا أَرْضِي (إلى قوله) لم يجز. (هندیة، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الأولیاء فی النکاح، زکریا ۱/۲۸۸، جدید ۱/۳۵۴)
إذا دخل بها وهي مكرهة، فحينئذ لا يثبت الرضا. (هندیة، زکریا ۱/۲۸۹، جدید ۱/۳۵۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ شعبان المظعم ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱۳۵)

اولیاء کا جبراً بالغہ کا نکاح کرنا

سوال [۵۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہندہ کا نکاح ۵ جون جمعرات ۲۰۰۸ء کو اپنی چچا زاد بہن رقیہ نامی لڑکی سے ہوا، نیز رخصتی ۴ اکتوبر بروز ہفتہ بعد نماز عشاء عمل میں آئی، بندہ جب شب زفاف میں بیوی سے ملاقات کی غرض سے حجرہ عروسی میں گیا اور بیوی سے سلام و دعاء کے بعد جب صحبت کا ارادہ کیا، تو اس نے سختی سے انکار کر دیا، کافی بحث و مباحثہ کے بعد اس سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے نکاح پر راضی نہیں تھی، اس کے والدین نے زبردستی اس کا نکاح بندہ کے ساتھ کر دیا؛ چنانچہ پھر بندہ نے اس سے سوال کیا جب تم راضی نہیں تھی، تو نکاح نامہ پر دستخط کیوں کئے، تو اس نے جواب دیا کہ دستخط میں نے نہیں کئے؛ بلکہ بڑی بہن نے کئے ہیں، یاد رہے کہ رقیہ خاتون نے نکاح نامہ پر دستخط لیتے وقت سوائے رونے اور چلانے کے نہ دستخط کئے اور نہ ہی زبان سے نکاح پر اپنی رضامندی کا اقرار کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج تقریباً

ڈیڑھ دو سال کا عرصہ گزر گیا اب تک صحبت نہیں کرنے دی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ مذکورہ بالا صورت میں بندہ کا نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟ اگر ہوا ہے تو مہر کتنا لازم ہوگا؟

المستفتی: وصی احمد، سنت کبیرنگر (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حسب تحریر سوال مسئلہ صورت میں بالغہ لڑکی

کے بیان کے مطابق نہ تو اس نے آپ سے نکاح پر رضامندی ظاہر کی تھی اور نہ ہی نکاح نامہ پر دستخط کئے تھے؛ بلکہ باپ نے بدون اس کی رضا و اجازت کے بہن کے جعلی دستخط کے ساتھ اس کا نکاح آپ سے کر دیا اور نہ ہی اس نے شب عروسی میں آپ کو ہاتھ لگانے دیا، بلکہ اسی وقت صاف انکار کر دیا میں نے نہ تو نکاح کی اجازت دی ہے اور نہ ہی نکاح قبول کیا ہے، تو ایسی صورت میں نکاح منعقد نہیں ہوا اور اگر آپ نے اس مدت میں اپنی چچا زاد بہن سے صحبت نہیں کی ہے (جیسا کہ سوالنامہ میں مذکور ہے) تو آپ پر مہر بھی واجب نہیں ہے؛ البتہ اس لڑکی سے علیحدگی لازم ہے۔

عن خنساء بنت خذام الأنصارية، أن أباهما زوجها وهي ثيب، فكرهت ذلك، فأنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فرد نكاحها. (صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب إذا زوج ابنته وهي كارهة، فنكاحه مردود، النسخة الهندية ۲/ ۷۷۱، رقم: ۴۹۴۵، ف: ۵۱۳۸)

والصحيح أن البكاء -إلى قوله- إن كان مع الصوت، والصياح لا يكون رضا. كذا في فتاوى قاضي خاں وهو الأوجه وعليه الفتوى. (هندية، الباب الرابع في الأولياء في النكاح ۱/ ۲۸۷، جديد زكريا ۳۵۳/ ۱، كذا في الشامي، زكريا ۴/ ۱۶۰-۱۶۱، كراچی ۵۹/ ۳) فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۱/۲/۲۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۹/۱۰۰۳۹)

لڑکی کو بتائے بغیر اس کی شادی کر دینا

سوال [۵۷۷۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک لڑکی خالدہ سے شادی کا خواہشمند تھا اور خالدہ بھی اس کے ساتھ بخوشی شادی کے لئے رضا مند تھی، خالدہ کے والدین نے ایک اور لڑکے سے شادی طے کر دی، جب اس بات کا علم خالدہ کو ہوا، تو اس نے صراحتہ کہہ دیا کہ میں زید کے علاوہ کسی اور سے شادی کے لئے رضا مند نہیں، باوجود خالدہ کے انکار کرنے کے والدین نے دوسری جگہ شادی کر دی، نکاح کے وقت خالدہ سے معلوم بھی نہیں کیا گیا، خالدہ کا کہنا یہ ہے کہ اگر مجھ سے نکاح کے بارے میں کہا جاتا تو میں انکار کر دیتی، میری شادی زبردستی کی گئی ہے، میں اس پر راضی نہیں اسی بلا اجازت و مرضی کے بعد خالدہ کو شوہر کے یہاں رخصت کیا اور وہ ماں باپ کی عزت کی خاطر بادل ناخواستہ رخصت ہو کر شوہر کے یہاں آئی۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نکاح ہوا یا نہیں؟ یہ نکاح اگر نہیں ہوا تو یہ رشتہ برقرار رکھنے کی کیا صورت ہے؛ جبکہ خالدہ نکاح کے لئے تیار نہیں ہے؟

المستفتی: محفوظ الرحمن، اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر رخصتی کے بعد لڑکی شوہر کے ساتھ ہمہستری ہو چکی ہے اور شوہر کو مجامعت پر قدرت دیدی ہے، تو شرعاً نکاح صحیح ہو چکا ہے اور اگر شوہر کے ساتھ خلوت صحیحہ نہیں ہوئی ہے اور نہ مجامعت ہوئی ہے تو نکاح صحیح نہیں ہوا ہے۔

عن خنساء بنت خذام الأنصارية، أن أباهَا زوجها وهي ثيب، فكَرِهَتْ ذَلِكَ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَردَ نِكَاحَهَا.

(صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب إذا زوج ابنته وهي كارهة، فنكاحه مردود، النسخة

اور نکاح کو برقرار رکھنے کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ شوہر اس لڑکی کے ساتھ اس کی رضا مندی سے صحبت کر لے۔

عن ابن عباسؓ، أن جاریة بکرت أتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت أن أباهما زوجها وهي کارهة، فخیرها النبی صلی اللہ علیہ وسلم. (سنن أبي داود، کتاب النکاح، باب فی البکر یزوجها أبوها ولا یستأمرها، النسخة الهندیة ۱/۲۸۵، دار السلام رقم: ۲۰۹۶)

لأن رضاهما یمکن بالدلالة كما ذکره بقوله أو ما هو فی معناه من فعل یدل علی الرضا کطلب مهرها، ونفقتها، وتمکینها من الوطء. (در مختار، کتاب النکاح، باب الولی، زکریا دیوبند ۴/۱۶۴، ۱۶۵، کراچی ۳/۶۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰ ذی قعدہ ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۳۰/۱۱/۱۴۱۴ھ

لڑکی کی اجازت کے بغیر والد کی اجازت سے نکاح پڑھانا

سوال [۵۷۷۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ قاضی صاحب نے مجلس نکاح میں مجمع کثیر کے اندر لڑکی کے والد اور اسی کے گاؤں کے ایک دوسرے شخص کی موجودگی میں لڑکی کے والد کی اجازت سے لڑکے کے گاؤں میں نکاح پڑھایا؛ لیکن لڑکا اور لڑکی کے گاؤں کے درمیان کافی دوری کی وجہ سے قاضی صاحب نے نکاح پڑھاتے وقت لڑکی سے اجازت نہیں لی، جس کی وجہ سے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ نکاح نہیں ہوا؛ لہذا دوبارہ نکاح پڑھایا جائے، تو کیا نکاح اول درست ہے یا نہیں؟ یا دوبارہ نکاح پڑھایا جائے، اس مسئلہ کا شرعی حکم کیا ہے؟ نکاح کے وقت لڑکی بالغ تھی اور لڑکا بھی بالغ تھا۔

المستفتی: قربان علی، مدھونی، معلم درجہ ہفتم مدرسہ شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر اس طرح نکاح ہو جانے کے بعد لڑکی کو جب اطلاع ہوئی اور اس نے اس کو رد نہیں کیا؛ بلکہ صراحتاً یا دلالتاً اجازت دی یا رضا مندی ظاہر کی تو شرعاً مذکورہ نکاح صحیح اور درست ہو چکا ہے۔

زوجها وليها، وأخبرها رسولہ، أوفضولي عدل، فسكتت عن رده مختارة،
أوضحك غير مستهزئة، أو تبسمت، أو بكت بلا صوت فهو إذن الخ.
(الدر المختار، كتاب النكاح، باب الولي، زكريا ديو بند ۴/۱۵۹، ۱۶۰، کراچی ۳/۵۹،
الموسوعة الفقهية الكويتية ۴۱/۲۷۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۷۳۸۷)

نکاح میں زوجین کی رضا مندی کا لحاظ

سوال [۵۷۷۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اولاد کے اوپر اللہ تعالیٰ نے یہ لازم قرار دیا ہے کہ وہ اپنے والدین کو خوش رکھے اور ان کے حقوق کا لحاظ رکھے، تو کیا کہیں والدین پر بھی اولاد کے بارے میں یہ حکم ہے کہ وہ بھی اولاد کی خوشی اور رضا مندی کا خیال رکھیں اور جس کام پر اولاد راضی ہو اسی کام پر والدین بھی رضا مندی کا اظہار کریں، اگر صرف اولاد ہی کے اوپر ان کے حقوق کا لحاظ لازم ہے، تو پھر بوقت نکاح لڑکا یا لڑکی سے کیوں اجازت طلب کرتے ہیں؟

المستفتی: محمد ناصر الدین کرولہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: والدین کو خوش رکھنے کا مسئلہ اپنی جگہ اہم اور مستقل مسئلہ ہے اور کسی لڑکی سے نکاح کا مسئلہ اس سے الگ مستقل دوسرا مسئلہ ہے۔

شریعت نے دونوں کا حکم مستقل طور پر بیان کیا ہے اولاد پر لازم ہے کہ والدین کو خوش رکھیں اور والدین پر لازم ہے کہ نکاح کے معاملہ میں لڑکے اور لڑکی کی مرضی کا لحاظ رکھے، اور ان کی مرضی کے بغیر والدین کی طرف سے دباؤ ڈال کر کے ان کا نکاح کر دینا جائز نہیں، اس میں والدین گنہگار ہوں گے؛ اس لئے نکاح کے معاملہ میں والدین کو اولاد کی رضا مندی کا لحاظ رکھنا لازم ہے، جہاں لڑکا یا لڑکی نکاح کرنا پسند کریں، اگرچہ والدین کو وہ جگہ پسند نہ ہو، تب بھی والدین کو اولاد کی مرضی کے مطابق نکاح کے معاملہ میں رضامند ہونا لازم ہے۔

عن ابن عباسؓ أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الثيب أحق بنفسها من وليها، والبكر تستأمر، وإذنه سكوتهَا. (صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب استئذان الثيب في النكاح بالنطق والبكر بالسكوت، النسخة الهندية ۱/۴۵۵، بيت الأفكار رقم: ۱۴۲۱)

ومنها رضا المرأة إذا كانت بالغة بكرة، كانت أوثياً، فلا يملك الولي إجبارها على النكاح عندنا. (فتاویٰ عالمگیری، كتاب النكاح، الباب الأول في تفسيره الخ، زکریا ۱/۲۶۹، جدید ۱/۳۲۲، فتاویٰ قضیخاں علی هامش الهندیة، زکریا ۱/۳۳۵، جدید ۱/۲۰۴)

ولا يزوج البكر البالغة أبوها على كره منها. (فتاویٰ تاتار خانیة، زکریا ۴/۹۱، رقم: ۵۶۱۸، کوئٹہ ۳/۲۳)

لا يجوز نكاح أحد على بالغة صحيحة العقل من أب، أو سلطان بغير إذنها بكرة كانت أوثياً. (فتاویٰ ہندیہ، زکریا ۱/۲۸۷، جدید ۱/۳۵۳)

عن المغيرة بن شعبة قال خطبت امرأة قال: فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم نظرت إليها قلت لا، قال فانظر إليها، فإنه أحرى أن يؤدم بينكما. (السنن الكبرى للبيهقي، كتاب النكاح، باب نظر الرجل إلى المرأة يريد تزوجها، دار الفکر ۱/۲۴۸، ۲۴۹، رقم: ۱۳۷۷۵، قدیم ۷/۸۴)

فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ

۱۴/۲/۱۴۲۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۷۰۱)

کیا بالغ لڑکی کا اپنی مرضی سے کیا ہوا نکاح درست ہے؟

سوال [۵۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ احقر شادی شدہ ہے، اب دوسرا نکاح کیا ہے، جس لڑکی سے نکاح کیا ہے، اس کے باپ کے کہنے کے مطابق ۱۷ سال کی ہے، نکاح باپ کی اجازت کے بغیر لیکن ماں کی مرضی سے ہوا ہے اور لڑکی سے گواہوں کے سامنے تین مرتبہ پوچھا گیا، لڑکی نے جواب میں ہاں کہا اور نکاح نامہ پر دستخط بھی کئے، لڑکی انصاری ہے اور لڑکا میمن ہے اور دونوں دیوبندی خیالات کے ہیں، لڑکی ابھی باپ کے گھر میں ہی ہے، باپ کو پتہ نہیں ہے کہ میری لڑکی کا نکاح ہو چکا ہے۔ صورت مسئلہ میں معلوم یہ کرنا ہے کہ:

(۱) باپ کی اجازت کے بغیر نکاح ہوا یا نہیں؟

(۲) کیا باپ کو فسخ نکاح کا اختیار ہے؟

المستفتی: محمد اقبال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: لڑکے کی برادری عرف و رواج کے اعتبار سے لڑکی کی برادری سے کمزور نہ ہونی چاہئے اور لوگوں سے معلوم ہوا کہ میمن برادری انصاری برادری سے کمزور نہیں ہے؛ اس لئے عاقل بالغ لڑکی کا نکاح باپ کی مرضی کے بغیر منعقد ہو چکا ہے؛ البتہ اگر مہر مثل سے کم پر نکاح ہوا ہے تو باپ کو اعتراض کا حق ہے یہی ظاہر روایت کے مطابق ہے۔

عن ابن عباسؓ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: الأیم أحق بنفسها من ولیها، والبکر تستأذن فی نفسها، وإذنها صماتها. قال: نعم! (صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب استیذان الثیب فی النکاح بالنطق والبکر بالسکوت، النسخة

ولا تجبر البالغة البكر على النكاح؛ لا نقطاع الولاية بالبلوغ الخ.

(در مختار، کتاب النکاح، باب الولی، زکریا دیوبند ۴/۱۵۹، کراچی ۳/۵۸)

الكفاءة هي حق الولي لاحتقها. (در مختار، کراچی ۳/۸۵، زکریا دیوبند ۴/۲۰۷)

وإذا تزوجت المرأة ونقصت عن مهر مثلها، فلأولياء الاعتراض

عليها. عند أبي حنيفة حتى يتم لها مهر مثلها، أو يفارقها. (هداية، اشرفیہ

دیوبند ۲/۴۳۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲/ ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۴۰/۱۰۸۹۵)

کیا لڑکی ولی یا اس کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتی؟

سوال [۵۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ زید کی شادی اس کے دوستوں نے ہندہ سے کرادی؛ جبکہ زید اور ہندہ کے ماں باپ یا کوئی بھی رشتہ دار قطعی طور پر شادی کے لئے راضی نہ تھے صرف یہی دونوں راضی تھے، دوستوں نے باہر لے جا کر دونوں کا نکاح بغیر گھر والوں کو خبر کرائے کر دیا؛ لیکن دونوں کے درمیان نکاح کے بعد بھی ہمبستری یا جسمانی تعلقات قائم نہیں ہوئے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ شادی شریعت کے مطابق جائز ہے کہ نہیں؟ کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ کوئی بھی لڑکی بغیر ولی کے یا اس کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتی ہے؟ جواب کتاب و سنت سے تحریر فرمادیں۔

المستفتی: محمد خالد ملک

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عاقلہ بالغہ لڑکی کا اپنے کفو اور برادری میں

مناسب مہر کے ساتھ نکاح کر لینے سے شرعی طور پر نکاح صحیح اور درست ہو جاتا ہے، اگرچہ اس

کا ولی موجود نہ ہو یا ولی راضی نہ ہو، ہاں البتہ اگر غیر کفو اور غیر برادری میں نکاح کر لیا ہے یا کفو میں، اس کے معیار سے بہت کم مہر باندھا ہے، تو اس کے ولی کی اجازت یا حاضری کے بغیر صحیح اور درست نہیں ہے۔

ولا يصح النكاح من غير كفء، أو بغين فاحش أصلاً (إلى قوله)
وإن كان من كفوء وبمهر المثل صح الخ (الدر المختار، كتاب النكاح، باب
الولي، زكريا ديوبند ۴/۱۷۳، ۱۷۴، کراچی ۶۸/۳)

اور جس حدیث شریف میں ولی کی اجازت کا حکم آیا ہے اور بغیر اجازت نکاح باطل ہونے کو کہا گیا ہے، اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ غیر کفو اور قلیل مہر کے ساتھ نکاح منعقد نہیں ہوتا ہے؛ لیکن یہ حدیث شریف کفو اور مثل سے نکاح کرنے کے خلاف نہیں ہے، ورنہ حدیث میں عورت کا اپنے نکاح میں ولی سے زیادہ حقدار ہونے کا ذکر بھی آیا ہے۔

الثيب أحق بنفسها من وليها، والبكر يستأذنها أبوها في نفسها.
(صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب استئذان الثيب في النكاح بالنطق والبكر
بالسكوت، النسخة الهندية ۱/۵۵، بيت الأفكار رقم: ۱۴۲۱، مشکوٰۃ
شريف ۲/۲۷۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۴/۴/۱۰

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰ ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۱۱/۲۹)

عاقِل بالغ لڑکی کا گواہوں کی موجودگی میں نکاح کرنا

سوال [۵۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زبیر فردوس نامی لڑکی نے جو کہ نہٹور کی رہنے والی ہے، بذریعہ رقعہ ہذا جو ساتھ میں منسلک ہے، ذوالفقار صاحب کو اپنے نکاح کا وکیل بنایا، ذوالفقار صاحب نے

حسب وکالت دو گواہان کی موجودگی میں مذکورہ عورت کا نکاح پڑھوادیا، جس کی رسید بھی ساتھ میں روانہ کی جا رہی ہے، دریں صورت کیا یہ نکاح درست ہے اور شریعت کے اعتبار سے وہ لڑکی محمد یونس کی زوجہ ہے اور حق زوجیت وصول کر سکتی ہے؟ تمام کاغذات اور رقعہ ہذا کا بغور مطالعہ کر کے شرعی حکم تحریر فرمادیں۔

المستفتی: محمد زاہد، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عاقل بالغ لڑکی جب اپنی مرضی سے برادری کے لڑکے کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں مناسب مہر کے عوض میں نکاح کرے تو شرعاً وہ نکاح درست ہو جاتا ہے اور مذکورہ نکاح میں مہر فاطمی باندھا گیا ہے، جو مناسب مہر ہے؛ لہذا مذکورہ نکاح اگر لڑکی کی مرضی اور خوشی سے ہوا ہے، تو صحیح اور درست ہو چکا اور یہ لڑکی محمد یونس کی شرعی بیوی بن گئی ہے۔

فنفذ نکاح حرة مكلفة بلا رضا ولي، والأصل أن كل من تصرف في ماله تصرف في نفسه ومالا فلا. (در مختار، كتاب النكاح، باب الولي، كراچی ۵۶، ۵۵/۳، زکریا دیوبند ۱۵۵، کذا فی الہندیۃ، زکریا ۲۸۷/۱، جلد ۱/۳۵۳، ومجمع الأنهر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۴۸۸، مصری قدیم ۱/۳۳۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کاتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ شوال المکرم ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۷۳۷۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۱۱/۳ھ

اولیاء کے علاوہ دیگر لوگوں کی موجودگی میں عاقل بالغ لڑکے کے لڑکی کا نکاح

سوال [۵۷۷۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ لڑکی نے اپنے ماں باپ کی غیر موجودگی میں اپنے ہوش و حواس کے ساتھ بنا

کسی ڈر یا دباؤ کے ایک وکیل اور دو گواہ کے درمیان اقرار کیا اور نکاح کی اجازت دی، اس کے بعد معتبر قاضی نے تقریباً دس آدمیوں کی موجودگی میں سنت طریقہ سے نکاح پڑھایا، لڑکا لڑکی دونوں پٹھان ہیں، لڑکی کی عمر ۲۲ سال لڑکے کی عمر ۳۳ سال ہے اور دونوں کنوارے ہیں۔

المستفتی: حافظ محمد اختر خان شہباز پورکلاں، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب لڑکے اور لڑکی دونوں عاقل و بالغ ہوشیار

ہیں اور دونوں ہم کفو اور ایک برادری سے متعلق ہیں، تو ایسی صورت میں ولی اور ماں باپ کی غیر موجودگی میں بلا اجازت شرعی گواہوں اور مسلمانوں کی موجودگی میں دونوں کا نکاح صحیح اور درست ہے۔

عن ابن عباسؓ، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الأيم أحق بنفسها من وليها، والبكر تستأذن في نفسها. (صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب استئذان الثيب في النكاح بالنطق والبكر بالسكوت، النسخة الهندية ۱/۴۵۵، بيت الأفكار رقم: ۱۴۲۱)

فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولي. (در مختار، كتاب النكاح، باب الولي، زكريا ديوبند ۴/۱۵۵، كراچی ۳/۵۵، تبیین الحقائق، مكتبہ امدادیہ ملتان ۲/۱۱۷، زکریا ۲/۹۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ رصفر المظفر ۱۴۲۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۸۲۶۲/۳۷)

بالغ لڑکی کا والدین کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا

سوال [۵۷۷۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک لڑکی ساجدہ جو کسی اسکول میں تعلیم حاصل کرتی تھی روز اسکول جاتی آتی

تھی، کچھ دنوں کے بعد ایک لڑکے نے جو اس کے پڑوس ہی میں رہتا تھا، ایک خط دیا جس میں اظہار محبت کے بارے میں لکھا تھا، جب اس لڑکی نے خط پڑھا تو غصہ ہو گئی، تو اس لڑکے نے بہت سمجھایا بجھایا، تو تیار ہو گئی، جب لڑکی اسکول جاتی آتی تھی، تو ایک روز وہ لڑکا کہیں لے گیا، جہاں اس نے دوست اور اس کے سگے بھائی بھی موجود تھے، وہاں ایک اور آدمی شادی شدہ تھا کل دس آدمی تھے، ہمارا کوئی رشتہ دار وہاں نہیں تھا، تو ہم سے پوچھا گیا کہ تم تیار ہو تو میں نے کہہ دیا کہ میں تیار ہوں، تو میری شادی ہو گئی، میں نے قبول کر لیا اور اس رجسٹر میں تین تین جگہ دستخط بھی کیا اس کے بعد میں گھر آ گئی، اسی دس میں سے ایک نے وہاں پر میرا نکاح پڑھایا جب میں گھر آ گئی تو کچھ دنوں کے بعد میری والدہ کو پتہ چل گیا، تو میرا اسکول جانا بند کر دیا، لڑکی کی امی نے ان سے قسم لی کہ تم قرآن پاک ہاتھ میں لے کر قسم کھاؤ کہ تم نے فلاں لڑکے سے شادی کی ہے یا نہیں؟ تو اس لڑکی نے کلام پاک اٹھا کر قسم کھائی کہ میری شادی نہیں ہوئی ہے اور لڑکے نے یہ کہلایا تھا کہ چاہے تمہاری گردن پر تلوار رکھ دے، تو تم شادی کے بارے میں مت بتانا؛ اس لئے اس نے قرآن اٹھا کر قسم کھالی، اس کے بعد سے اس کی والدہ یعنی لڑکی کی والدہ نے اسکول جانے کے لئے اجازت دیدی، کچھ دنوں کے بعد لڑکا لڑکی کو لے کر کہیں چلا گیا، دو روز لڑکی لڑکے کے پاس رہی اور تیسرے روز اپنی والدہ کے گھر آ گئی، ان دنوں میں لڑکی سے لڑکے نے دخول بھی کیا ہے۔ اب لڑکی اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی اور لڑکی کی والدہ بھائی وغیرہ اس بات کو ناگوار سمجھ رہے ہیں کہ ہماری بیٹی اس لڑکے کے گھر جائے، تو اس صورت میں کیا ہوگا نکاح ہوا یا نہیں؟ اگر نکاح ہو گیا ہے، تو دوسری شادی کرانے کے لئے کوئی صورت ہو تو قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد صابر کٹیہاری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر لڑکا لڑکی دونوں ایک ہی کفو اور ایک ہی

برادری سے متعلق ہیں، تو دونوں کے درمیان مذکورہ نکاح صحیح ہو چکا ہے، اب دوسری جگہ اس لڑکی کا نکاح درست نہ ہوگا اور سابق نکاح ہی کے ساتھ اسی لڑکے کے ساتھ میاں بیوی کی زندگی گزارنا جائز ہوگا۔

ففنذ نکاح حرة مكلفة بلا رضا ولي، والأصل ان كل من تصرف في ماله تصرف في نفسه وقوله ويفتي في غير الكفاءة بعدم جوازها أصلاً وهو المختار. (در مختار، كتاب النكاح، باب الولي، ذكر ياديو بند ۴/۵۵-۱۵۶، ۱۵۶/۳، كراچی ۵۶/۳، وكذا في البحر الرائق، كونه ۳/۱۰۹-۱۱۰، ذكر ياديو بند ۳/۹۲-۱۹۴)

لو زوجت الحرة البالغة العاقلة نفسها جاز. (الموسوعة الفقهية الكويتية ۷/۸۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۰/۳/۷ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷/ربیع الاول ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۲۳۳۲۶۰)

والدین کی اجازت کے بغیر بالغ لڑکی کا نکاح

سوال [۵۷۸۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید اور ہندہ نے کافی دنوں سے پیار ومحبت سے متاثر ہو کر آپس میں ایک مستحکم عہد و پیمان کی روشنی میں نہایت خوشی کے ساتھ والدین سے بغاوت کر کے بلا اجازت نکاح شرعی کر لیا ہے، نکاح کے بعد قانونی زد سے بچاؤ کے لئے کورٹ میرج بھی کر لیا ہے، جب والدین کو اس بات کا پتہ چلا تو انتہائی خفگی کا اظہار کرتے ہوئے نکاح سے نفرت کرتے ہیں، لڑکی فی الحال والدین کے زیر نگرانی ہے اور والدین چاہتے ہیں کہ ہم اپنی مرضی سے نکاح کرائیں۔ اب ایسی صورت میں قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ بتائیں کہ نکاح جائز ہوا ہے یا نہیں؟ ہندہ کو اپنی مرضی سے نکاح کرنے کا شرعی اختیار حاصل ہے یا نہیں؟

المستفتی: ڈاکٹر محمد خلیل رحمت نگرگی-۴/سر سید نگر، مراد آباد (یو پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: لڑکی اگر بالغہ ہے اور جس لڑکے سے نکاح کیا ہے، وہ لڑکی کی ہی برادری میں سے ہے یا ایسی برادری میں سے ہے، جس کو معاشرہ اور ماحول میں عمدہ جانا جاتا ہے، تو ایسی صورت میں ہندہ کا ماں باپ کی اجازت کے بغیر نکاح کر لینا شرعاً درست ہے اور یہ نکاح شرعی طور پر منعقد ہو چکا ہے۔ اب ہندہ زید کی ہی بیوی ہے، اسی حالت میں ہندہ کے ماں باپ کے لئے دوسرے مرد سے نکاح کرانا شرعاً درست نہیں ہے؛ بلکہ وہ نکاح باطل ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۷۳/۸)

فنفذ نکاح حرة مكلفة بلا رضي ولي. (درمختار مع الشامی، کتاب

النکاح، باب الولی، زکریا دیوبند ۴/۱۵۵، کراچی ۳/۵۵)

قال رحمه الله نفذ نکاح حرة مكلفة بلا ولي، وهذا عند أبي حنيفة

وأبي يوسف في ظاهر الرواية. (تبیین الحقائق، مکتبہ امدادیہ ملتان ۲/۱۱۷، زکریا ۲/۱۱۷، ہندیہ ۱/۲۸۷)

أما نکاح منکوحۃ الغیر فلم ینعقد أصلاً. (شامی، کراچی ۳/۱۳۲، زکریا دیوبند ۴/۲۷۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۸/۱۱/۱۴۲۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۹ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۸/۶۳۳۸)

گھروالوں کی رضامندی کے بغیر لڑکی کا نکاح

سوال [۵۷۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ لڑکا لڑکی بالغ اور عاقل ہیں دونوں نے قاضی وکیل اور گواہ کے سامنے نکاح کر لیا، مگر لڑکی کے گھر والے راضی نہیں ہیں اور انہوں نے لڑکی کا دوسرا نکاح طے کر دیا

تو معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا دوسرا نکاح صحیح ہوگا شریعت کا حکم بیان فرمائیں؟

المستفتی: محمد ناصر مرد آبادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: چونکہ لڑکا لڑکی بالغ ہیں اور لڑکی نے اپنے کفو میں نکاح کیا ہے، تو یہ نکاح شرعاً درست ہے، یہ دونوں آپس میں میاں بیوی ہو چکے؛ لہذا اس شوہر سے طلاق یا تفریق حاصل کئے بغیر جو نکاح طے کیا جا رہا ہے وہ قطعاً درست نہیں ہے، اگر اس طرح نکاح کر کے دوسرے شوہر کے پاس بھیج دیا گیا تو یہ حرام کاری و زنا کاری ہوگی۔

فنفذ نکاح حرة بلا رضا ولي. (الدر مع الرد، کتاب النکاح، باب الولي، زکریا دیوبند ۱۵۵/۳، کراچی ۵۵/۳، ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر مصري قديم ۳۳۲/۱، دارالکتب العلمیة بیروت ۴۸۸/۱)

أما منكوحة الغير فلم ينعقد أصلاً، لانه لم يقل أحد بجوازه. (شامی زکریا ۲۷۴/۳ کراچی ۱۳۲/۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/۱۱/۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶/ ذی قعدہ ۱۴۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۵۳۶/۱۹۳۴)

بالغان کا والدین کی رضا مندی کے بغیر نکاح کرنا

سوال [۵۷۸۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ واسق سرور ایک لڑکا ترنم پروین سے محبت کرتا تھا دونوں کے گھر والے نکاح کرنے پر راضی نہیں تھے؛ اس لئے میں نے ترنم کو اپنے یہاں سے قریب ایک گاؤں میں لے جا کر نکاح پڑھوا لیا اور نکاح کے وقت سات آٹھ آدمی بھی موجود تھے، لڑکی کی عمر ۱۶ سال اور میری عمر ۲۲ سال ہے میں شیخ زادہ ہوں اور لڑکی رنگریز برادری سے تعلق رکھتی ہے تو شرعاً میرا نکاح ہو گیا یا نہیں؟

(۲) اگر میرا نکاح ہو گیا ہے تو لڑکی والوں کو رخصتی کر دینا ضروری ہے یا نہیں؟
 اور نکاح کے بعد طلاق کا مطالبہ شرعاً کیسا ہے اور لڑکی کو تقریباً ۱۵/۶ ماہ میں اپنے
 ساتھ بھی رکھ چکا ہوں؛ لیکن جب لڑکی والوں کو علم ہو گیا، تو اب لڑکی میکہ میں ہے، اب وہ
 لوگ بھیجنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور لڑکی کو حمل بھی ہو گیا تھا، جسے لڑکی والوں نے گروا دیا ہے
 شرعی حکم تحریر فرمادیں نوازش ہوگی۔

المستفتی: واسق سرور، محلہ: افغانان، شیرکورت بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) مذکورہ صورت میں آپ کا نکاح ترنم پروین
 سے صحیح ہو گیا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۲۰۶/۸)

الكفاءة معتبرة من جانبه أي الرجل (إلى قوله) لا تعتبر من جانبها؛
 لأن الزوج مستفرش، فلا تغيبه دناءة الفراش - وقال الشامي: في رد
 المختار ان نكاح الشريف الوضعية لازم فلا اعتراض للولي. (شامي، كتاب
 النكاح، باب الكفاءة، كراچی ۸۳/۳، ۸۵، زکریا ۲۰۷/۴)

فالکفاءة تعتبر للنساء لا للرجال علی معنی أنه تعتبر الكفاءة
 في جانب الرجال للنساء ولا تعتبر في جانب النساء للرجال؛ لأن
 النصوص وردت بالا اعتبار في جانب الرجال خاصة. (بدائع الصنائع،
 کراچی ۳۲۰/۲، زکریا ۶۲۹/۲)

(۲) چونکہ یہ نکاح لڑکی نے اپنے سے اعلیٰ کفو میں کیا ہے؛ اس لئے صحیح اور درست
 ہے؛ لہذا اولیاء اور والدین پر لازم ہے کہ موجودہ شوہر کے ساتھ رخصت کر دیں۔

فنفسد نکاح حرة مكلفة بلا رضا ولي. (در مختار، كتاب النكاح، باب
 الولي، كراچی ۵۰۳/۳، زکریا دیوبند ۱۵۵/۱، سبک الأنهر مع مجمع الأنهر مصري قديم
 ۳۳۲/۱، دارالکتب العلمیة بیروت ۴۸۹/۱)

عن ابن عباسؓ، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الأيم أحق بنفسها من وليها. الحديث (صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب استيذان الثيب في النكاح بالنطق والبر بالسكر، النسخة الهندية ۱/ ۴۵۵، بيت الأفكار رقم: ۱۴۲۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۱ جمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۰۳۳۵)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۱/۶/۱۴۱۸ھ

عاقلاً بالغ لڑکی کا ولی کی اجازت کے بغیر نکاح

سوال [۵۷۸۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر ایک پندرہ سال کی لڑکی جس کو حیض آتا ہو، اپنی مرضی سے اپنی برادری کے برابر برادری والے مسلم لڑکے سے نکاح کر لیتی ہے، تو وہ نکاح ہوگا یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ واضح رہے کہ لڑکی کی عمر لڑکی کے گھر والوں کی طرف سے پندرہ سال لکھائی گئی تھی؛ جبکہ Medical Legal Report میں تقریباً انیس سال کی عمر بتائی گئی تھی اور یہ معاملہ گیارہ سال پہلے کا ہے، اس دوران ایک بچہ کی پیدائش ہوئی ہے۔

المستفتی: افضال احمد معرفت محبوب احمد، محلہ: حیات نگر گل-۳، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شریعت میں پندرہ سال کی لڑکی کو بالغ شمار کیا

جاتا ہے اور سوال نامہ سے پتہ چلتا ہے کہ پندرہ سال تو صرف کاغذوں میں ہے؛ جبکہ حقیقت میں لڑکی ۱۹ سال کی ہے، تو ایسی صورت میں سرکاری قانون کے مطابق بھی وہ لڑکی بالغ تھی؛ لہذا اس کا نکاح شرعی طور پر اپنی برادری کے برابر برادری والے لڑکے کے ساتھ جائز اور درست ہو چکا تھا، اگرچہ ماں باپ کی مرضی کے بغیر نکاح ہوا ہو تب بھی وہ نکاح معتبر تھا

اور جو بچی پیدا ہوئی ہے، وہ بہر حال ماں باپ دونوں کی وارث بنے گی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۱۱۲/۶-۱۱۳، فتاویٰ محمودیہ ڈائجیل ۵۳۶/۱۰-۵۵۲)

نفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا ولی؛ لأنها تصرفت فی خالص حقها وهي من أهلہ؛ لكونها عاقلة بالغة- وروي الحسن عن الإمام أنه إن كان الزوج كفواً نفذ نكاحها، وإلا فلم ينعقد. (البحر الرائق، كتاب النكاح، باب الأولياء والاء كفاء، زکریا ۳/۱۹۲، کوئٹہ ۳/۱۰۹ ہدایۃ اشرفیۃ دیوبند ۳۱۳، شامی، کراچی ۵۵/۳-۵۶، زکریا دیوبند ۴/۱۵۵-۱۵۶)

قال أبو جعفر: وإذا تزوجت المرأة البالغة الصحيحة العقل بغير أمر وليها، فالنكاح جائز، وإن كان كفواً لها لم يكن للأولياء أن يفرقوا بينهما، وإن كان غير كفولها كان لوليها أن يفرقوا بينهما. (شرح مختصر الطحاوي جلد ۴/۲۵۵-۲۵۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴ صفر المظفر ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۲۲۲/۴۰)

ولی کی اجازت کے بغیر عاقل، بالغ لڑکی کا نکاح

سوال [۵۷۸۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی چچا زاد بہن سے دو مسلمان گواہوں کے سامنے ایک نکاح خواں کے ذریعہ نکاح کر لیا، لڑکی کی عمر ۱۶ سال ہے، یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟ سوال یہ ہے کہ گواہوں نے نکاح کے رجسٹر میں اپنا صحیح نام درج نہیں کیا تو کیا اس سے نکاح پر کچھ اثر پڑیگا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید کا اپنی چچا اور بہن سے نکاح شرعاً درست ہے؛ اس لئے کہ دونوں عاقل بالغ اور شرعی احکام کے مکلف ہیں اور ان کا اولیاء کی اجازت کے بغیر بھی نکاح درست ہو جائے گا؛ لیکن گواہوں کا موجود ہونا اور سننا شرط ہے، دستخط شرط نہیں ہے؛ لہذا رجسٹر پر غلط نام درج کرنے سے نکاح پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

ولا ینعقد نکاح المسلمین إلا بحضور شاهدين حریین، عاقلین، بالغین مسلمین رجلین، أو رجل و امرأتین عدولا کانوا أو غیر عدول.
(ہدایہ، کتاب النکاح اشرفیۃ دیوبند ۶/۳۲)

ینعقد نکاح الحرة العاقلۃ البالغة برضاها أي بعقدھا الدال علی رضاھا. (العنایۃ، اشرفیۃ دیوبند ۳/۴۷، الکفایۃ، اشرفیۃ دیوبند ۳/۴۶)
فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ رجب المرجب ۱۴۳۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۲۰/۱۱۲۰)

بالغ لڑکے اور لڑکی کا والدین کی رضا مندی کے بغیر نکاح کرنا

سوال [۵۷۸۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ لڑکا اور لڑکی دونوں بالغ ہیں اور عقلمند و سمجھدار ہیں اور دونوں کی عمر تقریباً ۲۰/۲۱ سال ہے، ان دونوں نے اپنی مرضی سے گواہ اور وکیل کی موجودگی میں قاضی کے روبرو اپنا نکاح کر لیا ہے، مگر لڑکی کے ماں باپ رشتہ دار وغیرہ راضی نہیں ہیں اور انہوں نے لڑکی کا دوسرا نکاح کسی اور مقام پر لے جا کر زبردستی کسی کے ساتھ کرا دیا ہے۔ کیا یہ دوسرا نکاح جائز اور صحیح ہے؟ اور اگر نہیں ہے تو اس دوسرے نکاح کے گواہ وکیل جن لوگوں کے علم میں یہ بات ہے کہ لڑکی کا

پہلے نکاح ہو چکا ہے اسلام کے کس زمرے میں آتے ہیں؟ دونوں نے نکاح کی رسید بھی حاصل کر لی ہے، دونوں کی برادری بھی ایک ہی ہے۔

المستفتی: محمد مرسلین ولد مستقیم، محلہ: سرائے شیخ محمود، تھانہ: کوتوالی، مراد آباد
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب لڑکا لڑکی دونوں ہم کفو و ہم برادری ہیں اور دونوں عاقل بالغ ہیں تو دونوں کا اپنی مرضی سے گواہوں کے سامنے نکاح کر لینا شرعاً صحیح اور درست ہے۔ اب دونوں آپس میں میاں بیوی ہیں؛ لہذا اس شوہر سے شرعی طلاق یا تفریق حاصل کرنے سے قبل دوسری جگہ جو نکاح ہوا ہے، وہ شرعاً صحیح نہیں ہوا، اس دوسرے شخص کے ساتھ رہنا زنا کاری ہوگی۔

فنفذ نکاح حرة مكلفة بلا رضا ولي. (در مختار، کتاب النکاح، باب

الولي، زکریا دیوبند ۴/۱۵۵، کراچی ۳/۵۵، ہدایۃ اشرفیۃ دیوبند ۲/۳۱۳)

أما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدته فالدخول فيه لا یوجب العدة
إن علم أنها للغیر، فإنه لم یقل أحد بجوازه، فلم یعتقد أصلاً الخ (شامی،
زکریا دیوبند ۴/۲۷۴، کراچی ۳/۱۳۲، البحر الرائق، زکریا دیوبند ۴/۲۴۲، کوئٹہ
۴/۱۴۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۱۰/۲۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱ شوال المکرم ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/۵۸۹)

ولی کا لڑکی کی اجازت کے بغیر، اور لڑکی کا ولی کے اجازت کے بغیر نکاح کرنا

سوال [۵۷۸۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: (۱) کہ کیا ولی بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کر سکتا ہے؟

(۲) کیا بالغ لڑکی اپنا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر کر سکتی ہے یا نہیں؟

(۳) ولی کون کون لوگ ہو سکتے ہیں بالترتیب تحریر فرمائیں؟

المستفتی: محمد فاروق، محلہ: اشرف ٹولہ، سندیلہ، ہردوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) بالغہ باکرہ کے نکاح کے لئے اس کی دلالت

یا صراحتاً اجازت ضروری ہے، اس کی اجازت کے بغیر نکاح شرعاً منعقد نہ ہوگا۔

عن ابن عباسؓ، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الأيم أحق بنفسها من وليها، والبكر تستأذن في نفسها، وإذنها صماتها. (صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب استئذان الثيب في النكاح بالنطق والبكر بالسكوت، النسخة الهندية ۱/۴۵۵، بيت الأفكار رقم: ۱۴۲۱)

عن ابن عباس أن جارية بكرة أتت النبي صلى الله عليه وسلم، فذكرت أن أباه زوجها وهي كارهة، فخيرها النبي صلى الله عليه وسلم. (سنن أبي داود، كتاب النكاح، باب في البكر زوجها أو بها ولا يستأمرها، النسخة الهندية ۱/۲۸۵، دار السلام رقم: ۲۰۹۶)

لا ينفذ عقد الولي بغیر رضاها عندنا. (البحر الرائق، كتاب النكاح، باب الأولياء والاكفاء، كوئٹہ ۱۱۰/۳، زکریا ۱۹۴/۳)

لا ينفذ عقد الولي بغیر استئمار—توقف علی رضاها. (شامی، زکریا ۴/۵۹، کراچی ۵۸/۳)

(۲) بالغہ باکرہ لڑکی ولی کی اجازت کے بغیر اگر کفو میں نکاح کرے تو منعقد ہو جائے گا اور اگر غیر کفو میں نکاح کرتی ہے، تو مفتی بہ قول کے مطابق منعقد ہی نہ ہوگا۔

عن بحرية بنت هاني بن قبيصة، قالت: زوجت نفسي الققعقاع بن شور، وبات عندي ليلة، وجاء أبي من الأعراب؛ فاستعدي عليا،

و جاء ت رسله فانطلقوا به إليه، فقال: أَدْخِلَتْ بِهَا؟ قال: نعم! فأجاز النكاح.

(سنن الدارقطني، كتاب النكاح، دارالكتب العلمية بيروت ۳/۲۲۳، رقم: ۳۸۳۷۰)

فنفذ نكاح حرّة مكلفة بلا رضا ولي (در مختار) ويفتّى في غير الكفء بعدم جوازه. وهو المختار للفتوى لفساد الزمان. (در مختار على شامي، زكريا ۴/۱۵۵ تا ۱۵۷، كراچی ۳/۵۵-۵۶، ہندیہ، زكريا ۱/۲۸۷، بدائع الصنائع، زكريا ۲/۵۱۶)

(۳) باب نکاح میں ولی سے مراد عصبہ بنفسہ ہے یعنی بیٹا، پوتا، باپ، دادا، تایا، چچا، بھائی وغیرہ ہیں۔

اي للولي إذا كان عصبه أي بنفسه. (در مختار، زكريا ۴/۱۵۶، كراچی ۳/۵۶)
ثم الولي بترتيب عصبوبة الإ نكاح. (شامي، زكريا ۳/۱۲۱، كراچی ۲/۲۲۰، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، درالكتاب ديوبند ۵۸۹، هكذا في البدائع، زكريا ۲/۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۵/۱۱/۱۴۲۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ ذی قعدہ ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۶۹۵۵)

بالغہ لڑکی اور لڑکے کا اپنا نکاح خود کرنا

سوال [۵۷۸۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکے اور لڑکی نے دو گواہوں کی موجودگی میں شرعی طور پر نکاح کر لیا اور اس کے بعد دونوں میں ازدواجی تعلقات بھی قائم ہو گئے؛ لیکن بوقت نکاح لڑکی کے والدین کو علم نہیں تھا؛ بلکہ بعد میں علم ہوا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ نکاح صحیح ہوا ہے یا نہیں؟ جبکہ طرفین بالغ ہیں، لڑکا اور لڑکی انصاری برادری سے متعلق ہیں اور مہر پچاس ہزار روپیہ طے پایا ہے۔

نوٹ: لڑکے کی عمر ۲۸ رسال اور لڑکی کی عمر ۲۷ رسال ہے۔

المستفتی: رئیس احمد، دھام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ لڑکا ۲۸ سال کا ہے اور لڑکی ۲۷ سال کی ہے اور دونوں ایک ہی برادری سے متعلق ہیں اور مہر بھی پچاس ہزار روپیہ معقول ہے اور دو شرعی گواہوں کی موجودگی میں عقد نکاح کیا گیا ہے، تو ایسی صورت میں شرعی طور پر یہ نکاح منعقد ہو چکا ہے، اور دونوں شریعت کے نزدیک میاں بیوی ہیں اور ایسے نکاح میں کسی کے لئے اعتراض کا حق بھی نہیں رہتا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۱۱/۶۵۲)

عن معمر قال: سألت الزهري، عن امرأة تزوج بغير ولي؟ فقال:

إن كان كفوءاً جاز. (المصنف لإبن أبي شيبة، كتاب النكاح، باب من أجاز به بغير ولي ولم يفرق، مؤسسه علوم القرآن جلد ۹/۴۱، رقم: ۱۶۹۹)

الحررة العاقلة البالغة إذا زوجت نفسها من رجل هو كفولها بکرا كانت أو ثيباً، نفذ النكاح في ظاهر رواية أبي حنيفة إلا أن الزوج إذا لم يكن كفواً فلأولياء حق الاعتراض. (تاتارخانیة، زکریا ۴/۱۰۰، رقم: ۵۶۴۴)

فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولي..... والاعتراض في غير الكفاءة أي في تزويجها نفسها من غير كفاءة. (در مختار مع الشامی، زکریا ۴/۱۰۵-۱۰۶، کراچی ۳/۵۵-۵۶)

فإذا أذنت المرأة للرجل أن يزوجه من نفسه فعقد بحضرة شاهدين جاز. (هدایة اشرفیہ دیوبند ۲/۳۲۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۲۷۷۷۷)

والدین کی اجازت کے بغیر بالغ لڑکے اور لڑکی کا نکاح کرنا

سوال [۵۷۸۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک نکاح ۱۲ نومبر ۱۹۹۳ء کو ہوا، جس میں لڑکا اور لڑکی دونوں بالغ ہیں لڑکے کی عمر ۲۷ سال اور لڑکی کی عمر ۲۰ سال ہے، دونوں سمجھ دار عاقل ہیں، اپنی مرضی سے نکاح کیا ہے، جس میں نکاح کے سبب کاغذات موجود ہیں اور گواہ حضرات بھی موجود ہیں اور اس کے بعد کچھ لوگوں نے زبردستی دوسری جگہ لڑکی کی شادی کر دی ہے، پہلے نکاح سے کوئی بھی طلاق نہ ہوئی اور نکاح پر نکاح کر دیا ہے۔ اب جس امام نے نکاح پڑھا یا اور جو اس میں شریک تھے اور گواہ حضرات ان لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا ان لوگوں کا نکاح ٹوٹا یا نہیں؟ اور بطور ثبوت رسید حاضر ہے، لڑکی اور لڑکا بالغ عاقل اور کسی ڈر یا خوف کے بغیر اپنے نفع اور نقصان کو سوچ کر اپنا نکاح کر سکتے ہیں؟ اور وہ دونوں کسی ولی کے بغیر خود ولی ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: محمد حفیظ اللہ شاہ پونچھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: پہلا نکاح جو لڑکی نے اپنی مرضی سے کیا ہے اور لڑکا لڑکی دونوں ہم کفو اور ہم برادری ہیں تو شرعی طور پر وہ نکاح صحیح ہو چکا ہے اور بعد والا نکاح جو لڑکی کی مرضی کے خلاف کر دیا گیا ہے صحیح نہیں ہوا، اس کے پاس جانا لڑکی کے لئے حرام ہوگا۔

عن اسماعیل بن سالم عن الشعبي قال: إن كان كفئنا جاز.

(المصنف لابن شبیه، کتاب النکاح، باب من أجازہ بغیر ولی ولم یفرق مؤسسہ علوم

القرآن ۹/۴۱، رقم: ۱۶۲۰۰)

أما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدته فالدخل فیہ لا یوجب العدة،

إِنْ عَلِمَ أَنَّهَا لِلْغَيْرِ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يَقُلْ أَحَدٌ بِجَوَازِهِ، فَلَمْ يَنْعَقِدْ أَصْلًا.

(شامی، کتاب النکاح، باب المهر مطلب فی النکاح الفاسد، زکریا دیوبند

۲۷۴/۴، کراچی ۱۳۲/۳، البحر الرائق، باب العدة کوئٹہ ۱۴۴/۴، زکریا ۲۴۲/۴)

اور نکاح نامہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ لڑکا سید ہے اور لڑکی قریشی؛ اس لئے بلاشبہ ان کا

نکاح صحیح ہو چکا ہے؛ اس لئے دوسرا نکاح باطل ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۱ ذی الحجہ ۱۴۱۲ھ

۱۴۱۲/۱۲/۲۱

(فتویٰ نمبر: الف ۶۴۳۱)

پچیس سالہ لڑکی کا بذات خود کفو میں نکاح کرنا

سوال [۵۷۸۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک لڑکی جو بالغ ہے، جس کی عمر تقریباً ۲۴ یا ۲۵ سال ہے اور یہ لڑکی ایک

لڑکے کو بار بار شوہر تسلیم کرتی ہے اور تحریر بھی دیتی ہے کہ آپ میرے شوہر ہیں اور وہ لڑکا بھی

بالغ اور عاقل ہے اور اس لڑکی کو بیوی تسلیم کرتا ہے اور بار بار تحریر میں بھی بیوی لکھتا ہے کہ آپ

میری بیوی ہیں، اور لڑکی نے دو گواہوں کے سامنے لڑکے سے کہا کہ میں آپ سے نکاح کرتی

ہوں اور لڑکے نے ان دونوں گواہوں کے سامنے کہا کہ میں قبول کرتا ہوں۔ شریعت مطہرہ کی

روشنی میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ نکاح ہوا یا نہیں؟ جواب سے نوازیں۔

المستفتی: محمد اسلام، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر واقعہ بالکل صحیح ہے اور لڑکا، لڑکی دونوں

ایک ہی کفو اور برادری کے ہیں، تو نکاح صحیح ہو چکا ہے اور اگر برادری اور کفو میں نہیں ہیں،

تو لڑکی کے باپ بھائی کی اجازت کے بغیر مذکورہ نکاح صحیح نہیں ہو سکتا۔

ویفتی فی غیر الکفء بعدم جوازہ أصلاً. وهو المختار للفتویٰ. (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، زکریادیوبند ۱۵۵/۴، کراچی ۵۵/۳، وھکنا فی الھندیۃ، زکریا ۲۹۲/۱، جدید ۳۵۸/۱، البحر الرائق، کوئٹہ ۱۱۰/۳، زکریادیوبند ۱۹۴/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳/ربیع الاولیٰ ۱۴۱۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۷۰۲۵)

بالغہ لڑکی کا والدین کی رضامندی کے بغیر نکاح

سوال [۵۷۹۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکا جس کی عمر ۱۸/۱۹ سال ہوگی اور ایک لڑکی جس کی عمر ۱۶/۱۷ سال کی ہوگی دونوں میں محبت ہوگئی ہے، جب لڑکے کے والد کو معلوم ہوا، تو لڑکے کو سمجھایا اور ڈانٹا بھی پھر بھی لڑکا نہیں مانا اور لڑکے نے لڑکی کے والد کے پاس کئی بار پیغام بھیجا، مگر لڑکی کے گھر والوں نے انکار کر دیا، اس کے بعد لڑکی اپنے بہنوئی کے یہاں گئی ہوئی تھی، وہ وہاں سے بھاگنے میں کامیاب ہوگئی اور اکیلے ہی بھاگ کر ایک دوسرے گاؤں میں اس لڑکے کے پاس آگئی، اس گاؤں کے پڑھے لکھے لوگوں نے نکاح پر زور اور دباؤ ڈالا تو شرعی گواہوں کی موجودگی میں ہم برادری لڑکا اور لڑکی کے درمیان عقد نکاح ہو گیا؛ لیکن جیسے ہی لڑکی والوں کو نکاح کا علم ہوا، تو انہوں نے پولیس کیس کر دیا اور لڑکی کی عمر ۱۳/۱۴ سال تحریر کرائی، اس کے بعد لڑکی والے چند بڑے آدمیوں کے فیصلے پر راضی ہو گئے کہ لڑکی مجھے واپس دیدے، تو میں پولیس کیس واپس لے لوں گا، لڑکے سے زبردستی دباؤ ڈال کر انگوٹھے کا نشان لگوا دیا گیا ہے اور زبان سے الفاظ طلاق نہیں کہے۔ اور نہ ہی کوئی تحریر دی ہے یہ لڑکے کا حلفیہ بیان ہے، صورت

مذکورہ میں بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ ابھی شوہر کے نکاح میں باقی ہے یا نہیں؟

المستفتی: اعجاز حسین، کمال پور فتح آباد، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ سے واضح ہوتا ہے کہ مذکورہ لڑکی اپنی مرضی اور خوشی سے نکاح پر آمادہ ہوئی ہے اور لڑکی بالغ ہو چکی ہے، شریعت اسلامی میں جب بالغ لڑکی اپنے والدین کی مرضی کے بغیر ہم برادری اور ہم کفو میں نکاح کر لیتی ہے، تو وہ صحیح اور معتبر ہو جاتا ہے؛ لہذا صورت مذکورہ میں شرعی طور پر نکاح صحیح ہو چکا ہے۔

فنفذ نکاح حرة مكلفة بلا رضا ولي. (الدر المختار، کراچی ۵۵/۳، زکریا ۱۵۵/۴)

اور لڑکے سے پولیس کیس اور دباؤ کے ذریعہ سے طلاق نامہ پر جو انگوٹھا لیا گیا ہے، اس سے شرعی طور پر طلاق واقع نہیں ہوئی ہے؛ جبکہ لڑکے نے اپنی زبان سے طلاق کے الفاظ نہیں کہے ہیں؛ لہذا صورت مذکورہ میں لڑکا، لڑکی دونوں کا نکاح شرعاً بدستور باقی ہے اور دونوں شرعاً میاں بیوی ہیں؛ لہذا لڑکے سے شرعی طلاق حاصل کئے بغیر دوسری جگہ لڑکی کا نکاح ناجائز اور باطل ہوگا۔

و كذلك كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع به الطلاق إذا لم يقر أنه كتابه الخ (فتاویٰ التاتار خانیہ، کتاب الطلاق، الفصل السابع، زکریا ۵۳۱/۴، کوئٹہ ۳۸۰/۳، المحيط البرہانی، المجلس العلمي ۴۸۶/۴، رقم: ۴۹۲۹، ہندیہ، زکریا ۳۷۹/۱، جدید ۴۴۶/۱، الموسوعة الفقهية الكويتية ۱۷۶/۳، شامی، کراچی ۲۴۷/۳، زکریا دیوبند ۴۵۶/۴)

یعنی جس خط کو شوہر نے از خود نہیں لکھا اور نہ ہی اس کو اپنی مرضی سے لکھوایا اس سے شرعاً طلاق واقع نہیں ہوتی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۴ شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۲۳۳۰)

بالغہ لڑکی کا والدین کی رضامندی کے بغیر مناسب مہر پر کفو میں نکاح کرنا

سوال [۵۷۹۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک بالغ لڑکا، لڑکی جو ذات کے اعتبار سے ایک ہیں، اپنے والدین کی غیر رضامندی سے دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح کر لیتے ہیں، تو کیا ان دونوں کا نکاح شرعی حیثیت سے جائز ہے یا نہیں؟ مفصل جواب تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد شکیل محلہ، کھوکران، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر مناسب مہر کے ساتھ کفو اور برادری میں والدین کی بغیر رضامندی کے نکاح کیا ہے، تو شرعاً نکاح صحیح اور جائز ہے۔

عن معمرؓ، قال: سألت الزهري، عن امرأة تزوج بغير ولي؟ فقال: إن كان كفؤاً جاز. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب النكاح، باب من أجاز به بغير ولي ولم يفرق، مؤسسه علوم القرآن ۱/۹، رقم: ۱۶۱۹۹)

فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولي الخ. (الدر المختار، كتاب النكاح، باب الولي، زكريا ۱۵۵/۴، کراچی ۵۵/۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱ھ/۸/۸

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸ شعبان المظعم ۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۶۲/۲۳۳)

بیس سالہ لڑکی کا والدین کی رضامندی کے بغیر کفو میں نکاح کرنا

سوال [۵۷۹۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نازخاں نے اپنے حقیقی ماموں کی بیٹی صفیہ خاتون سے جس کی عمر تقریباً بیس

سال ہے، دو گواہوں کی موجودگی میں ایک لاکھ روپیہ مہر کے عوض نکاح کر لیا ہے، لڑکی کے والدین اس نکاح سے راضی نہیں ہیں اور وہ ناز خان سے بغیر طلاق حاصل کئے اپنی لڑکی کا نکاح کسی دوسری جگہ کرنا چاہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح درست نہیں ہوتا ہے، صفیہ خاتون ناز خان کے ساتھ رہنے پر بضد ہے اور کسی بھی طرح دوسری جگہ نکاح کے لئے تیار نہیں ہے، ایسی صورت میں ناز خان سے بغیر طلاق لئے صفیہ خاتون کا نکاح دوسری جگہ درست ہو گا یا نہیں؟

المستفتی: عبدالقدوس، سہارن پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: بیس سال کی لڑکی عاقلہ بالغہ ہوتی ہے، اس نے جو اپنی مرضی سے اپنی برادری کے آدمی ناز خان کے ساتھ ولی کی مرضی کے بغیر نکاح کر لیا ہے، وہ شرعی طور پر معتبر اور صحیح ہے اور ایک لاکھ روپیہ مہر بہت زیادہ ہے، شرعی طور پر کم نہیں ہے؛ اس لئے صفیہ خاتون ناز خان کی بیوی ہے، اس سے شرعی تفریق حاصل کئے بغیر دوسری جگہ صفیہ خاتون کا نکاح صحیح نہ ہوگا۔

فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضا ولي الخ. (الدر المختار، کتاب النکاح،

باب الولي، ذکر یا ۴/۱۵۵، کراچی ۵۰/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۳ ذی قعدہ ۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۵۰۳۲)

اولیاء کی رضا مندی کے بغیر غیر کفو میں نکاح

سوال [۵۷۹۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ (الف) ایک مرد ہے ہندو (ب) ایک عورت ہے مسلمان (الف) ہندو

گھرانہ میں پیدا ہوا، اس کی شادی ایک ہندو عورت کے ساتھ ہندو رسم و رواج کے مطابق ہوئی، شادی کے چند سال بعد (الف) اپنی بیوی کے ساتھ مہاراشٹر کے ایک چھوٹے سے شہر کی ایک کمپنی میں ملازم کی حیثیت سے آتا ہے، اس کمپنی کی طرف سے رہائش کے لئے مکان ملتا ہے، جہاں دونوں میاں بیوی رہتے ہیں۔ الف کے مکان کے پڑوس میں ایک مسلمان فیملی کا مکان ہے یہ مسلمان فیملی ممبئی رہتی ہے، مگر سال میں ایک دو مرتبہ اپنے اس مکان میں بغرض تفریح جاتی ہے، پڑوسی ہونے کے ناطے اس مسلمان فیملی کا اس ہندو فیملی سے رابطہ قائم ہوتا ہے ایک دوسرے کے گھروں میں آنے جانے کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، مسلمان فیملی کی ایک تعلیم یافتہ بی اے پاس لڑکی اس ہندو آفیسر کے یعنی الف کے عشق میں پھنس جاتی ہے، دونوں ایک دوسرے سے چھپ کر ملتے ہیں یہ سلسلہ سالوں تک چلتا رہتا ہے۔ الف جا کر ایک مسجد میں مسلمان ہوتا ہے، پھر ”ب“ کے ساتھ نکاح شریعت کے مطابق کرتا ہے، دونوں کچھ دنوں تک میاں بیوی کی طرح چھپ کر زندگی گزارتے ہیں، دھیرے دھیرے یہ خبر لڑکی کے والدین کو مل جاتی ہے، گھر میں ایک کھرام برپا ہوتا ہے، لڑکی کے والدین اس شادی کو کسی بھی طرح قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے ہیں اور لڑکی کو اس نکاح سے دست بردار کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں، مگر لڑکی کسی کی بات نہیں مانتی لڑکی کے والدین تھک ہار کر ایک چال چلتے ہیں لڑکی کو کہتے ہیں کہ جب تم اس کے ساتھ رہنا ہی چاہتی ہو، تو تم اس کو اپنے گھر بلا لو احباب رشتہ داروں کے سامنے ایک چھوٹی سی تقریب کر کے تمہارے نکاح کی اور تصدیق کر دی جائے، لڑکی اپنے شوہر کو اپنے گھر پر بلاتی ہے، مگر لڑکی کے والدین تصدیق کے بجائے بند کمرہ میں اس لڑکے کے ساتھ نازیبا حرکت کرتے ہیں، ڈانٹتے ہیں پھٹکارتے ہیں زد و کوب کرتے ہیں اور لڑکے سے ایک طلاق نامہ جو پہلے سے تیار تھا، اس پر دستخط لیتے ہیں۔ اب والدین اپنی لڑکی کو کہتے ہیں کہ تمہاری طلاق ہو گئی ہے، مگر لڑکی مانتی نہیں ہے اور آج بھی الف کے ساتھ ملتی ہے، لڑکی کے والدین کہتے ہیں تم حلالہ کر لو، مگر لڑکی کہتی ہے کہ میرے کو طلاق

ہوئی ہی نہیں ہے؛ اس لئے حلالہ کا سوال ہی نہیں اٹھتا لڑکی سمجھتی ہے کہ اس کے والدین کی یہ دوسری چال ہے۔ برائے کرم آپ شریعت کے مطابق بتائیے کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟ لڑکا مسلمان ہو گیا ہے اور آج بھی مسلمان ہے دونوں ایک دوسرے کے ساتھ آج بھی ملتے ہیں دونوں نے نکاح کے علاوہ کورٹ میں بھی شادی کر لی ہے۔

المستفتی: الطاف کریم، خطیب مسجد جماعت جہوریہ، کالونی بازار روڈ ممبئی-۵۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عدم کفو کی وجہ سے ”ب“ کا نکاح الف کے ساتھ اولیاء کی مرضی کے خلاف صحیح قول کے مطابق منعقد ہی نہیں ہوا۔

ویفتی فی غیر الکفء لعدم جوازہ أصلاً، وهو المختار للفتویٰ لفساد الزمان. (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، زکریا دیوبند ۴/۱۵۷، ۱۵۸، کراچی ۳/۵۶، البحر الرائق کوئٹہ ۳/۱۱۰، زکریا دیوبند ۳/۱۹۴، کراچی ۳/۱۲۸، منحة الخالق، زکریا ۳/۱۹۴، کوئٹہ ۳/۱۱۰، کراچی ۳/۱۲۸، ہندیہ، زکریا ۱/۲۹۲، جدید ۱/۳۵۸)

لیکن اگر بچہ پیدا ہو گیا ہے یا حمل ظاہر ہو چکا ہے تو نکاح کو برقرار رکھ کر حق کفالت مسقوط ہوگا۔ حتیٰ تلد منه لثلا یضع الولد. (در المختار، ۲/۳۲۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۰۷/۱۲/۲۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/۴۰۴)

ولی کی اجازت کے بغیر ایک ہی خاندان کے لڑکی ولڑکے کا نکاح

سوال [۵۷۹۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میں حارث ولد حاجی فہیم ساکن: جامع مسجد نے اپنی چچا زاد بہن زکیہ بنت

محمد عظیم ساکن: محلہ جامع مسجد کے ساتھ بتاریخ ۱۴/ مارچ ۲۰۱۴ء بروز جمعہ تقریباً ۱۲ بجے محلہ جامع مسجد کے پاس ایک مکان میں نکاح کر لیا ہے، نکاح میں مہر ۱۵ ہزار روپیہ طے ہوئے ہیں۔ اسلام کے مطابق یہ بتانے کی زحمت کریں کہ اس نکاح میں کوئی خامی تو نہیں ہے؟

المستفتی: حارث ولد حاجی فہیم، ساکن محلہ جامع مسجد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب بالغ لڑکا اور بالغ لڑکی نے آپس کی رضامندی سے دوگواہوں کی موجودگی میں نکاح کر لیا ہے اور دونوں ایک برادری اور ایک ہی خاندان کے ہیں، تو بلاشبہ یہ نکاح منعقد ہو کر صحیح ہو گیا، شرعی طور پر دونوں میاں بیوی ہیں۔

فنفذ نکاح حرة مكلفة بلا رضا ولي. (شامی، کتاب النکاح، باب الولی،

کراچی ۵۵/۳، زکریا ۱۵۵/۴)

وعلى هذا يبنى الحرّة البالغة العاقلة إذا زوجت نفسها من رجل..... جاز..... فهو أنها لما بلغت عن عقل وحرية فقد صارت ولية نفسها في النكاح، فلا تبقي موليا عليها كالصبي العاقل إذا بلغ. (بدائع الصنائع، زکریا دیوبند ۵۱۳/۳، کراچی ۲/۴۷، البنایة اشرفیہ دیوبند ۷۰/۵، الموسوعة الفقهية الكويتية ۷/۸۰)

نفذ نکاح حرة مكلفة بلا ولي..... لأنها تصرف في خالص حقها، وهي من أهلها. (مجمع الأنهر، دار الكتب العلمية بیروت ۱/۴۸۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۵/۷/۱۸

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۵۹۴/۳۱)

اسلام میں کفائت اور مساوات کا حکم

سوال [۵۷۹۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (اسلام میں برابری کا اعتبار ہے) جبکہ بہشتی زیور کے چوتھے حصے ص: ۱۹۳ / مسئلہ نمبر ۶ پر تحریر ہے کہ مسلمان ہونے میں برابری کا اعتبار فقط مغل پٹھان وغیرہ اور قوموں میں ہے، شیخ سید، علوی اور انصاری میں اس کا اعتبار نہیں، اس کا کیا مطلب ہے، آگے تحریر فرماتے ہیں کہ جو شخص خود مسلمان ہو اور باپ کا فر تھا، وہ اس شخص کے برابر کا نہیں جو خود بھی مسلمان ہے اور اس کا باپ بھی مسلمان تھا اور جو شخص خود مسلمان ہے اور اس کا باپ بھی مسلمان ہے؛ لیکن اس کا دادا مسلمان نہیں وہ اس عورت کے برابر کا نہیں جس کا دادا بھی مسلمان ہے، اسلام نے سب کو برابری کا حق دیا ہے۔ فرمان رسول ہے نہ کسی گورے کو کالے، نہ کسی عربی کو کجی پر فوقیت حاصل ہے؛ بلکہ بہتر وہی ہے جو تقویٰ والا ہے؛ لہذا اس کی بھی وضاحت فرمائیں؟

المستفتی: حاجی اسلام قمر، جنگل پورہ ایکسٹنشن مسجد روڈ، بھگتنی (دہلی-۱۱)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ میں سائل نے جو سوال لکھا ہے، اس میں بہشتی زیور کی عبارت صحیح طور پر نقل نہیں کی؛ بلکہ بہشتی زیور کی صحیح عبارت یہ ہے جو ہم لکھ رہے ہیں کہ مسلمان ہونے میں برابری کا اعتبار فقط مغل، پٹھان وغیرہ اور قوموں میں ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستان میں شیخوں، سیدوں، علویوں اور انصاریوں کے علاوہ باقی تمام قومیں جن میں مغل پٹھان وغیرہ بھی شامل ہیں، سب کے سب حضرت محمد بن قاسم کے ذریعہ سے سندھ اور ہندوستان کے فتح ہونے کے بعد اسلام لانے والوں میں شامل ہیں۔

انہیں میں لگ بھگ نوے ہزار انسان خواجہ معین الدین چشتیؒ کے ہاتھوں پر اسلام لائے، پھر حضرت نظام الدین اولیاء کے ہاتھوں پر لاکھوں نے اسلام قبول کیا، پھر حضرت مجدد الف ثانی کے ذریعہ لاکھوں نے اسلام قبول کیا، اسی طرح شدہ شدہ اسلام میں داخل

ہونے کا سلسلہ انگریزی دور حکومت تک مسلسل جاری رہا ہے، اس کے بعد بہت ہی کم تعداد میں سلسلہ باقی ہے اور ان ہی میں ہندوستان کی ساری قومیں شامل ہیں، حضرت تھانویؒ نے مختصر عبارت میں یہی بات لکھی ہے کہ مسلمان ہونے میں برابری کا اعتبار فقط مغل پٹھان وغیرہ اور قوموں میں ہے، اس عبارت میں یہ ساری قومیں شامل ہو گئیں، اس کے بعد جو آگے لکھتے ہیں کہ شیخوں، سیدوں، علویوں اور انصاریوں میں اس کا کچھ اعتبار نہیں اور انصاریوں سے مراد شیخ انصاری ہیں، جو حضرت ابوالیوب انصاریؒ کی طرف منسوب ہیں، یہ سب کے سب عربی النسل ہیں وہ اصلی ہندوستانی نہیں ہے، ان سب میں آپس میں برابری کا اعتبار نہیں ہے؛ بلکہ سب ہم کفو ہیں اور اس کے بعد جو آگے کی عبارت ہے، اس کو سمجھانے کے لئے بطور تمہید کے یہ عبارت لکھی گئی تھی اور آگے کی عبارت یہ ہے کہ جو شخص خود نو مسلم ہے، وہ اس شخص کے برابر نہیں سمجھا جاتا، جس کا باپ مسلمان تھا یا اس کا دادا مسلمان تھا اور اس عدم برابری کی علت یہ ہے کہ جس کا باپ یا دادا مسلمان تھا اس کا معاشرہ مسلمانوں کے معاشرہ سے ہم آہنگ اور ملتا جلتا ہو چکا ہوتا ہے، اس کی لڑکیاں پرانے مسلمانوں کے معاشرہ میں گھل مل چکی ہوتی ہیں اور جو شخص خود نو مسلم ہے، اس کا معاشرہ رہن سہن پرانے مسلمانوں کے معاشرہ اور رہن سہن سے ہم آہنگ نہیں ہو سکتا۔ بہر حال کچھ نہ کچھ فرق ہو گا جس کے نتیجے میں پرانے مسلمان کی لڑکی کا اس نو مسلم کے پاس رہ کر کے ہم مزاج بن کر نبھاؤ مشکل ہو جائے گا، اور اگر پرانے مسلمان کے لڑکے کے یہاں ہوگی تو نبھاؤ میں آسانی ہوگی اور جہاں نبھاؤ آسانی سے ہو جاتا ہے، وہاں گھر چل جاتا ہے اور جہاں نبھاؤ مشکل ہوتا ہے، وہاں طلاق اور تفریق کی نوبت آ جاتی ہے، جس کی وجہ سے گھر برباد ہو جاتا ہے، اس حکمت کی وجہ سے شریعت نے برابری کو کچھ حیثیت دے رکھی ہے، ورنہ اللہ کے یہاں کوئی فرق نہیں ہے؛ بلکہ اس کے یہاں برتری کا سارا مدار تقویٰ پر ہے، یہی بہشتی زیور کی مذکورہ مختصر عبارت کا مطلب ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲ جمادی الثانیہ ۱۴۲۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۳۲۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۸/۶/۵ھ

مقصد کفایت

سوال [۵۷۹۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی دیوبندی لڑکا کسی غیر مقلد کی لڑکی سے شادی کرتا ہے تو اس کا کیا جواب ہے، اور اگر کوئی دیوبندی آدمی اپنی لڑکی کی شادی کسی غیر مقلد کے یہاں کرے تو اس کا کیا جواب ہے؟ اگر کسی دیوبندی نے اپنی لڑکی کی شادی غیر مقلد کے یہاں کر دی اور وہ لڑکی اپنے مسلک کو اختیار کرتی ہے، تو لڑکا منع کرتا ہے کہ تم میرے مسلک پر چلو اور وہ نہیں چلتی، تو لڑکا اسے دھمکی دے کر اپنے گھر سے بے گھر کر دیتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اگر تو میرے مسلک کو نہیں اختیار کرے گی، تو اپنے گھر ہمیشہ کے لئے چلی جا، تو کیا اس سے طلاق لے سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر لے سکتے ہیں تو اس کا جواب تسلی بخش تحریر فرمائیں؟

المستفتی: محمد ہاشم گوٹروی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شریعت میں شادی کے لئے ہم کفو تلاش کرنے کی اس لئے ترغیب دی گئی ہے کہ اگر غیر کفو میں شادی ہو جاتی ہے، تو نبھاؤ دشوار ہو جاتا ہے، اور جب پہلے ہی سے یہ بات معلوم ہے کہ خفی کا غیر مقلد کے ساتھ نبھاؤ ہونا دشوار ہے، تو اس لئے خفی لوگوں کو غیر مقلدین کے یہاں کا رشتہ قبول نہیں کرنا چاہئے؛ تاکہ بعد میں گھر پر باد نہ ہو اور سوال میں یہ بات بھی پوچھی گئی ہے کہ میاں بیوی کے درمیان نزاع اور اختلاف ہونے کی وجہ سے علیحدگی کی نوبت آجائے، تو ایسی صورت میں دونوں طرف کے لوگوں کو سنجیدہ ہو کر خوبصورت طریقہ سے علیحدگی اختیار کرنی چاہئے، جیسا کہ قرآن مقدس میں اس کا ذکر ہے۔

وَإِنْ حِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَأَبْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَبِيرًا .
[النساء: ۳۵] فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۳/۱۱/۲۲

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲/ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۱۰۸۴۶۱۰)

لڑکی کے والدین کی رضا مندی شرط ہے نہ کہ لڑکے کے والدین کی

سوال [۵۷۹۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محلے میں پڑوسی لڑکے اور لڑکی میں تعلقات تھے، بارہا سمجھایا گیا؛ لیکن بے اثر ثابت ہوا، ایک رات دونوں کو بات چیت کرتے دیکھ کر دریافت کرنے پر نکاح کی رضا مندی ظاہر کی، تو اسی وقت محلہ والے مسجد کے امام و مؤذن کو طلب کر کے رات کے تقریباً ۱۲ بجے نکاح خوانی کر کے لڑکی کو گھر روانہ کیا؛ کیونکہ لڑکے کے والدین اس نکاح سے متفق نہ تھے اور محلہ والوں کو برا بھلا کہتے ہیں، اس قسم کا نکاح جو رات ۱۲ بجے والدین کی ناراضی کے ساتھ کیا گیا ٹھیک ہے؟ اور یہ نکاح درست ہے؟ ان دونوں لڑکے اور لڑکی کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد قاسم جھلرہ ضلع ب. بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر لڑکی کے والدین راضی ہیں تو نکاح ہر حال میں صحیح اور درست ہے، لڑکے کے والدین کا راضی ہونا شرط نہیں ہے اور اگر لڑکی کے والدین راضی نہیں ہیں اور لڑکا اور لڑکی دونوں ایک ہی کفو اور برادری کے بھی نہیں ہے، تو یہ نکاح درست نہیں ہوگا اور اگر دونوں کی برادری اور کفو ایک ہے، تو لڑکی کے والدین کی بغیر رضا

مندى كے بھى نكاح صحیح اور درست ہو جائے گا۔

فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولي (الى قوله) ويفتى في غير الكفاء بعدم جوازہ أصلاً. وهو المختار للفتوى لفساد الزمان.

(الدرالمختار، كتاب النكاح، باب الولي، كراچی ۵۵/۳، ۵۶، زكريا ۵۵/۴، ۱۵۶، ۱۵۷، وكذا في البحر الرائق، كوئٹہ ۱۰۹/۳، ۱۱۰، زكريا ديوبند ۱۹۲/۳، ۱۹۴، ہندیہ

زكريا ۱/۲۸۷، جدید ۱/۳۵۳، ۲۹۲، جدید ۱/۳۵۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۱۷۱۴)

۱۴ھ

غیر کفو میں نکاح سے متعلق مختلف مقام کے فتاویٰ

سوال [۵۷۹۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ ہماری لڑکی نے خفیہ طور پر گھر سے فرار ہو کر محلہ کے ایک ایسے لڑکے سے شادی کر لی، جو کسی بھی اعتبار سے ہم لوگوں کا کفو نہیں ہے، جس پر والدین اور اہل خاندان بے حد ناراض ہیں؛ لہذا الحیلۃ الناجزہ ۸۴/۱ باب خیار کفایت کے تحت اجازت ولی کے بغیر مذکورہ نکاح کا عدم ہونے کی وجہ سے معصیت اور حرام کاری ہے، اور اگر یہ صحیح ہے تو اہل خاندان اور اہل محلہ کو کیا کرنا چاہئے؟

(۲) واضح رہے کہ مذکورہ بالا مسئلہ کے تعلق سے دوسری جگہ سے فتویٰ لیا جا چکا ہے (جس کی نقل ہمرشتہ ہے) جس کا لڑکے اور لڑکی دونوں نے انکار کر دیا ہے، تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ علماء اور مفتیان کے فتویٰ کے منکر کیا حکم ہے؟ گزارش ہے کہ شرعی نصوص کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتیہ: عطیہ خاتون

جواب منجانب: مفتی شفقت اللہ صاحب مفتی اشرف المدارس ہردوئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر لڑکی ولی (باپ) کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح غیر کفو میں کسی شخص سے کر لے، تو وہ نکاح منعقد نہ ہوگا اور لڑکی کا ناجائز طریقہ پر رہنا قرار دیا جائے گا اور دونوں مرد و عورت سخت گنہگار ہوں گے؛ لہذا لڑکی کو سمجھایا جائے اور اس کو حکم شرعی بتلایا جائے تاکہ لڑکی اس سے تعلق ختم کر لے اور گناہ سے محفوظ رہے؛ لیکن اگر اس کے باوجود لڑکی تعلق ختم کرنے پر آمادہ نہ ہو، تو گناہ سے بچانے کے خیال سے ولی کو اجازت دیدینا چاہئے۔

وفي الدر المختار: والكفاءة هي حق الولي لاحقها. وفي الشامية: فإن حاصله أن المرأة إذا زوجت نفسها من كفاء لزم على الأولياء وإن زوجت من غير كفو لا يلزم ولا يصح. (شامي، زكريا ۴/۲۰۷، كراچی ۳/۸۳-۸۴)

وقال الله تعالى في القرآن المجيد: وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ. [پ: ۱۶، ع: ۵۰] فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

کتبہ: شفقت اللہ

محمد افضل الرحمن غفرلہ
خادم اشرف المدارس ہردوئی (یوپی)

خادم التدريس والافتاء اشرف المدارس ہردوئی (یوپی)
۲ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ

جواب منجانب: مولانا مفتی امام علی صاحب دانش، ادارہ محمودیہ محمدی لکھنؤ پور کھیری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: فنفذ نکاح حرة مكلفة بلا رضا ولي وله أي للولي إذا كان عصبية، ولو غير محرم كابن عم في الأصح. خانية: وخرج ذو الأرحام والأم، وللقاضي الاعتراض في غير الكفاء ما لم تلد منه

(حتی قال) ویفتی فی غیر الکفء بعدم جوازہ أصلاً. وهو المختار للفتویٰ لفساد الزمان الخ. (وفي الدر المختار بهامش رد المختار ۲/۲۹۴)

وینعقد نکاح الحرة البالغة برضاها، وإن لم یعقد علیها ولی بکراً كانت أو ثیباً (إلی) وعن أبي حنيفة وأبي يوسف أنه لا يجوز في غیر الکفو. (الهدایہ ۲/۱۹۳)

ان فقہی روایات کی بنا پر اکثر مشائخ نے اسی قول پر فتویٰ دیا ہے کہ بالغ کا نکاح غیر کفو میں بلا اجازت ولی صحیح نہیں ہوتا۔ (امداد الفتاویٰ ۲۲۲/۴، واحسن الفتاویٰ، کتاب النکاح ۹۶/۵)

لہذا اہل خاندان کو چاہئے کہ مسئلہ کو واضح کر کے سمجھائیں اور نہ ماننے پر قطع تعلق کریں یا یہ کہ اگر مناسب سمجھیں تو ولی سے اجازت دلوادیں اور نکاح صحیح کرا دیں۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: امام علی عفی عنہ
صدر المدرسین ادارہ محمودیہ محمدی مہم پور
۳/۳ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ

دارالافتاء مدرسہ شاہی کا جواب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ اور دوسری جگہ کے جوابات کو بغور دیکھا جا چکا، سوال نامہ میں محض یہ لکھا ہے کہ یہ نکاح ہر اعتبار سے غیر کفو میں ہوا ہے، مگر غیر کفو کی وضاحت نہیں کی گئی تا کہ شرعی طور پر کہاں تک غیر کفو ہے، شریعت اس کے بارے میں کیا حکم دیتی ہے، غور کیا جاسکتا؛ اس لئے سوال کو مجمل سمجھا گیا تاہم اگر ایسے غیر کفو میں لڑکی نے نکاح کیا جس میں ہر اعتبار سے لڑکی والے لڑکے والوں کے مقابلہ میں اعلیٰ نسب سمجھے جاتے ہوں، تو حکم شرعی حسب ذیل ہے کہ ایسی صورت میں متاخرین نے حسن بن زیاد کے قول پر زجر و انتظام کے طور پر یہ فتویٰ دیا ہے کہ نکاح منعقد نہیں ہوگا؛ لیکن ظاہر الروایۃ اور جمہور فقہاء کی رائے کے مطابق نکاح منعقد ہو چکا ہے اور اولیاء کو صرف

اعتراض کا حق ہے؛ لہذا قاضی شرعی اور مسلم حاکم کے پاس فسخ نکاح کی اپیل کا حق حاصل ہے اور فسخ نکاح سے قبل دونوں کا ساتھ رہنا زنا کاری شمار نہ ہوگا۔

احقر کو اس مسئلہ میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ کے اس فتویٰ سے اتفاق ہے، جو کفایت المفتی ۲۰۶/۵ میں موجود ہے۔

الكفاءة معتبرة . وفي الشامية: جاز للولي الفسخ، وهذا بناء على ظاهر الرواية من أن العقد صحيح، وللولي الاعتراض أما على رواية الحسن. وهو المختار للفتوى من أنه لا يصح. (شامي، كراچی ۸۴/۳، زکریا ۴/۲۰۶)

يفتى في غير الكفاءة بعدم جواز أصلاً، وهو المختار للفتوى لفساد الزمان. (در مختار، كراچی ۵۶/۳، زکریا دیوبند ۴/۱۵۶)

لہذا اگر کسی نے عدم جواز اور عدم صحت نکاح کے فتویٰ کا انکار کیا ہے، تو اس کے سامنے ظاہر الروایۃ والا فتویٰ ہوگا؛ اس لئے اس پر شرعی طور پر کوئی الزام نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۱/۲۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۳۶/۵۸۷)

اعلیٰ خاندان بتا کر اعلیٰ نسب کی لڑکی سے نکاح

سوال [۵۷۹۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص مسی زید نے جو کچھوں کے خاندان سے ہے، ایک حسب و نسب والی لڑکی مسماۃ ہندہ سے جو کہ نسب کے اعتبار سے اعلیٰ سمجھی جاتی ہے، اپنے نسب کو چھپا کر اپنے کو پٹھان ظاہر کر کے پچیس ہزار روپیہ مہر پر نکاح کیا یہ بتا کر کہ پہلی بیوی کو طلاق ہو گئی ہے اور اپنے کو پونے دس ہزار روپیہ کا ملازم بتلایا، لڑکی کے اولیاء میں ایک حقیقی بھائی ہے،

جو بالکل بے عقل ہے اور ایک سوتیلا بھائی ہے، جو لڑکی سے سخت ناراض ہے، اس نکاح کا کسی کو علم نہ ہوا یا ہر لے جا کر ایک جگہ نکاح پڑھوانا چاہا، مگر وہاں کے حالات مساعد نہ ہونے کی بناء پر وہاں سے دوسرے قصبہ میں اپنی کسی عزیزہ کے مکان پر ایک مسجد کے امام کو بلا کر نکاح پڑھوا یا گیا، اب تک بھی نہ لڑکی کو علم ہے اور نہ ہی اس کے اولیاء اور خاندان میں کسی کو علم ہے کہ نکاح غیر کفو میں ہوا، تو اس کا جواب مرحمت فرمائیں کہ نکاح درست ہے یا نہیں؟

کنچن صحیح النسب کا کفو نہیں سمجھا جاتا۔ فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰/۱ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ نکاح ہی درست نہیں ہوا، اگر نکاح درست ہو گیا اور طلاق ہو جائے تو مہر واجب ہو گا یا نہیں؟ جبکہ خلوت ہو چکی ہے اور طلاق کی عدت ہو گی یا نہیں؟ اگر بچہ کی پیدائش ہو گئی کیونکہ ایک ہفتہ اس کے یہاں رہ چکی ہے تو ثابت النسب سمجھا جائے گا یا نہیں؟ مفصل جواب مرحمت فرمانے کی زحمت فرمائیں۔

المستفتی: محمد اسجد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر اعلیٰ نسب کی لڑکی ہے اور کسی نیچے درجے کے مرد نے اپنے آپ کو ہم کفو اور اعلیٰ نسب کا بتلا کر اس کے ساتھ نکاح کر لیا ہے اور بعد میں مرد کا غیر کفو اور دھوکہ بازی کا علم ہو جائے تو لڑکی اور لڑکی کے اولیاء کو اس نکاح کے فسخ کر دینے کا حق ہے۔

لو انتسب الزوج لہا نسباً غیر نسبہ، فإن ظہر دونہ وهو لیس بکفء
فحق الفسخ ثابت للکل الخ (شامی، کتاب النکاح، باب الکفاءة، کراچی ۸۵/۳،
۵۰۱/۳، زکریا ۲۰۸/۵، ۱۷۶/۵، ہندیہ زکریا ۲۹۳/۱، جدید ۳۸۶/۱، البحر الرائق،
کوئٹہ ۱۲۶/۳، زکریا ۲۲۶/۳)

نیز حضرت حسن بن زیادؓ کے قول پر ہی فتویٰ ہے، لہذا جب مذکورہ مسئلہ میں شوہر کا غیر کفو ہونا ظاہر ہو چکا ہے تو سوتیلے بھائی کی مرضی نہ ہونے کی وجہ سے وہ نکاح ہی منعقد نہیں ہوا۔

ویفتی فی غیر الکفء بعدم جوازہ اصلاً . وهو المختار للفتویٰ
لفساد الزمان . (در مختار، زکریا ۴/۱۵۶، کراچی ۵۶/۳)

اور اگر ایسے نکاح میں اولاد پیدا ہو جائے تو حق اولاد کی وجہ سے نکاح کو معتبر تسلیم
کر لیا جاتا ہے، پھر اولاد بھی ثابت النسب شمار ہو جاتی۔

كما في التتوير الاعتراض في غير الكفء مالم يسكت حتى تلد منه لثلا
يضيع الولد . وتحتة في الشامية: أي بالتفريق بين أبويه، فإن بقاها مجتمعيين
على تربيتها حفظ له بلا شبهة فافهم الخ (در مختار، زکریا ۴/۱۵۶، کراچی ۵۶/۳)

نیز اگر جماع ہو چکا ہے اور اس کے بعد طلاق ہو جائے تو مہر اور عدت دونوں
واجب ہو جائیں گی۔

فإن كان قد دخل بها فلها الأقل مما سمي لها ومن مهر
المثل..... وتجب العدة ويعتبر في الجماع في القبل الخ (تاتارخانية،
کوئٹہ ۳/۱۱، زکریا دیوبند ۴/۷۷، رقم: ۵۵۷۰، المحيط البرہانی، المجلس
العلمی ۴/۱۶۸، رقم: ۳۹۴۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۹ھ/۷/۲

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲/رجب المرجب ۱۴۱۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۵۸۳۸)

غیر برادری میں عالم سے نکاح کرنا

سوال [۵۸۰۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ زید عالم ہے وہ ایک گاؤں کے مدرسہ میں تعلیم دیتا تھا اور جو مدرسہ
کے صدر تھے وہ دین دار اور شریف تھے اور شیخ برادری سے تعلق رکھتے ہیں اور ایک لڑکی جو ان
ہے اور وہ لڑکی مدرسہ میں درجہ حفظ میں پڑھنے والی دولڑکیوں کا پارہ سبق اور آموختہ بھی سن

لیا کرتی تھی، تو زید نے شریف گھرانا دیکھ کر غائبانہ طور پر لڑکی کو شادی کا پیغام دیا، تو اس لڑکی نے تحریری طور پر رضامندی کا اظہار کیا اور اس رضامندی کا علم اس لڑکی کی پھوپھی زاد بہن کو بھی تھا، جو عاقلہ و بالغہ تھی زید نے مطالبہ کیا کہ آپ اس رضامندی کو تحریری شکل میں پیش کریں، تو زیادہ معتبر ہوگا کہ میں نے آپ کے ساتھ شادی کی یا نکاح کیا، تو اس لڑکی نے یہ الفاظ تحریر کئے کہ ”میں نے آپ کے ساتھ شادی کی“، شادی کی، شادی کی، تو اس لڑکی کی تحریر پر زید نے دو گواہ بنائے اور زید نے لڑکی کے پاس فون کیا اور یہ لفظ کہا کہ میں نے قبول کر لیا اور پھر اسی وقت زید نے لڑکی سے کہا کہ میں نے آپ کے ساتھ نکاح کیا تو اس لڑکی نے ہاں کر دیا، جب ان تمام باتوں کا علم لڑکی کے والدین کو ہوا، تو انہوں نے کہا یہ تو بہت غلط ہوا، اور ان کے خاندان اور دیگر اعزاء و اقرباء طعن و تشنیع کرنے لگے کہ زید غیر برادری کا ہے، تو کیا اس لڑکی کے والدین کا اور خاندان اور دیگر اعزاء و اقرباء کا غصہ کرنا اور طعن و تشنیع کرنا اور اس کو معیوب سمجھنا نکاح کے نافذ ہونے میں دخل انداز ہوگا یا نہیں؟ اور کیا اس کا عالم ہونا شیخ زادی لڑکی کے لئے کفو بن سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: حافظ طفیل احمد، بھاگوالا، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نوجوان لڑکی کے یہ الفاظ تحریر کرنے کی وجہ سے کہ میں نے شادی کی، شادی کی، شادی کی، اور اس پر زید کے دو گواہ بنانے کی وجہ سے نکاح ہو جائے گا۔

ينعقد النكاح بالكتاب كما ينعقد بالخطاب وصورته أن يكتب إليها يخطبها فإذا بلغها الكتاب حضرت الشهود وقرأته عليهم. وقالت: زوجت نفسي منه، أو تقول إن فلانا كتب إلي يخطبني فاشهدوا عني زوجت نفسي منه. (شامي، كتاب النكاح، زكريا ۴/۷۳، كراچی ۲/۳، الموسوعة الفقهية الكويتية ۱/۲۴، فتح القدير، دار الفكر مصري ۳/۱۹۷، زكريا ۳/۱۸۹، كوثه ۳/۱۹۷)

عالم بڑی سے بڑی برادری کا کفو بن سکتا ہے، اس کے بعد والدین اعزاء واقرباء
ودیگر خاندان کے لوگوں کا طعن و تشنیع کرنا اور اس کو معیوب سمجھنا نکاح کے نافذ ہونے میں
دخل انداز نہ ہوگا۔

والسلطان، والعالم کان کفوا وان لم یملک ما ینفق۔ (تاتارخانیہ،

کوئٹہ ۳/۶۰، زکریا ۴/۱۳۴، رقم: ۵۷۴۰)

وان بالعالم فکفء لأن شرف العلم فوق شرف النسب، والمال کما
جزم به البزازی وارتضاه الکمال وغیرهم والوجه فیہ ظاہر، ولذا قیل أی
لکون شرف العلم أقوى ان عائشة أفضل من فاطمة^{رض}۔ (شامی، زکریا
دیوبند ۴/۲۱۸، کراچی ۳/۹۲، البناہ اشرفیہ دیوبند ۵/۱۱۴، مجمع الأنهر مصری قدیم
۱/۳۴۰، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۵۰۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ العلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۹/۲/۱۴۲۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸/صفر المظفر ۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۹۳۱)

دیوبندی لڑکی کا بریلوی لڑکے سے نکاح کرنا

سوال [۵۸۰۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
بارے میں: کہ میں الحمد للہ علماء دیوبند سے تعلق رکھتا ہوں اور جہاں میری بیٹی کا رشتہ طے ہو رہا
ہے، وہ اعلیٰ حضرت کے ماننے والے ہیں، معلوم یہ کرنا ہے کہ شرعی اعتبار سے ایسا کرنے میں
کوئی عذر تو نہیں ہے؟ حضرت سے درخواست ہے کہ جواب دے کر احسان فرمائیں۔

المستفتی: بدر القمر، تمباکو والاں، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ماں باپ اور اولیاء کی رضامندی سے بیٹی

کا نکاح کسی بھی ایمان والے کے ساتھ درست ہے؛ لیکن شریعت میں ہم کفو اور برابری کا اعتبار اس لئے کیا گیا ہے؛ تاکہ بعد میں کہیں نبھاؤ نہ ہو سکے، اب یہ نکاح لڑکی کے حق میں کہاں تک بہتر رہے گا وہ آپ کو خود سوچنا ہے، اگر نبھاؤ نہ ہونے کا خطرہ ہو تو ہم مسلک لڑکے کے ساتھ لڑکی کی شادی کرنی چاہئے۔

ولزم النکاح ولو بغير كفء إن كان الولي المزوج بنفسه أبا،
أوجدلاً. (شامی، کتاب النکاح، باب الکفاءة، کراچی ۶۷/۳، زکریا ۴/۱۷۱)

الکفاءة معتبرة في باب النکاح، ثم اعتبارها من وجوه-إلى
قوله-الخامس التقوى، والحسب حتى لا تكون الفاسق كفوا للعدل.
(الفتاویٰ التاتار خانیة، زکریا ۴/۱۳۱ تا ۱۳۷، رقم: ۵۷۵۳/۵۷۳۳)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تخيروا لنطفکم وانکحوا
الأکفاء، وانکحوا إليهم. (سنن ابن ماجه، کتاب النکاح، باب الاکفاء، النسخة
الهندية ۱/۱۳۱، دار السلام رقم: ۱۹۶۸، المستدرک للحاکم، کتاب النکاح، مکتبه نزار
مصطفیٰ الباز ۳/۱۰۱۱، رقم: ۲۶۸۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتابتہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
ارزی الحجۃ ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۳۳۳۱۰۲)
الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۱۲/۲ھ

پٹھان مرد کا انصاری لڑکی سے نکاح

سوال [۵۸۰۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے لڑکے پرویز کے نکاح کی بات چیت ایک انصاری گھرانے میں لگی ہے، پورا گھر اس رشتہ کے لئے تیار ہے؛ لیکن میری بیوی اس رشتہ کے لئے تیار نہیں ہے، اس کا کہنا ہے کہ میں دوسری قوموں کے یہاں رشتہ نہیں کروں گی، وہ کسی بھی حالت میں ماننے کو تیار

نہیں ہے، میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ مسلمانوں میں قوم کا کوئی سوال نہیں ہے، آپ سے گزارش ہے کہ شریعت کی روشنی میں جواب دیں۔

المستفتی: میاں جان، گھیر پیپل والا، رامپور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: برادری کفو کا شریعت میں جو اعتبار ہے، وہ صرف لڑکی والوں کی طرف سے ہے، لڑکوں کی طرف سے ان کے اولیاء اور وارثین کو کسی قسم کے اعتراض اور لڑکی والوں میں خامی اور کمی نکالنے کا حق نہیں ہے؛ اس لئے آپ کی بیوی کا لڑکی والوں میں خامی اور کمی نکالنا قطعاً جائز نہیں، پٹھان مرد کے لئے انصاری لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا بلاشبہ بلا کراہت جائز اور درست ہے۔

الكفاءة معتبرة من جانبه أي الرجل؛ لأن الشريعة تأبي أن تكون فراشا للدني ولذا لا تعتبر من جانبها؛ لأن الزوج مستفرش فلا تغيبه دناءة الفراش، وهذا عند الكل في الصحيح. (شامي، كتاب النكاح، باب الكفاءة، كراچی ۸۳/۳، ۸۴، زکریا دیوبند ۲۰۷/۴، وهكذا في بدائع الصنائع، كراچی ۳۳۰/۲، زکریا دیوبند ۶۲۹/۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۵/۲۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۳۷۹/۳)

کیا انصاری درزیوں کے ہم کفو ہیں؟

سوال [۵۸۰۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ زید کا یہ کہنا کہ جولاہے درزیوں کے جوڑ کے نہیں ہیں، گناہ ہے یا صحیح بات ہے؟

المستفتی: تحسین خان سکندر آباد، بلندشہر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سید اور شیخ کے علاوہ شادی میں ہندوستانی تمام باشندے نسب کے اعتباراً برابر ہیں، وہ آپس میں ہم کفو اور ہم جوڑ ہیں شادی بیاہ کے لئے برابر ہیں، اب رہی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کس کا مرتبہ اور کس کا درجہ بڑھا ہوا ہے، تو اس کو اللہ تعالیٰ نے خود ہی قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے:

قال اللہ تعالیٰ: إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ . [الحجرات: ۱۳]

اللہ تعالیٰ کے یہاں تم میں سب سے افضل سب سے اونچے مرتبہ کا وہ ہے، جو متقی پرہیزگار ہے، اللہ تعالیٰ سید، شیخ، جولاہہ، درزی کو نہیں دیکھتا؛ بلکہ تقویٰ ہی کو دیکھتا ہے؛ اس لئے نسب کا فخر کرنا کسی کے لئے بھی جائز نہیں ہے۔

عن ابن عمر رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خطب الناس يوم فتح مكة، فقال: يا أيها الناس: إن الله قد أذهب عنكم عبية الجاهلية، وتعاظمها بآبائها، فالناس رجالان: برتقي كريم على الله، وفاجر شقي هين على الله. الحديث (ترمذي، كتاب التفسير، باب ومن سورة الحجرات،

النسخة الهندية ۲/ ۱۶۲، دار السلام رقم: ۳۲۷۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۲ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ

۱۴۱۸/۴/۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۵۲۴۲)

بالغہ پٹھان لڑکی کا نیلگر لڑکے کے ساتھ نکاح

سوال [۵۸۰۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی جس کی عمر تقریباً ۳۵ سال ہے اور جو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے اور دامغانی طور پر پوری طرح سے صحت مند ہے، اس نے ایک لڑکا جس کی عمر تقریباً ۳۶ سال

سال ہے اور جو دماغی طور پر صحت مند ہے اور جو الگ الگ برادریوں سے تعلق رکھتے ہیں، اب سے دو سال قبل والدین کی اجازت کے بغیر شرعی طور پر نکاح کر لیا ہے اور رضیہ از دواج میں منسلک ہو گئے ہیں، لڑکی والدین کے ساتھ رہتی ہے؛ لیکن وقتاً فوقتاً موقعہ ملنے پر لڑکا اور لڑکی لطف و وجیت بھی اٹھاتے ہیں۔

اب لڑکی کے والدین کو اس نکاح کا علم ہو گیا ہے اور وہ اس نکاح کو ناجائز سمجھتے ہیں اور رخصتی سے انکار کر رہے ہیں، لڑکی پٹھان برادری اور لڑکا نیگلر برادری سے ہے۔

(۱) قرآن و سنت کی روشنی میں یہ نکاح جائز ہے؟

(۲) ہندوستان جیسے ملک میں جبکہ پوری قوم اختلافات کا شکار ہو اسلام میں ذات برادری کا کیا تصور موجود ہے؟

المستفتی: نوشاد احمد، سہارن پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تیس پینتیس سالہ لڑکی جب اس کی دماغی حالت صحیح ہے اور اب تک اس کا نکاح نہیں ہو سکا، اور پھر اس نے اولیاء کی اجازت کے بغیر اپنی مرضی سے ایسے خاندان کے لڑکے سے نکاح کر لیا ہے کہ عام طور پر ان میں مناکحت نہ ہوتی ہو اور عار سمجھی جاتی ہو، تو امام حسن بن زیادؒ کے قول کے مطابق نکاح منعقد نہیں ہوتا اور جائز نہیں ہوتا؛ لیکن حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمد بن حسن شیبانیؒ کے نزدیک نکاح اس طور پر جائز ہوتا ہے کہ اولیاء کو نکاح فسخ کرنے کا حق حاصل رہتا ہے اور انہیں کے قول کو ظاہر الروایۃ سے تعبیر کرتے ہیں، یعنی باپ اور بھائی وغیرہ کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ قاضی کی عدالت سے اس نکاح کو فسخ کرا دیں۔ اور جہاں قاضی شرعی نہ ہو اور محکمہ شرعیہ یا شرعی پنچایت موجود ہو وہاں جا کر نکاح فسخ کرانے کا حق حاصل ہوتا ہے اور اگر پنچایت بھی نہ ہو تو سرکاری عدالت میں جہاں مسلم جج ہو، اس کے ذریعہ نکاح فسخ

کرانے کا حق حاصل ہوتا ہے اور نکاح فسخ کرانے کا فیصلہ حاصل کرنے سے پہلے پہلے دونوں کے درمیان جنسی تعلق کو زنا کا ارتکاب نہیں قرار دیا جاسکتا۔

حضرت مفتی کفایت اللہؒ نے کفایت المفتی قدیم ۲۰۶/۵، جدیدزکریا ۱۹۷۵/۱ میں نہایت اعتدال سے ایک فتویٰ لکھا ہے، جس میں انہوں نے فقہاء کی عبارت کی وضاحت فرمائی ہے کہ متاخرین نے جو حسن بن زیادؒ کے قول پر فتویٰ دیا ہے کہ نکاح منعقد نہیں ہوتا، وہ معلول بعلت فساد زمانہ ہے، جو خود بتاتا ہے کہ یہ ایک زجر و انتظام کا فتویٰ ہے نہ یہ کہ حلت و حرمت کی بنیاد اس پر قائم کی جاسکتی ہے؛ لہذا اگر لڑکی کے والدین اس نکاح کو باقی رکھنا نہیں چاہتے ہیں تو ان کو مقامی شرعی پنچایت یا محکمہ شرعیہ یا مسلم حج کے ذریعہ سے پہلے نکاح کو فسخ کرانا پڑے گا یا لڑکا خود طلاق دیدے، اس کے بعد عدت گزرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتے ہیں۔ یہی امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ کا قول ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۲۰۶/۵، جدیدزکریا ۱۹۷۵/۱)

ثم المرأة إذا زوجت نفسها من غير كفء صح النكاح في ظاهر الرواية. والمختار في زماننا للفتوى رواية الحسن. وقوله في البزازیة ذكر برهان الأئمة أن الفتوى في جواز النكاح بكراً كانت أو ثيباً على قول الإمام الأعظم، وهذا إذا كان لها ولي، فإن لم يكن صح النكاح اتفاقاً بينهما. (عالمگیری، كتاب النكاح، الباب الخامس في الأكفاء في النكاح، زکریا ۲۹۲/۱، جدید ۳۸۵/۱)

ولا يكون التفريق بذلك إلا عند القاضي، يريد به أنه ينبغي للولي أن يرفع إلى القاضي ليفسخ العقد بينهما، أما بدون فسخ القاضي لا يفسخ النكاح بينهما. (تاتارخانیہ، کوئٹہ ۶۴/۳، زکریادیو بند ۴/۱۴۰، رقم: ۵۷۶۰)

وله أي للولي إذا كان عصبه الاعتراض في غير الكفء فيفسخه ويتجدد النكاح (در مختار) وفي الشامیة: والظاهر أنه لا خلاف في صحة

العقد، وإن هذا القول المفتى به خاص بغير الكفاء كما أشار إليه الشارح.

(شامی، زکریا ۴/۱۵۶، کراچی ۳/۵۶)

وله أي لكل من الأولياء إذا لم يرض واحد منهم الاعتراض أي ولاية

المرافعة إلى القاضي ليفسخ. (مجمع الأنهر، مصري قديم ۱/۳۳۳، دار الكتب

العلمية بيروت ۱/۴۸۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ جمادی الثانیہ ۱۴۲۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۳۴۲)

سینی برادری لڑکے کا انصاری برادری لڑکی کیساتھ نکاح

سوال [۵۸۰۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ نوید عامر سینی ولد ابرار حسین مرحوم وشاہانہ پروین انصاری بنت صابر حسین انصاری نے اپنی مرضی سے ۲۶ فروری ۱۹۹۴ء بروز پیر کو شرعی طور پر نکاح کر لیا تھا کچھ وقت گزرنے کے بعد جب اس نکاح کا دونوں فریقین کے گھر کے افراد کو علم ہوا، تو وہ لوگ کافی فکر مند اور پریشان ہو گئے، دونوں فریقین کے متعلقین نے اس نکاح کی تصدیق ہونے پر کچھ ذمہ دار افراد کو بیچ میں ڈال کر اس سلسلہ میں بات چیت کرائی، مگر کوئی حل نہ نکل سکا اور دونوں فریقین کے گھر والوں میں ٹکراؤ اور جھگڑے کی نوبت آپہنچی لڑکی کے والد کو کافی سمجھایا گیا کہ بہتر ہوگا کہ لڑکی کی رخصتی کر دیں، مگر وہ راضی نہیں ہوئے ان کا کہنا تھا کہ ایک تو غلط قدم اور پھر برادری بھی الگ ہے، میں ایسا نہیں کروں گا، آخر کار متعلقین نے یہ طے کیا کچھ وقت خاموشی اختیار کر لی جائے، حالات سازگار ہونے کے بعد ہی کچھ کیا جائے گا، وقت گزرتا گیا اور دونوں کو ایک ساتھ زندگی گزارنے کا کوئی موقع نہیں ملا، آخر کار ۲۰ مارچ ۲۰۰۰ء کو لڑکی کے بھائی محمد سلیم و محمد فہیم کی موجودگی میں بر مکان اختر حسین پکا باغ مراد آباد نوید عامر نے

گواہانِ اختر کمالِ ندیم و لڑکی کے بھائیوں کی موجودگی میں شاہانہ پروین کو اپنی زوجیت سے بذریعہ فون پر آزاد کر دیا، جس کو خود شاہانہ پروین نے اپنے کانوں سے سنا، اس کی تصدیق لڑکی کے بھائی محمد منہیم نے کی شاہانہ پروین ہی فون پر موجود تھی کوئی دوسرا نہیں؟

المستفتی: محمد محبوب عالم، دیندار پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سیفی اور انصاری اگرچہ الگ الگ برادری سمجھی جاتی ہیں؛ لیکن شریعت کے نزدیک یہ دونوں برادری ایک دوسرے کی ہم کفو بن سکتی ہیں؛ اس لئے بالغ لڑکے اور لڑکی نے گواہوں کی موجودگی میں جو نکاح کیا ہے، وہ شریعت کے نزدیک درست ہو گیا، بشرطیہ مہر بھی مناسب انداز میں باندھا گیا ہو اور اس نکاح کے بعد دونوں نے کسی بھی طریقہ سے آپس میں جنسی تعلق قائم کر لیا تھا اور اس کے بعد خاندانی اختلافات کے دوران لڑکے نے لڑکی کو فون پر سوال نامہ میں مذکورہ طریقہ سے آزادی دیدی ہے، تو اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی۔

فإذا قال: رہا کردم أي سرحتك يقع به الرجعي مع أن أصله كناية وماذا ك إلا لأنه غلب في عرف الناس استعماله في الطلاق. (شامی، کتاب الطلاق، باب الكنايات، قبيل مطلب لا اعتبار بالإعراب هنا، كراچی ۲۹/۳، زکریا ۵۳۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ ربیع الاولیٰ ۱۴۲۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۹۲۱۴/۳۸)

سیفی برادری لڑکے کا فقیر برادری لڑکی کے ساتھ نکاح

سوال [۵۸۰۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک لڑکی جو عاقل بالغ ہے اور اپنے اچھے برے سے بخوبی واقف ہے، لڑکی کا نہال شیخ برادری سے تعلق رکھتا ہے؛ جبکہ لڑکی کا دوہال فقیر برادری یعنی میاں صاحب ہے؛ لیکن والد اپنے آپ کو سید کہلاتے ہیں اور والدہ بھی جو کہ غلط اور دھوکہ ہے، لڑکی نے اپنی مرضی سے ایک لڑکا جو کہ سیفی برادری سے تعلق رکھتا ہے سے نکاح کر رکھا ہے اور آئین ملک نے بھی ان کے نکاح کو منظوری دے رکھی ہے اور دونوں فریقین خوشی خوشی ازدواجی زندگی گزار رہے ہیں اور لڑکی حق زوجیت بھی ادا کر رہی ہے؛ لیکن لڑکی کی والدہ والد اس نکاح کو غلط اور ناجائز کہتے ہیں؛ جبکہ لڑکی کی چھوٹی بہن کی شادی بنجارہ برادری میں کی گئی ہے؛ لہذا اس مسئلہ میں شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں نوازش ہوگی۔

نوٹ: لڑکی کے عزیز دار مختلف برادریوں میں شادی کر چکے ہیں ماموں چچا وغیرہ شیخ، پٹھان، بنجارے وغیرہ۔

المستفتی: محمد نعیم سیفی، کسرول مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سیفی برادری، فقیر برادری سے نیچی اور کمتر نہیں ہے؛ اس لئے کہ فقیر خاندان کی لڑکی جو عاقل بالغ ہے، اس کا اپنی مرضی سے سیفی خاندان کے لڑکے کے ساتھ نکاح کرنا مسئلہ کفو کے خلاف نہیں ہے؛ اس لئے نکاح درست ہے؛ جبکہ اس کا مہر اس کی دوسری بہنوں سے کم نہ ہو۔

فنفسد نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضا ولی والاعتراض فی غیر الکفۃ الخ. وفي الشامية: وكذا له الاعتراض في تزويجها نفسها باقل من مهر مثلها حتى يتم مهر المثل الخ (الدر المختار، كتاب النکاح، باب الولي، زکریا ۱۵۵، ۱۵۶، کراچی ۵۶، ۵۵/۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۸۹۸۰/۲۸)

سلمانی برادری کا قریشی میں نکاح کرنا

سوال [۵۸۰۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں ایک لڑکے سے پیار کرتی ہوں ایک دن مسجد میں جا کر ہم دونوں نے خدا کو حاضر و ناظر مان کر قرآن وحدیث کی روشنی میں بنا کسی خطبہ نکاح کے دو گواہوں کے سامنے جس لڑکے سے میں پیار کرتی ہوں اس نے مجھے اپنی بیوی قبول کر لیا ہے، اور مجھ سے بھی کہا کہ آپ بھی کہو تو میں نے ہاں کہہ دیا یعنی میں نے بھی اسے اپنا شوہر تسلیم کر لیا، خوشی خوشی موجودہ دونوں گواہوں کے سامنے بعد میں میں نے کہا کہ اس میں میرے والدین خوش نہیں ہیں، میں چاہتی ہوں کہ والدین بھی خوش ہوں، تو اچھا ہوتا کہ ہمارا نکاح دنیا کی نظر میں صحیح ہو، یہ بات جب تک والدین خوش نہ ہوں صحیح نہیں ہے، مگر میں نے تو دو گواہوں کے سامنے ہاں کہہ دیا ہے، تو کیا یہ ہمارا نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ جیسا کہ ہم دونوں کا مذہب ایک ہی ہے، یعنی اسلام تو کیا میرا دوسرے سے نکاح جائز ہوگا؟

نوٹ: میری برادری قریشی ہے اور میرے شوہر کی برادری سلمانی ہے، ہم دونوں ہم پیشہ ہیں، پولس ڈپارمنٹ میں کام کرتے ہیں میرے شوہر کا نام محمد نسیم ہے۔

المستفتیہ: نور سحر، ایس پی آفس، جی، آر، پی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عجم میں نسب کا اعتبار نہیں؛ بلکہ پیشہ کا اعتبار ہے، اور قریشی کا خاندانی پیشہ تصابی ہے اور سلمانی کا خاندانی پیشہ حلاقی ہے اور دونوں قریب قریب ایک درجہ کے پیشہ ہیں؛ اس لئے دونوں ہم کفو ہیں؛ لہذا نور سحر نے والدین کی مرضی کے بغیر اپنی خوشی سے محمد نسیم کے ساتھ جو نکاح کیا ہے، وہ شرعی طور پر صحیح ہو گیا۔ اب نور سحر کے لئے دوسرے مرد سے نکاح کرنا جائز نہ ہوگا، اگر دوسرے مرد سے نکاح کر لے گی تو وہ زنا کاری

ہوتی رہے گی؛ لہذا نور سحر کو اپنے حقیقی شوہر محمد نسیم کے ساتھ رہنا لازم ہے۔

فننہ نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولي والأصل أن كل من تصرف في

ماله تصرف في نفسه الخ (در مختار، كتاب النكاح، باب الولي، زكريا/ ۴/ ۵۵،

کراچی ۵۵/۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۲۲۸۲)



(۲۵) باب خیار البلوغ

نابالغی کی حالت میں والدین کا نکاح کرنا

سوال [۵۸۰۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کسی لڑکی کی بلوغت کی عمر سے کافی قبل بچپن ہی میں اس کے ماں باپ نے نکاح کر دیا ہو اور وہ لڑکی اس نکاح کو ناپسند کرتی ہے، تو کیا صورت ہوگی کہ وہ اپنے نکاح کو فسخ کر سکے اور کتنی عمر کے بعد؟

المستفتی: تسلیم احمد اکبر پوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر نابالغی میں باپ نے نکاح کر دیا ہے، تو بالغ ہونے کے بعد نکاح پسند نہ ہونے کی وجہ سے اس نکاح کو ختم کرنے کا حق نہ ہوگا اور اسی نکاح پر قائم رہنا لازم ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۱۵۶۶)

لو فعل الأب، أو الجد عند عدم الأب لا يكون للصغير والصغيرة حق الفسخ بعد البلوغ الخ (شامی، کتاب النکاح، باب الولی، زکریا ۱۷۴/۴، کراچی ۶۸/۳، مصری ۴۲۰/۲)

بخلاف ما إذا زوجهما الأب، والجد، فإنه لا خيار لهما بعد بلوغهما. (البحر الرائق، باب الأولياء والأقفاء، كونه ۳/۱۲۰، زکریا دیوبند ۳/۲۱۱) وللولي نكاح المجنونة والصغير والصغيرة ولو ثيباً، فإن كان أباً، أو جداً لزم. (ملتنی الأبهر مع مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیة بیروت ۱/۴۹۴) وفي سبک الأنهر: ولا خيار لهما بعد البلوغ. (سبک الأنهر، دارالکتب

العلمیۃ بیروت ۱/ ۹۴۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/ ذی الحجہ ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/ ۲۹۱۴)

نابالغی کی حالت میں والدین کا کرایا ہونا نکاح لازم ہے

سوال [۵۸۰۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی جس کی شادی نابالغی میں اس کے والدین نے کر دی تھی، شادی ہوئے تقریباً ۴ سال ہو چکے ہیں۔ اب لڑکی کے والدین اس کو شوہر کے گھر نہیں بھیجنا چاہتے ہیں، واضح رہے کہ اس لڑکی کی رخصتی بھی اب تک نہیں ہوئی ہے، اس وقت لڑکی سن بلوغ کو پہنچنے والی ہے؛ چونکہ لڑکی کے والدین صورت حال یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہماری لڑکی کا نباہ نہیں ہو سکتا ہے؛ اس لئے رشتہ ختم کرنا چاہتے ہیں، صورت مسئلہ میں کیا رشتہ ختم کرنے کی اجازت ہے، مگر لڑکے والے چھوڑنے پر تیار نہیں ہیں؟

المستفتی: محمد طیب مدرسہ شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نابالغی کی حالت میں جب لڑکی کے والدین نے نکاح کر دیا تھا، تو نکاح لازم ومنعقد ہو گیا؛ لہذا بغیر شوہر کے طلاق یا خلع کے تفریق نہیں ہو سکتی اور نہ ہی شوہر سے شرعی طریقے سے تفریق حاصل کئے بغیر دوسری جگہ نکاح جائز ہو سکتا ہے، وہ بدستور شوہر کی بیوی رہے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۱۲۸/۹)

وأما نكاح الصغير والصغيرة جبراً، ولو ثيباً، ولزم النكاح، ولو بغين فاحش.

(تنوير الأبصار مع الشامی، کتاب النکاح، باب الولی، زکریا دیوبند ۴/ ۱۷۰، ۱۷۱،

کراچی ۳/ ۶۵، ہکذا فی تبیین الحقائق، زکریا دیوبند ۲/ ۵۰۵، مکتبۃ امدادیہ ملتان ۲/ ۱۲۲)

ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل۔ (درمختار مع الشامی، کتاب الطلاق، قبیل مطلب فی الإکراه علی التوکیل بالطلاق، والنکاح والعنق، زکریا دیوبند ۴/۴۳۸، کراچی ۳/۲۳۵، ہندیہ ۱/۳۵۳، جدید زکریا ۱/۴۲۰، مجمع الأنہر قدیم ۱/۳۸۴، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۸۰۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳ شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۲/۴۹۶۹)

داد ادا دی کا تیرہ سال کے لڑکے کا زبردستی نکاح کرنا

سوال [۵۸۱۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بندہ محمد عارف ابن حاجی انصاری شادی تیرہ سال کی عمر میں زبردستی یعنی ناپسندگی کے باوجود ریشمہ بنت حاجی شبیر کی لڑکی سے کردی (ہندوستانی قانون کے اعتبار سے بالغ ہونے سے پہلے کی شادی کو نہیں مانا جاتا ہے) یہ شادی دادا، دادی نے کرائی تھی، والدین بھی شریک تھے، دادا، دادی نے قسم کھائی تھی اگر لڑکی خو بصورت اور خوب سیرت نہ ہو، تو چھوڑ دینا، بندہ محمد عارف نے جب اپنی بیوی ریشمہ کو دیکھا تو ناپسند ہونے کا اظہار کر دیا، محمد عارف نے بالغ ہونے کے بعد والدین اور سر صاحب اور دیگر رشتہ داروں کی موجودگی میں تین طلاق دیدی، پھر جس مجلس میں بھی طلاق کا تذکرہ کرتا تو یونہی کہتا رہا میں تین طلاق دے چکا ہوں۔

اب معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ سر صاحب کا کہنا ہے کہ اگر تو نے لڑکی کو نہ رکھا تو تیرا مڈر ہو جائے گا، دیگر رشتہ دار اور سر صاحب بھی کہتے ہیں ہم طلاق کو نہیں مانتے لڑکی کو کسی بھی حال میں رکھنا پڑیگا نہیں تو پٹائی بھی ہوگی جھوٹے کیس میں بھی الجھا دیں گے، کبھی قتل کی دھمکی دیتے ہیں: اس لئے چند سوالات مطلوب ہیں۔

(۱) یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

(۲) محمد عارف نے بالغ ہونے کے بعد والدین اور سر کے سامنے تین طلاقیں دی اور ہر مجلس میں کہتا ہے کہ میں طلاق دے چکا ہوں، تین طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

(۳) کیا بندہ محمد عارف ریشمہ کو اپنے نکاح میں طلاق کے بعد بغیر نکاح کے یا بغیر حلالہ کے رکھ سکتا ہے؟

(۴) اگر عارف طلاق دینے کے بعد بغیر نکاح کے ریشمہ کو اپنے نکاح میں رکھتا ہے تو حرام کاری ہوگی یا نہیں؟ اور جو اولاد ہوگی وہ حرامی ہوگی یا نہیں؟

(۵) ریشمہ کو لڑکے کے گھر لانے میں جن لوگوں نے سر صاحب کا ساتھ دیا، وہ سب اور ساس سر اور والد صاحب اس حرام کاری کے گناہ میں شریک ہوں گے یا نہیں؟

(۶) جو لوگ یوں کہتے ہیں کہ ہم طلاق کو نہیں مانتے طلاق نہیں پڑی تھی تو ہر حال میں رکھنا ہی ہے، تو ایسے لوگ مسلمان رہے یا نہیں؟

المستفتی: عارف خان

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: شریعت میں بلوغیت کا اصل مدار سالوں پر نہیں؛ بلکہ اس کے آثار و علامات پر ہے، مثلاً داڑھی، زیر ناف، بغل کے بال، مونچھ وغیرہ میں سے کوئی ایک نکل آئے یا احتلام ہو جائے اور تیرہ سال کے لڑکے میں ان میں سے کسی علامت کے ظاہر ہونے سے وہ بالغ شمار ہو جائے گا۔ اب سائل خود دیکھ لے کہ شادی کے وقت شرعی طور پر بالغ ہوا تھا یا نہیں اور اگر سائل نابالغ تھا، تو باپ اور دادا کی مرضی سے جو نکاح ہوا تھا، وہ شرعی طور پر صحیح ہو چکا تھا، اور بعد میں جب تین طلاق دی، تو اس سے طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ کے دوبارہ اس کے ساتھ نکاح بھی درست نہ ہوگا اور بغیر حلالہ شرعی کے میاں بیوی کی طرح رہنا زنا کاری اور حرام کاری ہوتی رہے گی۔ اور بغیر حلالہ رکھنے پر زور دینے والے سب گنہگار ہوں گے سب پر توبہ لازم ہوگی؛ البتہ اس درمیان جو اولاد پیدا ہوئی وہ ثابت النسب شمار ہوگی، آئندہ یوں ہی بغیر حلالہ رکھنا حرام کاری کا سلسلہ رہے گا۔

فإن زوجهما الأب، أو الجد: يعني الصغير، والصغيرة فلا خيار لهما بعد بلوغهما الخ. (هداية، كتاب النكاح، باب الولي، اشرفية ديوبند في الأولياء والأكفاء، ۳۱۷/۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (عالمگیری، کتاب الطلاق، فصل فیما حل به المطلقة وما يتصل له، زکریا دیوبند ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵)

المبتوتة بالثلاث إذا وطئها الزوج بشبهة كانت شبهة الفعل. قوله بأن وطئها المطلقة بالثلاث، أو على مال لم تتمحض للفعل؛ بل هي شبهة عقد أيضاً فلا تناقض أن لا ثبوت النسب لوجود الشبهة العقد (إلى قوله) وإن النسب يشبث إذا دعاه. (شامي، مطلب في ثبوت النسب من المطلقة، زکریا دیوبند ۲۳۲/۲، کراچی ۱/۵۴۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۹/۱/۲۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۳۳۰)

نابالغی میں والدین کے کرائے ہوئے نکاح میں خیار کا حکم

سوال [۵۸۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری عمر چار سال کی تھی میرے والد نے میرا نکاح نابالغ لڑکے سے کر دیا تھا، اب میں خود بالغ ہو چکی ہوں اپنا نکاح اپنی مرضی سے دوسرا کرنا چاہتی ہوں، اس وقت میرے والد صاحب کے دماغ میں کمی تھی صحیح نہیں تھا، اس کے بارے میں علماء دین کی کیا رائے ہے، ایک حدیث لکھ رہی ہوں جو میں نے علماء دین سے سنی ہے حدیث یہ ہے کہ ایک بالغ لڑکی اللہ کے رسول کے پاس آئی، اللہ کے رسول سے کہنے لگی کہ میرے والد نے میرا

نکاح نابالغی میں کر دیا تھا جب میری چار سال کی عمر تھی، اب میں خود بالغ ہوں وہاں پر جانا نہیں چاہتی ہوں، نہ مجھ کو وہ آدمی پسند ہے اس کے بارے میں مجھ کو فرمائیے میں کیا کروں، اللہ کے رسول نے فرمایا تمہاری ناپسندیدگی کے باوجود تمہارے والد نے تمہارا نکاح نابالغی میں کر دیا تھا، اب تمہارے والد تمہارا نکاح تمہاری مرضی کے بغیر نہیں کر سکتے ہیں، تمہاری مرضی ہے اس نکاح کو قائم رکھو یا توڑ سکتی ہو اور اپنی مرضی سے دوسری شادی کر سکتی ہو۔

اس حدیث کو صحابی رسول عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں یہ مجھے یاد نہیں رہا کہ کنسی حدیث سے ثابت ہے، اس حدیث کو پوری لکھیں، اللہ کے رسول نے عربی میں کس طرح بیان کی اردو میں ترجمہ کس طرح پرچے کے پیچھے اس کا جواب لکھیں اور اجازت دیں تاکہ جواب آنے پر اپنا نکاح کر لوں، لڑکا اپنی مرضی سے پسند کر لیا ہے دین دار ہے، جواب کا انتظار ہے، اللہ تعالیٰ بز رگان دین کے سائے میں مجھ کو نیک توفیق دیں۔ آمین

خدا حافظ جواب آنے پر اپنا قدم آگے بڑھاؤں گی۔

المستفتیۃ: شاہدہ بانو، خورشید احمد پینٹر، کوٹھی ۱۷ سیکٹر اے-۲۸، چندی گڑھ (پو بی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: بحالت نابالغی آپ کے والد نے آپ کا جو نکاح

کر دیا ہے وہ شرعاً لازم ہو چکا ہے، آپ کو اسی شوہر کے ساتھ زندگی گزارنا لازم ہے، اس شوہر سے طلاق یا شرعی تفریق حاصل کئے بغیر کسی دوسرے کے ساتھ شرعاً آپ کا نکاح صحیح نہیں ہوگا، ہمیشہ حرام کاری میں مبتلا سمجھا جائے گا۔

فإن زوجهما الأب، أو الجد: يعني الصغير، والصغيرة فلا خيار لهما بعد

بلوغهما؛ لأنهما كاملا الرأي وافر الشفقة، فيلزم العقد بمباشرتهما كما إذا باشره برضاءهما بعد البلوغ الخ. (هداية، كتاب النكاح، باب في الأولياء والأقفاء،

اشرفیۃ دیوبند ۳/۱۷، الدر المختار مع الشامی، کوئٹہ ۲/۳۳۰، کراچی ۳/۶۵، زکریا

دیوبند ۴/۱۷۰، ۱۷۱، فتاویٰ عالمگیری، زکریا ۱/۲۸۵، جدید ۱/۳۵۱)

آپ نے جس حدیث شریف کے بارے میں لکھا ہے، اس میں اس لڑکی کا واقعہ ہے جو باپ کے نکاح کراتے وقت بالغ ہو چکی تھی اور بوقت نکاح آپ نابالغہ تھیں۔

عن ابن عباسؓ قال أن جارية بکرا أتت النبي صلى الله عليه وسلم، فذكرت أن أباهما زوجها وهي كارهة، فخيرها النبي صلى الله عليه وسلم. (سنن أبي داؤد، کتاب النکاح، باب فی البکر یزوجها أبوها ولا یستأمرها، النسخة الهندية ۲۸۵/۱، دارالسلام رقم: ۲۰۹۶، مشکوٰۃ ۲/۲۷۱، وعلى هامش المشكاة)

وہی کارہہ فیہ اُنہ لایخیا للولی علی البالغة ولو كانت بکراً (وقوله) لو كانت صغيرة لما اعتبر كراحتها. (حاشیہ مشکوٰۃ ۲/۲۷۱)

آپ کے والد کی دماغی حالت میں کیا کمی تھی، اس کی شرعی شہادتوں کے ساتھ تفصیلی ثبوت کے بعد غور کیا جاسکتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۰۸/۹/۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹/رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/۸۷۱)

نابالغی میں نکاح ہو جانے کے بعد والدین کا اس کو فسخ کرنا

سوال [۵۸۲۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ لڑکا اور لڑکی دونوں نابالغ ہیں اور ان کے والدین نے اسی حالت میں ان کا نکاح کر دیا۔ اب کسی بنا پر ان دونوں کے بالغ ہونے سے پہلے ان کے والدین نے نکاح فسخ کر دیا یا ان کے بالغ ہونے کے بعد رخصتی سے پہلے ان کے والدین نے نکاح فسخ کر دیا، آیا ان دونوں شکلوں میں والدین کے ایسا کرنے سے نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟ یا کسی ایک شکل میں؟ وضاحت فرمادیں۔

المستفتی: محمد مصطفیٰ، چاند کھیری، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نابالغ لڑکے اور لڑکی کا نکاح نابالغی کی حالت میں ہو جانے کے بعد (ولی اقرب) والدین کو بلوغیت سے قبل یا بعد دونوں حالتوں میں منہج کا اختیار نہیں بالغ ہونے سے پہلے اس لئے اختیار نہیں کہ منہج کے لئے شرعی وجہ اور قضاء قاضی لازم ہے کہ قاضی کے فیصلہ کے بغیر محض والدین کو یہ حق حاصل نہیں۔

أما الطلاق فلا يتكمن منه أب الزوج، ولا القاضي. وأما الفسخ فلا يجوز إلا بسبب. (تاتار خانية، كتاب الطلاق، الفصل الثالث، كوثه ۳/۲۵۵، زکریا ۳۹۳/۴، رقم: ۶۵۰۶)

اور بالغ ہونے کے بعد بھی والدین کو منہج کا اختیار حاصل نہیں ہے اور لڑکی کو اختیار بلوغ حاصل ہے، جس کے لئے قضاء قاضی بھی لازم ہے، اس میں والدین کا کوئی اختیار نہیں۔
اختیار الصغیر أو الصغيرة بعد البلوغ في خيار البلوغ. وهذه الفرقة لاتقع إلا بتفريق القاضي. (بدائع الصنائع، کراچی ۲/۳۳۶، زکریا دیوبند ۲/۶۵۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۷۹۰۴)

حالت صغر میں کیا ہوا نکاح کب منہج ہو سکتا ہے؟

سوال [۵۸۱۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عاقلہ کا نکاح اس کے ولی نے بکر کے ساتھ کم سنی میں کر دیا تھا، اب عاقلہ نا اتفاقی کی بناء پر بکر سے طلاق چاہتی ہے، مگر بکر طلاق اس وجہ سے نہیں دیتا ہے کہ میری بہن عاقلہ کے بھائی کی زوجیت میں ہے، میں طلاق نہیں دوں گا، بکر کے ساتھ خط

کتابت بھی ہوئی اور لوگ جا کر اس معاملہ میں ملے بھی؛ لیکن وہ طلاق دینے کے لئے راضی نہیں ہے اور زوجیت میں رکھنے کے حق میں تھا ابھی تک حیات ہے۔

المستفتی: محمد یعقوب، مالیر کوٹلہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر باپ یا دادا نے نابالغی میں نکاح کر دیا تھا، تو وہ لازم ہو چکا ہے، اس کا فسخ ہرگز جائز نہیں ہوگا، ہاں البتہ اگر باپ، دادا کے علاوہ کسی اور نے نکاح کر دیا تھا، تو بالغ ہونے پر فسخ بھی جائز اور بعد فسخ نکاح بھی زید کے ساتھ صحیح اور درست ہوگا۔
عن عطاء أنه إذا أنكح الرجل ابنه الصغير فنكاحه جائز، ولا طلاق له.
(السنن الكبرى للبيهقي، كتاب النكاح، باب الأب يزوج ابنه الصغير، دار الفکر ۱/۳۶۵، رقم: ۱۴۱۲۶)

عن سلم بن أبي الذیال، قال كتب عمر بن عبد العزيز في اليتيمين إذا تزوجها وهما صغيران، أنهما بالخيار. (المصنف لابن شيبة، كتاب النكاح، اليتيمة تزوج وهي صغيرة، مؤسسه علوم القرآن ۹/۵۷، رقم: ۶۲۵۲)

فإن زوجها الأب أو الجد فلا خيار بعد البلوغ (وقوله) وإن زوجها غير الأب، والجد فلكل واحد منهما الخيار إن شاء أقام على النكاح وإن شاء فسخ. (الجوهر النيرة، كتاب النكاح، مكتبة امدادية ملتان ۲/۷۴، دار الكتاب دیوبند ۲/۷۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/۱۲۰۳)

بچپن میں کئے ہوئے رشتہ کو جوانی میں ختم کرنا

سوال [۵۸۱۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ اگر کسی لڑکی کے والدین نے بچپن میں کسی سے کہہ دیا کہ تیری لڑکی میرے لڑکے کے لئے حالانکہ بچپن میں اس طرح کرنا صحیح نہیں ہے، مگر لڑکا جوانی میں اب اس لڑکی سے نکاح کرنا نہیں چاہتا ہے والدین زبردستی کر رہے ہیں، ایسی صورت میں کیا کیا جائے کیا اپنی پسند کی کریں؟ یا والدین کی بات کو ترجیح دیں؟

المستفتی: محمد فاروق اسماعیل، ممبئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر منتخب شدہ لڑکی پسند نہیں ہے، اور اس کے ساتھ اب تک نکاح شرعی نہیں ہوا ہے اور حدود اللہ کو قائم رکھ کر اس کے ساتھ زندگی گزارنا دشوار نظر آ رہا ہے، تو والدین کی مرضی کے خلاف جو لڑکی پسند آ جائے اس سے نکاح کر کے باعصمت زندگی گزارنا جائز ہے اور یہ نافرمانی میں داخل نہیں ہوگا۔

قوله تعالى: فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ. [النساء: ۳] فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰/رجب المرجب ۱۴۱۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۸۵۱/۲۶)

نابالغی میں اہل محلہ کے کئے ہوئے نکاح کو بلوغ کے بعد ختم کرنا

سوال [۵۸۱۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ قیصر کا بحالت نابالغی بمر ۱۲ سال اہلیان محلہ نے نکاح کر دیا تھا، نکاح کی اجازت قیصر کے نابالغ بھائی بمر ۸ سال سے دلادی گئی تھی، قیصر کے باپ کا انتقال ہو چکا تھا، ان ایام میں عدت گزار رہی تھی، اب جبکہ قیصر بالغ ہو چکی ہے، وہ اس نکاح کو منظور نہیں کرتی، نکاح ہونے کے بعد سے تادم تحریر وہ اپنے سسرال میں بھی نہیں گئی ہے، کیا اازروئے شرع قیصر جہاں بالغ ہونے کے بعد اپنے نابالغی میں ہوئے نکاح کو فسخ کر سکتی ہے؟

امید ہے کہ آں محترم اپنے خداداد علم نیز قرآن و سنت کی روشنی میں مکمل و مفصل جواب مع حوالہ و سند عنایت فرما کر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں گے، ناگوار طبع نہ ہو تو بوقت جواب شرح وقایہ جلد ثانی کتاب النکاح، حدیث ابی سلمہ بنی عبد الرحمن و مثل ذلک پیش نظر رہے تو مناسب ہوگا۔

المستفتی: مولوی محمد احمد خاں سلیم، نجیب آبادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مسئلہ میں اگر قیصر جہاں نے بالغ ہوتے وقت فوراً ہی یا بالغ ہونے کے بعد نکاح کے علم ہوتے ہی اہل محلہ کے کیے ہوئے نکاح کو فسخ کرنے کا اظہار کر دیا ہے، تو مذکورہ نکاح فسخ کر کے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے؛ لیکن اگر بوقت بلوغ سکوت اختیار کیا تھا، اب بعد میں عدم رضا کا اظہار کر رہی ہے، تو موجودہ نکاح شوہر کے طلاق کے بغیر ختم نہیں ہو سکتا۔ نیز فسخ نکاح عدالت شرعیہ کے ذریعہ سے کرنا ہوگا؛ اس کے بغیر دوسری جگہ نکاح صحیح نہیں ہو سکتا۔

عن سلم بن أبي الديال، قال: كتب عمر بن عبد العزيز في اليتيمين إذا تزوجها وهما صغيران، أنهما بالخيار. (المصنف لابن شيبة، كتاب النكاح، اليتيمة تزوج وهي صغيرة، مؤسسه علوم القرآن ۹/۵۷، رقم: ۶۲۵۲) (۱)

إذا كان المزوج للصغير والصغيرة غير الأب، والجد فهما الخيار بالبلوغ، أو العلم به، فإن اختار الفسخ لا يثبت الفسخ إلا بشرط القضاء. (شامي، كتاب النكاح، باب الولي، زكريا ديوبند ۴/۱۷۶، كراچی ۳/۷۰، هداية، اشرفي بکدپو ديوبند ۲/۳۱۷، شرح وقایہ، مکتبہ بلال ۲/۲۱ تا ۲۳/۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳۴ رزی الحج ۱۴۰۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۲/۱۰۳۶)

(۲۶) باب المہر

چار قسم کے مہروں کی تفصیل

سوال [۵۸۱۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جوانوں کی شادی اسلامی مقصود و مطلوب ہوا کرتی ہے، بعض احباب کا کہنا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ کا نکاح کیا ہے، آپ دونوں کی عمر و مہر فاطمی کی صحیح مقدار معلوم کرائی جائے؛ تاکہ یہ سنت نبویہ ﷺ زندگی میں ہر ایماندار اپنائے یہ مہر فاطمی پر عمل سنت ہی ہوگا، تو ارشاد و اشاعت چاہئے، غالباً آپ شاہی مسجد یا مدنی مسجد میں قرآن پاک کی تفسیر و ترجمہ کرتے ہوں گے۔

قرآن الفجر آپ کو آواز دیتا ہوگا یہ پیغام مدینہ منورہ گر قبول افتد زہے عز و شرف

المستفتی: محمد قاسم مدینہ منورہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شریعت میں چار قسم کے مہر کا بیان ملتا ہے،

ان میں سے حسب حیثیت جس کو اختیار کیا جائے گا وہ خلاف سنت و خلاف شریعت نہ ہوگا۔

(۱) اقل مہر مہر اُم سلمہؓ، غریب مزدور، رکشہ، ٹھیلے والوں کا مہر جو اقل مہر کہلاتا ہے (یعنی سب سے کم) مہر کی اقل مقدار دس درہم ہے، اس سے کم مہر نہیں ہوتا؛ لہذا غریب ترین لوگ دس درہم سے لے کر حسب استطاعت جتنے چاہیں مہر باندھ سکتے ہیں؛ لیکن اتنا ہو کہ جتنا سہولت ادا کر سکیں، ایسے غریب لوگوں کے لئے مہر فاطمی مسنون نہ ہوگا؛ اس لئے کہ مہر فاطمی کی قیمت اس وقت گیارہ بارہ ہزار روپے ہے، جس کا ادا کرنا ان کے بس کی بات نہیں ہے، ایسے لوگوں کے بارے میں حدیث شریف میں ارشاد ہے۔

عن أبي العجفاء السلمي، قال: خطبنا عمر فقال: ألا لا تغالوا بصدق النساء، فإنها لو كانت مكرمة في الدنيا، أو تقوى عند الله، كان أولاكم بها النبي صلى الله عليه وسلم. (سنن أبي داود، كتاب النكاح، باب الصداق، النسخة الهندية ۱/۲۸۷، دارالسلام رقم: ۲۱۰۶، سنن الترمذي، كتاب النكاح، باب ماجاء في مهر النساء، باب منه، النسخة الهندية ۱/۲۱۱، دارالسلام رقم: ۱۱۱۴، سنن ابن ماجه، باب صداق النساء، النسخة الهندية ۱/۱۳۵، دارالسلام رقم: ۱۸۸۷، مسند الدارمي، دار المغني ۳/۱۴۱۱، رقم: ۲۲۴۶)

دس درہم میں ساڑھے سات ماشے چاندی ہوتی ہے، جس کا وزن موجودہ گرام کے حساب سے تین تولہ ۲۱۸ ملی گرام ہوتا ہے۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۲۹، جواہر الفقہ ۱/۴۲۴)

عن جابر، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا صداق دون عشرة دراهم. (سنن دارقطني، كتاب النكاح، دارالكتب العلمية بيروت ۳/۱۷۳، رقم: ۳۵۶۰)

ولو سمي أقل من عشرة فلها العشرة عندنا. (هداية، كتاب النكاح، باب المهر اشرفي دیوبند ۲/۳۲۴)

(۲) مہر فاطمی یہ ان لوگوں کے لئے ہے کہ جو سہولت مہر فاطمی کی مقدار ادا کر سکتے ہیں جیسے کہ دس بیس پچاس ہزار کے مالک لوگ ہیں؛ اس لئے کہ خود مہر فاطمی کی قیمت اس وقت گیارہ ہزار روپے ہے، اور حدیث میں مہر فاطمی کی مقدار پانچ سو درہم ہے، جس کا وزن موجودہ گرام کے حساب سے ۱۵۳ تولہ ۹۰۰ ملی گرام چاندی یا اس کی قیمت ہے۔ (مستفاد: بہشتی زیور ۶/۴۲۴، ایضاح المسائل ۱۲۹، جواہر الفقہ قدیم ۱/۴۲۴، جدید زکریا ۳/۴۰۸، حاشیہ امداد الفتاویٰ ۲/۳۰۷، محمودیہ قدیم ۶/۲۲۶، جدید ذابھیل ۱۲/۲۷، فتاویٰ دارالعلوم ۸/۲۷۷، تنظیم الاشتات ۳/۳۲۳)

عن أبي سلمة قالت: سألت عائشة كم كان صداق نساء النبي صلى الله عليه وسلم، قالت: كان صداقه في أزواجه اثنتي عشرة أوقية ونشأ هل تدري ما النش؟ هو نصف أوقية وذلك خمس مائة درهم (وفي رواية)

ما اصدق امرأة من نسائه ولا اصدق امرأة من بناته أكثر من أُنثى عشرة اوقية. (ابن ماجه، كتاب النكاح، باب صداق النساء، النسخة الهندية ١/١٣٣، دارالسلام رقم: ١٨٨٦، معناه في صحيح مسلم، النكاح باب الصداقالنسخة الهندية ١/٥٨، ٤، بيت الأفكار رقم: ١٤٢٦، سنن النسائي، كتاب النكاح القسط في الأصدقة، النسخة الهندية ٢/٧٢، سنن أبي داؤد، كتاب النكاح، باب الصداق، النسخة الهندية ١/٨٢٧، دارالسلام رقم: ٢١٠٥، ترمذي شريف، كتاب النكاح، باب مهر النساء، النسخة الهندية ١/٢١١، دارالسلام رقم: ١١١٤، مشكاة ٢/٢٧٧)

(۳) مہرام حبیبہ یہ ان لوگوں کے لئے ہے کہ جو مذکورہ حیثیت سے زیادہ وسعت رکھتے ہیں اور اس قسم کا مہر ادا کرنا مالی اعتبار سے ان پر گراں نہیں گزرے گا، ایسے لوگوں کے لئے اس قسم کا مہر متعین کرنا خلاف سنت یا خلاف شریعت نہ ہوگا۔۔۔ جیسے کہ لکھ پتی لوگ ہیں، جو شادی کے موقع پر دیگر اخراجات کے علاوہ صرف شادی ہال میں ستر اسی ہزار روپے خرچ کر دیتے ہیں، مہرام حبیبہؓ کی مقدار ابو داؤد، نسائی وغیرہ کی روایت کے مطابق چار ہزار درہم ہے، اس وقت اس کی قیمت ۸۸ یا ۹۰ ہزار روپے ہے، جو شخص شادی ہال میں ستر اسی ہزار روپے خرچ کر سکتا ہے اس کے لئے مہرام حبیبہؓ ادا کرنا کوئی مشکل بات نہیں ہے، جو لڑکی کا اہم ترین حق ہے۔ نیز مشورۃً یہ بات ہے کہ شادی ہال وغیرہ میں اتنا روپیہ خرچ نہیں کرنا چاہئے۔

عن أم حبيبة أنها كانت تحت عبيد الله بن جحش فمات بأرض الحبشة فزوجها النجاشي النبي صلى الله عليه وسلم، فأمهرها عنه أربعة آلاف (وفي رواية) أربعة آلاف درهم. (ابوداؤد شريف، كتاب النكاح، باب الصداق، النسخة الهندية ١/٢٨٧، دارالسلام رقم: ٢١٠٧، سنن النسائي الصغرى، كتاب النكاح، القسط في الأصدقة، النسخة الهندية ٢/٧٢، دارالسلام رقم: ٣٣٥٢، السنن الكبرى للبيهقي الترويح على أربعة آلاف، دارالكتب العلمية بيروت ٣/٣١٥، رقم: ٥٥١٢، مشكاة ١/٢٧٧)

(۴) مہرام کلثومؓ: یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو مذکورہ حیثیت سے بھی اوپر کے مالک ہیں جیسے امراء، سلاطین، بادشاہ اور ان جیسے لوگ، ان لوگوں کے لئے یہ مہر خلاف

شریعت نہیں اور نہ خلاف سنت؛ بلکہ اتنا مہر اپنی حیثیت کے مطابق اختیار کرنا سنت کے مطابق ہوگا، مہر ام کلثومؓ کی مقدار احادیث شریفہ میں بیان کے مطابق چالیس ہزار درہم ہے، جو حضرت عمر فاروقؓ نے ادا فرمائی ہے۔

أن عمر بن الخطابؓ أصدق أم كلثوم بنت علي أربعين ألف درهم.
(المصنف لابن شيبه، كتاب النكاح، من تزوج على المال الكثير وزوج به مؤسسه علوم القرآن ۱۳۹/۹، رقم: ۱۶۶۴۴، السنن الكبرى للبيهقي، دار الفکر ۶/۱۱، رقم: ۱۴۶۹۰، اسد الغابہ ۶/۳۸۷، الأصابة ۸/۴۶۶)

یہ بات ہرگز نہیں کہی جاسکتی کہ حضرت عمر فاروقؓ نے مذکورہ مقدار کر کے خلاف سنت یا خلاف شریعت عمل کیا ہے۔

(۲) حضرت فاطمہؓ کی عمر بوقت نکاح پندرہ سال پانچ ماہ اور حضرت علیؓ کی عمر اکیس سال پانچ ماہ تھی۔ (مستفاد بہشتی زیور ۶/۴۲، سیرت طیبہ ۲۳۳، سیرۃ النبیؐ ۴۳۲/۲)

وتزوجها وهي ابنت خمس عشر سنة وخمسة أشهر - وسنة
يومئذ إحدى وعشرون سنة وخمسة أشهر. (زرقانی ۲/۳۵۸، اسد
الغابہ ۶/۲۲۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۵ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۱۵۶)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۸/۳/۱۴۲۲ھ

دور نبوت کی مہریں

سوال [۵۸۱۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: دور نبوت میں جن مہروں کی مقدار ثابت ہے تحریر فرمادیں چاہے حضور ﷺ کی بیویوں کا مہر ہو یا بیٹیوں کا؟

المستفتی: محمد عالم جامع مسجد مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دو رنوت اور دو صحابہؓ میں چار قسم کے مہروں کا ثبوت ملتا ہے اور یہ چاروں قسمیں آدمی کی مالی حیثیت کے اعتبار سے ہیں۔

(۱) **مہر ام سلمہ:** یہ حضرت ام المؤمنین ام سلمہؓ کا مہر ہے، جو حضور ﷺ نے بطور مہر کے حضرت ام سلمہؓ کو عطا فرمائے ہیں۔ جس کا وزن موجودہ گراموں کے اعتبار سے ۳۰ گرام ۶۱۸، ملی گرام چاندی ہے یعنی دس گرام کے تولہ سے تین تولہ اور ۶۱۸ ملی گرام چاندی ہے، اس کی قیمت بازار سے معلوم کی جائے۔ (مستفاد: انوار نبوت ۶۵۱)

(۲) **مہر فاطمی:** اس کی مقدار صحیح قول کے مطابق ۵۰۰ درہم ہے، جس کا وزن موجودہ گراموں کے حساب سے ڈیڑھ کلوٹیس گرام ۹۰۰ ملی گرام چاندی ہے۔ (انوار نبوت ۶۵۲)

(۳) **مہر ام حبیبہ:** اس کی مقدار چار ہزار درہم ہے، جو مہر فاطمی کے ۸ گنا ہے، جس کا وزن موجودہ گراموں کے حساب سے ۱۲ کلو ۲۴۴ گرام ۹۴۴ ملی گرام ہے، اس کی قیمت بھی بازار سے معلوم کر لیں۔ (انوار نبوت ۶۵۳)

(۴) **مہر ام کلثومؓ:** حضور ﷺ کی نواسی حضرت علی وفاطمہ کی بیٹی، حضرت ام کلثومؓ کیساتھ حضرت عمرؓ نے چالیس ہزار درہم کے عوض میں نکاح فرمایا ہے، جس کی مقدار مہر فاطمی کے اسی گنا اور مہر ام حبیبہؓ کے دس گنا ہوتی ہے۔ (انوار نبوت ۶۵۵)

تزوج عمر أم كلثوم علی مہر أربعين ألفاً. (الاصابة، دار الكتب العلمية بيروت ۸/ ۴۶۶)

أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أصدق أم كلثوم بنت علي أربعين ألف درهم. (السنن الكبرى جلد ۱۱/ ۶، نسخة قديم ۲۳۳/ ۷، رقم: ۱۴۶۹۰) فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۷ شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ

۱۴۲۶/۸/۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۸۹۱۸/۲۸)

دور نبوت و صحابہ رضی اللہ عنہ کے مہر

سوال [۵۸۱۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ آپ کی کتاب ایضاح المسائل میں دو طرح کے مہر کی تفصیل ہے، ایک دس درہم، دوسرے پانچ سودرہم، ہر زمانہ کے حساب سے صحیح وضاحت ہے، ان کے علاوہ جو اور مہر ہیں، ان کی بھی اسی طرح وضاحت چاہتے ہیں، جو ہر زمانہ میں اس وقت کے حساب سے حساب لگایا جاسکے؛ کیونکہ کئی سال پہلے آپ کا تحریر کردہ چار طرح کے مہر کے بارے میں ایڈیشن ندائے شاہی میں پڑھا تھا، وہ ذہن سے نکل گیا اور کسی کتاب میں مل نہ سکا؛ لہذا حضرت والا اپنی مصروفیات میں سے قیمتی وقت لگا کر جواب تحریر فرمادیں۔

المستفتی: اصغر علی امام مسجد ابو بکر صدیقؓ، کرولہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر کی چار قسمیں ہیں جو دور نبوت اور دور صحابہؓ سے ثابت ہیں، ان کو احقر نے انوار نبوت میں حوالوں کے ساتھ نقل کر دیا ہے، یہاں اختصار کے ساتھ لکھا جا رہا ہے تفصیل دیکھنا ہو تو انوار نبوت میں دیکھ لیں۔

(۱) اقل مہر اور مہرام سلمہؓ: جس سے کم مہر معتبر ہی نہیں، اس کی مقدار دس درہم ہے، جس میں بارہ ماشہ کے حساب سے دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی ہے، موجودہ زمانہ کے گراموں کے حساب سے تیس گرام چھ سو اٹھارہ ملی گرام ۳۰ گرام ۶۱۸ ملی گرام ہوتا ہے۔ (مستفاد ایضاح الطحاوی ۱۹۳/۳، ایضاح المسائل ۱۲۹، انوار نبوت ۶۵)

(۲) مہر فاطمی: راجح اور مفتی بہ قول کے اعتبار سے پانچ سودرہم ہے، اس کا وزن بارہ ماشہ کے تولہ کے حساب سے ۱۳۱ تولہ تین ماشہ چاندی ہے اور گراموں کے حساب سے ڈیڑھ کلو تیس گرام نو سو ملی گرام ۳۰ چاندی ہے۔ (مستفاد انوار نبوت ۶۵۲، ایضاح الطحاوی ۱۹۳/۳)

(۳) مہرام حبیبہؓ: ابو داؤد، نسائی وغیرہ کی روایات کے مطابق چار ہزار درہم ہے، جو

مہر فاطمی کے آٹھ گنا ہے؛ چنانچہ موجودہ زمانہ کے گرام کے حساب سے ۱۲۲۴۴ گرام ۹۴۴ رملی گرام ہوتا ہے، یعنی بارہ کلو ۲۴۴ گرام ۹۴۴ رملی گرام چاندی یا اس کی قیمت ہے۔

(۴) مہرام کلثومؓ ہے، اس کی مقدار السنن الکبریٰ للبیہقی کی روایت کے مطابق چالیس ہزار درہم ہے جو مہر فاطمی کے اسی گنا ہوتا ہے اور مہرام حبیبہؓ کے دس گنا ہے انوار نبوت ۶۵۰ تا ۶۵۵ الاصابہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۶۶/۸ سنن کبریٰ دارالفکر بیروت ۶/۱۱ حدیث رقم: ۱۴۶۹۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۲/۱۰/۱۴۳۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲/شوال المکرم ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۱۸)

جملہ بنات رسول ﷺ کا مہر کتنا تھا

سوال [۵۸۱۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جملہ بنات رسول ﷺ کا مہر کتنا تھا وضاحت کے ساتھ ہر ایک کا مہر تحریر فرمادیں عین کرم ہوگا۔

المستفتی: محمد مطیع الرحمن، گلشید، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جملہ بنات رسول ﷺ کے مہروں کی تفصیل الگ الگ کسی معتبر و صحیح روایت میں نظر سے نہیں گذری، البتہ اتنا ملتا ہے کہ تمام صاحبزادیوں کے مہر ساڑھے بارہ اوقیہ ہے اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے تو کل پانچ سو درہم ہوتے ہیں۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۲/۲۹۵)

جو بارہ ماشہ کے تولہ سے ۱۳۱/۳ تولہ ۳ ماشہ چاندی ہوتی ہے اور موجودہ دور کے دس گرام کے تولہ کے حساب سے ۱۵۳/۱۰۰ رملی گرام چاندی ہوتی ہے۔

(مستفاد: ایضاح المسائل ۱۲۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۳۱۶۹)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۵/۱ھ

امہات المؤمنینؓ کا مہر کتنا تھا؟

سوال [۵۸۲۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ جملہ امہات المؤمنینؓ کا مہر کتنا تھا ازراہ کرام ہر ایک کا مہر الگ الگ مع حوالہ کتب معتبرہ تحریر فرما کر شکر گزاری کا موقع دیں۔

المستفتی: مطیع الرحمن، گلشید، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: امہات المؤمنینؓ کے مہروں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کا مہر پانچ سو درہم تھا۔ (سیرۃ مصطفیٰ ۳/۲۸۷، مطبع اشرفی،

بہشتی زیور ۶/۴۴)

(۲) حضرت سودہؓ کا مہر چار سو درہم تھا۔ (سیرۃ مصطفیٰ ۳/۲۹۳)

(۳) حضرت عائشہؓ کا مہر چار سو درہم تھا۔ (سیرۃ مصطفیٰ ۳/۲۹۳، علم الفقہ ۶/۷۷۷)

(۴) حضرت حفصہؓ کا مہر چار سو درہم تھا۔ (علم الفقہ ۶/۷۸۷)

(۵) حضرت زینب بنت خزیمہؓ کا مہر پانچ سو درہم تھا۔ (سیرۃ مصطفیٰ ۳/۳۰۴)

(۶) حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہؓ کا مہر دس درہم تھا۔ (سیرۃ مصطفیٰ ۳/۳۰۶، علم الفقہ ۶/۷۸۷)

(۷) حضرت زینب بنت جحشؓ کا مہر دس درہم تھا۔ (۳/۳۱۷، علم الفقہ ۶/۷۸۷)

(۸) حضرت جویریہ بنت الحارثؓ کا مہر چار سو درہم تھا۔ (سیرۃ مصطفیٰ ۳/۳۳۹، علم الفقہ ۶/۷۹۷)

(۹) حضرت ام حبیبہؓ کا مہر چار سو دینار تھا۔ (سیرۃ مصطفیٰ ۳/۳۳۲، علم الفقہ ۶/۷۹۷،

بہشتی زیور ۶/۴۴)

(۱۰) حضرت میمونہؓ کا مہر پانچ سو درہم تھا۔ (سیرۃ مصطفیٰ ۳/۳۲۸)

(۱۱) حضرت صفیہ بنت حیّی کا مہر درہم یادینا نہیں تھا؛ بلکہ ان کو حضور ﷺ نے ایک باندی مہر میں عطا فرمائی تھی، جس کا نام رزینہ تھا یہ باندی حضور ﷺ کی خادمہ تھی اور حضرت صفیہؓ نے بعد میں حضرت رزینہ کو آزاد کر دیا تھا۔

روي أن النبي صلى الله عليه وسلم، لما تزوج صفية بنت حيي أمهرها خادماً وهي رزينة. الحديث (اسد الغابة، دار الفكر بيروت ۶/۱۰، ومعناه في زوائد الهيثمي بحواله طبراني وأبو يعلى، مجمع الزوائد، دار الكتب العلمية بيروت ۹/۲۵۱، المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث العربي بيروت ۲۴/۲۷۷، رقم: ۷۰۵، السنن الكبرى للبيهقي، دار الفكر بيروت ۱۰/۳۳۵، رقم: ۱۴۰۵)

اور بعض روایات میں اس کا ذکر ہے کہ ان کی آزادی کو ان کے لئے مہر قرار دیا ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے اسی کو رائج قرار دیا ہے۔

قال: وكره بعض أهل العلم أن يجعل عتقها صداقها حتى يجعل لها مهر أسوى العتق والقول الأول أصح. (فتح الباری، دار الفکر بیروت ۹/۱۲۹، دار الریان للتراث العربی بیروت ۹/۳۲، اشرفیہ دیوبند تحت رقم الحدیث: ۵۰۸۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۲۸/۳۱۶۹)

مہر کے سلسلے میں عرب و عجم کا حکم یکساں ہے یا الگ الگ؟

سوال [۵۸۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عرب میں لڑکے کی شادی ہوتی ہے، لڑکے والا ایک اچھی رقم لڑکی والوں کو مہر

کے نام پر دیتا ہے کیا یہ دین میں ہے؟ اگر ہے تو ہمارے ملک میں ایسا کیوں نہیں ہوتا یا ہمارے ملک میں اسلامی قانون کچھ اور ہے؟

المستفتی: دلشاد حسین، پیرغیب، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شریعت کا حکم عرب اور عجم ہر جگہ کے لئے یکساں ہے، مہر کی ادائیگی لڑکے کے اوپر ہر حال میں لازم ہوتی ہیچا ہے مہر کو ادھا رکردے یا چاہے نکاح کے وقت مکمل ادا کر دے ان دونوں شکلوں میں پہلے ادا کرنے والی شکل زیادہ بہتر ہے، عرب میں پہلے ہی مہر کی ادائیگی کر دینے کا دستور ہے اور یہی شریعت میں زیادہ افضل اور پسندیدہ ہے اور ہمارے ہندوستان میں مہر کی ادائیگی میں عام طور پر غفلت برتی جاتی ہے پہلے یا فوری کرنے کا دستور بہت ہی کم ہے؛ بلکہ عام طور پر شوہر اپنی بیوی کا مقروض رہتا ہے اور اگر ادائیگی پر قدرت ہو جانے کے باوجود مہر کی ادائیگی میں غفلت برتا ہے، تو یہ شوہر کی طرف سے ایک قسم کی غفلت ہے، جو شریعت میں ناپسندیدہ ہے۔ نیز جو لوگ ادائیگی پر قدرت ہوتے ہوئے عمر کی آخری مدت تک پہنچ جاتے ہیں اور ادا نہیں کرتے ہیں یا حیلہ بہانہ کر کے اور دباؤ ڈال کر کے بیوی سے معاف کروا لیتے ہیں ایسے لوگ گناہ گار ہوتے ہیں۔

هو حكم العقد فإن المهر يجب بالعقد أو بالتسمية. (مجمع الأنهر،

كتاب النکاح، باب المهر، دار الکتب العلمیة ۱/ ۵۰۸)

أقوال: لا أدري لم خص مهر المثل بالذكر والحال أن وجوب المهر مطلقاً مسمى كان أو مهر المثل من أحكام النکاح، فكان الأولى هو الإجراء على العموم. (کفایة مع فتح القدیر ۳/ ۳۰۴)

قال الکاسانی: لو لم يجب المهر بنفس العقد لایبالي الزوج عن إزالة هذا الملك بأدنى خشونة تحدث بينهما؛ لأنه لا يشق عليه إزالته لما لم يخف لزوم المهر فلا تحصل المقاصد المطلوبة من النکاح، ولأن

مصالح النکاح ومقاصده لا تحصل إلا بالموافقة ولا تحصل الموافقة إليها إلا إذا كانت المرأة عزيزة مكرمة عند الزوج، ولا عزة إلا بانسداد طريق الوصول إلا بمال له خطر عنده. (الموسوعة الفقهية الكويتية ۳۹/۵۲-۱۵۳)

لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير السبب الشرعي.

(شامی، کتاب الحدود، باب التعزیر زکریا ۶/۱۰۶، کراچی ۴/۶۱، ہندیہ، کتاب

الحدود، الباب السابع في حد القذف والتعزير زکریا ۲/۱۶۷ جدید زکریا ۱/۱۸۸)

ليس لأحد أن يأخذ مال غير بلا سبب شرعي. (شرح المحلة رستم باز

مکتبہ اتحاد بک ڈپو ۱/۹۲، رقم المادة: ۹۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۷/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۶ھ

۶/۲/۱۴۳۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/۱۲۰۹۰)

مہر سے متعلق چند سوالات

سوال [۵۸۲۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل

کے بارے میں: کہ مقرر شدہ مہر کو اپنی شوہر مرضی سے بڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح عورت مقرر شدہ مہر کو کم کر سکتی ہے یا نہیں؟

(۲) مہر معجل طے شدہ میں تا جیل کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۳) شوہر کے انتقال کے بعد اس کے ترکہ میں سے مہر کی ادائیگی ضروری ہے یا نہیں؟

اگر بیوی اپنا مہر معاف کر دے یا باپ بھائی وغیرہ کو اختیار دیدے تو وہ معاف کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۴) معاشرہ کا دستور یہ ہو گیا ہے کہ نکاح کے وقت مہر متعین ہو جاتا ہے، مگر زندگی

میں شوہر اس کی ادائیگی نہیں کرتا اور نہ عموماً اس کی ادائے گی کی فکر ہوتی ہے اور اگر شوہر مہر ادا

بھی کرنا چاہے تو عورت کہتی ہے کہ میں کیا کروں گی، ہاں البتہ اگر طلاق ہو جائے تو مہر کا

مطالبہ ہوتا ہے یا شوہر کا انتقال ہو جائے تو عورت سے کہتے ہیں کہ تو معاف کر دے وہ معاف کر دیتی ہے؛ اس لئے دریافت طلب بات یہ ہے کہ زندگی میں اگر شوہر کے لئے عورت اس معاشرہ میں مہر معاف کر دے تو وہ معافی سمجھی جائے گی یا نہیں؟

واضح رہے کہ عورتیں اس جذبہ کے تحت معاف کرتی ہیں کہ اگر معاف نہیں کیا تو شوہر پریشان کرے گا یا اس لئے کہ مہر لے لینا ایک نئی سی بات ہوگی اور ایسی عورت کو معاشرہ میں اچھا نہیں سمجھا جائے گا، اسی طرح شوہر کے انتقال کے بعد کی معافی شرعاً معتبر ہوگی یا نہیں؟ اگر عورت کا انتقال ہو جائے تو اس کے مہر کی رقم کے حقدار کون کون ہیں؟

المستفتی: محمد جاوید، چاند پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) نکاح کے بعد شوہر اپنی مرضی کے مطابق

بیوی کے مقررہ مہر میں جتنا چاہے حسب منشاء اضافہ کر سکتا ہے، اسی طرح بیوی کو بھی شریعت نے یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اپنے مہر میں کمی کر سکتی ہے۔

فإن زادها في المهر بعد العقد لزمته الزيادة. (ہدایہ، کتاب النکاح، باب

المہر اشرفیہ دیوبند ۳۲۵/۲، شامی، کراچی ۱۱۱/۳، زکریا ۲۴۶/۴)

وإن حطت عنه من مهرها صح الحط. (ہدایہ، اشرفی دیوبند ۳۲۵/۲،

شامی، کراچی ۱۱۳/۳، زکریا ۲۴۸/۴)

(۲) مہر مجل کو زوجہ کی اجازت سے مؤجل کر سکتے ہیں۔ (مستفاد فتاویٰ دارالعلوم ۲۲۴۸، ۲۸۲۸)

(۳) شوہر کے انتقال کے بعد تقسیم ترکہ سے پہلے اس کی بیوی کا مہر ادا کرنا لازم ہے۔

أما الأول فلائن المسمى دين في ذمته وقد تأكد بالموت، فيقضي

من تركته. (ہدایہ، اشرفی دیوبند ۳۳۷/۲)

نیز بیوی کے مہر معاف کرنے سے معاف ہو جاتا ہے اور اگر اپنے باپ یا بھائی کو اس

کا اختیار دیدے، تو ان کے معاف کرنے سے بھی مہر معاف ہو جائیگا۔

وصح حطها لکله أوبعضه عنه وقيد بحطها؛ لأن حط أبيها غير صحيح لو صغيرة ولو كبيرة توقف على إجازتها ولا بد من رضاها. (شامي، کراچی ۱۱۳/۳، زکریا ۲۴۸/۴، ہدایہ، اشرفی دیوبند ۳۲۵/۲، عزیز الفتاویٰ ۴۴۹)

(۴) جو شخص نکاح کے بعد مہر متعین ادا کرنے کی نیت نہ رکھے اور نہ اس کی فکر کرے تو ایسا شخص سخت گنہگار ہے۔ حدیث شریف میں ایسے شخص کے لئے سخت وعید آئی ہے۔

عن ميمون الكردي عن أبيه، قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم لامرة ولا مرتين ولا ثلاثة حتى بلغ عشر مرار: أيما رجل تزوج امرأة بما قل من المهر، أو كثر ليس في نفسه أن يؤدي إليها حقها خدعها، فمات ولم يود إليها حقها لقي الله يوم القيامة، وهو زان. (المعجم الأوسط للطبراني، دار الفکر، بیروت ۵۰۱/۱، رقم: ۱۸۵۱)

اور شوہر کے انتقال کے بعد بھی عورت مہر معاف کر دے، تو بھی معاف ہو جائے گا؛ لیکن عورتوں پر دباؤ ڈال کر اور معاف نہ کرنے پر بعد میں پریشان کرنا سراسر ظلم اور نا انصافی ہے، اسی طرح زبردستی دباؤ ڈال کر مہر معاف کرایا جائے، تو مہر معاف نہیں ہوتا علی حالہ باقی رہے گا۔

وصح حطها لکله، أوبعضه عنه. (شامي، کراچی ۱۱۳/۳، زکریا دیوبند ۲۴۸/۴)

ولا بد في صحة حطها من الرضا حتى لو كانت مكرهة لم يصح. (ہندیہ، زکریا ۳۱۳/۱، جدید زکریا ۳۸۰/۱)

نیز ابھی بیوی کا مہر ادا نہ ہوا تھا اور وہ انتقال کر گئی تو اس کے مرنے کے بعد مہر اس کا وارثوں کا حق بن جائے گا اور ان میں شرعی اعتبار سے تقسیم ہوگا، اس میں شوہر اس کی اولاد میں اور والدین سب شامل ہوں گے۔ (مستفاد: عزیز الفتاویٰ ۴۴۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹ھ/۶/۱۶

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴ جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/۵۸۱۹)

مہر سے متعلق چند سوالات و جوابات

سوال [۵۸۲۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ شریعت کے مطابق کتنے طرح کے مہر باندھے جاتے ہیں؟

نیز یہ بھی واضح فرمادیں کہ موجودہ وقت کے حساب سے چاندی کی قیمت سے مہر فاطمی اور شرع پیغمبری کی رقم کتنی بنتی ہے؟

(۲) مہر کی رقم ادا کرنا چاہے تو کس مقام پر ادا کرنی ہوگی اور کتنی رقم ادا کرنی ہوگی؟

المستفتی: نبی جان سیفی، محلہ گویاں باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شریعت کے مطابق مہر باندھنے کا مطلب یہ ہے

کہ شوہر کی حیثیت کے مطابق مہر باندھا جائے، جس کو شوہر آسانی کے ساتھ ادا کر سکے اور مہر فاطمی کی مقدار ڈیڑھ کلو تیس گرام ۹۰۰ ملی گرام چاندی ہے، اس کی قیمت ادائیگی کے وقت میں صرافہ سے معلوم کر لیں اور مہر کی ادائیگی کا مقام وہی ہے، جہاں پر بیوی موجود ہو اور اسی دن کی قیمت کا اعتبار ہے، جس دن مہر ادا کیا جائے، مہر شرع پیغمبری کی کوئی اصطلاح شریعت سے ثابت نہیں ہے، عوام میں اس نام سے ایک مہر مشہور ہے، بعض علاقوں میں اس سے مراد اقل مہر ہوتا ہے اور بعض جگہ اس سے مہر فاطمی مراد لیتے ہیں؛ اس لئے اس کی کوئی خاص مقدار ہم متعین کر کے بیان نہیں کر سکتے؛ بلکہ مہر باندھنے والے اسی وقت اپنی مراد ظاہر کر دیا کریں کہ اس سے کون سا مہر مراد لیتے ہیں۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۲۹)

ويعتبر قیمة يوم الوجوب وقالوا: يوم الأداء وتحته في الشامية:

وفي المحيط يعتبر يوم الأداء بالإجماع وهو الأصح، ويقوم في البلد الذي المال فيه. (شامي، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، کراچی ۲/۲۸۶، زکریا ۳/۲۱۱، الدر المنتقى، دار الكتب العلمية بیروت ۱/۳۰۱، البحر الرائق،

کوئٹہ ۲/۲۲۱، زکریا ۲/۳۸۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲/۲ ذی قعدہ ۱۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۱۹۳)

مہر سے متعلق چند سوالات و جوابات

سوال [۵۸۲۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بعض جگہوں پر رواج ہے کہ ناک امیر ہو یا غریب، معزز قسم کا آدمی ہو یا عام آدمی، اسی طرح منکوحہ کسی رئیس گھرانہ کی لڑکی ہو یا غریب و متوسط گھرانے کی فرد ہو بوقت نکاح مہر کی تعیین میں کوئی فرق نہیں ہوتا، دونوں کا مہر یکساں ہوتا ہے مثلاً ۲۲ ہزار روپیہ مہر کا ماحول چل رہا ہے، تو امیر و غریب دونوں طرح کی لڑکیوں کا مہر رواج کے تحت ایک ہی متعین کیا جاتا ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ مہر کی رقم شرعاً یکساں ہے یا اس میں حیثیت کے مطابق تفاوت و فرق ہے؟ اگر فرق ہے تو مہر کی تعیین کے وقت لڑکی کی مالی حیثیت کا اعتبار ہوگا یا لڑکے کی حیثیت ملحوظ رکھی جائے گی؟

(۲) ہندوستانی روپیہ کی شکل میں اقل مہر اور مہر فاطمی کی تعیین فرمائیں اسی کے ساتھ مہروں کی زیادتی پسند کرنے کے ماحول میں مہر فاطمی متعین کرنا کیسا ہے؟ رسم و رواج کے مطابق مہر کی تعیین بہتر ہے یا مہر فاطمی؟

(۳) مہر کے متعلق عام تصور یہ ہے کہ مہر دینا تو ہے نہیں یہ تو صرف ایک رسمی چیز ہے؛ لہذا جتنا بھی متعین ہو جائے کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے، اگر دیا بھی تو عند الطلاق وہ بھی پنچایت کم تعداد میں فیصلہ کر دے گی۔

تحقیق طلب امر یہ ہے کہ عند النکاح مہر کے متعلق یہ خیال کرنا کیسا ہے؟ نیز شرعی طور

پراس کا کیا حکم ہے؟ تحقیقی و تفصیلی جواب سے نوازیں۔

المستفتی: مولوی ریاض الحسن، مدرسہ ارشاد العلوم، ٹانڈہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) تمام لوگوں کے لئے مہر کی ایک خاص مقدار متعین کر کے اسی پر پابندی کرنا جائز نہیں ہے، ہر شخص اپنی اپنی حیثیت کے مطابق مہر کی مقدار متعین کر سکتا ہے، اس میں کسی کو دخل دینے کا حق نہیں ہے۔ نیز شوہر ہی مہر ادا کرنے والا ہے؛ اس لئے اسی کی حیثیت کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲۴۶/۱۳، جدید ڈابھیل ۳۴/۱۲)

(۲) مہر کی اقل مقدار دس درہم ہے، موجودہ زمانہ میں گراموں کے حساب سے ۳۰ گرام ۶۱۸ ملی گرام چاندی ہوتی ہے، اس کی قیمت خود صرافہ سے معلوم کر لیجئے اور مہر فاطمی کی مقدار ڈیڑھ کلو ۳۰ گرام ۹۰۰ ملی گرام چاندی ہے، اس کی قیمت بھی صراف سے معلوم کر لیجئے کتنے روپے بنتے ہیں۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۲۹)

نیز اگر حیثیت ہو تو مہر فاطمی مقرر کرنا بھی بہتر ہے؛ لیکن اگر کوئی غریب ہے تو اس کے لئے کم سے کم بہتر ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲۴۶/۱۳، جدید ڈابھیل ۳۴/۱۲)

(۳) اگر مقرر کرتے وقت مہر ادا کرنے کی نیت نہیں رہی ہو تب بھی مہر لازم ہو جاتا ہے، غلط نیت کا گناہ اس کے سر پر ہوگا، مگر ادا کرنا ہر حال میں لازم ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۳۰۲/۸)

وما یفعله بعض أهل الجفاء، والخیلاء، والرباء من تكثیر المهر للرباء، والفخر وهم لا یقصدون أخذہ من الزوج وهو ینوی أن لا یعطیہم إیاءہ؛ فهذه منكر قبیح مخالف للسنة خارج عن الشريعة الخ (فتاویٰ ابن تیمیہ ۱۹۳/۳۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷/ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۵۱۲۴/۳۳)

استطاعت سے زائد مہر باندھنا

سوال [۵۸۲۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شرعاً مہر کتنا ہونا چاہئے اور جو آج کل لوگ اتنا زیادہ مہر کر دیتے ہیں، جس کو آدمی ادا نہیں کر سکتا ہے، تو کیا یہ درست ہے اور اس کو کتنا مہر ادا کرنا چاہئے؟

المستفتی: فہیم احمد، نگینوی مدرسہ اشرف المدارس، ہر دوئی
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شرعاً مہر کی مقدار دس درہم ہے، اس سے کم نہ ہونا چاہئے، اگر دس درہم سے کم مہر باندھا ہے تب بھی دس درہم لازم ہوں گے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۲۶۵/۸، ایضاح المسائل ۱۲۹)

وأقل المهر عشرة دراهم - ولو سمي أقل من العشرة فلها العشرة.

(ہدایہ، کتاب النکاح، باب المہر اشرفیۃ دیوبند ۳۲۴/۲)

اور زیادتی کی کوئی مقدار متعین نہیں ہے اوسط درجہ کے صاحب حیثیت لوگوں کے لئے مہر فاطمی باندھنا بہتر ہے، جو آسانی سے مہر فاطمی ادا کر سکیں اور جو کمزور غریب لوگ ہیں جو روز کی کمائی پر گزارہ کرتے ہیں، ان کے لئے مہر فاطمی مسنون نہیں؛ اس لئے کہ وہ مہر فاطمی ادا کرنے پر قادر نہیں ہیں؛ بلکہ ان کے لئے اتنی مقدار باندھنا مسنون ہے، جتنی مقدار وہ آسانی سے ادا کر سکیں؛ لیکن دس درہم سے کم بھی نہ ہونا چاہئے۔ اور جو لوگ کروڑ پتی اور ارب پتی ہیں، ان کے لئے مہر ام حبیبہؓ باندھنا زیادہ بہتر ہے؛ البتہ اتنا زیادہ مہر مقرر کرنا کہ ادا نہ کیا جاسکے یہ ناجائز ہے۔

عن أبي العجفاء السلمي، قال: خطبنا عمر فقال: ألا لا تغالوا بصدق

النساء. (أبو داؤد شریف، کتاب النکاح، باب الصداق، النسخة الهندية ۲۸۷/۱،

لیکن جتنا مہر عقد نکاح کے وقت متعین کر دیا گیا اور شوہر نے اسے تسلیم کر لیا، تو اس کی ادائیگی ضروری ہوگی۔

وتجب العشرة إن سماها أو دونها ويجب الأكثر منها إن سمي الأكثر. (در مختار، کراچی ۱۰۲/۳، ذکر بیاہ/۴۳۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
 کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲۴ رجب الثانی ۱۴۲۱ھ
 (فتویٰ نمبر: الف/۳۵/۶۱۶۶)
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۲۴/۲/۱۴۲۱ھ

لڑکے پر زور ڈال کر اس کی حیثیت سے زیادہ مہر باندھنا

سوال [۵۸۲۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کا نکاح ہونے جا رہا تھا، لڑکی والوں نے مہر فاطمی مقرر کرنا چاہا تو اس نے اس کو اپنی حیثیت سے زیادہ بتایا، پھر کہا گیا کہ سوا سات ہزار مقرر کرو، تو اس کو بھی حیثیت سے زیادہ بتایا بالآخر پھر مہر فاطمی کے بارے میں کہا گیا کہ مہر فاطمی مقرر کرو ورنہ بارات واپس لیجاؤ، تو زید نے کہا کہ ٹھیک ہے، مہر فاطمی مقرر کرو ہم طلاق ہی نہیں دیں گے، تو مہر کیا لیں گے، اس طرح نکاح ہو گیا اور رسید پر بھی مہر فاطمی لکھا ہے، تو شرعاً یہ نکاح ہوا یا نہیں؟ جبکہ مہر نہ دینے کی نیت شوہر کی ہے شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: عبدالکریم، کانٹھ، معرفت مولانا تنویر احمد، سپہری، مدرسہ فیض العلوم کانٹھ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر نہ دینے کی نیت سے زید گنہگار ہو گا تو بے کر لے اور بوقت نکاح چونکہ مہر فاطمی طے ہوا ہے اور وہی رسید میں بھی لکھا گیا ہے، اس لئے مہر فاطمی ہی شرعاً مقرر ہو چکا ہے۔ نیز نکاح بھی بلاشبہ صحیح اور درست ہو چکا ہے۔

وما فرض بترا ضيهما، أو بفرض قاض مهر المثل (إلى قوله) أو زيد على ما سمي فإنها تلزمه بشرط قبولها في المجلس، أو قبول ولي الصغيرة

و معرفۃ قدرہا، و بقاء الزوجیۃ علی الظاہر الخ (در مختار، کتاب النکاح،

باب المہر، کراچی ۱۱۲/۳، زکریا ۴/۶۲۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۶/ ذی قعدہ ۱۴۲۰ھ

۱۱/۱۱/۱۴۲۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۲/۶۳۸)

جبراً مہر مثل سے زیادہ مہر لوگوں نے مقرر کر دیا تو کیا حکم ہے؟

سوال [۵۸۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نکاح میں لڑکے کی مرضی کے بغیر زبردستی ۲۰ ہزار روپیہ اور نصف بیگھہ زمین مہر میں متعین کر دیا گیا ہے اتنا بھاری مہر پر لڑکا نہ بوقت نکاح راضی تھا اور نہ ہی اب راضی ہے۔ نیز لڑکی کا مہر مثل بھی اتنا نہیں ہے، اس کی خاندانی عورتوں کا اس سے بہت ہی کم ہوتا ہے، تو سوال یہ ہے کہ اس طرح زبردستی باندھے ہوئے مہر کا ادا کرنا لڑکے پر واجب ہے یا نہیں؟ جبکہ لڑکے نے بوقت نکاح صراحت سے انکار کر دیا تھا کہ میرے اندر اتنی صلاحیت نہیں ہے کہ اتنا بھاری مہر ادا کر سکوں، جواب مدلل مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: محمد رافت حسین، بھگلپوری، متعلم مدرسہ شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر پر مذکورہ متعین کیا ہوا بھاری مہر ادا

کرنا واجب نہیں ہوگا، صرف مہر مثل ادا کرنا لازم ہوگا، اس سے زیادہ ادا کرنا اس پر لازم نہیں ہے، مہر مثل کا مطلب یہ ہے کہ لڑکی کی دوسری بہن، اور پھوپھی وغیرہ کے مہر کی جو مقدار ہے وہ مہر مثل ہے، اس شوہر پر بھی اتنی مقدار مہر ادا کرنا لازم ہوگا اور جو زائد ہے وہ اس پر واجب نہیں ہوگا۔

وإن أكره على النكاح جاز العقد، فإن كان المسمى مثل مهر المثل،

أو أقل جاز (إلى قوله) وإن كان أكثر من مهر المثل فالزيادة باطلة. (الجوهرة النيرة،

کتاب الإکراه، امدادیہ ملتان ۲/۳۵، دارالکتاب دیوبند ۲/۳۳۷، ہکذا فی شامی، کراچی ۶/۱۳۷، زکریا ۹/۱۸۹)

فإن كان المسمى أكثر من مهر المثل فالزيادة باطلة، ويجب مقدار مهر المثل؛ لأنه فات الرضا في الزيادة بالإكراه الخ (البحر الرائق، زکریا ۸/۱۳۶، کوئٹہ ۸/۷۵، ہکذا فی ہندیہ، زکریا ۱/۳۰۳، جدید زکریا ۱/۳۶۹، قاضی خان علی الہندیہ، زکریا ۱/۳۸۳، جدید زکریا ۱/۲۴۰ مبسوط السرخسی، دارالکتب العلمیہ ۵/۹۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۹ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۳/۱۱۸۹)

اقل مہر اور اکثر مہر کی مقدار

سوال [۵۸۲۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مہر کی کم سے کم مقدار روزیادہ سے زیادہ مقدار کتنی ہے؟ شرعاً مفصل طور پر روشناس فرمائیں؟

المستفتی: محمد افضال، اڑپورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اسلامی شریعت میں مہر کی کم سے کم مقدار دس

درہم ہے، اور دس درہم میں دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی ہوتی ہے اور یہ موجودہ گراموں کے حساب سے تیس گرام چھ سواٹھارہ ملی گرام چاندی ہوتی ہے اور شریعت میں مہر کی زیادہ مقدار کی کوئی تعیین نہیں ہر ایک اپنی حیثیت کے مطابق جو تعیین کر لے گا وہی اس کے اوپر لازم ہوگا۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۲۹)

عن جابرؓ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا صداق دون عشرة دراهم. (سنن دارقطني، النكاح ۳/۱۷۳، رقم: ۳۵۶۰)

أقله عشرة دراهم لحديث البيهقي وغيره لا مهر أقل من عشرة دراهم..... ويجب الأكثر أي بالغاً ما بلغ منها إن سمى الأكثر. (در مختار مع الشامی، کتاب النکاح، باب المهر، کراچی ۳/۱۰۱-۱۰۲، زکریا ۴/۲۳۰-۲۳۳، ہدایہ، اشرفی دیوبند ۲/۳۲۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۷ شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۳۵۷/۶۸۷)

مہر کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مقدار

سوال [۵۸۲۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مہر کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کتنی مقدار ہے؟ جواب سے نوازیں۔
 المستفتی: ایم، اے، خان، محلہ تالی ٹھاکر دوارہ، مراد آباد
 باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کم سے کم مقدار دس درہم چاندی یا اس کی قیمت ہے اور زیادتی کی کوئی مقدار نہیں جتنا متعین کیا جائے اتنا ادا کرنا واجب ہوگا۔
 وأقله عشرة دراهم (وقوله) ويجب الأكثر منها إن سمى الأكثر.
 وفي الشامي: أي بالغاً ما بلغ. (تنوير مع الدر المختار، كتاب النكاح، باب المهر، كراچی ۳/۱۰۱-۱۰۲، زکریا ۴/۲۳۰-۲۳۳، کوئٹہ ۲/۳۵۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱۷ رجب المرجب ۱۴۰۸ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۸۱۲/۲۳۵)

اقل مہر کی مقدار

سوال [۵۸۳۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ دور حاضر میں موجودہ اوزان کے اعتبار سے مہر کی اقل مقدار کیا ہے؟

المستفتی: قاری محمد اظہار صالح پتھرہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اقل مہر کی مقدار بارہ ماشہ کے تولہ کے حساب

سے دو تولہ ساڑھے سات ماشہ ہے۔ (جواہر الفقہ ۱/۲۲۳)

اور موجودہ گراموں کے حساب سے ۳۰ گرام ۶۱۸ ملی گرام ہے اور دس گرام کے تولہ کے حساب سے تین تولہ ۶۱۸ ملی گرام چاندی ہے، اس سے کم شریعت میں کوئی مہر نہیں ہے۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ص: ۱۲۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴ جمادی الثانیہ ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۷/۲۸)

دس درہم کی مقدار تولہ اور پیسوں کے حساب سے

سوال [۵۸۳۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک اقل مہر دس درہم ہیں؛ لیکن درایں زمانہ مہر میں درہم کا رواج نہیں، تو دس درہم کے لئے تولہ کتنے ہوں گے یا اگر پیسوں سے ادائیگی مہر کی جائے تو کتنی رقم دس درہم کے برابر ہوگی؟

المستفتی: فرید احمد، ممبئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دس درہم کا وزن موجودہ گراموں کے اعتبار

سے ۳۰ گرام ۶۱۸ ملی گرام چاندی ہوتی ہے اور دس گرام کے تولہ کے حساب سے ۳ تولہ

۶۱۸/ملی گرام چاندی ہوتی ہے۔ (ایضاح المسائل ۱۲۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۶/۶/۱۴۲۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶/جمادی الثانیہ ۱۴۲۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف: ۹۶۲۸/۳۸)

دور حاضر کے اوزان کے اعتبار سے دس درہم کی مقدار

سوال [۵۸۳۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ دین مہر نکاح میں کم سے کم کتنا باندھنا چاہئے، دس درہم مہر کا آج کے دور کے اعتبار سے کتنا روپیہ بنتا ہے؟ اگر بغیر مہر کے نکاح پڑھا دیا جائے تو کتنا مہر ادا کرنا پڑے گا؟ مہر کا باندھنا نکاح میں شرعی طور پر کیا درجہ رکھتا ہے۔

لا مہر اقل من عشر دراهم کا مطلب کیا ہے شرع محمدی مہر کتنا کہلائے گا، مہر فاطمی کا کتنا روپیہ بنتا ہے؟

المستفتی: قطب الدین قاسمی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دس درہم کی مقدار اوزان کے حساب

سے ۳۰ گرام ۶۱۸/ملی گرام چاندی ہے، اس کی قیمت بازار سے معلوم کر لیجئے۔

(مستفاد: ایضاح المسائل ۱۲۹)

(۱) مہر کا باندھنا نکاح میں شرعی طور پر لازم اور واجب ہے کم سے کم اتنا باندھنا لازم

ہے، جو اوپر لکھا گیا ہے، اگر مہر باندھا نہیں ہے تو مہر مثل لازم ہوگا۔

(۲) مہر شرعی محمدی کی کوئی اصطلاح شریعت میں نہیں ہے، اگر اس سے عوام مہر فاطمی

مراد لیتے ہیں، تو اس سے مہر فاطمی لازم ہوگا اور اگر اقل مہر مراد لیتے ہیں، تو اس سے اقل مہر

لازم ہوگا۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۲۹)

(۳) مہر فاطمی ۱۲ ماشہ کے تولہ سے ۱۳۱ تولہ ۳ ماشہ چاندی ہے گراموں کے حساب سے ڈیڑھ کلو ۳۰ گرام ۹۹۰ ملی گرام چاندی ہے، اس کی قیمت بازار سے معلوم کر لی جائے۔
(مستفاد: ایضاح المسائل ۱۲۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۵ / محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳ / ۵۰۹۹)

مہر میں پانچ روپے مقرر کئے تو نکاح ہو گیا؟

سوال [۵۸۳۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی لڑکی کے نکاح میں پانچ روپیہ مہر بندھوایا ہے، تو کیا نکاح ہو گیا یا نہیں ہوا؟ اگر نکاح ہو گیا تو اس کو مہر میں کتنے روپے ادا کرنے پڑیں گے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: امیر حسین، رامپور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نکاح ہو گیا اور شوہر پردس درہم جو دو تولے سات ماشے چار تری چاندی کے برابر ہے یا اس کی قیمت شوہر پر لازم ہوئی درمختار میں ہے۔
وتجب العشرة إن سماها أو دونها. (درمختار، کتاب النکاح، باب المہر،

کراچی ۱/۲/۱۰، زکریا ۲۳۳/۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ / صفر / منظر ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۷ / ۲۵۵۳)

کتبہ الفقیر محمد ایوب نعیمی

دالافتاء جامعہ نعیمیہ مراد آباد

۲۱ / اگست ۱۹۹۱ء

دس درہم سے کم مہر مقرر کرنا

سوال [۵۸۳۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: اگر مہر کی اقل مقدار سے کم مہر باندھا جائے تو کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد اطہر، محلہ: اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر تین تولہ ۲۱۸ ملی گرام چاندی سے کم مہر باندھا جائے تو شرعاً تین تولہ ۲۱۸ ملی گرام چاندی واجب ہوگی۔

ولو سمي أقل من عشرة فلها العشرة. (ہدایہ، کتاب النکاح، باب المہر،

اشرفی دیوبند ۲/۳۲۴)

وتجب العشرة إن سماها أو دونها. (درمختار، کراچی ۳/۱۰۲،

زکریا ۴/۲۳۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۷۲۸۷۲)

مہر فاطمی، مہرام حبیبہؓ اور اقل مہر کی تفصیل

سوال [۵۸۳۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ حضور ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کا کیا مہر متعین کیا تھا اور آپ ﷺ نے اپنی جو شادیاں کی تھیں، ان کا کیا کیا مہر تھا اور اب موجودہ زمانہ میں کم سے کم مہر کی مقدار کیا ہے کہ جس سے نکاح جائز ہو جائے؟ درہم و دنانیر کی مقدار بھی اور اب اس زمانہ میں ان کے کتنے روپے ہوتے ہیں؟ مذکورہ تمام مہروں کے متعلق تفصیل سے تحریر فرمائیں۔

المستفتی: عبدالعزیز بھرت گرو، دہلی-۶۵

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: رائج اور صحیح قول کے مطابق حضرت فاطمہؓ کا مہر

۵۰۰ درہم تھا اور اسے مہر فاطمی کہتے ہیں۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۲/۲۹۵، ایضاح المسائل ۲۱۹)

حضرت ام حبیبہؓ کے علاوہ تمام ازواج مطہرات کا مہر ۵۰۰ درہم تھا جیسا کہ حدیث

شریف میں ہے۔

عن أبي سلمة بن عبد الرحمن، قال: سألت عائشة زوجة النبي صلى الله عليه وسلم: كم كان صداق رسول الله صلى الله عليه وسلم: قالت كان صداقه لأزواجه ثنتي عشرة أوقية ونشأ. قالت: أندري ما النش؟ قال: قلت: لا، قالت: نصف أوقية، فتلک خمس مائة درهم؛ فهذا صداق رسول الله صلى الله عليه وسلم لأزواجه. (مسلم شریف، کتاب النکاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم

قرآن الخ، النسخة الهندية ۱/۴۵۸، دارالسلام رقم: ۱۴۲۶)

حضرت ام حبیبہؓ کا مہر ۴۰۰ درہم تھا، جو نجاشی نے متعین کیا تھا۔

عن الزهري أن النجاشي زوج أم حبيبة بنت أبي سفيان من رسول الله صلى الله عليه وسلم على صداق أربعة آلاف درهم وكتب بذلك إلي رسول الله صلى الله عليه وسلم فتقبل. (ابوداؤد، کتاب النکاح، باب الصداق،

النسخة الهندية ۱/۲۸۷، دارالسلام رقم: ۵۱۰۸)

مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم ہے، اس سے کم مہر نہیں ہوتا۔

أقله عشرة دراهم. (در مختار، کتاب النکاح، باب المہر،

زکریا ۴/۲۳۰، کراچی ۱۰۱/۳)

موجودہ اوزان کے اعتبار سے اقل مہر کی مقدار ۳۰ گرام ۶۱۸ ملی گرام چاندی ہے یا

جو اتنی چاندی کی قیمت ہو۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۲۹)

اور مہر فاطمی کی مقدار موجودہ اوزان سے ڈیڑھ کلو ۳۰ گرام ۹۰۰ ملی گرام چاندی

یا اس کی قیمت ہے۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۳۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۳ / محرم الحرام ۱۴۱۷ھ

۱۴۱۷ / ۱ / ۲۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲ / ۴۶۲۸)

اقل مہر اور مہر فاطمی کی مقدار

سوال [۵۸۳۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مہر کی کم سے کم مقدار موجودہ سکہ رائج الوقت کے حساب سے کتنی ہے؟ مفصل تحریر فرمائیں۔

نیز مہر فاطمی کی موجودہ اوزان کے اعتبار سے کیا مقدار ہے؟

المستفتی: ابوطاہر، بھدائی، پوسٹ: جھڑا، بردوان (بنگلہ)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) شریعت اسلامی میں مہر کی کم سے کم مقدار خفی مذہب کے مطابق قدیم اوزان کے اعتبار سے دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی ہے۔ (مستفاد: جواہر الفقہ قدیم ۲۲۳/۲، جدید زیریا ۳۰۹/۳)

اور موجودہ دس گرام کے تولہ کے حساب سے تین تولہ ۶۱۸ ملی گرام چاندی ہوتی ہے، اس کی قیمت بازار سے معلوم کر لی جائے۔

(۲) مہر فاطمی کی مقدار ۱۲ ماشہ کے تولہ کے حساب سے ۳۱ اوتولہ ۳ ماشہ ہے اور اس کی مقدار موجودہ اوزان کے حساب سے ڈیڑھ کلو ۳۰۰ گرام ۹۰۰ ملی گرام چاندی ہوتی ہے، اس کی قیمت بازار سے معلوم کر لی جائے۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۲۱۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۲ / شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ

۱۴۱۱ / ۸ / ۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۶ / ۲۳۴۲)

حضور ﷺ کے زمانہ کے اعتبار سے مہر فاطمی کی مقدار

سوال [۵۸۳۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مہر فاطمی کی کیا مقدار ہے؟ حضور ﷺ کے مبارک زمانہ کے رائج سکوں اور وزن کے اعتبار سے اس کی کیا مقدار تھی؟ اور اب ہمارے موجودہ ہندی رائج سکوں اور وزن کے اعتبار سے اس کی کیا مقدار بنے گی؟ تولہ، ماشہ، رتی کے حساب سے کتنی اور کلو، گرام کے حساب سے کتنی درہم، دینار، مثقال، اوقیہ ان عربی اوزان کی ہمارے ہندی اوزان کے اعتبار سے (یعنی تولہ ماشہ رتی یا کلو گرام کے اعتبار سے) کتنی کتنی مقدار ہے؟

المستفتی: محمد عباس، ہلدوانی، لائن-۷

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر فاطمی کی مقدار حضور ﷺ کے مبارک زمانہ کے رائج سکوں اور وزن کے اعتبار سے ۵۰۰ درہم اور تولہ کے حساب سے ۱۳۱ تولہ ۳ ماشہ چاندی تھی اور موجودہ ہندی رائج سکوں اور وزن کے اعتبار سے اس کی مقدار ڈیڑھ کلو ۳۰ گرام ۹۰۰ ملی گرام چاندی ہے۔ اور ایک درہم کی مقدار ہندی مروجہ وزن کے حساب سے ۳ گرام ۳۰۲ ملی گرام چاندی ہے اور ایک دینار کی مقدار ۴ گرام ۳۷۴ ملی گرام سونا ہے۔ مثقال اور دینار کا وزن ایک ہی ہے یعنی مثقال بھی ۴ گرام ۳۷۴ ملی گرام کا ہوتا ہے، صرف یہ فرق ہے کہ دینار سونے کا ایک سکہ ہے اور مثقال ایک وزن کا نام ہے۔ (مستفاد: ایضاح المسائل: ۲۱۹)

كما في الرعاية مثقال هو لغة ما يؤذن به شرعاً إسم للمقدار المعين الذي يقدر به الذهب ونحوه وهو الدينار الواحد؛ لأن الدينار إسم للقة المضروبة المقدرة. (الرعاية ۲۲۹/۱)

اور ایک اوقیہ ۱۲۲ گرام ۲۷۷ ملی گرام چاندی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
 کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲۵ / محرم الحرام ۱۴۲۰ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۳۴ / ۵۹۹۵)

الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۴۲۰ / ۱ / ۲۵ھ

مہر فاطمی کی مقدار

سوال [۵۸۳۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مہر فاطمی کی مقدار کتنی ہے تحریر فرمادیں؟

المستفتی: گفام حسین، اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر فاطمی کی مقدار ڈیڑھ کلو ۳۰ گرام ۹۰۰ ملی گرام چاندی ہے، اس کی قیمت ۷ / روپیہ فی گرام کے حساب سے دس ہزار سات سو سولہ روپیہ تیس پیسہ ہوں گے۔ (مستفاد: ایضاح المسائل: ۱۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
 کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲ / ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۳۱ / ۴۲۴۷)

الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۴۱۵ / ۱۲ / ۲ھ

مہر فاطمی کی مقدار

سوال [۵۸۳۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مہر فاطمی یعنی مہر شرع بینمیری کی کیا مقدار ہے؟ تحریر فرمائیں۔

المستفتی: بشیر احمد، محلہ: پیر غیب، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر فاطمی ۵۰۰ / درہم ہے، اس کا وزن گراموں

کے حساب سے ڈیڑھ کلو ۳۰ گرام ۹۰۰ ملی گرام چاندی ہے، آج اس کی قیمت گیارہ ہزار چھ سو اٹھائیس روپیہ ہے۔ مستفاد: ایضاح المسائل: ۱۳۰ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷/ صفر المظفر ۱۴۱۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/ ۵۶۱۸)

مہر فاطمی کی مقدار کیا ہے؟

سوال [۵۸۴۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مہر فاطمی کی مقدار کیا ہے؟

المستفتی: محمد اکرام، اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صحیح اور رائج اور مفتی بہ قول کے مطابق مہر فاطمی

کی مقدار ۵۰۰ درہم جس میں ۱۲ ماشہ کے تولہ کے حساب سے ۱۳۱/۳ ماشہ ہوتا ہے، یعنی ڈیڑھ کلو ۳۰ گرام ۹۰۰ ملی گرام چاندی ہے اور دس گرام کے تولہ سے ۱۵۳/۱۵۳ ماشہ ۹۰۰ ملی گرام چاندی ہے۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۳۰)

اور آج دس گرام کی قیمت ۷۲ روپیہ ہے، تو اس کے حساب سے آج کے دن مہر فاطمی

کی قیمت گیارہ ہزار بائیس روپیہ ۴۸ روپیہ ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ

۱۴۱۶/۵/۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/ ۴۴۴۹)

مہر فاطمی کے دونوں قولوں کا حدیث سے ثبوت

سوال [۵۸۴۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ مہر فاطمی کے بارے میں جو دو قول ہیں ۲۸۰ درہم اور ۵۰۰ درہم یہ دونوں روایت حدیث کی کس کتاب میں ہیں؟ حوالہ درج فرمائیں۔ نیز یہ فرمائیں کہ ۱۳۱ اتولہ ۳ ماشہ اور ۱۵۰ اتولہ کی جو مقدار ہے، تو کیا ۲۸۰ درہم کے حساب سے ۱۳۱ اتولہ ۳ ماشہ ہوتا ہے اور ۵۰۰ درہم کے حساب سے ۱۵۰ اتولہ تحقیقی جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: ابوالکلام

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر فاطمی کے بارے میں ۲۸۰ درہم اور ۵۰۰ درہم کے سلسلہ میں جو دو قول مروی ہیں، ان دونوں کا ثبوت کتب حدیث میں موجود ہے؛ چنانچہ ۵۰۰ درہم والی روایت ابن ماجہ شریف ۱۳۷، ابوداؤد شریف ۱/۲۸۷، حاشیہ مشکوٰۃ شریف ۱/۲۷۷ پر مذکور ہے۔

اور ۵۰۰ درہم کے حساب سے ۱۳۱ اتولہ ۳ ماشہ چاندی ہوتی ہے اور ۱۵۰ اتولہ کی کوئی روایت موجود نہیں ہے۔ (مستفاد: جواہر الفقہ قدیم ۲۲۴، جدید زکریا ۳/۲۰۹، ۴۱۰، محمودیہ قدیم ۲۲۶/۳، جدید ڈبھیل ۱۲/۳۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۲/۵/۱۴۱۹ھ

کاتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۳/۵۷۷)

مہر فاطمی و مہر شرعی پیغمبری کی مقدار

سوال [۵۸۴۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ مہر فاطمیؑ کی مقدار کیا ہے؟ مہر شرعی پیغمبری کی مقدار کیا ہے؟

المستفتی: محمد قاسم جھلارہ، بجنور (پو پی)

جواب منجانب: مدرسہ حبیبہ مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) صورت مسئلہ میں مہر فاطمی ۵۰۰ درہم ہے، ماشہ کے حساب سے ۱۷۵۰ / ماشہ ہے، تولہ کے حساب سے ۲ رسو ساڑھے بیالیس تولہ ہے۔
(۲) مہر شرعی کم سے کم دس درہم ہے، ماشہ کے حساب سے ۳۵ / ماشہ ہے۔
یعنی ایک ماشہ کم ۳ تولہ۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: اشتیاق حسین عفا اللہ عنہ

۹ رزی الحجۃ ۱۴۱۱ھ

جواب منجانب: مدرسہ شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) مہر فاطمی کی مقدار ۵۰۰ درہم چاندی ہے اور بارہ ماشہ کے تولہ کے حساب سے ایک سو اکتیس تولہ تین ماشہ چاندی ہوتی ہے۔
اور موجودہ گراموں کے حساب سے ڈیڑھ کلو ۳۰ گرام ۹۰ ملی گرام چاندی ہے اور دس گرام کے تولہ کے حساب سے ۱۵۳ تولہ ۹۰۰ ملی گرام ہوتی ہے۔ (مستفاد: جواہر الفقہ ۱/۴۲۴)
(۲) اگر مہر شرع پیغمبری سے اقل مہر مراد ہے، تو اقل مہر دس درہم ہیں اور ۱۲ ماشہ کے تولہ کے حساب سے ۲ تولہ ساڑھے سات ماشہ ہے۔ (مستفاد: جواہر الفقہ قدیم ۱/۴۲۳، جدید زکریا ۳/۴۰۹-۴۱۰)

اور موجودہ گراموں کے حساب سے ۳۰ گرام ۶۱۸ ملی گرام ہے اور دس گرام کے تولہ کے حساب سے تین تولہ ۶۱۸ ملی گرام چاندی ہوتی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴ رزی الحجۃ ۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۷/۲۴۸)

مہر فاطمی کی مقدار پر تحقیقی جواب

سوال [۵۸۴۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مورخہ ۲۷ نومبر ۱۹۸۸ء بروز اتوار محمد ارشد امروہوی کا نکاح شگفتہ ساکن: محلہ کسرول مراد آباد کے ساتھ آپ نے پڑھایا تھا، اس وقت مہر فاطمی کا تذکرہ چلا آپ نے اس کی تعداد ۱۳۱ روپے چاندی سکے تسلیم کی، دوران گفتگو میں یہ بندہ احقر بھی داخل ہو گیا تھا، میں نے ۱۵۰ روپے چاندی بتلائی تھی، آپ نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور جواب دیا کہ ہم نہیں جانتے یہ غلط ہے یہ آپ کا جواب تھا، اس جواب کے بجائے اگر مجھ سے اس کا حوالہ طلب فرمالیتے تو پیٹہ ہو جاتا، لہذا دیوبندی ہی مکتب فکر کی کتاب ”ایک عالمی تاریخ“ جس کے مصنف مولانا محمد عثمان معرونی اعظم گڑھ یوپی ص: ۳۳۳ سے مہر فاطمی تحریر کرتا ہوں۔

(۱) ۵۰۰ روپے، ایک سوساڑھے ستاون روپیہ بھر چاندی۔

(۲) ۲۸۰ روپے، ۱۵۱ روپیہ بھر اور دو ماشہ چاندی۔

(۳) ۴۰۰ روپے، ۱۲۶ روپیہ بھر چاندی۔

(۴) ۴۰۰ روپے، ۱۸۰ روپیہ بھر چاندی یا ۱۵۰ روپے۔

نوٹ: ملا علی قاری نے چوتھے قول کو رائج کہا ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ) آپ

جواب ضرور دیں!

المستفتی: توفیق احمد قادری، چشتی، مالک نیشل بکڈ پوار مروہہ ضلع: مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آپ کا ارسال کردہ خط پڑھ کر جواب نہ دینے

اور خاموشی اختیار کرنے کا ارادہ کر لیا تھا؛ کیونکہ خاکسار نے اپنے لئے یہ طریقہ بنا لیا ہے کہ اگر کوئی کچھ کہدے تو فوراً دل میں یہ سوچ لیتا ہے کہ اگر واقعی کہنے والے نے صحیح کہا ہے تو اس

کو اپنے لئے باعث اصلاح سمجھ لیتا ہے اور اگر کہنے والے نے غلط کہا ہے، تو اپنے آپ کو یہ تسلی دیدیتا ہے کہ کہنے والے نے جو کچھ کہا ہے، تو اس کا کچھ اثر خاکسار پر نہیں پڑ سکتا، کہنے دو لیکن آپ نے اپنی تحریر میں جواب دینے پر زور دیا ہے، اس لئے جواب لکھنے پر مجبور ہو رہا ہے اولاً آپ کو ۲۷ نومبر کی گفتگو کے دوران جو باتیں ہوئی تھیں، ان کی ایک ایک کر کے یاد دہانی کرانی مناسب سمجھتا ہے، بوقت نکاح خوانی بعض احباب نے احقر سے مہر فاطمی کی مقدار معلوم کی تھی، تو احقر نے اس کی مقدار ۱۳۱ تولہ ۳ ماشہ چاندی بتلائی تھی، اس پر آپ نے علم الفقہ کے حوالہ سے ۱۵۲ تولہ چاندی بیان کی تھی نہ کہ ۱۵۰ تولہ، بقول آپ کے آپ قوی الحافظ ہیں؛ اس لئے آپ کو ایک ایک جملہ یاد ہوگا اور احقر نے علم الفقہ میں ۱۵۲ تولہ ہونے کا انکار کیا تھا۔ نیز احقر نے یہ بھی کہا تھا کہ ۱۵۲ تولہ اگر آپ نے کسی کتاب میں دیکھا ہے، تو وہ نصاب زکوٰۃ کے سلسلہ میں ہوگا، آپ کو اشتباہ ہو رہا ہے، پھر آپ کے اصرار پر احقر نے کہا تھا کہ اگر علم الفقہ میں ۱۵۲ تولہ لکھا ہے تو وہ غلط ہوگا، اس پر آپ نے خط کے ذریعہ سے علم الفقہ کا حوالہ پیش کرنے کا وعدہ کیا تھا، تو احقر نے کہا تھا کہ علم الفقہ مدرسہ شاہی میں بھی ہے، تب اس وقت بعض احباب نے یہ کہا تھا کہ توفیق احمد صاحب بہت کتابیں رکھنے والے آدمی ہیں، تو احقر نے کہا تھا کہ شاہی تشریف لائیں، وہاں بھی بہت ساری کتابیں ہیں، اب آپ پر تعجب ہے کہ اتنا حافظہ ہونے کے باوجود زیر بحث کتاب بھول گئے اور ۱۵۲ تولہ کے بجائے ۱۵۰ تولہ یاد رہا۔ تاہم علم الفقہ کے حوالہ کے دعویٰ کا تو آپ شاید انکار نہ فرمائیں گے، تو عرض ہے کہ علم الفقہ میں نہ تو ۱۵۲ تولہ کا ذکر ہے اور نہ ہی ۱۵۰ تولہ کا؛ بلکہ اس میں تو ۱۰۴ تولہ ۲ ماشہ کا ذکر ہے ملاحظہ ہو علم الفقہ ۸۱/۶۔

مہر فاطمی کی تعیین کے سلسلہ میں بہت اقوال ہیں، ان میں سے مشہور ترین ۱۰ اقوال معتبر ترین کتب حدیث و فقہ سے پیش کئے جاتے ہیں۔

نمبر ۱: ۵۰۰ درہم ساڑھے ایک سو ستاون روپیہ، ۱۳۱ تولہ ۳ ماشہ چاندی۔

(مستفاد: جواہر الفقہ قدیم، ۴۲۴/۱، جدید زکریا ۳/۸، ۴۰۸، ۴۰۹، حاشیہ امداد الفتاویٰ، مطبوعہ دیوبند ۲/۳۰۷، حاشیہ فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲۶/۳، جدید ڈابھیل ۱۲/۳۰، بحوالہ اوزان شرعیہ و حاشیہ بہشتی زیور ۴/۱۲، حاشیہ فتاویٰ دارالعلوم ۸/۲۷۷، تنظیم الاشتات شرح مشکوٰۃ ۳/۳۲۳، ایک عالمی تاریخ ۳۳ قول اول)

نمبر ۲: ۴۸۰/درہم، ۱۵۱/روپیہ ۲/ماشہ ۱۲۶/تولہ چاندی۔ (ترندی شریف، کتاب النکاح، باب مہر النساء، النسخۃ البندیہ ۲۱۱/۱، دارالسلام رقم: ۱۱۱۴، سنن أبی داؤد، کتاب النکاح، باب الصداق، النسخۃ البندیہ ۲۸۷/۱، دارالسلام رقم: ۲۱۰۵، ابن ماجہ شریف، کتاب النکاح، باب صداق النساء، النسخۃ البندیہ قدیم ۱۳۳/۱، دارالسلام رقم: ۱۸۸۶، مشکوٰۃ ۲/۲۷۷، مراقۃ، کتاب النکاح، باب الصداق، امدادیہ ملتان ۶/۲۴۶، مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمی بیروت ۶/۷۷۷، رقم: ۱۰۴۰۷، احسن الفتاویٰ ۵/۳۱، ایک عالمی تاریخ ۳۳ قول ثانی)

نمبر ۳: ۴۰۰/درہم، ۱۲۶/روپیہ ۱۰۵/تولہ چاندی۔ (ایک عالمی تاریخ ۳۳ قول ثالث) (عمدۃ القاری، کتاب النکاح، باب قول اللہ تعالیٰ: و آتوا النساء صدقاتهن نحلة۔ (دار إیحیار التراث العربی بیروت ۲۰/۳۷۱، زکریا ۴/۲۱۰، شامی، کتاب النکاح، باب المہر، کراچی ۳/۱۰۱، زکریا ۴/۲۳۱، فتح القدیر، در الفکر بیروت ۳/۳۱۸، کوئٹہ ۳/۲۰۶، زکریا ۳/۳۰۶، اشعۃ اللمعات ۳/۲۲۱)

نمبر ۴: ۴۰۰/مثقال ۱۸۰/روپیہ، ۱۵۰/تولہ چاندی۔ (مرقاۃ ملتان، امدادیہ ملتان ۶/۲۴۶، فتاویٰ رحمیہ قدیم ۶/۴۲۴، جدید زکریا ۸/۲۳۱، فتاویٰ محمودیہ قدیم ۳/۲۱۵، جدید ڈابھیل ۱۲/۲۷۷، احسن الفتاویٰ ۵/۳۱، ایک عالمی تاریخ ۳۳ قول رابع)

نمبر ۵: ۵۰۰/درہم، ۱۴۵/تولہ دس ماشہ۔ (امداد المفتین ۳/۲۰۱، جدید نسخہ ۶۲۴)

نمبر ۶: ۵۰۰/درہم، ۱۳۲/تولہ کے قریب۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۳/۲۲۶، جدید ڈابھیل ۱۲/۳۰، فتاویٰ رحمیہ قدیم ۶/۴۲۵، جدید زکریا ۸/۲۳۲، نظام الفتاویٰ ۱/۳۹۵)

نمبر ۷: ۴۰۰/مثقال ۱۰۴/تولہ ۲/ماشہ۔ (علم الفقہ ۶/۸۰)

نمبر ۸: ۵۰۰/درہم، ۱۳۵/روپیہ کچھ پیسے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ دیوبند

۲/۳۰، مطبوعہ، کراچی ۲/۲۹۵)

نمبر ۹: ۵۰۰ درہم، ۱۲۰ تولہ چاندی کے برابر ہے۔ (نظام الفتاویٰ ۱/۳۹۵)

نمبر ۱۰: ۱۹۰ مثقال سونا۔ (مرقاۃ، امدیہ ملتان ۶/۲۴۶، یہ قول علماء کے نزدیک مردود ہے)

حضرت ملا علی قاری کی عبارت میں قول رابع کے لئے وجہ ترجیح کا کوئی لفظ نہیں ہے؛ بلکہ حضرت مولانا عثمان صاحب معروفی مدظلہ نے مفہوم مخالف سے ترجیح کا مطلب نکالا ہے۔ حضرت ملا علی قاریؒ کی عبارت ذیل میں درج ہے۔

ثم ذكر السيد جمال الدين المحدث في روضة الأحياء: أن صدق فاطمة كان أربع مائة مثقال فضة، والجمع أن عشرة دراهم سبعة مثاقيل مع عدم اعتبار الكسور؛ لكن يشكل نقل ابن الهمام أن صدق فاطمة كان أربع مائة درهم و على كل فما اشتهر بين أهل مكة من أن مهرها تسعة عشرة مثقالاً من الذهب فلا أصل له. (مرقاۃ، امدیہ ملتان ۶/۲۴۶)

حضرت کی عبارت میں کہیں بھی الفاظ ترجیح میں سے کوئی بھی لفظ نہیں ہے؛ بلکہ ۱۹۰ مثقال سونا مہر فاطمی ہونے پر رد فرمایا ہے، اور مذکورہ اقوال میں سے ۱۹۰ مثقال سونے کا قول علمائے محققین میں سے کسی نے بھی نہیں لیا ہے، اور نہ ہی حضرات اکابر اہل فتاویٰ میں سے کسی نے اس قول کو نقل فرمایا ہے اور حضرت ملا علی قاری نے سارے اقوال نقل بھی نہیں فرمائے ہیں اور مختلف اقوال میں سے کسی ایک قول کو ترجیح دینے کے لئے حضرات فقہاء کے یہاں کچھ الفاظ مخصوص ہیں، ان میں سے سولہ الفاظ جو مشہور ہیں ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

۱. علیہ الفتویٰ. ۲. وبہ یفتی. ۳. وبہ نأخذ. ۴. وعلیہ الاعتماد. ۵. وعلیہ عمل الیوم.
۶. وعلیہ عمل الأمة. ۷. وهو الصحيح. ۸. وهو الأصح. ۹. وهو الأظهر. ۱۰. وهو المختار فی زماننا.
۱۱. وفتویٰ مشائخنا. ۱۲. وهو الأشبه. ۱۳. وهو الأوجه. ۱۴. وهو الأحوط. ۱۵. هو

الأولی. ۱۶. وهو الأرفق (عقود رسم المفتی معری: ۳۲، محشی: ۸۶)

ان میں سے کسی بھی لفظ سے حضرت ملا علی قاریؒ نے وجہ ترجیح بیان نہیں فرمائی ہے؛

بلکہ حضرت نے صرف علامہ جمال الدین محدث اور صاحب مواہب کی عبارت نقل فرما کر ۱۹۱۹ مثقال سونے کے قول پر رد فرمایا ہے، جو اوپر نقل کردہ اقوال میں سے قول ۱۰۱۰ ہے، اس سے آگے وجہ ترجیح کے سلسلہ میں کچھ نہیں فرمایا؛ لہذا حضرت اقدس مولانا عثمان صاحب معروفی دامت برکاتہم نے جو وجہ ترجیح ملا علی قاریؒ کی طرف منسوب فرمائی ہے، اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

نیز حضرت ملا علی قاریؒ خود اس مقام پر آ کر الجھ گئے ہیں؛ چنانچہ انہوں نے مہر فاطمی کے بارے میں دو قول نقل فرمائے ہیں۔ قول اول: ۴۸۰ درہم۔ قول ثانی: ۴۰۰ درہم۔ پھر دونوں میں تطبیق دینے کے لئے فرمایا کہ اگر دس درہم کو سات مثقال کے برابر قرار دیا جائے تو ۴۸۰ درہم اور ۴۰۰ درہم کا وزن برابر ہو جاتا ہے؛ حالانکہ دس درہم کو سات مثقال کے برابر قرار دیا جائے تو ۴۸۰ درہم اور ۴۰۰ درہم کا وزن برابر ہوتا ہے؛ اس لئے اہل فتاویٰ اور اکابر مفتیان کی تحقیقات پر عمل کرنا لازم ہوگا؛ چنانچہ حضرت تھانوی قدس سرہ کی تحقیق ۵۰۰ درہم کی ہے، امداد الفتاویٰ، کراچی ۲/۲۹۵، مطبوعہ دیوبند ۲/۳۰۷، جو کہ ۱۳۱/۳۰۷ ماشہ کے برابر ہوتا ہے، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سابق مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند نے شروع میں امداد المفتین میں ۱۴۵/۳۰۷ ماشہ کا فتویٰ دیا تھا، امداد المفتین ۳/۲۰۱، پھر بعد میں غایت درجہ کی تحقیق کے بعد رسالہ اوزان شرعیہ لکھا اور اس میں ۱۳۱/۳۰۷ ماشہ چاندی پر فتویٰ دیا اور آخر تک اسی پر قائم رہے۔ (مستفاد: جواہر الفقہ ۱/۴۲۴)

اسی طرح حضرت مفتی اعظم ہند حضرت مفتی محمود حسن صاحب دامت برکاتہم نے کسی زمانہ میں ۱۵۰/۳۰۷ ماشہ چاندی پر فتویٰ دیا تھا، پھر بعد میں ۱۳/ریج الاول ۱۳۹۱ھ میں ۱۳۲/۳۰۷ ماشہ کے قریب چاندی پر فتویٰ دیا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۳/۲۲۶، جدید ڈابھیل ۱۲/۳۰۷) اور اس کے حاشیہ میں ۱۳۲/۳۰۷ ماشہ کے قریب کا مطلب جواہر الفقہ کے اندر اوزان شرعیہ نام کا

رسالہ مراد ہے کے حوالہ سے ۱۳۱/تو لہ ۳/ماشہ واضح فرما دیا ہے، نظام الفتاویٰ میں بھی ۱۳۲/کے قریب کہنے کا یہی مطلب ہے؛ لہذا راجح یہی ہے کہ مہر فاطمی ۵۰۰ درہم ہے موجودہ گراموں کے حساب ڈیڑھ کیلو ۳۰ گرام اور ۹۰۰ ملی گرام چاندی ہے فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/۱۲۳۷)

مہر کی ادائیگی کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟

سوال [۵۸۴۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: مہر کی ادائیگی کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟

المستفتی: محمد انس قاسمی، ہردوئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر کی ادائیگی مجل (نقد) ہونے کی صورت میں

شوہر پر فی الفور واجب ہے اور مؤجل (ادھار) ہونے کی صورت میں تاخیر کی گنجائش ہے؛ لیکن اس کا ادا کرنا شوہر پر بہر صورت لازم اور ضروری ہے، حتیٰ کہ مہر ادا کئے بغیر شوہر کے انتقال کر جانے کی صورت میں تجہیز وتکفین کے بعد تقسیم ترکہ سے پہلے اولاً بیوی کا مہر ادا کیا جائے گا۔

ثم عرف المهر في العناية اسم للمال الذي يجب في عقد النكاح

على الزوج في مقابلة البضع. (شامی، کتاب النکاح، باب المہر، کراچی ۱۰/۳،

زکریا ۲۳۰/۴)

موجب النکاح عند الإطلاق لتسليم المهر، أولاً عیناً، أو دیناً.

(حاشیہ سعدی، چلبی مع فتح القدیر، کوئٹہ ۲۴۹/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/۱۱۴۶۹)

مہرِ مَجلِ اولیٰ ہے یا مَوَجل؟

سوال [۵۸۴۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بوقت عقد یا بعد العقد شرعاً و عقلاً مہرِ مَجلِ اولیٰ و افضل ہے یا مہرِ مَوَجل؟

المستفتی: مظاہرِ حسین، بلاس پور، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شرعاً و عقلاً ہر اعتبار سے مہرِ مَجلِ افضل اور اولیٰ ہے۔

لأن المعجل خير من المؤجل . (ہدایہ، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدین، اشرفی دیوبند ۳/ ۵۱۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۶ صفر المظفر ۱۴۱۷ھ

۲۷/۲/۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۶۴۳۳)

مہرِ مَجلِ، مَوَجل اور مہر عند الطلب کسے کہتے ہیں؟

سوال [۵۸۴۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مہرِ مَوَجل کیا اور مہرِ مَجل کسے کہتے ہیں؟

(۱) مہرِ مَجل کس وقت ادا کیا جائے اور مہرِ مَوَجل کس وقت ادا کرنا چاہئے؟

(۳) نیز مہر عند الطلب کسے کہتے ہیں؟

المستفتی: چودھری عبدالباری، محلہ: اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہرِ مَوَجل وہ ہے جو بعد میں ادا کرنا طے پایا ہو

اور مہرِ مَجل وہ ہے جو فی الحال ادا کرنا طے پایا ہو۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۸/ ۲۴۹)

(۲) مہرِ مَجل ہمبستری ہوتے ہی ادا کرنا شوہر پر لازم ہوتا ہے اور مہرِ مَوَجل کے لئے

اگر کوئی وقت مقرر نہیں کیا گیا ہے، تو موت یا طلاق کے وقت ادا کرنا لازم ہوتا ہے، اس سے قبل لازم نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۸/۲۸۵، ۸/۲۷۸)

ولم يذكر الوقت للمؤجل (إلى قوله) ويقع ذلك على وقت وقوع
الفرقة بالموت، أو بالطلاق. (فتاویٰ عالمگیری، کتاب النکاح، الباب السابع في المهر،
الفصل الحادي عشر، زکریا ۱/۳۱۸، جدید زکریا ۱/۳۸۴ الموسوعة الفقهية ۳۹/۱۶۶)
(۳) مہر عند الطلب جس کے بارے میں یہ طے کر لیا جائے کہ عورت جب مطالبہ
کرے گی اس وقت ادا کرنا ہوگا۔

والذي عليه العادة في مثل هذا التأخير إلى اختيار المطالبة. (شامي،
کتاب النکاح، باب المهر، زکریا ۴/۲۹۲، کراچی ۳/۱۴۵-۲/۴۹۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/۵۸۳)

مہر مؤجل و معجل کا حدیث سے ثبوت

سوال [۵۸۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
بارے میں: کہ مہر معجل و مہر مؤجل کیا یہ آپ کے زمانے سے ثابت ہے؟ اس بارے میں
اگر کوئی صریح حدیث ہو، تو رہائی فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

المستفتی: عبد اللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مہر معجل کا مطلب یہ ہے کہ نقد اور فوری ادا
کیا جائے، اور مہر مؤجل کا مطلب یہ ہے کہ ادھار مقرر کیا جائے، دور صحابہؓ میں مہر معجل کا
دستور تھا، پہلے ہی ادا کرنے کا رواج تھا اور یہی دستور آج تک جزیرۃ العرب میں جاری
ہے، وہاں نکاح سے پہلے پہلے مہر ادا کر دیا جاتا ہے کم از کم عقد نکاح کے وقت ادائیگی

ضروری سمجھی جاتی ہے؛ لیکن مہر عورت کا ایک واجب حق ہے جو مرد کے اوپر لازم ہوتا ہے اور انسان کے ساتھ مجبوریاں لاحق ہوتی ہیں؛ لہذا اگر شوہر فوری ادا کرنے پر قادر نہیں ہے، تو شریعت نے ادھار کی گنجائش رکھی ہے۔

قال الله تعالى: وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ. [بقرہ: ۲۸۰]

اگر فوری ادا کرنے پر قادر نہیں ہے تو قدرت کے وقت تک کے لئے مہلت دینے کی گنجائش ہے اور حضرات فقہاء نے اس کی بھی تصریح کر دی ہے کہ ادھار کی مدت اگر متعین نہیں کی گئی ہے، تو صحیح ہے یا نہیں؟ تو قول رائج کے مطابق صحیح اور درست ہے؛ البتہ تصریح حدیث شریف میں ادھار کا ذکر صراحت کے ساتھ دستیاب نہ ہو سکا۔
فقہی جزئیات ملاحظہ فرمائیں:

ثم لا خلاف لأحد أن تأجيل المهر إذا كان إلى غاية معلومة نحو شهر، أو سنة، إنه صحيح وإن كان لا إلى غاية معلومة، فقد اختلف المشائخ فيه بعضهم قالوا: لا يصح. وبعضهم قالوا: يصح وهو الصحيح. (تاتار خانية، زكريا، كتاب النكاح، فصل في المهر/ ۱۹۱، رقم: ۵۹۳۰)

ولو قال نصفه معجل ونصفه مؤجل كما جرت العادة في ديارنا، ولم يذكر الوقت للمؤجل اختلف المشائخ فيه قال بعضهم: لا يجوز الأجل ويجب حالاً، كما إذا قال: تنزوتك على ألف مؤجلة. وقال بعضهم: يجوز ويقع ذلك على وقت وقوع الفرقة بالطلاق، أو الموت. (بدائع الصنائع، زكريا ۲/ ۵۸۰، كوئٹہ ۲/ ۲۸۸، بيروت ۳/ ۵۱۵، كراچی ۲/ ۲۸۹)
فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۷۸۸۶)

مہر مہجّل وموہجّل میں فرق

سوال [۵۸۴۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بروقت نکاح جو مہر مقرر کیا جاتا ہے، اس میں مہر مہجّل وغیر مہجّل یعنی موہجّل میں کیا فرق ہے؟ تفصیل کے ساتھ وضاحت فرمائی جائے۔

المستفتی: حاجی صداقت حسین، اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر موہجّل اس کو کہا جاتا ہے، جس کو فوری دینے کی شرط نہیں ہے اور اس کو ادھار مہر بھی کہا جاتا ہے اور مہر مہجّل اس کو کہتے ہیں، جس مہر کی فوری ادائے گی کا شوہر نے وعدہ کیا ہو یا عرف میں جتنی مقدار کو علی الفور دینا ضروری سمجھا جاتا ہو اور اگر فوری ادا نہیں کیا ہے، تو عورت کے مطالبہ پر فوری ادا کرنا لازم ہو جاتا ہے اور ادا نہ کرنے کی صورت میں عورت کو یہ حق پہونچتا ہے کہ شوہر کے پاس نہ جائے۔

ولہا منعه من الوطء..... لأخذ ما بین تعجیلہ، أو أخذ قدر ما یعجل

لمثلها عرفاً. (تنویر الأبصار، کراچی ۱۴۳/۳، زکریا ۲۹۰/۴-۲۹۱)

فإن کان قد شرط تعجیل کله، فلہا الامتناع حتی تستوفیہ کله.

(الموسوعة الفقهية ۱۶۶/۳۹)

وإن فرض الصداق مؤجلاً، أو فرض بعضه مؤجلاً إلى وقت معلوم،

أو إلى أوقات كل جزء منه إلى وقت معلوم صح. (الموسوعة الفقهية

۱۶۸/۲۹ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱ صفر المظفر ۱۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۸۹۴)

مہر مؤجل و مجل کی ادائیگی کا طریقہ

سوال [۵۸۴۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مہر مجل کی ادائیگی کس طرح ہوگی؟ اور غیر مجل کی ادائیگی کا طریقہ کیا ہوگا؟

المستفتی: حاجی صداقت حسین، اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر مجل کی ادائیگی عورت کے مطالبہ پر فوری لازم ہو جاتی ہے اور ہر مؤجل کی ادائیگی مطالبہ پر لازم نہیں ہوتی؛ بلکہ شوہر اپنی سہولت اور آسانی سے ادا کرتا رہے گا۔

وإن فرض الصداق مؤجلاً، أو فرض بعضه مؤجلاً إلى وقت معلوم، أو إلى أوقات كل جزء منه إلى وقت معلوم صح، وهو إلى أجله وإن أجل الصداق ولم يذكر محل الأجل صح و محله فرقة البائنة. (الموسوعة الفقهية ۱۶۸/۳۹)

فإن كان قد شرط تأجيل كله، فلها الامتناع حتى تستوفيه كله. (الموسوعة الفقهية ۱۶۶/۳۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۲/۲۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱ صفر المظفر ۱۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۹۸۹۴۳۸)

مہر میں اشرفی کی جگہ روپے، پیسے دینا

سوال [۵۸۵۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے مہر میں تین اشرفی متعین کی اشرفی کا دور ختم ہونے کی وجہ سے

شوہر اپنی بیوی کو اختیار دیتا ہے کہ بتاؤ بعوض اشرفی تم کتنے روپے لوگی، اگر بیوی تین یا پانچ یا دس ہزار روپے پر راضی ہو جائے، تو مہر ادا ہوگی یا نہیں؟ اشرفی کی قیمت اور اس کی مقدار بتائیں؟

المستفتی: محمد جہانگیر، محلہ: شیانگر، میرٹھ (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایک اشرفی کا وزن ایک مثقال کے برابر ہے اور ایک مثقال میں چار گرام ۳۷۴ ملی گرام ہوتا ہے؛ لہذا ۳۱ اشرفی کی مقدار ۱۳ ہزار ایک سو بائیس، ملی گرام ہوا، جس میں ایک تولہ تین گرام ایک سو بائیس ملی گرام بنتا ہے، اس کی قیمت آج کے زمانہ میں تیس ہزار روپیہ سے اوپر ہی ہوگی اور بیوی تین اشرفی کی قیمت کی مستحق ہے جو ۳۰-۳۱ ہزار روپیہ کی بنتی ہے، وہی ادا کرنا شوہر پر لازم ہے اور دھوکہ دے کر کم ادا کرنے سے بقیہ ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔ (مستفاد: محمودیہ ڈائجیل ۱۲/۴۰، فتاویٰ دارالعلوم ۲۵/۴۸، جواہر لفظ قدیم ۴۲۳/۱، جدید زکریا ۳/۴۰۹)

المثقال هو الدينار عشرون قيراطاً، والدرهم أربعة عشر قيراطاً، والقيراط خمس شعيرات. (ہندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب الثالث فی زکاۃ الذهب والفضۃ، زکریا ۱/۱۷۹، جدید زکریا ۱/۲۴۰)

فلو کسدت و صار النقد غیرھا، فعليه قيمتها يوم کسدت علی المختار. (شامی، کراچی ۱۰۲/۳، زکریا ۴/۲۳۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳ھ/۲۵

کاتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹۶۲۱۰)

شب زفاف میں بیوی کو بطور گفٹ کوئی چیز دینا

سوال [۵۸۵۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ نکاح میں مہر مہر مہر یعنی ادھار ہے، تو جب بیوی کے پاس جائے اگر اس

وقت گفتگو کرنے سے قبل کوئی سامان بطور گفٹ دیدے، تو اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟ اور بیوی سے کچھ دئے بغیر ملاقت کرنا کیسا ہے؟ حدیث سے اس کا ثبوت ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نکاح میں مہر مؤجل ہونے کی صورت میں جب بیوی کے پاس جائے، تو گفتگو کرنے سے قبل کوئی سامان بطور گفٹ دیدیا، تو یہ بہتر ہے تاکہ بیوی مانوس ہو جائے؛ البتہ کچھ دیئے بغیر گفتگو کرنا بھی درست ہے۔ حدیث شریف میں دونوں طرح کا حکم ثابت ہے۔

عن ابن عباس قال: لما تزوج علي فاطمة، قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: أعطها شيئاً. قال: ما عندي شيء؟ قال: أين درعك الحطمية. (ابوداؤد شریف، کتاب النکاح، باب في الرجل يدخل بامرأته قبل أن ينقلدها، النسخة الهندية ۲۸۹/۱، دارالسلام رقم: ۲۱۲۵)

أعطها شيئاً ولعله صلى الله عليه وسلم أمره بذلك أن يعطيها بطريق المهر المعجل تأنيسها وجبراً لخطرها. (بذل المجهود، قديم سہارنپور ۲۴۷/۳، جدید دارالبشائر الإسلامية ۵۴/۸)

عن عائشة قال: أمرني رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أدخل امرأة على زوجها قبل أن يعطيها شيئاً. (ابوداؤد شریف، النسخة الهندية ۲۹۰/۱، دارالسلام رقم: ۲۱۲۸) فقط والله سبحانه وتعالى اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳ صفر المظفر ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۴۵۱)

شب عروسی میں مہر کا تذکرہ کیسے کریں؟

سوال [۵۸۵۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ نکاح ہونے کے بعد شب عروسی میں مہر کا تذکرہ کیسے لایا جائے، مثلاً مہر اس قدر ہے کہ اس کو لڑکا کافی الوقت ادا نہیں کر سکتا ہے یا مہر تو کم ہے؛ لیکن لڑکے کے پاس کچھ نہیں ہے، اس کا کیا طریقہ ہوگا؟

المستفتی: محمد فیض خاں، مفتاحی دہلوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر پورا مہر مؤجل اور ادھار ہے تو شب عروسی میں تذکرہ کی ضرورت نہیں۔ اور اگر مؤجل اور فوری ادا کرنے کی شرط ہے، تو مہر کا تذکرہ کرنا چاہئے، اگر فوری ادا کرنے کی طاقت نہیں ہے، تو بیوی سے مہلت لے لے اور اگر اکٹھا ادا کرنے کی کسی طرح ہمت نہیں ہے، تو قسطوار ادا کرنے کے لئے حسب گنجائش طے کر لیا جائے اور اسی کے مطابق ادا کرتا رہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۸/۳۲۳)

وَأِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ. [بقرہ: ۲۸۰] فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ

۱۴۱۳/۴/۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱۱۲/۲۸)

مہر ہمبستری سے پہلے دی جائے یا بعد میں؟

سوال [۵۸۵۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ عورت کے ساتھ ہمبستری ہونے سے پہلے مہر ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

اور ہمبستری ہونے کے بعد مہر ادا کیا تو مہر ادا ہوگا یہ نہیں؟

المستفتی: انور میاں، محلّہ: اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر مہر مؤجل مقرر ہوا ہے، تو ہمبستری سے پہلے ادا

کرنا واجب ہے یہاں تک کہ مہر ادا نہ کرنے کی صورت میں بیوی کو اختیار ہوگا کہ جب تک

مہر ادا نہ کرے شوہر کو اپنے پاس نہ آنے دے۔

نیز ہمبستری کے بعد ادا کرنے سے بھی مہر شرعاً ادا ہو جاتا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ

دارالعلوم ۲۳۸/۸)

عن ابن عباس قال: لما تزوج علي فاطمة، قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: أعطها شيئاً. قال: ما عندي شيء؟ قال: أين درعك الحطمية.

(سنن أبي داؤد، كتاب النكاح، باب في الرجل يدخل بامرأته قبل أن ينقدها، النسخة الهندية

۲۸۹/۱، دارالسلام رقم: ۲۱۲۵)

للمرأة منع نفسها من وطء الزوج وإخراجها من بلادها حتى

يوفيها مهرها الخ. (البحر الرائق، كتاب النكاح، باب المهر، كونه ۱۷۶/۳، زكريا

۳۰۸/۳، فتاویٰ شامی، کراچی ۱۴۳/۳، مصري ۴۹۲/۴، الموسوعة الفقهية

الكويتية ۱۷۰/۳۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸ جمادی الثانیہ ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/۱۲۵)

ادائیگی مہر سے قبل بیوی سے ہمبستری کرنا

سوال [۵۸۵۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ بغیر مہر ادا کئے بیوی سے ملنا کیسا ہے، اگرچہ بعد میں مہر ادا کرنے کی نیت ہو؟

(۲) اور اگر مہر ادا کر نیکی نیت نہ ہو تو اس صورت میں بیوی سے ملنا کیسا ہے؟

بالتفصیل باحوالہ تحریر فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد وثیق الرحمن پورنوی، مقام اسپالہ، پوسٹ: محمدیہ، وایا: قصبہ، پورنیہ (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بغیر مہر ادا کئے بیوی سے ہمبستری کرنا جائز

ہے؛ البتہ بیوی کو مہر کی بناء پر ہمبستری سے شوہر کو منع کرنے کا حق حاصل ہے، اگر مہر معجل باندھا گیا ہے۔

ولہا منعه من الوطء ودواعیه (إلی قوله) لأخذ ما بین تعجیلہ .

(الدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، کراچی ۱۴۳/۳، زکریا ۲۹۰/۴)

(۲) اگر مہر ادا کرنے کی نیت نہ ہو اور ادا نہ کرے تو اس کا گناہ شوہر پر ہوگا؛ لیکن ہمبستری ناجائز نہ ہوگی؛ کیونکہ ہمبستری کے جواز کے لئے صرف نکاح شرط ہے اور نکاح ہو چکا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸/ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۲/۲۷ ۲۵)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۲۸ھ

مہر معجل میں برضا قدرت دینے کے بعد دوبارہ منع کرنے کا حق نہیں

سوال [۵۸۵۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ

ذیل کے بارے میں: کہ زید کا ہندہ کے ساتھ پانچ ہزار روپیہ سکہ رائج الوقت کے عوض نکاح ہوا، مذکورہ مہر معجل مقرر کیا گیا، ایک صورت یہ ہے کہ شب زفاف میں ہندہ اپنے آپ کو برضا و رغبت بغیر مطالبہ بھی زید کے سپرد کر دیتی ہے اس شکل میں واقع ہونے والی وطی درست ہے یا ناجائز؟

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ مہر معجل ہونے کی بنیاد پر ہندہ اپنے اوپر زید کا تصرف

ہونے سے روکتی ہے اور پھر مہر معجل کا مطالبہ کرتی ہے، مگر زید قوی ہونے کی وجہ سے جبراً اس پر غلبہ پالیتا ہے اور چار و ناچار وطی واقع ہو جاتی ہے، صورت مذکورہ میں یہ وطی جائز قرار پائے گی یا ناجائز یا حرام؟ بحوالہ کتاب نقل فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: درست اور حلال ہے، نیز جب برضا و رغبت شوہر کو وطی پر قدرت دی ہے، تو آئندہ وطی سے ممانعت نہیں کر سکتی۔

الخلاف فیما إذا كان الدخول برضاها الخ. (ہدایۃ، اشرفی

دیوبند ۲/۳۳۴)

وتحتہ فی البناہ: فعند أبي حنيفة إذا منعت نفسها بعد الدخول لا تسقط نفقتها؛ لأن المنع بحق وعندهما لانقضاء لها. وقال فخر الإسلام بزوي في شرح الجامع الصغير كان أبو القاسم الصفاد يفتي في المنع بقول أبي يوسف ومحمد. وفي السفر بقول أبي حنيفة وقال هذا أحسن في الفتيا يعني بعد الدخول لا تمنع نفسها لطلب المهر، فإذا امتنعت لا تسقط نفقتها. (شرح ہدایۃ، کتاب النکاح، باب المہر اشرفیہ دیوبند ۵/۱۸۹-۱۹۰، وھکذا فی الھندیۃ، زکریا ۱/۳۱۷، جدید زکریا ۱/۳۸۳)

البتہ مہر کا مطالبہ ہمیشہ کر سکتی ہے۔

(۲) اگر اہ اور زبردستی کرنا ناجائز ہے؛ البتہ نفس وطی حلال ہے حرام نہیں؛ البتہ عورت کو شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جانے اور آئندہ وطی سے روکنے اور شوہر کے گھر نہ رہنے کا حق رہے گا، مہر وصول ہو جانے کے بعد ہر طرح تا بعد اہو جاننا لازم ہے۔

لو أرادت أن تمنع نفسها لإستيفاء المعجل -إلى- وكذا إذا

دخل بها وهي صغيرة، أو مكروهة. (ہندیۃ، زکریا ۱/۳۱۷، جدید زکریا

۱/۳۸۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۰۸/۲/۱۶ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ صفر المظفر ۱۴۰۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/۵۰۸)

چار سو مثقال چاندی کا وزن

سوال [۵۸۵۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: میری بیٹی عرفانہ پروین کا مہر شرع پیغمبری یعنی چار سو مثقال نقرہ (چاندی) مجل قرار پائی ہے موجودہ دور کے حساب سے کتنے وزن کی چاندی ہوگی۔

المستفتی: محمد خورشید، تمباکو والا، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ۴۰۰ مثقال چاندی کا وزن گراموں کے حساب سے ایک کلو ۴۹۰ گرام ۶۰۰ ملی گرام ہوتا ہے۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۳۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱ جمادی الثانیہ ۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۴۷۳۱/۲۰۷)

مہر کی ادائیگی میں تاخیر کرنے یا نہ دینے کا حکم

سوال [۵۸۵۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی شخص مہر ادا کرنے میں کوتاہی کرے یا ادا ہی نہ کرے، تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟ جواب کی مفصل و عام فہم زبان میں وضاحت فرمائی جائے نوازش ہوگی اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے گا۔

المستفتی: حاجی صداقت حسین، ٹمبر مرچنٹ، اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نکاح کے بعد اصل حکم یہ ہے کہ جلد از جلد

عورت کا مہر ادا کر دیا جائے، مہر کی ادائیگی میں شوہر کو کوتاہی نہیں کرنی چاہئے، مہر نہ دینے کا ارادہ رکھنے والا شخص سخت گنہگار ہوگا۔ احادیث میں ایسے شخص کے بارے میں شدید وعیدیں آئی ہیں۔

قال الله تعالى: 'آتُوا النِّسَاءَ صَدَقَاتِهِنَّ آتُوا النِّسَاءَ صَدَقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِنْ طِبَّنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَرِيئًا'. [النساء: ۴]

عن عائشة، "نحلة" قالت واجبة. (الدر المنثور، دار الكتب العلمية بيروت ۲/۲۱۲)
ولما كان الصداق عطية من الله تعالى على النساء صارت فريضة
وحقا لهن على الأزواج. (تفسير مظہری، زکریا ۲/۲۲۱)

عن زيد بن أسلم قال: سمعته يقول: قال النبي صلى الله عليه وسلم:
من نكح امرأة وهو يريد أن يذهب بمهرها، فهو عند الله زان يوم القيامة.
(مصنف ابن أبي شيبة، مؤسسه علوم القرآن بيروت ۹/۴۰۶، رقم: ۱۷۶۹۹، الدر المنثور
۲/۲۱۲، مجمع الزوائد، دار الكتب العلمية، بيروت ۴/۱۳۲، المعجم الأوسط، دار الفكر
بيروت ۱/۵۰۱، رقم: ۱۸۵۱، مصنف عبد الرزاق، رقم: ۱۴۴۳)

عن عائشة وأم سلمة قالتا: ليس شيء أشد من مهر امرأة، أو أجر
أجير. (مصنف ابن أبي شيبة، مؤسسه علوم القرآن بيروت ۹/۴۰۶، رقم: ۱۷۷۰، الدر
المنثور ۲/۲۱۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۱/۲/۱۴۳۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱ صفر المظفر ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۸۹۴/۳۸)

دین مہر کی مالک بیوی ہے

سوال [۵۸۵۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میں نے تین شادیاں کیں، پہلی بیوی سے دولٹر کے اور دوسری بیوی سے تین لڑکیاں اور تیسری بیوی سے دولڑکیاں، دولٹر کے ہیں، زید کے پاس دو مکان ہیں، جن میں سے ایک مکان جو سہ منزلہ ہے، پہلی اور دوسری بیوی کی مہر میں نصف نصف دیدیا اور تیسری بیوی کی مہر میں ایک مکان جو ٹین سیٹ ہے دیدیا، اس کے بعد زید ہی کی حیات میں دوسری بیوی کا انتقال ہو گیا، پھر زید کے انتقال کے بعد دوسری بیوی کی اولاد کی نگہداشت تیسری بیوی نے کی دوسری بیوی کی بچیوں کی شادیاں کرنے کے بعد پہلی بیوی کی اولاد تیسری بیوی کو اس مکان سے نکالنا چاہتی ہیں اور ان تینوں بچیوں کی کفالت ایک دوکان جو اسی مکان میں ہے کے کرایہ سے چل رہی ہے، ان کو وہ لڑکے نہ تو مکان ہی دینا چاہتے ہیں اور نہ ہی وہ دوکان دینا چاہتی ہے۔ جواب طلب یہ ہے کہ ان تینوں بیویوں کی اولاد کے درمیان میراث کس طرح تقسیم ہوگی؟ کیا ان لڑکوں کا مکان خالی کرنے کو کہنا درست ہے؟ اور ان بچیوں کو محروم کرنا کہاں تک درست ہے؟ واضح رہے کہ زید نے اپنے انتقال کے وقت اور کوئی چیز ترکہ میں ان دونوں مکانوں کے علاوہ نہیں چھوڑا۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تینوں بیویوں کے دین مہر میں جس مکان کا جتنا حصہ دیا گیا ہے، اتنا اتنا حصہ اسی بیوی کی ملکیت ہے اور تیسری بیوی کو الگ سے ٹین سیٹ کا جو مکان دیا ہے، وہ اسی کی ملکیت ہے، کسی ایک کی اولاد کو یہ حق نہیں کہ دوسرے کی اولاد کو اس کے متعینہ حصہ سے نکالے اور جس بیوی کے حصہ میں دوکان آئی ہے، وہ دوکان بھی اسی بیوی کی ملکیت ہوگی۔

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يحل مال امرئ مسلم إلا بطيب نفس منه. (شعب الإيمان للبيهقي،

لا يجوز لأحد أن يأخذ مال أحد بلا سبب شرعي. (قواعد الفقه ۱۱۰،

هندية، زکریا ۲/۱۶۷)

باقی سوال نامہ میں یہ بات صاف طور پر واضح نہیں ہے کہ تیسری بیوی یا دوسری بیوی کی لڑکیوں کو کس مکان سے نکالا جا رہا ہے، تین منزلہ مکان کے نصف حصہ سے نکالا جا رہا ہے یا دوسرے مکان ٹین سیٹ سے نکالا جا رہا ہے، جو تیسری بیوی کے دین مہر میں ہے یہ بات واضح نہیں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۴/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۴ھ

۲۵/ ۶/ ۱۴۲۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۱۰۵)

کیا مہر کی ادائیگی کے بعد بیوی میکہ نہیں جاسکتی؟

سوال [۵۸۵۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نقد مہر دینے کے بعد بیوی اپنے میکہ میں نہیں رہ سکتی، اگر رات کو یا اور دو چار رات دن رکنا ہو، تو خاوند کے ساتھ رک سکتی ہے، ورنہ خاوند کے ساتھ جانا اور واپس آنا ضروری ہے، تو اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مہر پورا نہ دیا جائے، اگر پورا مہر دیا جائے تو بیوی اپنے میکہ میں نہیں جانے کو پائے گی آیا یہ صحیح ہے یہ نہیں؟

المستفتی: عبدالصمد، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نقد مہر دینے کے بعد شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی اپنے میکہ میں نہیں جاسکتی؛ البتہ اگر شوہر نے اجازت دیدی تو جانے کی اجازت ہے، پھر بھی زیادہ دن تک نہ رہے زیادہ دن رہنے سے جاہلین سے فتنہ کا اندیشہ رہتا ہے۔

(مستفاد: امداد الفتاویٰ ۲/ ۱۷۲)

فإن في كثرة الخروج فتح باب الفتنة خصوصاً إذا كانت شابة
والزوج من ذوى الهيئات. (فتح القدير، كتاب الطلاق، باب النفقة،
زكريا ۴/۳۵۸، كوئٹہ ۴/۲۰۸، دارالفكر بيروت ۴/۳۹۸، مستفاد: امداد
الفتاوى ۲/۱۷۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ العلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴ ربيع الثانی ۱۴۱۶ھ

۱۴ ربيع الثانی ۱۴۱۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۴۸۳)

کیا مہر کے ساتھ جوڑے کی رقم کا بھی مطالبہ درست ہے؟

سوال [۵۸۶۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
بارے میں: کہ کچھ لوگ بوقت نکاح لڑکی والوں سے جہیز کے ساتھ جوڑے کی رقم بھی لیتے
ہیں، پھر اگر کسی وجہ سے زوجین کے درمیان علیحدگی ہو جائے، تو لڑکی والے اپنے ساز و سامان
کے ساتھ جوڑے کی رقم بھی واپس لے لیتے ہیں؛ لیکن اگر علیحدگی کے بعد شوہر کا انتقال
ہو جائے، تو لڑکی والوں کو یہ حق رہے گا کہ وہ شوہر کے ترکہ سے جوڑے کی رقم کا مطالبہ
کرے؟ جیسا کہ مہر کے مطالبہ کا حق رہتا ہے اور کیا اس کو بھی قرض کے زمرے میں شامل کر
کے بعد ادائیگی قرض ترکہ کی تقسیم عمل میں آئے گی؟

المستفتی: محمد رضوان، امداد العلوم، حیدرآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر جوڑے کی رقم سے مراد وہ رقم ہے جو دو لہے کا
جوڑا بنانے کے لئے بھیجی گئی ہے اور اس رقم سے دو لہے کا جوڑا بنادیا گیا ہے اور جوڑا بنا کر اس
نے پہن لیا ہے، تو ایسی صورت میں وہ رقم لڑکی کے شوہر کے لئے بطور تحفہ ہے؛ اس لئے اس
رقم کی واپسی کا مطالبہ درست نہیں ہے؛ لہذا علیحدگی کے موقع پر نہ اس کا مطالبہ شوہر سے
درست ہوگا اور نہ شوہر کی موت کے بعد اس کے ترکہ سے لینے کا حق ہوگا۔

بعثت الصهرة إلى بيت النخن ثياباً لارجوع لها بعده ولو قائمة، ثم سئل، فقال لها الرجوع لو قائماً. قال الزاهدي: والتوفيق أن البعث الأول قبل الزفاف، ثم حصل الزفاف، فهو كالهبة بشرط العوض وقد حصل فلا ترجع، والثاني بعد الزفاف فترجع الخ (شامي، كتاب النكاح، باب المهر، کراچی ۱۵۵/۳، زکریا ۳۰۶/۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۰۱۴/۴۰)

بیوی کے انتقال کے بعد مہر کس کو ملے گا؟

سوال [۵۸۶۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک عورت انتقال کر گئی، اس عورت کے شوہر نے مہر ادا نہیں کئے، وہ ادا کرنا چاہتا ہے، اس عورت کے بچے بھی ہیں اب اس عورت کے بھائی مہر ادا کرنے سے متعلق زور دے رہے ہیں، تو وہ مہر کس کو دینا چاہئے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر مذکورہ عورت کی اولاد میں سے کوئی لڑکا بھی ہے، تو عورت کا بھائی عورت کے ترکہ کے کسی جز کا بھی حقدار نہ ہوگا؛ البتہ مہر کو ۴/۵ سہام میں تقسیم کر کے ایک خود شوہر کو ملے گا اور بقیہ بچوں کو ملیں گے۔

الأقرب فالأقرب یرجحون بقرب الدرجة أعني، أو لهم بالميراث جزء المیت أي البنون. (سراجی ۱۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۵/۲/۱۴۱۵ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵ صفر المظفر ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۸۸۵)

عورت کے انتقال کے بعد بھی مہر کی ادائیگی واجب ہے

سوال [۵۸۶۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک عورت کا انتقال ہوا اور ان کے شوہر کے ذمہ ابھی مہر باقی ہے اور عورت نے مرتے وقت کچھ کہا بھی نہیں تو اس صورت میں اس عورت کے مہر کو کیا کیا جائے گا؟

المستفتی: عبدالکریم، محلہ: کنگھڑ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر عورت نے بصراحت دین مہر معاف نہیں کیا ہے، تو موت کے بعد ورثاء کے درمیان بقدر حصص وراثت تقسیم ہوگی اور خود شوہر بھی وارثین میں داخل ہے، اگر عورت کی کوئی اولاد نہ ہو، تو شوہر کو نصف ملے گا بقیہ نصف دوسرے ورثاء کے درمیان تقسیم ہوگا اور اگر عورت کی اولاد موجود ہے، تو شوہر کو ایک چوتھائی ملے گا بقیہ تین چوتھائی دوسرے ورثاء کے درمیان تقسیم ہو جائے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۲۵۸/۸)

واما للزوج فحالتان النصف عند عدم الولد، وولد الابن وإن سفل والربع مع الولد وولد الابن وإن سفل الخ (سراجی: ۱۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲/رجب المرجب ۱۴۰۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۷۸۵/۲۳)

متوفی بیوی کا مہر کس طرح ادا کریں؟

سوال [۵۸۶۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیوی کا انتقال ہو گیا ہے، جس کے مہر مبلغ ۲۵ ہزار کے لکھے

ہوئے ہیں، جن کی ادائیگی نہیں ہوئی ہے اور لڑکی کے ماں باپ بھی موجود ہیں، اب اس کی ادائیگی کا کیا طریقہ ہونا چاہئے؟

المستفتی: سرتاج احمد، نئی آبادی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر بیوی کی کوئی اولاد نہیں ہے، تو بیوی کا مہر اور جہیز کا سامان سب چھ سہام میں تقسیم ہو کر ۳ سہام شوہر کو ملیں گے اور ۲ سہام باپ کو اور ایک سہام ماں کو ملے گا۔ نیز پورا مہر ادا کرنا لازم ہے، مگر پورے میں سے نصف خود شوہر کو ملے گا۔ زوج وأبوين للزوج النصف، وللأم ثلث ما بقي فيكون المسئلة من ستة۔ (سراجی: ۱۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۲۹/۳۴۷)

بیوی مہر کا مطالبہ کس سے کرے؟

سوال [۵۸۶۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو دو مرتبہ طلاق دی اور عدت گزر چکی، عدت زید کے گھر میں ہی گزاری زید لگ بھگ ایک سال کے عرصہ سے زیادہ سعودی عرب میں رہتا ہے وہیں سے زید نے بذریعہ ٹیلی فون کے طلاق دی، لڑکی کے وارثین چاہتے ہیں کہ اب دوسری جگہ پر اس لڑکی کا نکاح کر دیں، زید نے مہر ادا کئے یا نہیں یہ معلوم نہیں ہے اور نہ یہاں پر اس کی ایسی کوئی ملکیت ہے اور سعودی عرب میں بھی قرضدار ہے اور والدین بھی زید کے خوشحال نہیں ہیں، ایسی حالت میں لڑکی کے وارثین اگر زید کے وارثین سے مہر طلب کریں تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں یا زید ہی ذمہ دار ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر کا ذمہ دار شوہر ہی ہوتا ہے؛ لہذا مطلقہ بیوی کو اپنے شوہر ہی سے اس حق کے مطالبہ کا حق ہے، شوہر کے والدین اور وارثین پر اس کی ادائیگی لازم نہیں ہے؛ اس لئے وارثین سے مطالبہ کا حق بھی نہیں ہے۔

وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً. [النساء: ۲۴]

وإذا خلا الرجل بامرأته وليس هناك مانع من الوطء، ثم طلقها فلها كمال المهر. (ہدایہ، اشرفی دیوبند ۲/۳۲۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
کتابتہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۱/۱۱/۱۴۲۰ھ

۱۵ ذی قعدہ ۱۴۲۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/۶۳۷۷)

دین مہر کی ادائیگی مرحوم کے ترکہ سے کی جائے گی؟

سوال [۵۸۶۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ مرحوم کی بیوی کے مہر بچیس ہزار روپے تھے، شادی کے موقعہ پر مرحوم نے اپنی بیوی کو چاندی سونے کے زیورات وغیرہ چڑھائے تھے، جو ابھی موجود ہیں، اب دین مہر کی ادائیگی کیسے ہو؟ ادائیگی کی ذمہ داری مرحوم پر تھی یا مجھ پر یعنی لڑکے کے باپ پر؟

المستفتی: عبدالباری، پوڑی والے، نجیب آباد، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر کی ادائیگی مرحوم کے ترکہ سے ہوگی، جو زیور

چڑھایا تھا، اس کو دیتے وقت اگر ملکیت یا عدم ملکیت کی صراحت نہیں کی ہے، تو برادری کے رواج وعرف کے مطابق حکم ہوگا، اگر برادری کا رواج مالک بنانے کا ہے، تو وہ مرحوم کی

بیوی کا ہوگا۔ اور اگر مالک بنانے کا نہیں ہے، تو وہ مرحوم کے ترکہ میں شامل ہوگا۔
 إِذَا بَعَثَ الزَّوْجَ إِلَى أَهْلِ زَوْجَتِهِ أَشْيَاءَ عِنْدَ زَفَافِهَا مِنْهَا دِيْبَاجٌ
 فَلَمَّا زَفَتَ إِلَيْهِ أَرَادَ أَنْ يَسْتَوْدَ مِنَ الْمَرْأَةِ الدِّيْبَاجَ لَيْسَ لَهُ ذَلِكَ إِذَا
 بَعَثَ إِلَيْهَا عَلَى جِهَةِ التَّمْلِيكِ . (ہندیہ قدیم زکریا ۱/۳۲۷، جدید
 زکریا ۱/۳۹۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کاتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱۹ ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۴۱۶)

الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۹/۴/۱۴۱۶ھ

بیوی کی اجازت کے بغیر شوہر کا مہر میں تصرف کرنا

سوال [۵۸۶۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی ملکیت میں دو مکان ہیں، ایک مکان میں زید مع اہل و عیال رہتا ہے، دوسرے مکان میں زید کے تایا زاد بھائی اور ان کے بچے ہیں، وہ اس مکان پر عرصہ سے قابض اور دخیل ہیں۔ پہلا مکان جس میں زید اپنے اہل و عیال کے ساتھ رہتا ہے، وہ زید کی بیوی کے مہر میں لکھا ہوا ہے، یہ مکان بہت خستہ حالت میں ہے، اس میں ایک چھوٹا سا کمرہ ہے، اسی میں زید مع اہل و عیال کے گذارا کرتا ہے، زید کے اہل و عیال میں بیوی، چار لڑکیاں، ایک لڑکا ہے، دولڑکیاں جوان ہیں، فوری طور پر شادی کرنے کے قابل ہیں، زید کی مالی حالت کمزور ہے، جس کی بنا پر اپنی بیوی کی مرضی کے بغیر اپنے پڑوسی ابوالحسن کے ہاتھ اس کے پختہ لینڈ والے مکان سے جو کہ چھوٹا ہے کے مکان سے ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ کے عوض زید نے اپنے اس مکان سے جو کہ اس کی بیوی کے مہر میں لکھا ہوا ہے بدل لیا ہے رجسٹری ہو چکی ہے؛ لیکن زید کی بیوی مکان بدلنے کے لئے تیار نہیں ہے اور فریق ثانی جس سے مکان بدلہ ہے وہ رجسٹری کی واپسی کو تیار نہیں ہے اور جرمانہ کے طور پر دوہری رجسٹری

اور اوپر کے خرچ کے لئے زید کے پاس رقم نہیں ہے، زید کا دوسرا مکان جس پر زید کے تایازاد بھائی قابض ہیں، ان کے دخل کی وجہ سے کوئی بھی خریدار معقول رقم اس مکان کی دینے کو تیار نہیں ہوتا، جس سے لڑکیوں کی شادی اور رجسٹری واپسی کا خرچ پورا ہو سکے۔ اب زید پر بیشان ہے کیا کرے، رہائشی مکان بدلنے پر بیوی بیحد ناراض ہے، دوسرے مکان پر بھائیوں کا قبضہ ہے، زید کے لئے اس حالت میں قرآن وحدیث کی روشنی میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: رحمت اللہ بیئر، نئی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب مذکورہ مکان بیوی کو مہر میں دیا جا چکا ہے، تو وہ اسی کی ملکیت میں ہوگا، اس کی اجازت اور مرضی کے بغیر شوہر کو اس میں تصرف اور ترمیم کی اجازت نہیں ہے؛ لہذا جو عقد مبادلہ ہوا ہے، اس کے صحیح ہونے کے لئے اس کی رضامندی لازم ہے ورنہ واپسی لازم ہوگی اور اگر وہ راضی ہو جائے تو تبادلہ میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ جمل رہا ہے، وہ بیوی ہی کی ملکیت ہوگی وہ اگر نہ دے تو لڑکیوں کی شادی میں خرچ کرنا شوہر کے لئے جائز نہ ہوگا۔

لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك الغير بغير إذنه الخ. (قواعد

الفقه ۱۱۰، شرح المحلة إتحاد دیو بند ۱/۶۱، رقم المادة: ۹۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۵ھ

۱۴۱۵/۱/۱۱

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۰۸/۳۸)

لڑکے کا باپ کی طرف سے ماں کا مہر ادا کرنا

سوال [۵۸۶۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میرے والد نے اپنی زندگی میں میری والدہ کا مہر ادا نہیں کیا اور نہ ہی کچھ مال چھوڑا جس سے مہر ادا کیا جاسکے؛ لیکن میں چاہتا ہوں کہ اپنے مال سے اپنے والد کی طرف

سے اپنی والدہ کا مہر ادا کروں، تو کیا میرے لئے ایسا کرنا درست ہے؟ اور کیا اس طرح مہر ادا ہو جائے گا یا کوئی اور شکل ہو تو تحریر فرمائیں؟

المستفتی: احمد سعید، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آپ کی والدہ کا مہر والد کے اوپر مالی قرضہ ہے، جب ادا کئے بغیر والد دنیا سے فوت ہو گئے، تو والد کی طرف سے مہر کا قرضہ ادا کر دینا اولاد کی خوش نصیبی ہے اور والد کے لئے نجات کا باعث ہے؛ اس لئے آپ کے والد کی طرف سے مہر کا قرضہ ادا کرنا بلا تردد جائز ہے اور والد کے لئے عذاب سے نجات پانے کا ذریعہ ہوگا۔ اور خود آپ کے لئے باعث خوش نصیبی ہوگی۔

عن ابن عباسؓ، أن رجلاً قال يا رسول الله إن أمه توفيت أفينفعها أن تصدقت عنها، فقال: نعم! قال: فإن لي مخرفاً وأشهدك اني تصدقت به عنها. (مسند أحمد ۱/ ۳۷۰، رقم: ۳۵۰۴، بخاري شريف، كتاب الوصايا، باب ما يستحب لمن توفي فجأة أن يتصدقوا عنه، النسخة الهندية ۱/ ۳۸۶، رقم: ۲۶۷۹، ف: ۲۷۶۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲ھ/۷/۹

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۹ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷۱۲۶)

شوہر کی وفات کے بعد اس کے والد سے مہر کا مطالبہ کرنا

سوال [۵۸۶۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے لڑکے یونس کی شادی زینب بنت یونس کے ساتھ ہوئی تھی، میرا لڑکا چوڑی کی کٹائی پر مزدوری کا کام کرتا تھا، شادی سے پہلے تو صحت مند تھا کوئی بیماری نہیں تھی،

اچانک بعد شادی بخار آیا کچھ پیلیا جیسا بڑے ڈاکٹروں کو دکھلانے پر پتہ چلا کہ اس کے گردے میں خرابی آگئی ہے، ہم نے اس کا بھی علاج کرایا، میں ایک مزدور ہوں رکشہ چلاتا ہوں اور مکھن وغیرہ لاتا ہوں، پریشانی کی حالت میں میں نے لڑکی والے کو اطلاع دی کہ لڑکا بیمار ہے اور پوری تفصیل میں نے انہیں بتادی، اس کے باوجود بھی ان لوگوں نے کوئی مشورہ نہیں دیا؛ بلکہ لڑکی کو اپنے گھر لے گئے یہ کہہ کر کہ ہمیں لڑکی کا علاج کرانا ہے، لڑکی کے نہ آنے پر لڑکے کی حالت اور بگڑتی گئی، انہوں نے درمیان والے کو بھیج کر یہ کہلوا یا کہ ہماری لڑکی کو طلاق دے دو اور جو سامان ہم نے تمہیں دیا ہے، اسے واپس کر دو، پھر بھی ہم نے کئی بار لڑکی کو بلایا؛ لیکن لڑکی نہیں آئی، ہم نے ان سے کہا کہ فتویٰ منگالو، اسی کے مطابق کام کریں گے، اچانک وہ ایک دن چھ سات لوگوں کو لے کر آئے، پھر ایک دن آٹھ دس لوگوں کو لے کر آئے اور شادی سے پہلے کی عیب نکالنے لگے کہ لڑکا پہلے سے ہی بیمار تھا دھوکہ دے کر شادی کرائی گئی ہے، اس کا صدمہ لڑکے کو ہوا جس کے سبب اس کی موت ۳۱ مئی ۲۰۰۷ء کو یعنی شادی کے سات ماہ بعد ہوئی، میت کی ہم نے انہیں اطلاع بھی دی؛ لیکن وہ لوگ نہیں آئے اور ہم سے مہر و سامان کا مطالبہ کرتے ہیں، تو ہم سامان واپس کرنے کو تیار ہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ مہر کی ادائیگی کس پر واجب ہے؛ جبکہ لڑکا ادائیگی مہر سے پہلے ہی گزر چکا اور والدین اس لائق نہیں کہ مہر ادا کریں؛ کیونکہ خود ہی مجبور ہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں آپ کی بہت مہربانی ہوگی۔

المستفتی: محمد شقیق عالم، محلہ: چکر کی ملک، مراد آباد (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر لڑکے کا کچھ مال اس کے والد کے پاس ہے،

تو اسی مال کے ذریعہ بیوی کا مہر ادا کرنا ضروری ہے؛ لیکن اگر لڑکے نے مرتے وقت کچھ بھی نہیں چھوڑا ہے، تو مہر کا مطالبہ اس کے والد سے کرنا درست نہیں ہے؛ ہاں البتہ اگر لڑکی

معاف کر دے تو لڑکا قیامت کے حساب و کتاب سے محفوظ ہو جائے گا اور جو کچھ بھی جہیز کا سامان ہے اور جو زیورات اس کے ماں باپ کے دئے ہوئے ہوں یا اس کی ملکیت میں دیگر زیورات ہوں وہ سب لڑکی کا حق شرعی ہے اور مہر جو ادا ہو چکا ہے وہ بھی لڑکی کا شرعی حق ہے اور جو ادا کرنے سے باقی رہ گیا ہو، وہ بھی لڑکی کا حق ہے۔

ولا يطالب الأب؛ لأن المهر مال يلزم ذمة الزوج ولا يلزم الأب
بالعقد إذ لو لزمه لما أفاد الضمان شيئاً. (شامی، کتاب النکاح، باب المہر،
کراچی ۱/۳، ۱۴۱، زکریا ۲۸۷/۴)

ثم ذكر أن المهر لا يلزم أبا الفقير بلا ضمان. (شامی، کراچی ۳/۱۴۲،
زکریا ۲۸۸/۴)

بل كل أحد يعلم أن الجهاز للمرأة. (شامی، کراچی ۳/۱۵۸، زکریا
۳۱۱/۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ جمادی الثانیہ ۱۴۲۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۳۳۵)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۶/۶/۱۴۲۸ھ

شوہر مہر ادا نہ کرے تو باپ پر ادا کرنا لازم ہے؟

سوال [۵۸۶۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ راشدہ خاتون بنت شمس احمد اصالت پورہ کا عقد انور علی پسر حاجی عبد السلام صاحب پیر زادہ کے ساتھ ہوا ہے، ۲۳ اگست ۱۹۸۶ء کو انور علی کا انتقال ہو گیا، شوہر اپنے والدین کے ساتھ رہتا تھا، جو کچھ کما تھا باپ کے حوالہ کر دیتا تھا؛ اس لئے اپنا کوئی ترکہ نہیں چھوڑ سکا، راشدہ خاتون کا دین مہر ۱۵ ہزار ہے اور راشدہ خاتون کو والدین جہیز میں اتنا سونے کا زیور، بندے، اترتولہ ٹیکہ، آدھا تولے چوڑی ۲ عدد، اترتولے نھن چار

آنے بھر، انگوٹھی ۶/ آنے بھر کل وزن ۳/ تو لے ۲/ آنے بھر چاندی ایک جوڑا توڑے بجھوائے وزن ۱۵/ تو لے دیا۔ اب سوال طلب یہ ہے کہ راشدہ خاتون کے دین مہر اور سامان جہیز اور زیورات کا شرعاً کیا فیصلہ ہے؟ شوہر کے یہاں کا زیور سونا، جھومر ۳/ تو لے، چوڑی ۶/ عدد ۳/ تو لے، کنگن ۲/ عدد ۲/ تو لے، ایک سیٹ (ہار، بندے، انگوٹھی) ۵/ تو لے، شوق بند ۵/ تو لے چاندی کا وزن ۵۰/ تو لے سونے کا کل وزن ۱۸/ تو لے۔ اور دونوں بچے والدہ کے ساتھ نانی کے گھر پر رہتے ہیں۔

المستفتی: شمس احمد، اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر راشدہ خاتون کے شوہر انور علی نے ذاتی طور پر کوئی ترکہ نہیں چھوڑا ہے، تو اس کا دین مہر شوہر کے والد عبد السلام پر ادا کرنا لازم نہیں ہے، اگر وہ تبرعاً ادا کرنا چاہے تو وہ اس کی مرضی ہے، اگر باپ نے ادائیگی کی ذمہ داری نہیں لی تھی۔

نیز شوہر کی طرف سے جو زیورات دیئے گئے ہیں، اگر لڑکی صراحۃً ان کی مالک بنائی گئی ہے، تو وہ بھی لڑکی کی ملکیت میں ہوں گے اور اگر کوئی صراحت نہیں تھی تو اگر آپ کے یہاں کا عرف لڑکی کے مالک ہو جانے کا ہے، تو بھی لڑکی ہی ان کی مالک ہوگی ورنہ نہیں۔

اور راشدہ خاتون کے تمام وہ زیورات و سامان جہیز جو اس کے والدین نے دیئے ہیں، ان سب کی حقدار راشدہ خاتون ہے، ان میں کسی کا کوئی حق نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۸/ ۳۳)

لأن المهر مال يلزم ذمة الزوج، ولا يلزم الأب بالعقد. (شامی،

کراچی ۱/ ۳، زکریا ۴/ ۲۸۷)

جهز ابنته، ثم مات فطلب بقية الورثة القسمة (إلى قوله) فهو لها

خاصة. (شامی، کتاب النکاح، باب المهر، زکریا ۴/ ۳۰۹، کراچی ۳/ ۱۵۷)

اور انور علی کے دونوں بچوں کے اخراجات انور علی کے باپ پر واجب ہونگے۔

والنفقة لكل ذي رحم محرم إذا كان صغيراً فقيراً (قوله) لأن الصلة

في القرابة القريبة واجبة. (هداية، اشرفی دیوبند ۶/۴۴)

ونفقة الأولاد الصغار (إلى قوله) إذا لم يكن له أب (وقوله) وإن كان له جد (إلى قوله) وروي الحسن عن أبي حنيفة أنها على الجد وحده لجعله كالأب الخ. (فتح القدير، كوئثہ ۴/۲۱۷، زکریا ۴/۳۷۱-۳۷۲، درالفکر بیروت ۴/۴۱۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/۱۲۳۴)

برائے حلالہ نکاح میں مہر کی مقدار و معافی کا حکم

سوال [۵۸۷۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ دوسرے کے ساتھ نکاح کرانے کی شکل میں مہر کتنا مقرر ہونا چاہئے، وہ بھی تحریر فرمادیں؛ چونکہ یہ دوسرا نکاح صرف حلالہ کے لئے کیا جائے گا اور جس کے ساتھ یہ نکاح ہوگا اس شخص کو یہ مہر دینا ہوگا یا معاف کرانے سے معاف ہو جائے گا حلالہ کی شرط کیا ہوگی؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آپس کی رضا مندی سے جتنا چاہے مہر باندھ سکتا ہے؛ لیکن دس گرام کے تولہ سے تین تولہ ۶۱۸ ربلی گرام چاندی یا اس کی قیمت سے کم نہ ہو۔ نیز بیوی اگر اپنی خوشی سے مہر معاف کر دیتی ہے، تو معاف ہو جائے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۸/۲۵۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۱/۶/۱۴۱۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۴۶۲۷)

شادی سے قبل زنا کرانے والی عورت کا مہر

سوال [۵۸۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری شادی کو چار مہینے ہو گئے، مجھے لوگوں نے دھوکہ دے کر شادی کروادی، شادی سے پہلے اس لڑکی کا تعلق کسی دوسرے شخص سے تھا، جو ان سے کئی بار ہمبستری کر چکا ہے، اس کا پتہ مجھے پہلی رات میں ہو چکا ہے کہ اس کا پردہ بکارت زائل ہو گیا ہے، پھر بھی مجھ پر بیس ہزار روپیہ کا مہر مقرر کر دیا گیا۔ کیا مجھ پر مہر دینا واجب ہے یا نہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ شادی کے بعد بھی اس نے اپنی اولاد کو زائل کر دیا۔

المستفتی: محمد عظیم، جامع مسجد، وارثی نگر، گلی نمبر ۴، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب شادی ہو کر بیوی کے ساتھ باضابطہ ہمبستری ہو چکی ہے، تو پورے مہر کی ادائیگی شوہر کے اوپر لازم ہو گئی، چاہے شادی سے پہلے بیوی کا پردہ بکارت العیاذ باللہ بدکاری کے ذریعہ سے ختم ہو چکا ہو؛ اس لئے کہ پورا مہر ادا کرنا جو واجب ہوتا ہے، وہ پردہ بکارت کی وجہ سے نہیں ہے؛ بلکہ ہمبستری کی وجہ سے ہوتا ہے اور یہاں شوہر نے بیوی کے ساتھ باضابطہ ہمبستری کر لی ہے؛ اس لئے شوہر طلاق دے گا تو پورے مہر ۲۰ ہزار روپے کی ادائیگی لازم ہے۔

ولو شرط البکارة فوجدھا ثیباً لزمه الکُل؛ لأن المهر إنما شرع لمجرد الاستمتاع دون البکارة. (درمختار مع الشامی، کتاب النکاح، باب المہر، کراچی ۱۲۶/۳، زکریا/۴۶۶)

ویجب الأكثر منها إن سمي الأكثر ويتأكد عند وطء، أو خلوة صحت من الزوج. وفي الشامية: إنما يتأكد لزوم تمامه بالوطء ونحوه.

(در مختار مع الشامی، کراچی ۳/۱۰۲، زکریا ۴/۲۳۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۵ھ/۲۰/۲۰

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸/ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۷۳۳۸)

موجودہ وقت کے اعتبار سے مہر فاطمی کی مقدار

سوال [۵۸۷۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مہر فاطمی کی سکہ رائج الوقت کے حساب سے کتنی رقم بنتی ہے؟ کچی چاندی کا بھاؤ اکٹھی یعنی ۱۰۰ یا ۵۰ روٹلہ لینے پر ۸۰ روپیہ تولہ ہے۔

المستفتی: شاہ زماں

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر فاطمی پانچ سو درہم چاندی ہے، جس کا وزن بارہ ماشہ کے تولہ کے حساب سے ۱۳۱ روٹلہ تین ماشہ ہے اور موجودہ زمانہ کے گراموں کے حساب سے ۱۵۳۰ اگر گرام ۹۰۰ ملٹی گرام چاندی ہے، اس کی قیمت صراف سے معلوم کر لیجئے؛ چونکہ قیمت بدلتی رہتی ہے؛ اس لئے ہم قیمت نہیں لکھتے۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۳۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۴/محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۶۹۷۷)

رائج الوقت کے اعتبار سے مہر فاطمی کی مقدار

سوال [۵۸۷۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مہر فاطمی کی شرعی مقدار کیا ہے؟ سکہ رائج الوقت کے اعتبار سے اس کی کتنی رقم بنتی ہے؟

المستفتی: عبدالمطلب، اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر فاطمی کی شرعی مقدار پانچ سودرہم چاندی ہے، جس کا وزن بارہ ماشہ کے تولہ کے حساب سے ۱۳۱ تولہ تین ماشہ ہے اور موجودہ زمانہ کے گراموں کے حساب سے ۵۳۰ اگر گرام ۹۰۰ ملی گرام چاندی ہے، اس کی قیمت صراف سے معلوم کر لیجئے؛ چونکہ قیمت بدلتی رہتی ہے؛ اس لئے ہم قیمت نہیں لکھتے۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۳۰، جواہر الفقہ قدیم ۴۲۴، جدید زکریا ۳۱۳/۴۰۸-۴۰۹، اوزان شرعیہ ۴۲۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۷۵۷)

رانج الوقت سکہ کے مطابق مہر فاطمی کی مقدار

سوال [۵۸۷۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مہر فاطمی کی کتنی مقدار ہے؟ سکہ رانج الوقت کے مطابق خلاصہ فرمائیں؟

المستفتی: رکن الدین خاں، ٹانڈہ کوٹھی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر فاطمی کی مقدار ڈیڑھ کیلو، ۵۳۰ اگر گرام ۹۰۰ ملی گرام چاندی ہے، اس کی کیا قیمت بیٹھتی ہے؟ صرافہ سے معلوم کر لیا جائے، ہم اس لئے لکھ نہیں سکتے کہ قیمت روز گھٹی بڑھتی رہتی ہے اور جس دن ادا کیا جائے اس دن کی قیمت کا اعتبار ہے۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۳۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۹۸)

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۶/۱۴۳۱ھ

موجودہ اوزان کے اعتبار سے مہر فاطمی کی مقدار

سوال [۵۸۷۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مہر فاطمی کی مقدار کیا ہے؟ موجودہ اوزان کے اعتبار سے تحریر فرمادیں۔
المستفتی: محمد یمین نبی بستی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر فاطمی کی مقدار پانچ سو درہم ہے، موجودہ گراموں کے حساب سے اس کا وزن ڈیڑھ کلو تیس گرام نو سو ملی گرام چاندی ہے، یعنی پندرہ سو تیس گرام اور ۹۰۰/۱۰۰ سو ملی گرام چاندی۔ (مستفاد: انوار نبوت ۶۵۲)

عن أبي سلمة، سألت عائشة عن صدق رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقالت: ثنتا عشرة أوقية ونش فقلت ومانش؟ قالت: نصف أوقية.
(ابو داؤد شریف، کتاب النکاح، باب الصداق، النسخة الهندية ۲۸۷/۱، درالسلام رقم: ۲۱۰۵)

وفي النسائي وذلك خمس مائة درهم. (نسائي شریف، باب التزويج على سور من القرآن، القسط في الأصلقة، النسخة الهندية ۷۲/۲، درالسلام رقم: ۳۳۴۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۰/۲/۱۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ صفر المظفر ۱۴۳۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۹۷۴۱/۳۸)

مہر شرعی پیغمبری

سوال [۵۸۷۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری لڑکی عرفانہ پروین کے مہر شرعی پیغمبری یعنی چار سو مثقال نقرہ چاندی مجل قرار پائے تھے، اس کو اس کے شوہر نے طلاق دی ہے، عرفانہ پروین مہر پانے

کی حق دار ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: خورشید، تمباکووالان، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ۴۰۰/مشتال کا وزن ایک کلو ۴۹۰ گرام ۶۰۰ ملی گرام ہے، جب شوہر نے عرفانہ پروین کو طلاق دی ہے تو ایسی صورت میں شوہر کے اوپر مکمل مہر ادا کرنا واجب ہوگا۔

إن المهر وجب بنفس العقد (الی قولہ) وإنما يتأكد لزوم تمامه بالوطء ونحوه. (شامی، کتاب النکاح، باب المهر، کراچی ۱۰۲/۳، زکریا ۲۳۳/۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۱ جمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۵۳۵۶/۳۳)

مہر پیغمبری کیا ہے؟

سوال [۵۸۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مہر پیغمبری (شرع پیغمبری) کیا ہے اور اس کی موجودہ رقم کیا بنتی ہے؟ کتاب و سنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر شرع پیغمبری کی اصطلاح شریعت میں نہیں ہے، کتاب و سنت میں اس کا ثبوت نہیں ہے؛ لیکن عوام کے درمیان اس نام کا مہر مشہور ہے، بعض لوگوں سے معلوم ہوا کہ، اس سے اقل مہر مراد ہوتا ہے، تو ایسی صورت میں اس سے شریعت محمدی میں مہر کی آخری حد مراد ہوگی اور شریعت میں مہر کی آخری حد دس درہم ہے، جو ۱۲ ماشہ کے تولہ سے دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی ہوتی ہے اور موجودہ گراموں کے حساب سے ۳۰ گرام ۶۱۸ ملی گرام چاندی ہوتی ہے۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۲۹)

اس کی قیمت صرافہ سے معلوم کر لی جائے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۶ھ/۸/۱۰

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰ شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۵۶۳)

مہر شرع پیغمبری کی تعریف و مقدار

سوال [۵۸۷۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ مہر شرع پیغمبری کیا ہے اور کتنا ہے؟

المستفتی: محمد سرتاج کرولہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر شرع پیغمبری کی کوئی اصطلاح شریعت سے

ثابت نہیں ہے، دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض عوام اس سے مہر فاطمی مراد لیتے ہیں اور مہر فاطمی کی مقدار پانچ سو درہم ہے، ۵۰۰/ درہم ۱۲ ماشہ کے تولہ سے ۱۳۱/ تولہ تین ماشہ چاندی ہے اور موجود زمانہ کے گراموں کے حساب سے ڈیڑھ کلو تیس گرام ۹۰۰ ملی گرام چاندی ہے، اس کی قیمت بازار سے معلوم کر لیں۔ (ایضاح المسائل ۱۳۰) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲ھ/۵/۱۶

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۸۰۶۳)

مہر فاطمی و مہر شرع پیغمبری

سوال [۵۸۷۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ مہر فاطمی کی مقدار کیا ہے؟ مہر شرع پیغمبری کی حقیقت کیا ہے؟

المستفتی: فخر عالم، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر فاطمی کی مقدار موجودہ اوزان کے حساب سے ڈیڑھ کلو ۳۰۰ گرام / ۹۰۰ ملی گرام چاندی ہے، اس کی قیمت صرفہ سے معلوم کر لی جائے۔
(مستفاد: ایضاح المسائل ۱۲۹)

مہر پیغمبری کی کوئی اصطلاح شریعت سے ثابت نہیں، بعض لوگ اس سے اقل مہر مراد لیتے ہیں اور اس سے اکثر لوگ مہر فاطمی مراد لیتے ہیں؛ لہذا مہر فاطمی اور مہر شرع پیغمبری میں کوئی فرق نہیں رہا دونوں ایک ہی چیز کے نام ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹ / ۱۰۰۶۶)

مہر شرع پیغمبری اور مہر فاطمی کی مقدار

سوال ۵۸۸۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مہر شرع پیغمبری اور مہر فاطمی کی مقدار کیا ہے؟ زمانہ نبوت میں کیا تھی اور زمانہ موجودہ میں اس کی مقدار کیا ہو سکتی ہے؟

المستفتی: حاجی صداقت حسین، اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر شرع پیغمبری کی کوئی اصطلاح شریعت میں نہیں ہے؛ لیکن عوام کے درمیان اس سے شریعت محمدی میں اقل مہر یعنی مہر کی آخری حد مراد ہوتی ہے، جو دس گرام کے تولہ سے ۳ رتولہ ۲۱۸ ملی گرام چاندی یا اس کی قیمت ہے، جو مروجہ اوزان سے ۳۰ گرام / ۲۱۸ ملی گرام چاندی بنتی ہے۔

وأقل المهر عشرة دراهم. (ہدایۃ، کتاب النکاح، باب المہر، اشرفی)

دیوبند ۲/۳۲۴)

وكان مهر بعض أزواج النبي صلى الله عليه وسلم كأم سلمة ^{رض} ما يساوي عشرة دراهم. (حاشية ابوداؤد، كتاب النكاح، باب الصداق، رقم الحاشية ۱، هندي نسخة ۱/۲۸۷)

اور اگر عوام میں مهر شرع پیغمبری سے مهر فاطمی مراد ہو، تو جو حکم مهر فاطمی کا ہے وہی حکم اس کا بھی ہے، مهر فاطمی کی مقدار دس گرام کے تولہ کے حساب سے ۱۵۳/۱۰۰ تولی گرام چاندی یا اس کی قیمت ہے، مهر شرع پیغمبری اور مهر فاطمی کی مقدار موجودہ زمانہ میں باعتبار وزن کے اسی قدر ہے جس قدر زمانہ نبوت میں تھی۔

عن أبي سلمة، قال: سألت عائشة عن صداق رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ثنتا عشرة أوقية ونش الخ. (ابوداؤد، النسخة الهندية ۱/۲۸۷، دارالسلام رقم: ۲۱۰۵)

وفي النسائي وذلك خمس مائة درهم. (نسائي شريف، باب التزويج على سور من القرآن، القسط في الأصدقة، النسخة الهندية ۲/۷۲، دارالسلام رقم: ۳۳۴۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتابتہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱ صفر المظفر ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۸۹۴۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۲/۲۱ھ

مهر شرع پیغمبری کی تحقیق

سوال [۵۸۸۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہندوستان کے کچھ مقامات میں یہ بات رائج ہے کہ عورتوں کے نکاح میں مهر مهر شرع پیغمبری طے کیا جاتا ہے، کیا مهر شرع پیغمبری کا وجود ہے یا عوام میں غلط رائج ہو گیا ہے، اس کی مقدار شرعاً کیا ہے؟ موجودہ زمانہ میں ہندوستان میں اس کی کتنی رقم بنتی ہے۔

المستفتی: اظہار الحق، حسن گدھ، گوئڈ اعلیٰ گڑھ (یو پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر شرع پیغمبری کی کوئی اصطلاح شریعت میں نہیں ہے اور نہ ام المؤمنین میں سے کسی کا مہر ہے؛ لیکن عوام کے درمیان اس نام کا مہر مشہور ہے، اس سے کہیں اقل مہر مراد ہوتا ہے اور کہیں مہر فاطمی مراد ہوتا ہے، اگر مہر شرع پیغمبری سے اقل مہر مراد ہو تو وہاں پر اس سے دس درہم چاندی یا اس کی قیمت مراد ہوگی، اس کا وزن موجودہ زمانہ کے اعتبار سے ۳۰ گرام ۶۱۸ ملی گرام ہوتا ہے اور دس گرام کے تولہ سے ۳ تولہ ۶۱۸ ملی گرام چاندی ہوتی ہے اور جہاں مہر فاطمی مراد لیا جاتا ہے، وہاں پر ۵۰۰ درہم مراد ہوتا ہے۔ اور موجودہ گراموں کے حساب سے ڈیڑھ کیلو ۳۰ گرام ۹۰۰ ملی گرام چاندی یا اس کی قیمت ہے؛ اس لئے جہاں شرع پیغمبری مہر لکھواتے ہیں وہاں پر اقل مہر مراد ہے یا مہر فاطمی صراحت کے ساتھ اس کی وضاحت کر دینا لازم ہے۔ (مستفاد: جواہر الفقہ قدیم ۴۲۴، جدید ذکر یا ۴۰۹، ایضاح المسائل ۱۲۹) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۷۹۷)

مہر فاطمی اور شرع پیغمبری میں فرق

سوال [۵۸۸۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ آج کل کے دور میں مہر فاطمی کی اصل صورت کیا ہے اور شرع پیغمبری میں کیا فرق ہے، موجودہ زمانہ میں دونوں کی کیا رقم ہوگی؟

المستفتی: محمد حسن خاں، مغل پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر فاطمی کا وزن ۱۲ ماشہ کے تولہ سے ۱۳۱ تولہ ۳ ماشہ چاندی ہے اور موجودہ زمانہ کے گراموں کے حساب سے ڈیڑھ کیلو ۳۰ گرام ۹۰۰ ربلی گرام چاندی ہے اور دس گرام کے تولہ کے حساب سے ۱۵۳ تولہ ۹۰۰ ربلی گرام ہے۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۳۰)

اور مہر شرع پیغمبری کے نام سے کوئی اصطلاح شریعت میں نہیں ہے، مگر عوام کے درمیان اس نام کا مہر مشہور ہے، اگر اس سے اقل مہر اور آخری حد مراد ہوتی ہے، تو ۱۲ ماشہ کے تولہ سے ساڑھے سات ماشہ چاندی مراد ہوگی اور گراموں کے حساب سے ۳۰ گرام ۶۱۸ ربلی گرام چاندی ہوگی۔ اور اگر اس سے مہر فاطمی مراد ہے تو ڈیڑھ کیلو ۳۰ گرام ۹۰۰ ربلی گرام چاندی مراد ہوگی۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۲۹)

اور روپیہ کے حساب سے کتنا ہوتا ہے صرف سے معلوم کر لیں۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۹ ربوی قعدہ ۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۵۰۴۳)

مہر شرع پیغمبری کی مقدار کیا ہے؟

سوال [۵۸۸۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مستمی محمد اکرام ولد امانت اللہ قوم سیفی ساکن: محلہ بقاباد، قصبہ: بچھراؤں کا عقد بہ ہمراہ مسماۃ منی خاتون بنت منشی احمد قوم سیفی، ساکن جیتھولی، مورخہ ۸ جون ۱۹۸۸ء ہوا، مہر شرع پیغمبری طے ہوا۔ ۷ جون ۱۹۸۹ء کو مستمی محمد اکرام نے اپنی زوجہ کو اپنے نکاح سے طلاق دے کر علیحدہ کر دیا۔

اب شرعی نقطہ نظر سے محمد اکرام کو کتنا روپیہ مہر کا ادا کرنا چاہئے؟ نکاح نامہ کی فوٹو اسٹیٹ پشت پر ہے، دونوں فریقین نے مجھے اپنے تصفیہ کے لئے سر بیچ مقرر کیا ہے؛ اس لئے

شرعاً کتنا مہرا داکرایا جاوے۔

المستفتی: علیم الدین، سابق چیرمین حسن پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر مہر شرع پیغمبری سے حضور ﷺ کا مہر مراد ہے، جو آپ نے ازواج مطہرات کو دیا ہے، تو اس کی مقدار پانچ سو درہم یعنی ایک سو اکتیس تولہ تین ماشہ چاندی یا اس کی قیمت ہے، بازار سے بھاؤ معلوم کر کے قیمت لگائی جائے۔

عن أبي سلمة، قالت: سألت عائشة رضي الله عنها عن صداق رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فقالت: كان صداقه لأزواجه ثنتي عشرة أوقية ونش، فقلت: تدري ما النش؟ قلت: نصف أوقية، فتلك خمس مائة درهم.

(مشکوٰۃ شریف، ۲/ ۲۷۷)

اور اگر اس سے مہر کی کم سے کم مقدار مراد ہے تو شریعت میں کم سے کم مقدار دس درہم ہے، جس میں دو تولہ ساڑھے سات ماشہ ہوتا ہے اور ایک تولہ میں ۸ ماشہ ہوتا ہے۔

(مستفاد: جواہر الفقہ قدیم ۴۲۳/۱، جدید زکریا ۴۰۸/۳)

وأقل المهر عشرة دراهم. (هدایہ، کتاب النکاح، باب المہر، اشرفی دیوبند ۲/ ۳۲۴)

اور اگر عوام میں مہر شرع پیغمبری کی مقدار اور مصداق میں اختلاف ہے، تو جن لوگوں کا قول لڑکی کے مہر مثل کے قریب ہو اتنا دینا ہوگا۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو تو علی الاطلاق لڑکی کا مہر مثل لڑکی کو دیدینا شوہر پر واجب ہوگا، مہر مثل سے مراد وہ مہر ہے جو اس جیسی لڑکیوں کے لئے عام طور پر باندھا جاتا ہے، مثلاً اس کی بہن، پھوپھی وغیرہ۔

اختلفا في المهر فالقول قول المرأة إلى تمام مهر مثلها، والقول قول

الزوج فيما زاد على مهر المثل. (هدایہ، اشرفی دیوبند ۲/ ۳۳۵، ہکذا فی الدر

المختار، کراچی ۳/ ۴۸، ۱، زکریا ۶/ ۲۹۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۵/۱۵۶۱)

مہر فاطمی اور مہر پیغمبری کی مقدار کیا ہے؟

سوال [۵۸۸۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: مہر کی مقررہ رقم اور مہر شرع فاطمی مہر شرع پیغمبری کی کتنی رقم سکہ رائج الوقت بنتی ہے، تفصیل کے ساتھ شرع فاطمی شرع پیغمبری بتلائیے کون سا مہر باعث ثواب ہے؟

المستفتی: حاجی میاں جان، محلہ: دولت باغ، مسجد گلا کائی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر فاطمی کی مقدار قدیم اوزان سے ۱۳۱ تولہ ۳ ماشہ چاندی ہے اور موجودہ اوزان سے دس گرام کے تولہ کے حساب سے ڈیڑھ کلو تیس گرام ۹۰۰/ ملی گرام چاندی ہے، اس کی قیمت صرافے سے معلوم کر لی جائے۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۳۰) اور مہر شرع پیغمبری کی کوئی اصطلاح شریعت محمد میں نہیں ہے؛ لیکن عوام کے درمیان اس نام کا مہر مشہور ہے، اس سے اقل مہر مراد لیا جاتا ہے اور اقل مہر دس گرام کے تولہ سے ۳ تولہ ۲۱۸/ ملی گرام چاندی ہوتی ہے، اس کی قیمت بھی صرافے سے معلوم کر لی جائے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۰/۳/۱۴۱۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۳۰۹۸)

شوہر کو مہر فاطمی کی مقدار معلوم نہ ہونے پر مہر مثل کا وجوب

سوال [۵۸۸۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر زید کا نکاح مہر فاطمی پر ہوا اور زید کو مہر فاطمی کا علم نہیں تھا کہ مہر فاطمی

کتنے کو کہتے ہیں؟ اور نکاح ہو جانے کے بعد زید کو مہر فاطمی کا علم ہوا کہ مہر فاطمی اتنے روپیہ کو کہا جاتا ہے اور اب زید مہر فاطمی دینا نہیں چاہتا اور لڑکی کچھ مہر کے بارے میں نہیں کہہ رہی ہے، تو کیا زید کے اوپر مہر فاطمی دینا واجب ہوگا یا کوئی مہر دینا واجب ہوگا؟

المستفتی: نور العین، دیوبند، معلم مدرسہ شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر زید کو مہر فاطمی کی مقدار بالکل معلوم نہیں رہی ہے، نہ اجمالاً اور نہ ہی تفصیلاً اور بعد میں معلوم ہونے پر طاقت سے باہر کہہ رہا ہے، تو ایسی صورت میں زید پر اپنی بیوی کے لئے مہر مثل واجب ہوگا اور مہر مثل کا مطلب یہ ہے کہ بیوی کی بہن، پھوپھی وغیرہ کا جو مہر باندھا گیا ہے، وہی لازم ہوگا۔

وإذا تزوجها على مثل هذا الزنيل حنطة، أو بوزن هذا الحجر ذهباً، أو على قدر مهر فلانة أو قيمة هذا العبد أو قيمة عبد يجب مهر المثل ولا يزاد على المسمى'. (ہندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع، الفصل الخامس في المهر، زکریا ۱/۳۱۰، جدید زکریا ۱/۳۷۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۸ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ

۱۸/۱۳/۱۴۱۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۸/۲۹۸)

سکہ رائج الوقت سے کیا مراد ہے؟

سوال [۵۸۸۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نکاح کے وقت جو قاضی حضرات سکہ رائج الوقت مہروں کے ساتھ بولتے ہیں، تو سکہ رائج الوقت سے کیا مراد ہے، ہمارے علاقہ میں بولتے ہیں، دس ہزار روپے مہر سکہ رائج الوقت یا مہر فاطمی سکہ رائج الوقت، تو سکہ رائج الوقت سے کیا مراد ہے؟

المستفتی: عبدالرشید

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بوقت نکاح قاضی حضرات مہروں کیساتھ جو سکھ رائج الوقت بولتے ہیں، اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ مہر کی ادائیگی کے وقت ملک کے اندر جو روپیہ رائج ہوتا ہے، اسی کی ادائیگی مراد ہوتی ہے؛ لہذا دس ہزار مہر سکھ رائج الوقت سے مراد ادائیگی کے وقت میں جو روپیہ رائج اور عام ہو، اسی کا دس ہزار روپیہ مراد ہوتا ہے۔

إذا اشترى من آخر شيئاً بألف درهم، ولم يسم شيئاً؛ فهذا على وجهين. الأول: أن يكون في البلد نقد واحد معروف. وفي هذا الوجه جاز العقد، ويتصرف إلى نقد البلد بحكم العرف؛ لأن المعروف كالمشروط. (تاتارخانیة، زکریا ۸/۲۷۳، رقم: ۱۱۸۹۱)

فالذي ينبغي أن لا يعدل عنه اعتبار زمن الواقف إن عرف..... (قال الشامي) قلت: وفي زماننا وقبله بمدة مديدة ترك الناس التعامل بلفظ الدرهم، وإنما يذكرون لفظ القرش وهو اسم لأربعين نصف فضة، وهذا يختلف باختلاف الزمان، فينظر إلى قرش زمن الواقف أيضاً. (شامي، كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب فيما ينصرف إليه الدرهم، کراچی ۵/۲۳۲-۲۳۳، زکریا ۷/۴۸۶-۴۸۷)

وتعتبر القيمة يوم الوجوب وقالوا: يوم الأداء وهو الأصح. (در مختار مع الشامی، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، کراچی ۲/۲۸۶، زکریا ۳/۲۱۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۲ھ/۶/۱۰

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰ جمادی الثانیہ ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۳۵)

مہر فاطمی کی نقدی قیمت

سوال [۵۸۸۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نئے وزن کے حساب سے جو مہر فاطمی کی مقدار ۵۳ اوتولہ ۹۰۰ رملی

گرام چاندی ہوتی ہے، اس کی کل قیمت کیا ہوگی یہاں کئی جگہ دوکانوں پر چاندی کی قیمت معلوم کی گئی اکثروں نے ۱۰۰ روپیہ فی تولہ بتایا، اگر سو روپیہ ہی قیمت لگائی جائے تو مذکورہ مقدار کی کل کتنی رقم بنے گی؟

المستفتی: عطاء الرحمن

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر فاطمی کی مقدار ۵۳۰ گرام / ۹۰۰ ملی گرام چاندی ہے، جس میں دس گرام کے تولہ کے حساب سے ۱۵۳ / ۹۰۰ ملی گرام چاندی ہوتی ہے، اس کی قیمت مارکیٹ میں گھٹتی بڑھتی رہتی ہے اور بعض دفعہ تو دوسرے تیسرے دن بڑھنے گھٹنے کا اخبار میں اعلان آتا رہتا ہے؛ اس لئے قیمت لکھنا مناسب نہیں؛ بلکہ جس دن اس کی ادائیگی کی ضرورت پیش آئے اس دن مارکیٹ سے معلوم کر لیا جائے، اس دن کے بھاؤ کے اعتبار سے ادا کرنا ہوتا ہے۔

يعتبر يوم الأداء بالإجماع وهو الأصح، فهو نصحيح للقول
الثنائي الموافق لقولهما وعليه فاعتبار يوم الأداء يكون متفقاً عليه
عنده وعندهما . (شامي، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، كراچی ۲/ ۲۸۶،
زکریا ۳/ ۲۱۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۷/۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹/ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۴۶۴۳۷)

مہر فاطمی کس قیمت سے ادا کی جائے گی؟

سوال [۵۸۸۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ دس سال پہلے زید کے ذمہ مہر فاطمی تھا، اب ادا کر رہا ہے، مگر چاندی

کے ریٹ بہت بڑھ گئے ہیں، کیا زید کی بیوی چاندی کا ریٹ کم لگا کر مہر فاطمی کے پیسے پہلے ریٹ پر لے سکتی ہے؟ مہر ادا ہو جائے گا؟

المستفتی: عبدالرشید

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر فاطمی کی مقدار ڈیڑھ کلو تیس گرام نو سولی گرام

چاندی ہوتی ہے۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۲۹)

اور اس کی قیمت اس دن کے ریٹ کے حساب سے لگائی جاتی ہے، جس دن مہر ادا کیا جاتا ہے؛ لہذا دس سال پہلے مہر فاطمی باندھا ہے اور آج ادا کرنا ہے، تو پہلے ہی کے ریٹ کے حساب سے قیمت لگانا جائز نہیں ہے۔

وتعتبر القيمة يوم الوجوب وقالوا: يوم الأداء وهو الأصح (درمختار) وفي الشامية: إن المعتبر عنده فيها يوم الوجوب وقيل يوم الأداء. وفي المحيط: يعتبر يوم الأداء بالإجماع وهو الأصح. (شامی، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، کراچی ۲/۲۸۶، زکریا ۳/۲۱۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۰/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۲ھ

۱۴۳۲/۶/۱۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۴۳۵)

مہر کی ادائے گی میں کس وقت کی قیمت کا اعتبار ہے؟

سوال [۵۸۸۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید کا نکاح ۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ مطابق ۷ دسمبر ۲۰۰۳ء کو ہوا اس وقت جو زید کے نکاح میں مہر مقرر ہوا مہر فاطمی، جس کی قیمت اس وقت ساڑھے ۱۲ ہزار روپیہ تھی، جو نکاح کے وقت رسید میں لکھ دی گئی تھی۔ اب کیا اس کو اس وقت کی رقم دینی ہے یا اس وقت کی؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

المستفتی: مشاہد حسین اشرفی، ہرائے سنجل، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: رسید میں مہر کی صراحت دیکھی گئی ہے، اس میں مہر فاطمی لکھا ہوا ہے، جس کی قیمت بوقت عقد ساڑھے بارہ ہزار روپیہ تھی، یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ مہر کی ادائیگی جس وقت کی جائے، اسی وقت کی قیمت کا اعتبار ہے اور عقد کے وقت کی قیمت کا اعتبار نہیں ہے اور مہر فاطمی کی مقدار ڈیڑھ کیلو ۳۰ گرام ۹۰۰ ملی گرام چاندی ہے، اس کی قیمت ادائیگی کے دن بازار سے معلوم کر کے ادا کر دیں۔ (ایضاح المسائل ۱۳۰)

وإن كان دينا كان للزوج أن يحبسہ ولا يدفع غيره؛ لأن الدراهم والدنانير لا تتعینان لعقود المعاوضات وإن عینت إلا إذا كانت نقرة، أو تبرأ، أو ذهباً، أو فضة؛ فإنها تتعین إذا عینت وإذا ورد الطلاق قبل الدخول لها، ففي كل موضع كان للرجل أن يعطيها غيره. (تاتارخانیة، کتاب النکاح، الفصل السابع عشر، زکریا ۴/۶۳، رقم: ۵۸۴۳)

وعندهما في الفصلين جميعاً يؤدي قيمتها يوم الأداء في النقصان درهمين، ونصفاً. وفي الزيادة عشرة هما يقولان: الواجب جزء من النصاب وغير المنصوص عليه حق لله تعالى غير أن الشرع أثبت له ولاية أداء القيمة اما تيسرا عليه وأما نفلا للحق والتسير له في الأداء دون الواجب. (بدائع الصنائع، کتاب الزکاة، فصل في التصرف في مال الزکاة قديم ۲/۲۳، جديد زکریا ۲/۱۱۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۱/۳/۳۷ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۴۴۲۰)

مہر فاطمی میں چاندی کی قیمت دی جائے تو کوئی قیمت معتبر ہوگی؟

سوال [۵۸۹۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مہر فاطمی میں چاندی کا وزن ایک کلو سے زائد ہوتا ہے، اگر کوئی شخص چاندی کے بجائے اس کی قیمت ادا کرے تو کوئی قیمت لگائی جائے گی؛ اس لئے کہ صراف کی دوکان میں الگ بھاؤ ہوتا ہے اور سرکاری بھاؤ الگ ہوتا ہے اور دونوں بھاؤ میں تقریباً دو ڈھائی ہزار روپیہ فی کلو کا تفاوت ہو جاتا ہے۔

فریقین میں اختلاف ہو گیا لڑکی والے صراف کی دوکان کے حساب سے قیمت لگاتے ہیں اور لڑکے والے سرکاری بھاؤ کے حساب سے لگاتے ہیں؛ کیونکہ روپے پیسے کا مول سرکاری ہے یعنی پبلک نہیں؟ آپ محقق و مدلل جواب عنایت فرمائیں کہ کس حساب سے حساب لگایا جائے گا؟

(۲) نیز ماشہ، تولہ، بھری، ان تینوں میں کیا فرق ہے؟ تینوں ہم وزن ہیں یا ان کے مابین فرق ہے؟

المستفتی: ارشد خاں شاہد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب فریقین کے درمیان اختلاف ہو گیا، اور چاندی کا بھاؤ صراف کی دوکان اور سرکاری دوکان میں الگ الگ ہے، تو ادا نیگی کے دن کی خریداری کے بھاؤ کا اعتبار ہوگا، دونوں فریق ادا نیگی کے دن بازار میں جا کر قیمت معلوم کر لیں، اس روز جو قیمت بازار میں ہوگی وہی ادا کی جائے گی۔ (مستفاد: ایضاح النوادر ۳۸)

عند أبي حنيفة في الزيادة والنقصان جميعاً يؤدى قيمتها يوم الحول.
وعندهما في الفصلين جميعاً يؤدى قيمتها يوم الأداء. (بدائع الصنائع، كتاب الزكاة، فصل في اموال التجارة في الزكاة، كراچی ۲/۲۳، جدید زکریا ۲/۱۱۵)

وقال ذلك والصحيح أن هذا مذهب جميع أصحابنا الخ.

(بدائع الصنائع ۲/۲، جدید زکریا ۱۱۴/۱)

(۲) تولہ اور ماشہ میں فرق یہ ہے، ۸ رتی کا ایک ماشہ ہوتا اور ۱۲ ماشہ کا ایک تولہ۔

(مستفاد: ایضاح المسائل ۱۳۰، ایضاح الطحاوی ۱۹۳/۳)

بھری کے بارے میں ہم کو معلومات نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۶ جمادی الثانیہ ۱۴۲۰ھ

۲۶/۶/۱۴۲۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۱۸۶/۳۲)

ایک زمانہ کے بعد مہر کی ادائیگی کا حکم

سوال [۵۸۹۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ دریافت طلب امر یہ ہے کہ میری شادی ۱۹۴۵ء میں ہوئی تھی، اس وقت انگریزی سکہ چاندی کا روپیہ تھا تعداد مہر میں مبلغ ۳۵ روپیہ ۱۰ آنہ چھ پائی مقرر ہوئی تھی؛ لیکن احقر آج تک اس کو ادا نہ کر سکا اہلیہ کا انتقال بھی ہو گیا۔ احقر اب اس کی ادائیگی کرنا چاہتا ہے، اب اس کی تعداد کیا ہوگی اور اس کا قاعدہ کیا ہوگا؟ جس سے احقر اپنے قرض سے بری ہو جائے، اہلیہ کے بھتیجے بھی ہیں اور پانچ لڑکے ایک لڑکی ہے۔ تفصیل سے نوازیں ایک صاحب کہتے ہیں ۳۵ روپیہ دس آنہ چھ پائی کے بقدر چاندی موجودہ اوزان کے اعتبار سے دو سونے نوے، دو سو ساڑھے چون ملی گرام ہوتی ہے کیا یہ صحیح ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر اس زمانہ میں جب آپ کی شادی ہوئی تھی،

چاندی کا سکہ چلتا تھا تو آج آپ کی اہلیہ کا مہر چاندی کے ۳۵ روپیہ ۱۰ آنہ چھ پائی کا حساب لگا کر ادا کیا جائے گا اور اس کا وزن اور قیمت صرافہ سے جا کر معلوم کیا جائے کہ آج سے ۵۸

سال پہلے چاندی کا جو سکہ چلتا تھا، اس کا وزن کتنا ہوتا تھا؟
 استقرض من الفلوس الرائجة فعليه مثلها كاسدة ولا يغرم قيمتها.
 قال الشامي: أي إذا هلك وإلا فيرد عينها اتفاقاً. (درمختار مع الشامي،
 كتاب البيوع، باب المزابحة والتولية، فصل في القرض، كراجي ۵/۱۶۲،
 زكريا ۷/۳۹۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۴۲۴ھ/۶/۱۳

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱۳/جمادی الثانیہ ۱۴۲۴ھ
 (فتویٰ نمبر: الف: ۸۰۹۴۳)

مہر فاطمی کی قیمت نکاح کے وقت کے اعتبار سے دی جائے گی یا طلاق کے؟

سوال [۵۸۹۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
 بارے میں: کہ میری بہن کا تقریباً پانچ سال پہلے مہر فاطمی کے عوض نکاح ہوا تھا، اب اس کو
 طلاق ہوگئی ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس کا مہر کس حساب سے ادا ہوگا، نکاح کے
 وقت کا اعتبار ہوگا یا طلاق کے وقت کا؟ جو بھی ہو حکم شرعی سے مطلع فرمائیں عین کرم ہوگا۔
 المستفتی: محمد رضی، محلہ: چلہ مروہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر فاطمی کا وزن ڈیڑھ کلو تیس گرام نوسو ملی گرام
 چاندی ہے، جس دن وہ مہر ادا کیا جائے گا، اسی دن کی قیمت کا اعتبار ہوگا۔ (مستقاد: کفایت
 المفتی قدیم ۵/۱۲۸، جدید زکریا ۵/۱۲۷، محمودیہ ڈیڑھ اہیل ۱۲/۵۸، کتاب الفتاویٰ ۴/۴۹۰)

الزوج مخیر فی تسلیمہ و تسلیم قیمتہ..... وإنما يتقرر مهرًا
 بالتسليم، فتعتبر قيمته يوم التسليم. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح، فصل في بيان
 ادنى المهر، زکریا ۲/۵۶۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۴۳۱ھ/۸/۹

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۹/شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ
 (فتویٰ نمبر: الف: ۱۰۱۶۰۳۹)

مہر فاطمی کی مقدار اور مہر کس ریٹ سے ادا کریں؟

سوال [۵۸۹۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مہر فاطمی کی مقدار کیا ہے؟

(۲) مہر کی ادائیگی کے وقت کون سے ریٹ سے مہر ادا کئے جائیں، مارکیٹ ریٹ سے ادا کریں یا اخبار میں جو ریٹ چھپتے ہیں، ان کے حساب سے ادا کریں حکم کیا ہے؟
المستفتی: محمد یونس سیوہارا، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر فاطمی کی مقدار موجودہ گراموں کے حساب سے ڈیڑھ کلو ۳۰ گرام ۹۰۰ ملی گرام چاندی ہے اور مہر کی ادائیگی کے وقت میں آپ کے شہر اور علاقہ کی مارکیٹ اور بھاؤ کا اعتبار ہوگا؛ لہذا اس مارکیٹ میں چاندی کی جو بھی قیمت ہوگی، اسی کے اعتبار سے مہر ادا کیا جائے گا۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۲۹)

وتعتبر القيمة يوم الوجوب. وقالوا: يوم الأداء (در مختار) وتحتہ فی الشامیة: يعتبر يوم الأداء بالإجماع وهو الأصح. (شامی، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، کراچی ۲/۲۸۶، زکریا دیوبند ۳/۲۱۱، الدر المنقہ، دارالکتب العلمیة بیروت ۱/۳۰، البحر الرائق، کوئٹہ ۲/۲۲۱، زکریا ۲/۳۸۶)

ويقوم في البلد الذي المال فيه، ولو في مفاضة ويقومها ففي أقرب الأمصار إليه المالک في البلد الذي فيه المال، ولو كان في مفاضة تعتبر قيمته في أقرب الأمصار إلى ذلك الموضع. (در مختار زکریا ۳/۲۱۱، کراچی ۲/۲۸۶، فتاویٰ عالمگیری، زکریا ۱/۱۸۰، جدید ۱/۲۴) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷/ ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۹/۱۰۵۶۵)

مہر میں قیمت کا اعتبار عقد کے وقت کا ہوگا یا ادائیگی کے وقت کا؟

سوال [۵۸۹۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی شادی ۲۰۰۲ء میں ہوئی اور مہر فاطمی مہر میں طے ہوا، زید اپنا مہر اس وقت ادا نہیں کر سکا اور اس وقت چاندی کی قیمت ۸۰ روپیہ گرام تھی اور اس وقت مہر ادا کرنا چاہتا ہے، اس وقت چاندی کی قیمت ۱۰۰ روپیہ گرام ہے۔ اب زید موجودہ قیمت ادا کرے گا یا ۲۰۰۲ء کی قیمت ادا کرے گا۔

نوٹ: ندائے شاہی ماہ فروری ص: ۴۴ پر مہر کی ادنی مقدار دس درہم یا اس کے بقدر قیمت ہے، قیمت کا اعتبار عقد کے وقت کا ہوگا، ادائیگی کے وقت کا نہیں؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب مہر فاطمی متعین ہوا ہے، تو اصلاً مہر فاطمی ہی دینا چاہئے اور وہ پانچ سو درہم چاندی ہیں، موجودہ اوزان کے اعتبار سے ڈیڑھ کلو ۳۰ گرام ۹۰۰ ملی گرام ہے، بیوی کو اسی مہر کے مطالبہ کا حق بدستور باقی رہتا ہے، ہاں البتہ شریعت نے ادائیگی کی آسانی کے لئے مہر کا بدل قیمت دینے کی بھی اجازت دی ہے۔

رسالہ ندائے شاہی کی عبارت دیکھی گئی، اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ادائیگی کے وقت کیا بیوی کو مہر فاطمی کے مطالبہ کا حق نہیں رہتا ہے؟ اگر شوہر یوم العقد کی قیمت دینا چاہے اور بیوی قیمت کے بجائے اصل مہر فاطمی کا مطالبہ کرے تو کیا فیصلہ ہونا چاہئے؟ ظاہر بات ہے کہ بیوی کو اپنا بعینہ مہر فاطمی کے مطالبہ کا حق حاصل ہے، تو بدل کی صورت میں اس وقت کی قیمت کے مطالبہ کا بھی حق ہوگا اور رسالہ ندائے شاہی میں جو یوم العقد کی قیمت کا اعتبار لکھا ہوا ہے اور وہی موضوع بحث بھی بنا ہوا ہے، تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ قیمت لگانے کے بارے میں فقہاء کے جزئیات دو طرح ہیں:

(۱) وہ جزئیات جس میں یوم العقد کی قیمت کے اعتبار کرنے کو لکھا گیا ہے۔
 (۲) وہ جزئیات ہیں جس میں یوم الاداء کی قیمت کا اعتبار کیا گیا ہے، رسالہ
 ندائے شاہی کے مضمون نگار نے پہلی قسم کی جزئیات کو دیکھ کر یوم العقد کی قیمت کا اعتبار
 لکھا ہے، جو رائج اور مفتی بہ قول نہیں ہے؛ بلکہ رائج اور مفتی بہ قول یہی ہے کہ یوم الاداء
 کی قیمت کا اعتبار کیا جائے گا؛ البتہ یوم العقد کی قیمت کے اعتبار کی یہ شکل ہو سکتی ہے کہ
 عقد کے وقت مہر فاطمی کی قیمت بھی اسی وقت لگا کر نکاح کی رسید میں صراحت کر دی گئی
 ہو، تو ایسی صورت میں اصل مہر چاندی نہیں ہوتا ہے؛ بلکہ اس کا بدل جو عقد کے وقت
 میں بنا تھا وہی اصل مہر بن جائے گا، مثلاً نکاح کی رسید میں اس طرح صراحت کر دے
 کہ مہر فاطمی ہے، جس کی قیمت آج فلاں تاریخ کو اتنے روپے بنتے ہیں، تو یوم العقد
 میں قیمت لگا کر اگر روپیہ کی صراحت کر دی گئی ہے، تو پھر یوم العقد کا اعتبار درست ہے،
 ورنہ یوم الاداء کا اعتبار کرنا ضروری ہوگا۔

ولا يجوز دفع غيره من غير رضاها، فكان مستقراً مهنراً بنفسه
 في ذمته، فتعتبر قيمته يوم الاستقرار وهو يوم العقد فأما الثوب وإن وصف
 فلم يتقرر مهنراً في الذمة بنفسه؛ بل الزوج مخير في تسليمه وتسليم
 قيمته في إحدى الروايتين على ما نذكر إن شاء الله، وإنما يتقرر
 مهنراً بالتسليم فتعتبر قيمته يوم التسليم. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح،
 فصل في بيان أدنى المهر، زكريا ۵۶۴/۲) فقط والله سبحانه وتعالى اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۴۲۶/۲/۳۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۴ صفر المظفر ۱۴۲۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۷/۸۶۷۵)

شوہر کا مہر دینے سے انکار کرنا

سوال [۵۸۹۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ محمد زید نے رقیہ کو چار آدمی کی موجودگی میں تین طلاقیں دیدیں۔
اب محمد زید رقیہ کو مہر دیئے کو منع کر رہا ہے؛ لہذا آپ سے درخواست ہے کہ اس مسئلہ
میں شریعت کیا کہتی ہے؟ آپ اس کو قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح فرمادیں۔

المستفتی: محمد سراج الدین، رحمت نگر، گلی نمبر ۱۱۱/۱۱۱

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر کے ذمہ میں واجب ہو جانے کے بعد اس کو
ادا کرنا لازم ہوتا ہے؛ لہذا مسئلہ صورت میں جب شوہر نے بیوی کو طلاق دیدی اور مہر اس
کے ذمہ لازم ہو چکا تھا، تو اس مہر کو ادا کرنا ضروری ہوگا، شوہر کا مہر ادا کرنے سے منع کرنا شرعاً
جائز نہیں ہے، مہر کا ادا کرنا اس پر بہر حال واجب ہے۔

والمہر یتأكد بإحدى معان ثلاثة: الدخول، والخلوۃ الصحیحة،
وموت أحد الزوجین..... حتی لا یسقط منه شیء بعد ذلک. (ہندیہ، کتاب
النکاح، الباب السابع فی المہر، الفصل الثانی فیما یتأكد بہ المہر، زکریا قدیم ۱/۳۰،
زکریا جدید ۱/۳۷۰)

فحاصلہ أن المہر یجب بالعقد و یتأكد بإحدى معان ثلاث الدخول،
والخلوۃ الصحیحة. (البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۱۴۳، زکریا ۳/۲۵۱، ۲۵۲)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال: (إلى قوله) ألا لا تظلموا، ألا لا تظلموا، ألا لا تظلموا، أنه لا يحل
مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مسند إمام أحمد بن حنبل ۵/۷۳،
رقم: ۲۰۹۷۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳/۱/۱۰ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۵۸۲)

شوہر بیوی کو طلاق دے کر مہر نہ دے تو کیا حکم ہے؟

سوال [۵۸۹۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: زید اور ہندہ دونوں میاں بیوی ہیں، ان دونوں میں کچھنا اتفاقی ہوئی، زید ہندہ کو طلاق دینا چاہتا ہے؛ لیکن وہ مہر دینے پر تیار نہیں ہے، ہندہ کہتی ہے کہ مجھے میرا مہر دیجئے اور طلاق دیجئے، مہر دس ہزار روپیہ اور موجودہ زیور ہے از روئے شرع مطلع فرمائیں کہ لڑکی اپنے حق کی حقدار ہوئی یا نہیں؟ اور ایسی صورت میں زید پر کیا حکم عائد ہوتا ہے؟

المستفتی: عبدالحی، بھوچپوری، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طلاق دینے کا حق شوہر کا ہے، اس پر کوئی جبر نہیں ہے، اگر وہ اپنے اختیار سے طلاق دیدے گا تو شوہر کے اوپر پورا مہر ادا کرنا اور سامان جہیز کا واپس کر دینا واجب ہوگا۔

أن تأجيل المهر إلى غاية معلومة نحو شهر، أو سنة صحيح، وإن كان لا إلى غاية معلومة (إلى قوله) قال بعضهم يصح وهو الصحيح وهذا لأن الغاية معلومة في نفسها وهو الطلاق، أو موت الخ. (فتاویٰ عالمگیری، کتاب النکاح، الباب السابع في المهر، الفصل الحادي عشر في منع المرأة نفسها، زکریا قدیم ۱/ ۳۱۸، زکریا جدید ۱/ ۳۸۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۳/۱۱۹۷)

نا قابل جماع عورت کا مہر

سوال [۵۸۹۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری لڑکی کی شادی آج سے تقریباً آٹھ ماہ قبل محمد عالم کے ساتھ ہوئی تھی، نکاح کے بعد رخصتی ہوئی، رات جب دونوں ایک جگہ ہوئے تو میری لڑکی حق زوجیت ادا نہ کر سکی؛ کیونکہ اس کی شرمگاہ بند تھی، اس کے بعد بھی وہ تین بار اپنے شوہر کے پاس گئی؛ لیکن حق زوجیت ادا نہ کر سکی، اب میرے گھر پر ہے اور اس کو طلاق ہو رہی ہے، ان حالات کے مد نظر میری لڑکی کو مہر نکاح لینا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: سراج الدین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر یہ بات تحقیق سے ثابت ہو چکی ہے کہ لڑکی کی شرمگاہ تنگ ہونے کی وجہ سے وہ قابل مجامعت نہیں ہے اور اس کی ڈاکٹری چانچ بھی ہو چکی ہے اور لڑکی والے بھی اس بات کا اقرار کر رہے ہیں، تو ایسی صورت میں میاں بیوی کے درمیان جو تنہائی ہوئی ہے، شرعی طور پر یہ تنہائی معتبر نہیں ہے؛ اس لئے اب اگر طلاق ہو جاتی ہے، تو یہ قبل الدخول طلاق کے حکم میں ہے، تو ایسی صورت میں شوہر پر صرف نصف مہر ادا کرنا واجب ہوتا ہے؛ لہذا فرزانہ آدھا مہر مانگنے کا حق رکھتی ہے، پورا مہر اس کو نہیں ملے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۳/۲۶۸، جدید ڈابھیل ۱۲/۱۰۳، عزیز الفتاویٰ ۱/۴۴۰)

وإن طلقها قبل الدخول، والخلو، فلها نصف المسمى. (هدایۃ، کتاب

النکاح، باب المہر اشرفی دیوبند ۲/۳۲۴)

ومن الموانع لصحة الخلو أن تكون المرأة رتقاء، أو قرناء، أو عفلاء

أو شعراء، كذا في التبيين. (عالمگیری، زکریا قدیم کتاب لنکاح، الباب السابع في المهر الفصل الثاني فيما يتأكد به المهر والمتعة قدیم ۱/۳۰۳، جدید ۱/۳۷۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۶۱۳۶)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۶/۴/۱۴۲۳ھ

رتقاء کو طلاق دینے پر نصف مہر لازم

سوال [۵۸۹۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: میرے بھائی کی شادی آٹھ ماہ پہلے ہوئی تھی، لڑکی اس قابل نہیں ہے کہ حق زوجیت ادا کر سکے اس کی شرمگاہ بند ہے، اس وجہ سے لڑکی حق زوجیت ادا نہیں کر سکتی ہے، ڈاکٹروں کے مشورہ کے مطابق اس کا علاج امریکہ میں ہو سکتا ہے، دوران علاج جان کا بھی خطرہ ہے، علاج کے لئے اتنا خرچ نہ لڑکی والے کر سکتے ہیں اور نہ لڑکے والے۔ اور اس مرض کا علم لڑکی والوں کو پہلے سے تھا، لڑکے والوں کو دھوکہ دے کر رکھا گیا، یہ پتہ چلا ہے کہ وہ اپنی لڑکی کو دولہن دیکھنا چاہتے تھے، لڑکی سسرال میں تین دن رہ چکی ہے، تینوں مرتبہ حق زوجیت ادا نہ کر سکی۔

اب لڑکی اپنے گھر رک گئی ہے طلاق کی نوبت آگئی ہے، لڑکی کے والدین مہر کا مطالبہ کر رہے ہیں، ان حالات میں لڑکے پر مہر ادا کرنا واجب ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: محمد عتیق، بروالان، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس عورت کی شرمگاہ اس طرح بند ہو کہ حق

زوجیت پورا نہ ہو سکے، تو جب اس کا شوہر اسے طلاق دیدے، تو اس کا نصف مہر شوہر کے ذمہ واجب ہوتا ہے۔

كما في الهداية: فليست الخلوة صحيحة حتى لو طلقها كان لها نصف المهر؛ لأن هذه الأشياء موانع. وفي الفتح: ومن فصل الموانع ذكر منها الرق، والقرن، والعفل. (فتح القدير، كتاب النكاح، باب المهر، ذكرها ۳/۳۲۰،

کوئٹہ ۲۱۷/۳، دارالفسکر بیروت ۳/۳۳۲، تنویر الأبصار مع الشامیہ، کراچی ۳/۱۱۴،
زکریا ۲۵۰/۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۷/ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۸۱۷۷)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۷/۴/۱۴۱۷ھ

رخصتی سے قبل طلاق کی صورت میں مہر کی ادائیگی کا حکم

سوال [۵۸۹۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک جگہ میرے بڑوں نے میرا رشتہ طے کر دیا، ۱۵/۲۰ دن کے بعد میرے دل میں والدہ کو حج پر لے جانے امنگ پیدا ہوئی ہے، سوچا کہ اگر نکاح ہوتا تو میں ان کا بھی فارم بھر کرتیوں لوگ ساتھ چلیں گے، پھر ایسا ہو گیا کہ اس لڑکی سے میرا نکاح ہو گیا، میں نے پاسپورٹ کی تیاری شروع کر دی، کچھ ٹائم کے بعد مجھے پتہ چلا کہ جس لڑکی سے میرا رشتہ یعنی نکاح ہوا ہے، وہ لڑکی کریکٹر کی غلط ہے، اس پر میں نے غور و فکر شروع کر دی سچائی سامنے آتی چلی گئی میں نے اس لڑکی سے فون پر بات کر کے سب کچھ بتا دیا، جس کے میں نے ثبوت حاصل بھی کئے، مجھے نفرت تو ہوئی پھر بھی میں نے سوچا کہ اسے نبھانے کی کوشش کر لیں گے، مگر نکاح کے بعد بھی اس نے کسی لڑکے سے اپنا گندہ تعلق بنانے کی پوری کوشش کی؛ جو کہ نہایت گندگی بھری کیسٹ ہے، جو کہ میں نے حاصل کر لی۔

اب مجھے پوری طرح نفرت ہو گئی، اور میں نے اس سے فون پر ہی تین بار طلاق لفظ کہہ کر اپنے معاملے کو پاک صاف کر لیا، اب وہ بھی اپنے میکے میں ہے، رخصت نہیں ہوئی تھی، رخصتی عید پر ہوگی، صرف نکاح ہوا تھا۔ اب مجھے برائے مہربانی بتائیں شریعت کی رو سے اس کا میرے اوپر کیا حق بنتا ہے اور کیا مجھے دینا ہے، اس کے مہر ۵۰ ہزار

روپیہ بندھے تھے، کیا مہر دینا ہے اور کتنا دینا ہے؟ مجھے آگاہ کریں تاکہ اس قرض کو ادا کر کے میں سبکدوش ہو جاؤں۔

المستفتی: پیر غیب، کھنٹی گلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس لڑکی سے پچاس ہزار روپیہ مہر پر عقد نکاح کیا، پھر رخصتی سے پہلے اس کو تین طلاق دیدی ہے، تو وہ زوجیت سے خارج ہو چکی ہے۔ اور اس طرح رخصتی سے پہلے طلاق دینے سے شرعاً نصف مہر ادا کرنا لازم ہو جاتا ہے؛ لہذا پچاس ہزار روپیہ مہر میں سے پچیس ہزار روپیہ ادا کرنا لازم ہوگا، اس کے علاوہ اور کسی چیز کے مطالبہ کا حق باقی نہیں رہے گا۔

وَأَنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ. [البقرہ: ۲۳۷]
وللمطلقة قبل الدخول نصف المفروض. (تاتارخانیۃ،
زکریا ۴/۲۲۰، رقم: ۶۰۲۲)

ووجب نصفه: أي نصف المهر بطلاق قبل وطء، أو خلوة. (شامی،
کتاب النکاح، باب المہر، کراچی ۱۰۴/۳، زکریا ۴/۲۳۵)
وإن طلقها قبل الدخول، والخلوة، فلها نصف المسمى. (هدایۃ،
اشرفی دیوبند ۲/۳۲۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۲/۶/۲۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹ جمادی الثانیہ ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۴۵۵)

ہمبستری سے قبل طلاق کی صورت میں مہر کا حکم

سوال [۵۹۰۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید نے نکاح کیا اور نکاح کے بعد بغیر ہمبستری کے بمبئی چلا گیا، وہاں سے اس کو تین طلاق دیدی، اس صورت میں مہر کتنا مقرر ہوگا؛ جبکہ فاطمی مہر مقرر کیا گیا تھا؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں۔

المستفتی: شیخ جمیم الدین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر شوہر کے گھر آنے کے بعد شوہر زید اور لڑکی دونوں ایک کمرہ میں تنہائی اختیار کر چکے ہیں، تو ایسی صورت میں اگرچہ ہمبستری نہیں کی ہے، پھر بھی پورا مہر ادا کرنا لازم ہوگا۔

وإن طلقها قبل الدخول، والخلوة، فلها نصف المسمى (وقوله)
وشرط أن يكون قبل الخلوة؛ لأنها كالدخول. (هداية، كتاب النكاح، باب المهر
اشرفی دیوبند ۲/۳۲۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۸/۱/۲۶ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۳۳/۵۱۶)

خلوت سے قبل طلاق کی صورت میں مہر کا حکم

سوال [۵۹۰۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے لڑکے محمد زید ولد نعمت اللہ نے ایک نکاح بغیر میرے یا کسی عزیز کے علم میں لائے کر لیا اور مہر فاطمی مقرر ہوئے؛ لیکن دونوں کے درمیان حق زوجیت قائم نہیں ہوا۔ اب کسی وجہ سے لڑکے نے کئی لوگوں کی موجودگی میں تین مرتبہ طلاقیں دیدیں؛ لہذا لڑکے کے ذمہ مہر کی ادائیگی واجب ہے یا نہیں؟

المستفتی: نعمت اللہ قریشی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب لڑکے نے اپنی منکوحہ کو رخصتی سے پہلے تین طلاق دیدی ہے، تو اس سے اس کی منکوحہ بیوی پر تین طلاق مغلطہ واقع ہوگئی ہے، اور رخصتی اور خلوت سے پہلے طلاق دینے سے نصف مہر واجب ہوتا ہے؛ لہذا جو مہر فاطمی مقرر ہوا ہے، اس کا نصف ادا کرنا لازم ہو جائے گا۔

وإن طلقها قبل الدخول بها، والخلوة، فلها نصف المسمى؛ لقوله تعالى: وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن. الآية (هداية، كتاب النكاح، باب المهر، اشرفي دیوبند ۲/۳۲۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کاتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۴ ربیع الاول ۱۴۲۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۹۳۹۶/۳۸)

خلوت صحیحہ سے قبل طلاق کی صورت میں مہر کا حکم

سوال [۵۹۰۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی شادی زینب کے ساتھ مہر متعینہ سے ہوئی چھ سات مہینہ گزر گئے، مگر ابھی تک میاں بیوی نے نہ کبھی خلوت اختیار کی اور نہ ہی کسی طرح کی بات چیت کی، ایک دن مجلس بلائی گئی اور زید کو زینب کی طرف آمادہ کیا گیا، مگر وہ اس کی طرف مائل ہونے کے بجائے حاضرین کے سامنے اس نے اپنی منکوحہ کو طلاق دیدی۔

اب ایسی صورت میں زید پر زینب کو کیا کیا چیز دینا فرض، واجب اور سنت ہے؟ مدلل اور مفصل جواب تحریر فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں عین کرم ہوگا۔

المستفتی: عبدالباری، مسکونہ بہتری، ڈاکخانہ: پھرکیہ، پورنیہ (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر نابالغ شوہر نے اپنی بیوی کو خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق دی ہے، تو شوہر پر نصف مہر ادا کرنا واجب ہے، متعدد وغیرہ واجب نہیں ہے۔
 ويجب نصفه بطلاق قبل وطء أو خلوة. وفي الشامي: أي نصف المهر المذكورة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح، باب المهر، زكريا ۲۳۵/۴، کراچی ۱۰۴/۳)

وتستحب المتعة عن سواها: أي المفوضة إلا من سمى لها مهر وطلقت قبل وطء، فلا تستحب لها. (الدر المختار، باب المهر، کراچی ۱۱۱/۳، زکریا ۲۴۵/۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲۳ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۱۵۶۸/۲۵)

خلوت صحیحہ سے قبل طلاق ہو جائے تو کتنا مہر ملے گا؟

سوال [۵۹۰۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جناب مختار احمد کا عقد نکاح ہمراہ مسماۃ شاجہاں بیگم عرف بدھو سے بالعوض مبلغ ایک ہزار روپیہ نصف معجل اور نصف مؤجل عمل آیا اور نکاح نامہ کی خانہ کیفیت میں مبلغ پانچ سو روپیہ حقیقت سے وصول پائے تحریر ہوئے۔

قدرتی معذوری اور ڈاکٹری مشورہ کی وجہ سے مسماۃ شاجہاں بیگم مذکورہ کی رخصتی عمل میں نہیں آئی اور مسماۃ شاجہاں بیگم مذکورہ نے بعوض مبلغ پانچ سو روپیہ اپنے شوہر مختار احمد سے خلع کر لیا اور مابین زوجین طلاق زبانی عمل میں آگئی، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ مذکورہ بالا تفصیل کے بعد خلوت صحیحہ سے پہلے شاجہاں نے طلاق لے لی، تو کل مہر ایک ہزار میں سے کتنے کی حقدار تھی؟

المستفتی: محمد وکیل

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شاہجہاں بیگم نے خلوت صحیحہ سے قبل بعض مہر پانچ سو روپیہ کی جائیداد پر قبضہ کر کے اپنے شوہر سے اس پر خلع کر لیا، تو اب شاہجہاں بیگم کا مہر مکمل طریقہ پر ادا ہو گیا؛ اس لئے کہ خلوت صحیحہ سے قبل طلاق دینے پر نصف مہر واجب ہوتا ہے اور اس پر شاہجہاں نے قبضہ کر کے خلع کر لیا۔ اب وہ بقیہ پانچ سو روپیہ کی مستحق نہیں ہے۔

فإن طلقها قبل الدخول بها، فلها نصف. (هدایة، کتاب النکاح، باب المہر اشرفی دیوبند ۲/۳۳۰) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۲ھ/۸/۵

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵ شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۵۵۰)

طلاق قبل الدخول کی صورت میں مہر اور نکاح کے خرچہ کا حکم

سوال [۵۹۰۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کا نکاح رقیہ سے ہوا (رخصتی نہیں ہوئی) مہر دس ہزار نصف مہجّل اور نصف غیر مہجّل تھے۔ زید اپنی مردانی کمزوری کی وجہ سے رخصتی کرنے کو تیار نہیں ہے اور رقیہ کے عزیز بھی ان حالات میں یہی بہتر سمجھ رہے ہیں کہ رخصتی نہ کی جائے۔

(۱) سوال یہ ہے کہ اگر زید رقیہ کو طلاق دیتا ہے، تو رقیہ مہر کی حقدار ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کتنے مہر کی؟

(۲) نکاح کے موقع پر رقیہ کے والدین کا قریب چار ہزار روپے خرچہ ہوا، وہ روپے ان کو زید سے لینا چاہئے یا نہیں؟ اور کتنا لینا چاہئے۔ جواب سے نوازیں کر مہوگا۔

المستفتی: محمد انصاری، مغل پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) قبل رخصتی طلاق دینے سے نصف مہر دینا

شوہر کے ذمہ لازم ہے۔

وإن طلقها قبل الدخول، والخلوة، فلها نصف المسمى'. (ہدایۃ، کتاب

النکاح، باب المہر اشرفی دیوبند ۲/۳۲۴، فتاویٰ عالمگیری، جدید ۱/۳۷۴، قدیم

زکریا ۱/۳۰۸، زیلعی امدادیہ ملتان ۲/۱۳۸، زکریا ۲/۵۳۹)

(۲) نکاح کے موقع پر رقیہ کے والدین نے جو خرچ کیا ہے زید سے اس کا مطالبہ

شرعاً جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحمیہ قدیم ۳/۲۸، جدید زکریا ۸/۳۰۷)

لارجوع فیما تبرع عن الغير. (قواعد الفقہ، اشرفی دیوبند ۱۰۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۹ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۷۲۵/۱۷۷۱)

طلاق ثلاثہ کے بعد دین مہر اور جہیز کا حکم

سوال [۵۹۰۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ طلاق ثلاثہ کے بعد لڑکی کا مہر لڑکے کے ذمہ واجب ہے یا نہیں؟ اور جو لڑکی

کے باپ نے سامان جہیز دیا ہے، وہ لڑکے کے گھر موجود ہے، وہ بھی واپس ہو سکتا ہے یا

نہیں؟ اور اس لڑکی کے دو بچے ہیں ایک لڑکا اور ایک لڑکی، لڑکی کی عمر ۴ سال، لڑکا ۵ ماہ کا

ہے، لڑکی اپنے بچوں کو لے کر اپنے باپ کے گھر آگئی ہے بچوں کا کیا ہوگا؟

مندرجہ ذیل سوالوں کا جواب مطلوب ہے۔

(۱) میری مطلقہ ثلاثہ لڑکی کا دین مہر لڑکے (شوہر) کے ذمہ موجود ہے، تو کیا اس کو

دینا ضروری ہے یا نہیں؟ جبکہ لڑکے نے تینوں طلاقیں دیدی ہیں؟

(۲) لڑکی کا سامان جہیز بھی لڑکے کے یہاں ہے، تو کیا لڑکے پر اس کا واپس کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

(۳) لڑکی کے دو بچے ہیں، ایک لڑکی ۳ سال اور لڑکا ۵ ماہ کا ہے، ان کا حق پرورش کس کو ہے اور پرورش کے خرچ کا ذمہ دار کون ہوگا لڑکی یا لڑکا؟

المستفتی: گوچن بیگ، محلہ: اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر کی طرف سے شرعی طلاق سے تفریق ہوگئی ہے، تو شوہر پر پورے دین مہر ادا کرنا واجب ہے اور بیوی کے سامان جہیز اس کو واپس کر دینا واجب ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۸/۳۵۷)

اور لڑکا ۷ سال کی عمر تک اور لڑکی بالغ ہونے تک بیوی اپنی پرورش میں رکھ سکتی ہے، اس عرصہ میں بچوں کے اخراجات شوہر پر لازم رہیں گے۔

فعليه المسمى إن دخل بها، أو مات عنها؛ لأنه بالدخول يتحقق تسليم المبدل وبه يتأكد البدل وبالموت ينتهي النكاح نهائيه (إلى قوله) فيتقرر بجميع مواجبه. (هداية، كتاب النكاح، باب المهر اشرفي دیوبند ۲/۳۲۴)

والحاضنة أمّا، أو غيرها أحق به أي بالغلام حتى يستغني عن النساء وقدر بسبع وبه يفتى (إلى قوله) أحق بها بالصغيرة حتى تحيض أي تبلغ في ظاهر الرواية. (الدر المختار، باب الحضانة، كراچی ۳/۵۶۶، زکریا ۵/۲۶۷)

ونفقة أولاد الصغار على الأب. (هداية، اشرفي ۲/۴۴۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱/رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/۸۹۱)

خلوت صحیحہ کے بعد مہر اور عدت کا حکم

سوال [۵۹۰۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ رقیہ کا نکاح زید سے ہوا، نکاح کے وقت رقیہ نے زبان سے اقرار نہیں کیا؛ بلکہ دستخط کر دیئے، پھر رخصتی ہو کر سسرال چلی آئی، رات میں پہلی ملاقات رقیہ کی زید سے ہوئی، تو رقیہ زید کو دیکھتے ہی چیخ ماکر بیہوش ہو جاتی ہے، اتنے میں زید نے امی کو آواز دی، پھر رقیہ کو باہر لایا گیا، رقیہ صبح اپنے میکہ آ جاتی ہے، رقیہ کے بیہوش ہونے کی وجہ یہ تھی کہ پہلے سن چکی تھی کہ لڑکے کی عمر زیادہ ہے، مگر اس کو یقین نہ آیا، یقین اس وقت آیا جبکہ پہلی ملاقات ہوئی، رقیہ بتا رہی ہے کہ لڑکے کی عمر تقریباً ۵۵ سال ہے؛ جبکہ لڑکی کی عمر ۲۲ سال ہے، بہر حال تمام حالات اپنے میکے والوں کو بتادئے لڑکی والوں نے لڑکے سے طلاق دلوا دی۔

اب دریافت یہ کرنا ہے کہ لڑکی پر عدت واجب ہے یا کفارہ ادا کرنا ہوگا، کیوں کہ رقیہ بتاری ہے کہ زید کا میرے جسم پر ہاتھ تو درکنار سلام و کلام تک نہیں ہوا۔ اور یہ بتائیں مہر ادا کرنا ہوگا یا نہیں؟ اگر ادا کرنا ہوگا تو کتنا لڑکی والوں کو یا لڑکے والوں کو؟ حدیث کی روشنی میں حوالوں کے ساتھ وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: شہناز بیگم، پرنس روڈ-۶/مغلیہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب میاں بیوی میں خلوت صحیحہ ہوگئی ہے، تو پوری طرح مدخول بہا کا حکم وجوب مہر اور وجوب عدت کے بارے میں لگ جائے گا؛ لہذا رقیہ پر عدت گزارنا واجب ہوگا اور اگر رقیہ نے مہر معاف نہیں کیا ہے اور نہ ہی خلع وغیرہ کیا ہے، تو زید پر پورا مہر ادا کرنا لازم ہوگا اور مہر شوہر ہی پر واجب ہوا کرتا ہے۔

وإذا خلا الرجل بامرأته وليس هناك مانع من الوطئ، ثم طلقها، فلها كمال المهر..... وعليها العدة في جميع هذه المسائل. (هداية، كتاب النكاح، باب المهر اشرفي دیوبند ۲/۳۲۵-۳۲۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱۹ محرم الحرام ۱۴۱۲ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۲۹/۲۷۹)

خلوت صحیحہ کے بعد کتنا مہر لازم ہے؟

سوال [۵۹۰۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ سائل کی شادی ۱۰ دسمبر ۲۰۰۴ء کو انجام پذیر ہوئی، شب عروسی میں جب میں دولہن کے کمرے میں گیا، تو وہ دیوانوں جیسی حرکتیں کرنے لگی کہ میرے قریب مت آنا میں تیری صورت سے نفرت کرتی ہوں، میں تیرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی، تو نے اگر میرا جسم چھونے کی کوشش کی تو میں چھت پر سے نیچے کود جاؤں گی، میں نے ذرا سختی اختیار کی تو وہ فوراً کمرہ سے باہر چلی گئی اور اپنی چوڑیاں توڑ ڈالیں اور خودکشی کرنے پر آمادہ ہو گئی اور گھر کی عورتوں کے سامنے بھی دیوانگی کی حرکتیں کیں، دو ماہ سے وہ اپنے ماں باپ کے گھر ہے، اس حالت میں اگر اس کو طلاق دیتا ہوں تو کیا یہ میرا عمل شریعت کی رو سے جائز ہوگا یا نہیں اور چونکہ میں حق زوجیت ادا کرنے میں ناکام رہا، تو کیا اس کے مہر کی رقم ادا کرنا مجھ پر لازم ہوگا؟

المستفتی: ضیاء الرحمن، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب میاں بیوی دونوں نے ایک کمرہ میں تنہائی اختیار کر لی اور کمرہ کا دروازہ بند کر کے تنہائی حاصل ہو گئی۔ نیز شوہر کا خود اس بات کا اقرار کرنا کہ میں نے اس سے ہمبستری پر سختی اختیار کی تو معلوم ہوا کہ اس خلوت میں آگے بھی کچھ کام ہوا ہے اور مستفتی سے زبانی معلوم ہوا کہ شوہر نے اس بات کا بھی اقرار کیا ہے کہ لڑکی کے بغل کے بال کافی لمبے لمبے تھے، اس نے اس کو صاف نہیں کیا ہے؛ لہذا مذکورہ صورت میں خلوت صحیحہ پائی گئی؛ اس لئے اب اگر شوہر اپنی مرضی سے طلاق دے گا تو پورا مہر ادا کرنا لازم ہوگا۔

عن محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مرسلاً: من كشف خمار امرأة ونظر إليها، فقد وجب الصداق دخل بها، أو لم
يدخل. (السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الصداق، دار الفكر بيروت ۵۱/۱۱، رقم: ۱۴۸۵۰)
وروي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، أنه قال من كشف خمار
امرأته ونظر إليها وجب الصداق دخل بها، أو لم يدخل وهذا نص في الباب.
(بدائع الصنائع، كتاب النكاح، فصل و أما بيان ما يتأكد به المهر، كراچی ۲/۲۹۲، جدید
زکریا ۵۸۵/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۷۳۲/۸۶)

مطلقہ مدخولہ کا مہر کتنا ہے، نصف یا کامل؟

سوال [۵۹۰۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل
کے بارے میں: کہ ایک لڑکی جس کی شادی کو تقریباً پونے دو سال گزر گئے ہیں، وہ اپنے
شوہر کے ساتھ، شوہر کے ماں باپ و بھائی بہن کے ساتھ راضی خوشی سے رہ رہی ہے اور اس
کا ایک ۵/۵ ماہ کا بیٹا بھی ہے، ایک دن اچانک صبح ۱۱ بجے اپنے شوہر کی غیر موجودگی میں
ساس و نند سے چھپ کر اپنے اس بچے کو ساتھ لے کر اپنی سسرال سے بھاگ کر اپنے
والدین کے گھر چلی گئی ہے، شوہر کو جب اس بات کا پتہ چلا تو شوہر نے اپنے ایک عزیز کو اس
کے والدین کے گھر دیکھنے کے لئے بھیجا، اس شخص کے معلوم کرنے پر اس نے بتایا کہ میں
اپنی سسرال والوں کو دھوکہ دے کر اپنے والدین کے گھر آ گئی ہوں۔

اب میں وہاں نہیں جاؤں گی، میں اپنے والدین کے گھر رہ کر اپنا مستقبل بناؤں
گی یا مجھے میرے شوہر کے والدین سے علیحدہ مکان لے کر دیدو، اس کا یہ بیان ہے کہ میرا

شوہر پانچ روپیہ کا بھی آدمی نہیں ہے، مجھے شوہر نہیں چاہئے، مجھے اس بچے کے لئے باپ کا نام چاہئے، اس کے گھر سے بھاگ جانے اور اس کی اس بیان بازی سے اس کا شوہر سخت ناراض ہے اور وہ بھی اس لڑکی کو جو ابھی تک اس کی بیوی ہے، اپنے گھر میں یا اپنے دل میں کوئی جگہ دینا نہیں چاہتا؛ لہذا میں مسئلہ یہ جاننا چاہتا ہوں کہ ان حالات میں اور لڑکی کے اس طرح کے بیان سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ کیا لڑکی اپنے اس شوہر سے طلاق چاہتی ہے؛ جبکہ وہ اپنی زبان سے طلاق کا لفظ ادا کرنا نہیں چاہتی، کیا اس طرح گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی کو شوہر اگر اپنی طرف سے طلاق دے، تو کیا لڑکی اپنے اس مہر کی حقدار ہے، جو حق مہر شوہر کی طرف واجب ہے یا نہیں؟

المستفتی: تحسین جمال،

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال میں ذکر کردہ حالت میں طلاق واقع ہو جائے تو بھی شوہر کے ذمہ مہر کی ادائیگی لازم رہے گی بغیر ادا کئے ساقط نہ ہوگا خواہ بیوی کا قصور ہو۔

وإذا تأكد المهر بما ذكر لا يسقط بعد ذلك، وإن كانت الفرقة من

قبلها. (شامی، کتاب النکاح، باب المہر، کراچی ۱۰۲/۳، زکریا ۴/۲۳۳)

إنما يتأكد لزوم تمامه بالوطء ونحوه. (شامی، کراچی ۱۰۲/۳،

زکریا ۴/۲۳۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۵ھ/۷/۸

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸/رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۸۴۹/۳)

بدکارہ بیوی کو طلاق دینے کے بعد مہر کا حکم

سوال [۵۹۰۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کے پاس ایک موبائل برآمد کیا، جو میں نے اپنی بیوی کو نہیں دیا تھا، جب میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا کہ کہاں سے ملا، تو وہ لڑنے لگی اور زور زور سے شور مچانے لگی اور میرے اوپر طلاق دینے کے لئے دباؤ ڈالنے لگی اور مجھ سے جھگڑا کر کے بچوں کو روتا ہوا چھوڑ کر گھر سے نکل گئی اور جب میں اسے ڈھونڈتا ہوا جامع مسجد پارک کے سامنے ایک دوکان پر پہنچا جہاں پر مجھے اس کے ہونے کا شک تھا، تو وہ ہاں پر ایک شخص کے ساتھ موجود تھی، مجھے دیکھ کر وہ زور زور سے چیخنے لگی کہ مجھے طلاق دے، میں نے اسے وہیں پر تین طلاق دیدی اور وہ اس شخص کے ساتھ موٹر سائیکل پر بیٹھ کر چلی گئی۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ مہر دینا ہے یا نہیں؟ طلاق ہوئی یا نہیں طلاق کا اقرار بھی کرتی ہے؟

المسفتی: ریاض الدین، فیل خانہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسئلہ صورت میں جب آپ نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی ہیں، تو طلاق مغلطہ وقع ہو کر بیوی قطعی طور پر حرام ہو چکی ہے، اب آپ کے لئے اس کو بیوی بنا کر اپنے پاس رکھنا قطعاً جائز نہیں ہے؛ بلکہ اس سے علیحدگی لازم ہے۔ نیز آپ کے ذمہ مقررہ مہر کی ادائے گی بہر حال لازم اور ضروری ہے۔

ولو قال لزوجته: أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثاً. (الأشباه،

قدیم مطبع دیوبند ۲۱۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، أو ثنتين في الأمة، لا يحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (تاتار حانية، زکریا ۱۴۷/۵، رقم: ۷۵۰۳، ومثله في الفتاوى العالمگیری، زکریا ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱)

ويتأكد عند وطء، أو خلوة صحت من الزوج، أو موت أحدهما (درمختار) وتحت في الشامية: إنما يتأكد لزوم تمامه بالوطء ونحوه.

(شامی، کراچی ۱۰۲/۳، زکریا ۲۳۳/۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۵۸۹)

شوہر پر دباؤ ڈال کر طلاق لینے کی صورت میں مہر اور جہیز کا حکم

سوال [۵۹۱۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد انیس عرف گڈو کی بیوی کے گھر والے طلاق لینا چاہتے ہیں؛ حالانکہ کئی پنچایت ہوئیں اور اس میں محمد انیس نے پنچایت کی جانب سے لڑکی والوں کی ساری شرائط کو منظور کرتے ہوئے اپنی بیوی کو رکھنا چاہا اور اپنا گھر بسانا چاہا، سارے فیصلے اور پنچایت کے سارے شرائط ماننے کے باوجود لڑکی والے لڑکے سے طلاق لینا چاہتے ہیں، کیا اس صورت میں مہر اور سامان کو واپس کرنا ہے یا نہیں؟ وضاحت سے مدلل جواب دیں۔

المستفتی: محمد انیس عرف گڈو، خلونئی بستی گلی-۶ مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مسئلہ میں جب لڑکا لڑکی والوں کی تمام شرائط ماننے کو تیار ہے، تو اس پر بلاوجہ طلاق کا دباؤ ڈالنا صحیح نہیں ہے، تاہم اگر وہ طلاق دینے پر تیار ہو جائے تو دو شکلیں ہیں:

- (۱) اگر بلا کسی شرط کے طلاق دے گا تو مہر اور سامان سب واپس کرنا لازم ہوگا۔
- (۲) اگر اس شرط پر طلاق دے کہ میں مہر نہیں دوں گا، تو ایسی صورت میں طلاق کے بعد مہر دینا اس پر واجب نہ ہوگا اور سامان اگر ایسا ہے کہ جو خالص لڑکی کی ملک ہے، مثلاً وہ چیز جو لڑکی والوں کی طرف سے اپنی لڑکی کو دی گئی ہے، تو اس کی واپسی بہر حال لازم ہے، خواہ وہ جس حال میں ہو اور لڑکے والوں کی طرف سے دیئے گئے سامان کے بارے

میں برادری کے عرف کو دیکھا جائے گا، اگر واپسی کا عرف ہوگا، تو واپسی لازم ہوگی اور اگر واپسی کا رواج نہ ہوگا تو واپسی لازم نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ احیاء العلوم ۲۹۲/۱، کفایت المفتی قدیم ۱۲۳/۵، جدید زکریا ۱۲۳/۵)

ويسقط المهر عنه في الخلع؛ لأنه مسقط. (طحطاوي على الدر، كوئٹہ ۱۸۸/۲)

فإن خفتم ان لا يقيما حدود الله فلا جناح عليهما فيما افتدت به على ما إذا كان النشوز منها سواء كان منه نشوزاً أيضاً أو لا. (طحطاوي على الدر، كوئٹہ ۱۸۸)

لو جهز ابنته بجهاز أو سلمها ذلك ليس له الاسترداد منها ولا لورثته بعده إن سلمها ذلك في صحته؛ بل تختص به ويفتي. (شامي زكريا ۳۰۶/۴، كتاب النكاح، باب المهر كراچی ۱۵۵/۳، فتاویٰ عالمگیری، كتاب النكاح، الباب السابع في المهر الفصل السادس عشر في جهاز البنت زكريا قدیم ۳۲۷/۱، جدید ۳۹۳/۱) فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۳/۳/۶ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۷۵۴۶/۳۶)

طلاق ثلاثہ کے بعد لڑکی والوں کا مہر اور جہیز کا مطالبہ کرنا

سوال [۵۹۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد سلیمان عرف مسلم نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدیں اور اب لڑکی والے بوقت نکاح جہیز میں دیئے گئے سامان اور مہر کا مطالبہ کر رہے ہیں، تو ان کا یہ مطالبہ شرعاً کیسا ہے؟

المستفتی: عبدالغنی، بارہ دری، سرانے، حسینی بیگم کھجور والی مسجد، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب محمد سلیمان نے اپنی بیوی کو تین طلاق

دیدیں، تو طلاقیں واقع ہو کر بیوی محمد سلیمان پر حرام ہوگئی، اب بغیر شرعی حلالہ کے بیوی محمد سلیمان کے لئے حلال نہیں ہوگی۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره
نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگیری، کتاب
الطلاق، الباب السادس في الرجعة الخ، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به قديم
۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱)

والدین کی طرف سے شادی کے موقع پر لڑکی کو جو چیزیں جہیز میں دی گئیں، وہ اس کی
ملکیت ہیں، وہ کسی کا حق نہیں؛ اس لئے اب طلاق کے بعد شوہر سے جہیز اور اپنے مہر کے
مطالبہ کا حق لڑکی کو حاصل ہے۔ (مستفاد: عزیز الفتاویٰ ۴۳۵)

بل كل أحد يعلم أن الجهاز للمرأة إذا طلقها تأخذہ كله. (شامی،
کتاب النکاح، باب المہر، کراچی ۱۵۸/۳، زکریا ۳۱۱/۴)

لو جهز ابنته وسلمه إليها ليس له في الاستحسان استردادہ منها
وعليه الفتوى. (فتاویٰ عالمگیری، کتاب النکاح، الباب السابع في المہر، الفصل
السادس عشر في جهاز البنت زکریا قديم ۳۲۷/۱، جدید ۳۹۳/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۷۳۲)

کیا مطلقہ مغالطہ کا مہر اور عدت کا نفقہ شوہر پر لازم ہے؟

سوال [۵۹۱۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
بارے میں: کہ ایک لڑکی جس کا نکاح تقریباً ایک سال قبل ہوا تھا، اس دوران لڑکی اپنی
سسرال آتی جاتی رہی، اب آکر لڑکی غیر محرم کے ساتھ فرار ہوگئی، دوسرے دن لڑکی کے

سسرال والے اس کو برآمد کر کے میکہ لے آئے اور شوہر کو بلا کر تین دفعہ طلاق دلا دی؛ جبکہ شوہر نے ابھی تک مہر ادا نہیں کیا ہے، اب بعد طلاق اس منکوحہ مطلقہ کا مہر شوہر پر ادا کرنا اور عدت کا خرچہ ادا کرنا واجب ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد عرفان سنجل

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر نے چونکہ بلا شرط معافی مہر طلاق دی ہے؛ اس لئے اس پر پورا مہر ادا کرنا لازم ہے اور ناشزہ نافرمان بیوی کے لئے عدت کا خرچہ شوہر پر لازم نہیں ہوتا اور جب بیوی شوہر کو چھوڑ کر کے دوسرے مرد کے ساتھ فرار ہو گئی ہے، تو اس کا ناشزہ اور نافرمان ہونا واضح ہو گیا ہے۔

والمهر يتأكد بأحد معان ثلاثة الدخول، والخلو الصحيح، وموت أحد الزوجين سواء كان مسمى، أو مهر المثل حتى لا يسقط شيء منه بعد ذلك إلا بالإبراء من صاحب الحق. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح، فصل واما بيان ما يتأكد به المهر، زكريا ۲/۵۸۴، ہندیہ، زکریا ۱/۳۰۳، جدید ۱/۳۷۰، شامی، کراچی ۲/۱۰۲، زکریا ۴/۳۳۳)

جاءت من قبل المرأة بمعصية مثل الردة وتقبل ابن الزوج فلا نفقة لها؛ لأنها صارت حابسة نفسها بغير حق، فصارت كما إذا كانت ناشزة. (هداية ياسر نديم واشرفى ديوبند ۲/۴۴۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۸ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

۱۴۳۵ھ/۱/۱۸

(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۳۸۶)

بیوی کا طلاق و عدت کے بعد مہر کا مطالبہ کرنا

سوال [۵۹۱۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نشہ کی حالت میں شوہر نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی انیس دن کے بعد بچہ پیدا ہوا، اس کا خرچ سب شوہر نے اٹھایا بائیس دن کے بعد اپنے میکہ چلی آئی، تو اب از روئے شرع کیا بیوی کو مہر اور عدت کے خرچ میں سے کون سا مطالبہ دینا لازم ہوگا؟ لہذا سوال کا جواب شریعت کی رو سے عنایت فرمائیں۔

المستفتی: حاجی محمد یامین، لالباغ نئی آبادی، گلی-۱، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے؛ لہذا بچہ کی ولادت سے ۱۹ دن پہلے شوہر نے جو تین طلاق دی ہیں، اس کی وجہ سے بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہو گئی ہے، جس کی وجہ سے بیوی شوہر پر بالکل حرام ہو گئی ہے اور ولادت کا خرچہ برداشت کرنا شوہر کے اوپر ہر حال میں لازم ہوتا ہے، اس نے جو خرچہ برداشت کیا ہے، وہ اپنی جگہ درست ہے اور بیوی کا اپنے میکہ چلی جانا، اس لئے درست ہے کہ اب وہ اس کی بیوی نہیں رہی ہے اور بیوی کا اپنے مہر اور جہیز کا مطالبہ کرنا درست ہے، وہ سب ادا کرنا شوہر کے اوپر لازم ہے۔

قال في البدائع: وإذا تأكد المهر بما ذكر لا يسقط بعد ذلك، وإن كانت الفرقة من قبلها؛ لأن البدل بعد تأكده لا يحتمل السقوط إلا بالإبراء كالنكاح إذا تأكد بقبض المبيع. (شامي، كتاب النكاح، باب المهر، زكريا ۳۳۳/۴، کراچی ۱۰۲/۳)

المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة، والسكنى، كان الطلاق رجعيًا، أو بائنًا، أو ثلاثًا، حاملًا كانت المرأة، أو لم تكن. (ہندیہ، زکریا ۵۵۷/۱، جدید ۶۰۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴/ صفر المظفر ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۸۷/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴/۲/۱۴۳۱ھ

کیا طلاق مغلطہ کے بعد اسی سے نکاح کی صورت میں دوبارہ مہر واجب ہوگا؟

سوال [۵۹۱۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ افضل نے اپنی بیوی کو طلاق مغلطہ دیا اور مہر بھی ادا کر دیا، پھر افضل نے اسی عورت سے شادی کی ازسرنو (دوبارہ) مہر واجب ہوگا یا نہیں؟ سوال مذکور کا مدلل جواب دیں۔
المستفتی: محمد معین الدین، گڈاوی، متعلم مدرسہ شاہی، مراد آباد
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب افضل نے اپنی بیوی کو طلاق مغلطہ دیدی ہے، تو اب بغیر حلالہ شرعیہ کے اس کے ساتھ ازسرنو نکاح کرنا جائز نہیں۔ اور اگر حلالہ کے بعد ازسرنو نکاح ہوا ہے، تو مہر ادا کرنا واجب ہوگا اور مہر کی مقدار وہی ہوگی جو اس میں طرفین کی رضامندی سے متعین ہوگی۔

إذا تزوج المرأة ودخل بها، ثم طلقها بائناً، ثم تزوجها - كان عليه مهر بالنكاح الأول، ومهر كامل بالنكاح الثاني. (فتاویٰ عالمگیری، كتاب النكاح، الباب السابع في المهر، الفصل الثالث عشر في تكرار المهر، زكريا ۳۲۳/۱، جدید ۳۹۰/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴/۲/۱۴۳۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴/ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۷۱۲/۳۶)

نفقہ واجبہ کے ذریعہ ادائے مہر کی نیت کرنا

سوال [۵۹۱۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کا نکاح ہوا اور مہر میں ۱۵ ہزار روپیہ مقرر ہوا؛ لیکن زید کی حالت خستہ ہونے کی وجہ سے وہ مہر ادا کرنے پر قادر نہیں ہے۔

نیز زید کو اتنی قوت حاصل ہے کہ وہ اپنی بیوی کو بیس روپیہ روزانہ گزارے کے لئے دے سکتا ہے؛ لیکن وہ چالیس روپیہ روزانہ کے حساب سے مانگتی ہے، اسی طرح وہ سال میں تین جوڑے کپڑے اور جوتی وغیرہ کا مطالبہ کرتی ہے جو کہ قوت سے زائد ہے، تو ایسی صورت میں ان چیزوں کو لیتے ہوئے ادائیگی مہر کی نیت کر لے، تو درست ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: محمد خالد حسین، بھٹی اسٹریٹ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کپڑا جوتا اور بیوی کے گزارے کے لئے دی جانے والی رقوم میں جو کہ شوہر پر شرعاً واجب ہے ادائیگی مہر کی نیت کرنا درست نہیں ہے؛ بلکہ مہر کی ادائیگی مستقل طور پر ہونا ضروری ہے، جس کا عورت کو بھی علم ہونا لازم ہے۔

وذكر فقيه أبو الليث أن القول قوله في متاع لم يكن واجباً على الزوج كالخف والملاءة ونحوه، وفي متاع كان واجباً عليه كالخمار، والدرع، ومتاع كالخف ليل، فليس له أين يحتسب من المهر. كذا في المحيط السرخسي. (هندية، كتاب النكاح، الباب السابع في المهر الفصل الثاني عشر في اختلاف الزوجين في المهر، زكريا ۱/۳۲۲، جديده ۱/۳۸۸) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ رجب المرجب ۱۴۲۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۲۱۲/۳۴)

شوہر کی جانب سے مہر کے ارادے سے دیئے گئے زیورات کا حکم

سوال [۵۹۱۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہم نے شادی میں زیور لڑکے کی دولہن کو مہر کی نیت سے چڑھایا ہے؛ لیکن نکاح کے وقت رسید میں لکھوانے کا دھیان نہیں رہا، وزن زیور ۹ تولے کا ہے، اس وقت سونے کا بھاؤ چھ ہزار روپیہ تولہ کا تھا، یہ زیور مہر کی رقم میں ادا ہو سکتا ہے یا نہیں؟ طلاق ہونے پر زیور لڑکے والوں کو واپس ہو جاتا ہے اور جہیز لڑکی والوں کو واپس ہو جاتا ہے؟

المستفتی: محمد ابراہیم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر کی نیت سے جو زیورات چڑھائے گئے ہیں، ان کو مہر میں شمار کر کے واضح کر سکتے ہیں، اگر اس وقت رسید میں چڑھانے کا دھیان نہیں رہا، تو بعد میں اس بات کو واضح کر سکتے ہیں کہ جو زیور ہم نے چڑھایا ہے، وہ مہر میں شمار ہوگا۔ نیز آپ کی برادری میں چونکہ تفریق کے وقت لڑکے کی جانب سے چڑھائے گئے زیورات واپس کر دیئے جاتے ہیں، تو اگر مذکورہ زیور مہر کی نیت سے نہ چڑھایا ہوتا تب بھی اس کو مہر میں شمار کر کے واضح کرنا درست ہے۔

ومن بعث إلى امرأته شيئاً، فقالت: هو هدية، وقال الزوج هو من المهر، فالقول قوله لأنه هو المملك، فكان أعرف بجهة التملك كيف وإن الظاهر أنه يسعى في إسقاط الواجب. وفي الحاشية تحت هذه العبارة؛ لأن ذلك شيء في ذمته، فالظاهر من حاله أنه يريد إبراء ذمته. (هداية، كتاب النكاح، باب المهر اشرفي ديوبند ۲/۳۷۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۴/۵/۱۴۲۵ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۷۳۷/۸۳۸)

مہر میں زیور دینا

سوال [۵۹۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی شخص مہر میں نقد رقم کے بجائے بیوی کو دینے کے لئے زیور طے کرے، تو مہر کی ادائیگی ہو جائے گی اور ایسا کرنا جائز ہے یا نقد رقم مہر میں طے ہوئی، پھر اتنی رقم کا زیور دیدے یا زیادہ قیمت کا زیور دیدے، تو اس طرح مہر ادا ہو جائے گا، اس سلسلہ میں شریعت کی رہنمائی درکار ہے۔

المسفتی: جلیل حسن، نواب پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ہر ایسی چیز کا مہر مقرر کرنا صحیح ہے، جو عرف میں مال سمجھی جاتی ہو؛ لہذا زیور کا مہر مقرر کرنا بلاشبہ درست ہے اور مہر میں رقم مقرر کر کے اس کے بدلے میں اگر اسی قیمت یا زیادہ کا زیور وغیرہ دیدیا جائے تو اس سے بھی مہر ادا ہو جائے گا۔
المہر لا یکون إلا ما هو مال، أو ما یوجب تسلیم مال. (تاتارخانیہ، ۵۸۳۴/۱، رقم: ۵۸۳۴)

المہر لا یخلو إما أن یکون دیناً، أو عیناً، ونعني بالعین العروض، والحوان، والعقار، والمکیل، والموزون إذا كانا بأعیانہما، ونعني بالدين الدراهم، والدنانير، أما إذا كان المهر عیناً، فليس للزوج أن یدفع إليها غیره، وإن كان دیناً كان للزوج أن یحبسه ویدفع غیره. (تاتارخانیہ، ۵۸۴۳/۱، رقم: ۵۸۴۳)

ومن بعث إلى إمرأته شیئاً، فقالت: هو هدیة وقال هو من المہر فالقول قوله، من غیر المہیا للأكل؛ لأنه المملک، فكان أعرف بجهة التملیک الخ. (تبیین الحقائق، کتاب النکاح، باب المہر، امدادیہ ملتان ۵۸۱/۲، زکریا ۵۸۱/۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ صفر المظفر ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۷۴۸)

بیوی کو مہر میں زیور دینا

سوال [۵۹۱۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مندرجہ ذیل عبارت صحیح ہے یا غلط مثبت یا منفی جو فیصلہ ہو وہ باعث ازالہ نزاع ہوگا عبارت یہ ہے، جو زیور بیوی کو دیا گیا ہے، اگر اس کے بارے میں یہ بات پہلے سے طے ہو چکی تھی کہ مہر میں زیور دیا جائے گا تب تو مہر میں زیور دینا درست ہے اور اگر یہ بات طے نہیں ہوئی تھی؛ بلکہ یہ زیور اسی طرح بیوی کو دیا گیا ہے، جس طرح معاشرہ اور سماج میں دلہنوں کو دیا جاتا ہے اور بعد میں اس طرح کے زیور کو مہر کہہ دیا جائے، تو یہ درست نہیں ہے؟ مہر کی وہ رقم جو قاضی کے نکاح نامہ میں تحریر کی گئی ہے، وہ دینی لازمی ہے الا یہ کہ بیوی اپنا مہر خود ہی معاف کر دے، تو معاف ہو جائے گا۔ جواب جلد از جلد عنایت فرمائیں۔

المستفتی: عبداللہ امر وہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ تحریر میں جو مسئلہ لکھا گیا ہے، وہ صحیح

اور درست ہے۔

ومن بعث إلى امرأته شيئاً فقالت هو هدية وقال الزوج هو من المهر
فالقول قوله لأنه هو المملك فكان أعرف بجهة التملك الخ. (هدایہ،

کتاب النکاح، باب المہر اشرفی دیوبند ۳۳۷/۲)

وإذا تأكد المهر بما ذكر لا يسقط بعد ذلك..... لأن البدل بعد
تأكده لا يحتمل السقوط إلا بالإبراء كالضمن إذا تأكد بقبض المبيع.

(شامی، باب المهر زکریا ۴/۳۳۳، کراچی ۳/۲۰۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۶ھ/۱۲/۱۶

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲۸۴۶)

بیوی کو دیئے ہوئے سامان میں سالوں بعد مہر کی نیت کرنے کا حکم

سوال [۵۹۱۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری شادی کو نو سال سے کچھ زیادہ عرصہ ہو چکا ہے، جب میں نے شادی کی تھی، تو مہر فاطمی کے عوض شادی کی تھی، اس وقت مہر کچھ نہیں دیا تھا؛ لیکن بہت سارا سامان میں نے اپنی بیوی کو دیدیا تھا، اس وقت کچھ نیت نہیں کی تھی، اب میں نیت کرتا ہوں کہ جو کچھ دیدیا تھا وہی مہر کے بدلہ میں ہو جائے تو کیا وہی کافی ہے یا الگ سے دینا پڑے گا؟ حالانکہ اب میرے پاس مہر کے بقدر پیسہ نہیں ہیں؛ کیونکہ میں اس وقت ایک ملازم ہوں۔

المستفتی: نوید حسین، کالا پیادہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو سامان آپ نے بغیر مہر کی نیت کے دیا ہے اور اب نو سال کے بعد ان سامانوں کے بارے میں جو بغیر مہر کی نیت کے دیئے ہیں اور نہ ہی بیوی کو اس سلسلہ میں بتلایا ہے کہ شادی کے بعد مہر دیتے رہے ہیں، مہر کی نیت کرنے سے مہر ادا نہ ہوگا؛ بلکہ مہر کا قرضہ بدستور لازم رہے گا اور جب شادی کے وقت مہر فاطمی طے ہوا ہے، تو جس وقت ادا کیا جائے گا اس وقت کے بازار کی قیمت کا اعتبار کر کے مہر ادا کرنا لازم ہوگا اور مہر فاطمی کی مقدار ڈیڑھ کلو تیس گرام ۹۰۰ ملی گرام چاندی ہے، اس کی قیمت بازار سے معلوم کر لی جائے۔

وَإِذَا بَعَثَ الزَّوْجُ إِلَى أَهْلِ زَوْجَتِهِ أَشْيَاءَ عِنْدَ زَافَتِهَا مِنْهَا دِيَّاجٌ، فَلَهَا

زفت إليه أراد أن يسترد من المرأة الديباج ليس له ذلك إذا بعث إليها على جهة التمليك. (هنديّة، كتاب النكاح، الباب السابع في المهر، الفصل السادس عشر في جهاز البنت، زكريا ۱/۳۲۷، جديد زكريا ۱/۳۹۳)

وتعتبر القيمة يوم الوجوب وقالوا يوم الأداء (درمختار) وفي الشامية: يعتبر يوم الأداء وهو الأصح. (شامي، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، كراچی ۲/۲۸۶، زكريا ۳/۲۱۱، الدر المتقي، دار الكتب العلمية بيروت ۱/۳۰۱، البحر الرائق، كوئٹہ ۲/۲۲۱، زكريا ۲/۳۶۸، جديد زكريا ۱/۳۹۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳/۵/۷ھ

۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۹۷۶۷۰)

مہر میں نصف کی جگہ قاضی غلطی سے پورا مکان لکھ دے تو کیا حکم ہے؟

سوال [۵۹۲۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شمس الحق ولد عبدالحق، ساکن: محلہ اصالت پورہ مراد آباد کا نکاح نازیہ انجم بنت محمد اعظم صاحب محلہ اصالت پورہ مراد آباد سے تاریخ ۱۸ فروری ۲۰۰۴ء بروز اتوار کو ہوا تھا، میری شادی میں جو مہر طے ہوا تھا، نکاح کی رسید میں قاضی جی نے لکھا تھا وہ مہر فاطمی ایک سو اکتیس تولہ چاندی اور ایک مکان؛ لیکن قاضی جی نے غلطی سے مکان کے نصف حصہ کے بجائے ایک مکان لکھ دیا نصف حصہ مکان کا دین مہر میری امی نے بحق میری زوجہ بیچ نامہ رجسٹری کرا دیا تھا۔ اب نوبت الگ ہونے کی آگئی اور میری ایک بیٹی بھی ہے، جس کی عمر ایک ماہ ہے یہ بتائیں کہ قاضی جی نے جو غلطی سے نکاح نامہ میں ایک مکان لکھا ہے وہ دیا جائے گا یا وہ جس کا نصف حصہ مکان طے پایا تھا جس کی رجسٹری ہوئی تھی اور اس میں میری بیٹی کا کتنا حصہ بنتا ہے اور اگر میری زوجہ مجھ سے الگ ہو کر کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے تب بھی وہ

اس جائیداد کی مالک رہے گی؛ لیکن میں اپنی زوجہ کو الگ کرنا نہیں چاہتا؛ لیکن میری زوجہ کے ماں باپ الگ کرنا چاہتے ہیں۔

المستفتی: شمس الحق ولد عبدالحق، اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر مکان کا نصف حصہ مہر میں دینے کی بات چیت ہوئی تھی اور جانبین میں یہی طے ہوا تھا اور اسی کی بنیاد پر نصف حصہ بیع نامہ رجسٹری کر کے زوجہ کے نام مستقل کر دیا گیا ہے، تو نکاح نامہ میں جو غلطی سے ایک مکان لکھا گیا ہے، وہ نصف مکان ہی ایک مکان شمار ہوگا؛ لہذا مذکورہ مکان کو نصف حصہ کر کے دیوار کھینچ دی جائے، تو دو مکان خود بخود ہو جائیں گے۔

نیز نکاح نامہ میں یہ بھی متعین نہیں ہے کہ ایک مکان کتنے گز کا ہے اور کس محلہ کا ہے؛ اس لئے مکان سے نصف مکان مراد ہو سکتا ہے؛ لہذا طلاق دینے کے بعد مہر فاطمی کے ساتھ رجسٹری شدہ نصف مکان بھی مہر میں آپ کی بیوی کو مل جائے گا، نیز طلاق دینے کے بعد جب عورت کا نکاح دوسرے مرد کے ساتھ ہو جائے تب بھی مہر میں ملا ہوا مکان اسی کا ہوگا، دوسری جگہ نکاح کر لینے کی وجہ سے اس کا حق باطل نہ ہوگا۔

أن المسمى تأكد بالتسمية، والعقد جميعاً، فلتأكده لا يسقط كله لا

بالطلاق، ولا بالموت. (مبسوط سرخسی، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۵/۶۴)

أن الحق متى ثبت واستقر لا يسقط إلا بإسقاطه. (ہدایۃ، باب طلب

الشفعة، اشرفی ۴/۳۹۴)

بیوی کے دین مہر میں بیٹی کا کوئی حصہ نہیں ہے، ہاں البتہ بیوی کی موت کے بعد اگر باقی ہے، تو بطور وراثت اس کا حصہ بن سکتا ہے، نیز اگر آپ اپنی بیوی کو طلاق دینا نہیں چاہتے ہیں اور زوجہ کے ماں باپ الگ کرنا چاہتے ہیں، تو اس کی کیا وجہ ہے، اگر آپ کی طرف سے ظلم و زیادتی ہو رہی ہے، تو ان کا علیحدگی چاہنا درست ہے اور اگر آپ کی طرف

سے کسی قسم کی ظلم و زیادتی نہیں ہے اور حق زوجیت صحیح طریقہ سے ادا ہو رہا ہے، اس کے باوجود وجہ کے ماں باپ علیحدگی چاہتے ہیں، تو وہ لوگ گنہگار ہوں گے۔

وقال صلى الله عليه وسلم أيما امرأة اختلعت من زوجها من نشوز فعليها لعنة الله، والملائكة والناس أجمعين؛ ولأن فيه كفران النعمة. (مبسوط سرخسی، دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۶)

عن ثوبان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيما امرأة سألت زوجها طلاقاً في غير ما بأس فحرام عليها رائحة الجنة. (ابوداؤد شریف، کتاب الطلاق، باب في الخلع، النسخة الهندية ۳/۱، دارالسلام رقم: ۲۲۲۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۶/۲/۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸ صفر ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف: ۸۶۹۰/۳۷)

یہ دوسو گز کا مکان ہے اس کو بیچ کر مہر لو کہنے سے مہر کی ادائیگی

سوال [۵۹۲۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کی شادی ہوئی تھی، نکاح میں مہر فاطمی مقرر ہوا تھا، ابھی مہر ادا نہیں کیا تھا کہ بیوی نے ایک دن مہر کا مطالبہ کیا، تو شوہر نے کہا یہ دوسو گز کا مکان ہے، اس کو بیچ کر مہر لے لو، تو کیا اس طرح سے مہر ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

المستفتی: محمد واصف، امر وہ، بے بی نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر کا یہ کہنا کہ یہ دوسو گز کا مکان ہے، اس کو بیچ کر مہر لے لو، محض اس طرح کہنے سے مہر ادا نہیں ہوگا؛ بلکہ شوہر پر لازم ہے کہ یا تو مکان بیوی

کے نام کر دے یا بیوی اس مکان کو بیچ کر اپنا دین مہر وصول کر کے بقیہ رقم شوہر کو لوٹا دے۔
 کان للزوج أن يجسه ويدفع غيره؛ لأن الدرهم، والدنانير لا تعينان
 لعقود المعاوضات. (الفتاویٰ التاتارخانیة ۴/۱۶۳، رقم: ۵۸۴۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
 کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۱۱۱۰/۱۴۰)
 الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۵/۵/۱۴۳۲ھ

مہر کے روپیوں کے عوض زمین خرید کر دینا

سوال [۵۹۲۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے نکاح کیا فاطمہ سے اور مہر مقرر ہوا ساٹھ ہزار روپے، زید نے اب تک مہر ادا نہیں کیا، اب زید مہر کے عوض سو گز زمین فاطمہ کے نام کرنا چاہتا ہے، جس کی قیمت ایک لاکھ پچھتر ہزار روپے ہے۔ اور فاطمہ اس پر راضی ہے تو کیا مہر ادا ہو جائے گا یا ساٹھ ہزار روپے بھی ادا کرنے ہوں گے؟

المستفتی: ظہیر احمد، اغوان پور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ سے معلوم ہوا کہ فاطمہ کا مہر ساٹھ ہزار روپیہ ہے، جو زید کے اوپر واجب الاداء ہے اور زید کی سو گز زمین جس کی قیمت ایک لاکھ پچھتر ہزار روپیہ ہو سکتی ہے، اس کے بارے میں زید کو اختیار ہے کہ ساٹھ ہزار روپیہ مہر کے عوض میں بیوی کے نام فروخت کر دے اور مالک کو اختیار ہوتا ہے کہ اپنی ملکیت کی چیز جتنے میں چاہے فروخت کرے اور اس طرح زید کی طرف سے فاطمہ کا مہر ادا ہو جائے گا۔

لأن الملك ما من شأنه أن يتصرف فيه بوصف الاختصاص.

(شامی، کتاب الیوع، زکریا ۷/۱۰، کراچی ۵۰۲/۴، الموسوعة الفقهية)

الکویتیة ۱۴/۲۹، ۴/۲۰۰۲)

ولو بعث إلى امرأته شيئاً ولم يذكر جهة عند الدفع غير جهة المهر
(إلى قوله) وقال هو من المهر فالقول له. (شامي، كتاب النكاح، باب المهر،
کراچی ۱/۳۰۱، زکریا ۴/۳۰۱، ہدایہ اشرفی دیوبند ۲/۳۳۷، الموسوعة الفقهية
الکویتیة ۳۹/۲۰۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳ھ/۱۵

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۰۹۲۳)

چیک کے ذریعہ مہر ادا کرنا

سوال [۵۹۲۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل
کے بارے میں: کہ میرے ایک دوست کی شادی ہونے والی ہے اور وہ مہر کی رقم چیک
کے ذریعہ دینا چاہتا ہے، چیک لڑکی کے نام ہوگا، دورانہ پیشی کے لئے دوسرا بہانہ نہ ہو سکے
یہ چیک قاضی کے سامنے دیا جائے گا یا جب لڑکی سے ملاقات کی جائے اس وقت یعنی
شادی والے دن سے چار پانچ روز کے بعد رقم لڑکی کے خاتے میں جمع ہوگی؟؛ لہذا اس
مسئلہ کا جواب مطلوب ہے۔

المستفتی: محمد نسیم کرولہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر کی رقم کو چیک کے ذریعہ سے دینا جائز اور
درست ہے۔ نیز اس میں رقم کی زیادہ حفاظت ہوتی ہے؛ جبکہ شوہر کے کھاتے میں رقم موجود
ہو اور مہر کی رقم کا چیک رقم ہی کے قائم مقام ہوتی ہے۔

الصک کتاب الإقرار بالمال وغیرہ. (لغة الفقهاء، کراچی ۲۷۵)

وغیر الدراهم يقوم مقامها باعتبار القيمة وقت العقد في ظاهر الرواية. (ہندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع في المهر الفصل الاول، زکریا ۱/۳۰۲ جلد ۱/۳۶۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۸۱۸)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۷/۵/۲ھ

ساس کا بیٹی کے دین مہر کو داماد کے قرضہ میں مجری کرنا

سوال [۵۹۲۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کی شادی ہوئی اس کی والدہ نے اس کی بہو کو شہر میں رکھنے سے انکار کیا، خود سب لوگ شہر میں رہتے تھے، بہو کو کراہی پر بھیجنے کو کہا اور کہا کہ اگر شہر میں رکھنا ہو، تو کہیں دوسری جگہ انتظام کرلو؛ چنانچہ سسرال والوں نے داماد کو اپنے یہاں رکھا، تو داماد نے ٹین وغیرہ ڈال کر رہنا شروع کر دیا، پھر داماد نے کہا میں اس پر لینسٹر ڈال کر اسے اچھا بنانا چاہتا ہوں، ساس نے منع کیا، پھر چار پانچ ہزار خرچہ کی اجازت دی، مگر جب اس نے بنایا تو تیرہ ہزار کا حساب ساس پر یا مکان پر آ گیا، ساس پہلے ہی زیادہ مکان میں لگانے سے منع کر رہی تھی، مگر داماد ہونے کے ناطے تیرہ ہزار کا کاغذ پر اقرار کر لیا اور تین ہزار روپیہ تقریباً ڈیڑھ ماہ ہوئے دیدیا، دس بقایا لکھ دیئے، اس کے داماد نے ایک ماہ بعد لڑکی کو تین بار طلاق دیدی، تو اب مسئلہ یہ دریافت کرنا ہے کہ دس ہزار کا داماد کا جو مطالبہ ہے، وہ اپنی بیوی کا حساب مہر وغیرہ کا ہے، اس میں انہوں نے مجری کر دیا کہ تم اپنی بیٹی کو دیدو، ساس کا کہنا ہے کہ آٹھ سال کا میرا کرایہ ملنا چاہئے؛ کیونکہ اب میرا ان کا رشتہ ختم ہو گیا، تو داماد کو دس ہزار ملنا چاہئے یا ساس کو کرایہ ملنا چاہئے؟

المستفتی: زوجہ حکیم اکرام الہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب مکان میں اس کا دس ہزار روپیہ باقی ہے اور مکان ساس کے قبضہ میں ہے اور دس ہزار روپیہ داماد کا حق ہے، تو دین مہر اس میں سے ساس کے توسط سے بیوی کو منتقل کرنا درست ہے یا داماد کو دس ہزار ادا کر دے، پھر داماد بیوی کو مہر میں ادا کر دے اور تعمیرات کا مسئلہ ایسا ہے کہ شروع میں کم معلوم ہوتا ہے بعد میں خرچ بڑھتا جاتا ہے؛ لہذا جب ساس نے شروع میں اجازت دی ہے، پھر درمیان میں خرچ بڑھتا جا رہا تھا، اس وقت نہ روکنا اجازت ہے۔

أُمُورُ الْمُسْلِمِينَ عَلَى السَّرَادِ، حَتَّى يَظْهَرَ غَيْرُهُ. (قواعد الفقہ، اشرفی دیوبند ۶۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷/ ذی قعدہ ۱۴۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۵۵۰۹۳۳)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۷/ ۱۱/ ۱۴۱۸ھ

مہر فاطمی قسطوار ادا کرنا

سوال [۵۹۲۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) زاہد کی شادی خالدہ سے ہوئی اور نکاح میں مہر فاطمی مقرر ہوا اور کچھ نہیں، اب زاہد اپنی زوجہ کو مہر کی رقم ادا کرنا چاہتا ہے؛ لیکن بیک وقت نہیں تھوڑا تھوڑا، اب زاہد کس طرح ادا کریگا؟

(۲) مہر فاطمی کی رقم کتنی ہوگی؟

(۳) اگر کچھ رقم امسال ادا کرے، پھر آئندہ سال ادا کرنا چاہتا ہے یعنی قسطوار؛ لیکن گذشتہ سال چاندی کی قیمت کم تھی اور آئندہ سال بڑھ گئی، تو چاندی کی قیمت بدلنے سے مہر کی قیمت بڑھتی رہے گی؟ مثال کے طور پر مہر فاطمی تھا پانچ ہزار روپے اور زاہد نے ایک ہزار روپیہ ادا کر دیا اور آئندہ سال چاندی کی قیمت بڑھنے کی وجہ سے پانچ ہزار ہو گئی، تو کیا زاہد کو

اب چار ہزار روپے ادا کرنا ہوگا یا پانچ ہزار روپے؟

المستفتی: محمد مختار عالم، سکٹو نگلہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) اگر زاہد کے پاس بیک وقت مہر فاطمی ادا

کرنے کی طاقت نہیں ہے، تو قسطوار ادا کرنا جائز اور درست ہوگا۔

قال الله تعالى: وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ. [البقرہ: ۲۸۰]

(۲) مہر فاطمی کی مقدار قدیم تولہ کے حساب سے ۳۱ تولہ تین ماشہ چاندی ہے اور

موجودہ گراموں کے حساب سے دس گرام کے تولہ سے ۱۵۳ تولہ ۹۰۰ ملی گرام چاندی ہے،

اس کی قیمت صراف سے معلوم کر لی جائے۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۳۰)

(۳) ہر سال قیمت میں فرق آجاتا ہے، تو ہر سال جتنی چاندی کی قیمت ادا ہوتی

رہے گی، اس کی قیمت ادائیگی کے سال کے اعتبار سے ہوگی۔

فیعتبر قیمتہا یوم الأداء۔ (بدائع الصنائع، کتاب النکاح، فصل واماصفة الواجب

فی أموال التجارة، امدادیہ ملتان ۲/۲۲، جدید زکریا ۲/۱۱۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۲ ربیع الاولیٰ ۱۴۱۳ھ

۱۳/۳/۱۴۱۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۰۸۸/۲۸)

حسب حیثیت تھوڑا تھوڑا مہر ادا کرنا

سوال [۵۹۲۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید اپنی بیوی کو اس کی عادت واخلاق کے غلط ہونے کی وجہ سے طلاق دیتا ہے،

اب اس کے رشتہ دار زید سے مہر فی الفور اکٹھا ایک ساتھ مانگتے ہیں، زید کا مہر فاطمی ہے،

زید فی الفور اتنے مہر کی وسعت نہیں رکھتا ہے، زید اپنی بیوی کے رشتہ دار سے کہتا ہے حسب

حیثیت میں تھوڑا تھوڑا کر کے اس کا دین مہر ادا کروں گا؛ لیکن رشتہ دار اس بات پر راضی نہیں ہوتے ہیں، تو بتائیں کہ شریعت میں کیا زید کے لئے حسب حیثیت تھوڑا تھوڑا مہر ادا کرنے کی کوئی گنجائش ہے یا کسی طرح دین مہر اکٹھا ہی جس طرح بھی ہو ادا کرنا ہوگا؟

المستفتی: فیاض، مقام: ڈھمرا، پوسٹ: چریا، بھاگل پور (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) اگر زید کے اندر پورا مہر ایک دفعہ ادا کرنے کی وسعت نہیں ہے، تو لڑکی اور لڑکی والوں پر لازم ہے کہ حسب حیثیت زید پر قسط مقرر کر دیں یا زید کے اندر اکٹھا ادا کرنے کی وسعت پیدا ہونے تک زید کو مہلت دیدیں، وسعت نہ ہونے کی صورت میں اکٹھا ادا کرنا زید پر شرعاً واجب نہیں ہے۔

قوله تعالى: 'وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ'. [البقرہ: ۲۸۰] فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کاتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۹ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: ۱۳۹۷/۲۵)

مہر میں دیئے گئے مکان میں وراثت کا حکم؟

سوال [۵۹۲۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میری شادی پر میرے والدین نے ایک مکان میری بیوی کے حق مہر میں دیدیا تھا، میں اور میری بیوی پاکستان بننے پر پاکستان چلے گئی، میری والدہ محترمہ اس مکان میں رہتی رہیں، والد صاحب کا انتقال میرے سامنے ہو گیا تھا؛ لہذا میں اور میری بیوی والدہ صاحبہ کے پاس آتے جاتے رہے، درمیان میں مجھے والدہ صاحبہ سے ملنے آنے میں کچھ زیادہ عرصہ ہوا؛ لیکن جب میں آیا تو والدہ صاحبہ بیمار چل رہی تھیں، میرے آنے پر والدہ صاحبہ نے مجھ سے کہا کہ یہ مکان تمہاری بیوی کے مہر میں ہے، میں آج تک اس کی حفاظت کرتی رہی

ہوں۔ اب میری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے کہ کب وقت پورا ہو جائے؛ لہذا اب تم آگئے ہو تم جو چاہو اس کا کرو میں نے والدہ صاحبہ سے کہا یہ مہر کا مسئلہ ہے، میں اپنی بیوی کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا اور اس وقت بیوی پاکستان میں ہے اور حکومت کے قانون کے مطابق تو وہ مالک نہیں ہے، تو والدہ صاحبہ نے کہا کہ میں قرآن و سنت کے قانون پر عمل کر رہی ہوں اور قرآن و سنت کا قانون پوری دنیا میں ایک ہے؛ لہذا یہ مکان تمہاری بیوی کے حق مہر کا ہے اور وہ اس کی مالک ہے؛ لہذا قرآن و سنت کی روشنی میں معلوم یہ کرنا ہے کہ والدہ صاحبہ کا انتقال ہو چکا ہے، میری بیوی حق مہر چھوڑنے کو تیار نہیں ہے، میری سگی دو، ہمشیرہ ہیں؛ لہذا یہ مکان صرف میری بیوی کا ہے یا دونوں ہمشیرہ کا؟

برائے کرم اس مسئلہ کا حل تحریر فرمائیں، مندرجہ بالا بیان میرا حلفیہ بیان ہے، غلط بیانی اس میں بالکل نہیں خدا گواہ ہے۔

المستفتی: عبدالباری، محلہ: سرائے ترین، مرکز والی مسجد، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر سائل کا تحریر کردہ بیان صحیح ہے، تو مذکورہ مکان صرف سائل کی بیوی کی ملکیت میں ہے، اس میں سائل کی ہمشیراں وغیرہ کسی کا کوئی حق وابطہ نہیں ہے اور سائل کی ہمشیراں کے لئے اس میں اپنے حق کا دعویٰ کرنا ہرگز درست نہیں ہے۔

لا يجوز أن يأخذ مال أحد بلا سبب شرعي . (قواعد الفقہ،

اشرفی دیوبند ۱۱۰)

لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي .

(شامی، کتاب الحدود، باب التعزیر، کراچی ۶۱/۴، زکریا ۶۱/۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۱/۱۰ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۸/۲۹۶۰)

کیا لڑکی کے مطالبہ طلاق کی وجہ سے مہر معاف ہو جاتا ہے؟

سوال [۵۹۲۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے بھائی مجیب عالم کا نکاح تقریباً پانچ ماہ پہلے یاسمین بنت شفیق احمد ضلع: راجپور کے ساتھ ہوا تھا، مجیب پہلے ہی کان سے کم سنتا تھا اور زبان میں کچھ ہکلا ہٹ تھی جو شادی سے پہلے کچھ نہیں چھپایا گیا، اب پانچ ماہ کے بعد یاسمین بنت شفیق احمد، مجیب عالم کے گھر میں رہنے سے انکار کر رہی ہے، کافی کوشش کے باوجود بھی آنے کو تیار نہیں ہے اور وہ طلاق مانگ رہی ہے، اس صورت میں ہم کیا کریں طلاق دیں یا نہیں؟ اور اگر طلاق دی جائے تو مہر واجب ہوگا یا نہیں کچھ لوگ کہہ رہے ہیں کہ اگر لڑکی اپنی مرضی سے طلاق لے رہی ہے، تو مہر نہیں دیا جائے گا؟

المستفتی: مظہر عالم، نزد مسلم انٹر مسلم کالج دھوبی گھاٹ، کلکھر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسئلہ صورت میں جبکہ خود بیوی طلاق کا مطالبہ کر رہی ہے، تو شوہر مہر کی معافی پر طلاق دینے کی شرط لگا سکتا ہے، اگر بیوی اس شرط کے ساتھ طلاق لینے پر راضی ہو تو یہ خلع کی شکل ہو جائیگی اور بیوی کو مہر اور نفقہ نہیں ملے گا؛ البتہ جہیز وغیرہ کا جو سامان ہے، وہ اسے واپس لینے کی حقدار ہو جائے گی۔

ويسقط الخلع في نكاح صحيح، والمباراة: أي الإبراء من الجانبين كل حق لكل منهما على الآخر مما يتعلق بذلك النكاح (تنوير الابصار) وفي الشامية: قوله كل حق شامل المهر، والنفقة. (شامي، كتاب الطلاق، باب

الخلع، کراچی ۳/۴۵۲، زکریا ۱۰۴/۱)

بل كل أحد يعلم أن الجهاز للمرأة إذا طلقها تأخذه كله. (شامي،

کراچی ۳/۵۸/۱، زکریا ۴/۳۱۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۸/۴/۱۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸/ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۲۵۸)

مہر معاف کرنے کے بعد مہر کا مطالبہ کرنا

سوال [۵۹۲۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک پنچایت بلائی گئی، جس میں اقبال اور اس کی بیوی ہندہ بھی موجود تھی، اقبال نے اپنی بیوی ہندہ کی طلب پر پنچایت کے روبرو تین مرتبہ طلاق دی اور ہندہ نے پنچایت کے روبرو تین مرتبہ مہر معاف کر دیا، جہیز وغیرہ کا بھی لین دین ہو چکا، اب معلوم یہ کرنا ہے کہ بیوی نے جو مہر معاف کیا ہے، کیا وہ واجب الاداء ہے یا نہیں؟ واضح رہے کہ ہندہ نے پہلی رات میں بھی بلا کسی دباؤ کے مہر معاف کر دیا تھا اور آج طلاق لیتے وقت بھی پنچایت کے روبرو معاف کیا اس صورت میں حکم شریعت کیا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

المستفتی: اقبال حسین، محلہ: ٹھا کران، بلاری، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب ہندہ نے بلا کسی جبر اور دباؤ کے پہلے ہی مہر معاف کر دیا تھا اور پھر طلاق کے وقت بھی بخوشی معاف کیا، جس پر پوری پنچایت گواہ موجود ہے، تو اب اس معافی کے بعد عورت کو مہر کے مطالبہ کا حق نہیں ہے۔

وصح حفظہا لکھ، أو بعضہ قبل أولا۔ (درمختار علی الشامی، کتاب النکاح،

باب المہر، کراچی ۳/۱۱۳، زکریا ۴/۲۴۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲/رجب المرجب ۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۷۲۹۹)

بیوی مہر واپس کرنے کے بعد ثواب کی مستحق ہوگی؟

سوال [۵۹۳۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عورت اپنے شوہر کو مہر معاف کر رہی ہے، اپنی خوشی سے جب کہ شوہر مہر کو ادا کر رہا ہے، عورت اس رقم کو لوٹا رہی ہے، اس صورت میں عورت ثواب کی مستحق ہے یا نہیں؟ اس صورت میں مہر ادا ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: محمد اقبال نشی ہاؤس، طویلہ اسٹریٹ مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر کی ادائیگی کی یہ شکل ہے کہ شوہر مہر کی رقم عورت کے حوالہ کر دے، پھر عورت اپنی مرضی سے وہ رقم شوہر کو ہبہ کر دے، تو شوہر کی طرف سے مہر بھی ادا ہو جائے گا اور بیوی کو اتفاق علی ذوی القربی کا ثواب بھی ملے گا اور اگر بیوی مہر پر قبضہ کرنے سے پہلے بحالات صحت و رضا مہر معاف کر دے، تو شوہر کی طرف سے مہر ادا نہیں ہوگا؛ البتہ ذمہ سے ساقط ہو جائے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۳/۲۴۴، جدید ڈیجیٹل ۷۰/۱۲)

للمرأة أن تهب مالها لزوجها من صداق دخل بها زوجها، أو لم يدخل وليس لأحد من أولياءها أب و لا غيره الاعتراض عليها. (عالمگیری، کتاب النکاح، الباب السابع في المهر، الفصل العاشر في هبة المهر، زکریا ۳۱۶/۱، جدید ۳۸۲م)

وصح حطها لکله، أو بعضه (عنه). (درمختار مع الشامی، کراچی ۱۱۳/۳،

زکریا ۲۴۸/۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۴ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۹/۳۵)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/۶/۵ھ

مہر کس کا حق ہے؟

سوال [۵۹۳۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شادیوں میں جو مہر باندھے جاتے ہیں ۲۰ ہزار ۲۵ ہزار تو جب وہ لڑکا مہر ادا کرے، تو وہ مہر کس کو دے، لڑکی کو یا اس کے والدین کو؟

المستفتی: امداد اللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر بیوی کا حق ہے؛ لہذا بیوی ہی کو دینا ضروری ہے، وہ اپنا حق جو چاہے کرے۔

نفذ تصرف المرأة في الكل لبقاء ملكها. (شامی، کتاب النکاح، باب المہر، کراچی ۱۰۵/۳، ذکر ۲۳۷/۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۹/۸/۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸ شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۵۸۸۱/۳۴)

مہر کی ادائیگی کی صورت

سوال [۵۹۳۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بوقت نکاح جو مہر باندھا جاتا ہے، اس کی ادائیگی کی کیا صورت ہے؟ اور شوہر کو وہ مہر کتنی مدت میں ادا کر دینا چاہئے عورت کے شوہر کا انتقال ہو گیا، مہر اس وقت تک ادا نہیں کیا اور نہ ہی بیوی نے معاف کیا شوہر کے انتقال کے بعد اس کی بیوی اگر مہر معاف کرے تو کیا مہر معاف ہو جائے گا؟

المستفتی: عطاء الرحمن، کوری روانہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شریعت کا اصل حکم یہی ہے کہ بیوی کا مہر جلد از جلد ادا کر دیا جائے؛ لیکن جب شوہر نے ادا نہیں کیا یہاں تک کہ شوہر کا انتقال بھی ہو گیا، تو اب شوہر کے ترکہ سے بیوی کو مہر دیا جائے گا، اب اگر بیوی اپنا حق مہر معاف کر دے، تو معاف بھی ہو جائے گا۔

ولنا أن المهر وجوباً حق الشرع على ما مروا وإنما يصير حقاً لها في حالة البقاء، فتملك الإبراء دون النفي . (هداية، كتاب النكاح، باب المهر، اشرفي ديو بند ۲/۴۳۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۶/۱/۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۶۲۹/۳۷)

مہر معاف کرنا

سوال [۵۹۳۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ پہلی رات میں لڑکے نے لڑکی سے کہا کہ آپ اپنا مہر ابھی لیں گی یا معاف کریں گی، تین مرتبہ پوچھنے پر لڑکی نے کہا یہ مہر میں نے اور میرے اللہ نے معاف کیا، اس کا کیا مسئلہ ہے؟ لکھئے عنایت ہوگی۔

المستفتی: شاہنواز، چندوسی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر لڑکی نے بغیر دباؤ اور مجبوری کے بخوشی مہر معاف کر دیا ہے اور سوال نامہ کے درج شدہ الفاظ کو بخوشی کہا ہے، تو ایسی صورت میں مہر معاف ہو چکا ہے اور شوہر کے ذمہ سے مہر ساقط ہو چکا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۲۶۶/۸)

وان حطت عنه من مهرها صح الحط؛ لأن المهر حقها. (ہدایۃ، کتاب النکاح،

باب المہر اشرفی دیوبند ۲/۳۲۵)

وصح حطها لکله، أو بعضه عنه قبل أو لا. (درمختار، کراچی ۳/۱۱۳،

زکریا ۴/۲۴۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۳۱۸۵)

بیوی مہر معاف کر سکتی ہے یا نہیں؟

سوال [۵۹۳۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ بیوی مہر معاف کر سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبید اللہ، بھاگل پوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہر بیوی کی اپنی ذاتی ملکیت ہے، اس کو اپنی

ذاتی ملکیت میں ہر طرح کے تصرف کا حق ہے بغیر کسی دباؤ کے بیوی غریب شوہر کے اوپر سے

مہر معاف کر دے، تو اس کو اختیار ہے۔

واتفق العلماء علی أن المرأة المالكة لأمر نفسها إذا وهبت صداقتها

لزوجها نفذ ذلك عليها ولا رجوع لها فيه. (تفسیر قرطبی، سورۃ النساء: ۴،

دارالکتب العلمیۃ بیروت ۵/۱۸)

وصح حطها لکله، أو بعضه عنه قبل أو لا. (شامی، کتاب النکاح، باب المہر،

کراچی ۳/۱۱۳، زکریا ۴/۲۴۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ

۱۵/۴/۱۴۳۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۰/۱۱۱۰۸)

مہر معاف کرانے یا عورت کے خود معاف کرنے کا حکم

سوال [۵۹۳۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر عورت اپنے شوہر کے کہنے پر مہر معاف کر دے، تو کیا معاف ہو جاتا ہے؟ (۲) اور اگر عورت خود سے معاف کر دے، تو معاف ہو جاتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد وثیق الرحمن، پوزوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) اگر شوہر نے صرف معاف کرنے کو کہا اور کسی قسم کی دباؤ اور جبر کی شکل اختیار نہیں کی ہے اور شوہر کے کہنے پر بیوی نے اپنی خوشی سے معاف کر دیا ہے، تو شرعاً معاف ہو جائے گا۔

وصح حطها لکله، أو بعضه. (در مختار، کتاب النکاح، باب المهر، زکریا ۴/۲۴۸، کراچی ۱۱۳/۳)

ولا بد في صحة حطها من الرضا حتى لو كانت مكرهة لم يصح. (عالمگیری، زکریا ۱/۳۱۳، جدید ۱/۳۸۰)

(۲) جی ہاں معاف ہو جاتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۷۶۳/۲۵)

بیوی نے پہلی رات مہر لینے سے انکار کر دیا تو کیا حکم ہے؟

سوال [۵۹۳۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر شادی کی پہلی رات شوہر بیوی کو نقد حق مہر ادا کرے اور بیوی لینے سے انکار

کردے، تو بعد میں اگر طلاق واقع ہو جائے، تو شوہر پر کیا لازم ہوگا؟ وہ حق مہر ادا کرے یا نہیں؟
نوٹ: بیوی نے انکار میں لفظ معاف اپنی زبان سے نہیں ادا کیا ہے۔

المستفتی: امجد حسین، اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر بیوی لینے سے انکار کر دے اور معاف کر دے، تو طلاق واقع ہونے کے بعد مطالبہ کا حق نہ ہوگا، اگرچہ بوقت انکار معافی کا لفظ استعمال نہ کیا ہو؛ اس لئے کہ عرف میں مہر کے لینے سے انکار معافی کے لئے مستعمل ہے۔
 الثابت بالعرف كالثابت بالنص. (رسم المفتی قدیم ۹۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵ ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۷/۲۳۹۶)

شب زفاف میں مہر کی معافی کرانا

سوال [۵۹۳۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہم لوگ شرع کے مطابق ایک مسئلہ دریافت کرنا چاہتے ہیں؛ کیونکہ ہم اس سے ناواقف ہیں، جس کے سبب دماغ بھٹک رہا ہے، کئی لوگوں سے دریافت کیا؛ لیکن کوئی بھی تشفی بخش جواب نہ دے سکا؛ لہذا التماس ہے کہ مہربانی فرما کر اس کی بابت صحیح مسئلہ اور وجہ بتانے کی زحمت کریں عین نوازش ہوگی۔

مسئلہ: شادی کی پہلی رات میں اپنی بیوی سے مہر معاف کرائے جاتے ہیں، تو کیا وہ مہر اگر بیوی معاف کر دے، تو ہمیشہ کے لئے معاف ہو جاتے ہیں یا کہ اگر خدا نخواستہ طلاق ہو جائے، تو وہ مہر کے روپے شوہر کو ادا کرنا ہوتے ہیں، اگر طلاق کے بعد وہ روپے شوہر کو ادا کرنا لازمی ہیں، تو پھر شادی کی پہلی رات میں بیوی کے قول کے مطابق وہ معاف کیوں نہیں ہوتے؟

المستفتی: حافظ محمد طاہر حسین کیراف عبدالرحمن چکی والے، اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر بیوی پہلی رات میں بلا کسی جبر و دباؤ کے بخوشی و رضا اپنا مہر معاف کر دیتی ہے، تو معاف ہو جائے گا، پھر آئندہ کبھی مطالبہ کا حق نہیں ہوگا اور اگر جبر و دباؤ سے معاف کرایا جاتا ہے، تو معاف نہیں ہوگا بعد میں مطالبہ کا حق باقی رہے گا۔
(مستفاد: بہشتی زیور اختری ۱۴۲، دارالعلوم ۳۰۵/۸)

وصح حطها لکله، أو بعضه عنه قبل أولا. (الدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، زکریا ۴/۲۴۸، کراچی ۳/۱۱۳، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۲۵)
وحط المرأة من مهرها؛ لأن المهر في حالة البقاء حقها. (البحر الرائق کوئٹہ ۳/۱۵۰، زکریا ۳/۲۶۳)

عن ابن عباسؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا ضرر ولا ضرار. الحديث (مسند أحمد بن حنبل ۱/۳۱۳، رقم: ۲۸۶۷، الاشباه والنظائر قديم مطبع دیوبند ۱۳۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۱۸۲۳)

شب زفاف میں معاف کیے ہوئے مہر کی حیثیت

سوال [۵۹۳۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شادی کے بعد شب زفاف میں شوہر بیوی سے مہر معاف کراتا ہے اور بیوی بھی کہہ دیتی ہے کہ میں نے معاف کیا، میرے اللہ نے معاف کیا، تو ایسی صورت میں مہر معاف ہو جائے گا یا نہیں؟ اس کے بعد اگر بیوی مہر کا مطالبہ کرے تو کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر مطالبہ نہیں کرتی تو شوہر بری الذمہ ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: انیس احمد، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شب زفاف میں شوہر کے مطالبہ پر بیوی کا مہر معاف کر دینا ایک قابل غور بات ہے؛ اس لئے کہ مہر کی معافی صحیح طور پر اسی وقت ممکن ہے جب بیوی طیب نفس اور خوشی سے اپنا مہر معاف کر دے اور شب زفاف میں جب شوہر نے مہر کی معافی کا مطالبہ کر دیا تو بیوی کے لئے بد مزگی سے بچنے کے لئے اور خوشی کے ماحول کو خراب ہونے سے بچانے کے واسطے اس کے علاوہ کوئی دوسری شکل نہیں ہے کہ شوہر کے مطالبہ پر مہر معاف کر دے، اس طرح سے مہر معاف کرنا قطعی طور پر طیب نفس اور خوشی سے نہیں ہوتا؛ اس لئے حضرت تھانویؒ نے طیب نفس سے معاف کرنے کا ضابطہ یوں بیان فرمایا ہے کہ مہر کی رقم بیوی کے حوالہ کر دی جائے اور اس کے بعد وہ اپنی خوشی و مرضی سے بغیر کسی دباؤ کے شوہر کو واپس کر دے؛ لہذا شب زفاف میں مہر کے معاف کرانے میں طیب نفس کی کوئی شکل نہیں پائی جاتی؛ اس لئے شب زفاف میں معاف کرانے کے باوجود مہر معاف نہیں ہوگا، بعد میں بیوی کو مہر کے مطالبہ کا حق بدستور باقی رہے گا اور شوہر اس معافی کی وجہ سے بری الذمہ نہیں ہوگا۔ (مستفاد: معارف القرآن ۱۶۹/۲، سورۃ النساء: ۴ کے ذیل میں)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفسه منه.

(مشکوٰۃ شریف ۲۵۵، شعب الایمان، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۳۸۷/۴، رقم: ۵۴۹۲)

لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (شامی،

کتاب الحدود، باب التعزیر، ذکر ۱۰۶/۶، کراچی ۶۱/۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۲/۶/۱۴ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴ جمادی الثانیہ ۱۴۳۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۹/۱۰۴۳۴)

مہر معاف کردوں گی کہنے سے مہر کا حکم

سوال [۵۹۳۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی بیوی کا انتقال ہونے کے قریب ہے، دو چار دن پہلے زید اور بیوی میں مہر کے متعلق بات ہوئی تو زید کی بیوی نے زید سے کہا کہ میں مہر وغیرہ سب معاف کردوں گی، تم کو قرض دار نہیں چھوڑوں گی؛ لیکن میری ماں، بھائی کو آنے دو، اسی اثناء میں زید کی بیوی کا انتقال ہو جاتا ہے۔

اب بیوی کا مہر معاف سمجھا جائے گا یا شوہر کو مہر ادا کرنا ہوگا اور اگر ادا کرنا ہو، تو اس کی کیا صورت ہے؟ اب یہ زید کس کو مہر کی قیمت دے گا؟ جبکہ زید کے سسرال والوں میں کوئی بھی مہر وغیرہ طلب نہیں کرتا اس کا صحیح طریقہ تحریر فرمائیے۔ جواب بہت جلد عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔

المستفتی: مولوی خلیل احمد، شوپوری، پوسٹ: پیغمبر پور، سوار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بیوی نے مذکورہ الفاظ سے مہر معاف کرنے کا صرف وعدہ کیا تھا معاف نہیں کیا ہے؛ اس لئے شوہر کے اوپر شرعاً مہر کی ادائیگی واجب ہوگی اور یہ مہر بیوی کا ترکہ شمار ہوگا، اس میں بیوی کے تمام شرعی ورثاء حقدار ہوں گے؛ لہذا اگر بیوی کی اولاد نہیں ہے، تو شوہر کو کل مہر کا نصف ملے گا اور اگر بیوی کی اولاد موجود ہے، تو شوہر کو کل مال کا ربع ملے گا بقیہ دوسرے ورثاء کو ملے گا بقیہ اگر ورثاء کی تعداد و نام درج کر دیا جاتا تو سب کے لئے سہام بھی بنا دیئے جاتے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ جمادی الثانیہ ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/۱۷۷۲)

زبردستی دین مہر معاف کروانا

سوال [۵۹۴۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکا تھا جس کا نام اورنگ زیب تھا اس کی شادی کو تقریباً ڈیڑھ سال ہوئے تھے، اس کا اب انتقال ہو گیا، شادی میں لڑکی کے گھر والوں نے چالیس ہزار روپے کا سامان دیا تھا، چالیس ہزار میں لڑکی کا جہیز بھی شامل تھا اور لڑکے کے کپڑے وغیرہ سب اس میں شامل تھے اور لڑکی کو کچھ زیورات ان کے گھر والوں نے دیئے تھے (یعنی لڑکی کے گھر والوں نے) اور نکاح میں دین مہر دس ہزار روپے اور پانچ اشرفی باندھا گیا تھا، اورنگ زیب کے انتقال کے دو گھنٹے بعد لڑکی کے پاس ایک مولانا صاحب گئے اور کچھ عورتیں گئیں، لڑکی سے کہا کہ دین مہر معاف کر دو، تو اس لڑکی نے دین مہر معاف کر دیا۔

اب تین مہینے کے بعد لڑکی کہتی ہے کہ میں نے دین مہر معاف نہیں کیا، تو اس کا شرعی حکم کیا ہے، کیا دین مہر معاف ہوایا نہیں؟

(۲) اور چالیس ہزار روپے بھی مانگ رہی ہے، اس کے بارے میں کیا حکم شرعی ہے اور اگر دیا جائے گا، تو کون ادا کرے گا؟

(۳) دوسرے بھائی نے اس کے رہنے کے لئے مکان بھی دلویا تھا اور کاروبار کے لئے پچیس ہزار روپے بھی دیئے تھے اور گھر کا ضروری سامان بھی دیا تھا، اورنگ زیب کی والدہ نے بھی کچھ زیورات دیئے تھے، تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۴) مرحوم کے گھر میں چار مشینیں ہیں ایک سلائی مشین تین کڑھائی مشین اور مرحوم کا بینک میں تقریباً دس ہزار روپیہ ہے تو یہ کس کو ملے گا؟

(۵) اورنگ زیب کے انتقال کے بعد اس کی بیوی نے چار مہینہ کا حمل بھی گرا دیا اپنے ماں باپ کے کہنے پر حالانکہ یہ لوگ اب بھی اسے رکھنے کے لئے تیار ہیں حکم شرعی سے مطلع فرمائیں؟

المستفتی: طفیل احمد مہاراشٹری، ایس کے ہلومبئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) اورنگ زیب کے انتقال کے دو تین

گھنٹہ کے بعد کچھ عورتیں اور مولانا صاحب کے لڑکی کے پاس جانے کا مطلب یہ ہے کہ ابھی اورنگ زیب کا جنازہ روانہ بھی نہیں ہوا ہوگا، تو ایسی حالت میں اس طرح لوگوں کا جاکر کے بیوی پر مہر معاف کرنے سے متعلق اصرار کر کے دباؤ ڈالنا اور ایسی حالت میں مجبور ہو کر کے اس کا مہر معاف کرنے سے معاف نہیں ہوتا؛ بلکہ بطیب خاطر اور خوش مرضی سے معاف کرنے سے معاف ہوتا ہے اور یہاں کوئی خوشی اور مرضی نہیں تھی؛ اس لئے مذکورہ صورت میں مہر معاف نہیں ہوا۔

ولا بد في صحة حطها من الرضا حتى لو كانت مكرهة لم يصح.

(عالمگیری، کتاب النکاح، الباب السابع في المهر، الفصل السابع في الزيادة في المهر، زکریا ۱/۳۱۳، جدید ۱/۳۸۰)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم

قال: لا يحل مال امرئ مسلم إلا بطيب نفس منه. (شعب الإيمان، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۴/۳۸۷، رقم: ۵۴۹۲، مسند أبي يعلى الموصلي، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۹۱، رقم: ۱۵۶۷، مجمع الزوائد، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۳/۲۶۵، مستدرک حاکم قدیم ۱/۹۳، جدید مکتبہ نزار مصطفى الباز بیروت ۱/۱۳۷، رقم: ۳۱۸، بالفاظ دیگر جامع الاحادیث رقم: ۲۶۷۵۹، مسند إمام أحمد بن حنبل ۵/۷۲، رقم: ۲۱۱۴۰)

(۲) چالیس ہزار روپے مانگنے کی بات بظاہر سوال نامہ میں غلط ہے؛ البتہ ایسا ممکن

ہے کہ چالیس ہزار روپے لے کر جانبین کی مرضی کے مطابق سامان خریدا گیا ہو؛ اس لئے کہ سوال نامہ خود ہی بتا رہا ہے کہ ان روپیوں کے اندر جہیز کا سامان بھی شامل ہے؛ اس لئے اصل واقعہ اور سوال کی حقیقت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ چالیس ہزار روپے کے مختلف سامان ہیں، تو لڑکی کو وہ تمام سامان واپس لینے کا حق ہے؛ لیکن وہ سامان جس حالت میں ہے، اسی حالت

میں لینے کا حق ہے پرانے ہو گئے ہوں تو پرانی حالت میں ٹوٹ گئے ہوں تو ٹوٹی ہوئی حالت میں صحیح سالم اور نئے ہیں تو اسی حالت میں الغرض جو سامان جس حالت میں ہے، اسی حالت میں لینے کا حق ہے، چالیس ہزار روپے نقد مانگنے کا حق نہیں ہے۔

قال الله تعالى: 'إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا'. [النساء: ۵۸]
ومنها وجوب الأداء إلى المالك؛ لأن الله تعالى أمر بأداء الأمانات إلى أهلها، وأهلها مالکها. (بدائع الصنائع، کتاب الوديعة، فصل واما بیان حال الوديعة، زکریا ۳۱۳/۵)

و اما حکمها فوجوب الحفظ علی المودع و صيرورة المال أمانة في يده وجوب أدائه عند طلب مالکة. (عالمگیری، زکریا ۳۳۸/۴، جدید ۳۴۹/۱)
وہی امانتہ ہذا حکمها مع وجوب الحفظ والأداء عند الطلب .
(درمختار مع شامی، کراچی ۶۶۴/۵، زکریا ۴۵۵/۸)

(۳) اورنگ زیب کے بھائیوں نے اس کو رہنے کیلئے جو گھر دیا تھا اور کاروبار کے لئے پچیس ہزار روپے اور گھر کا ضروری سامان دیئے تھے، اگر یہ تمام چیزیں امانت کے طور پر دی تھیں، تو یہ تمام چیزیں اورنگ زیب کی ملکیت ہیں اور اس کی وفات کے بعد ترکہ میں شامل ہوں گی اور اورنگ زیب کی والدہ نے جو زیورات اپنی بہو کو دیئے تھے اس میں عرف کا اعتبار ہوگا، اگر عرف میں ساس کی جانب سے بہو کو اس جیسے زیورات کا مالک بنایا جاتا ہے، تو عورت اس کی مالک ہو جائیگی اور اگر عاریت اور استعمال کے طور پر دیا تھا، تو وہ زیورات عاریت میں شمار ہوں گے، اسے لینے کا حق نہیں ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۱۳۱/۵-۱۲۳/۵، جدید زکریا ۱۳۰-۱۳۲، فتاویٰ دارالعلوم ۳۶۳/۸)

فلو وهب لذي رحم محرم منه نسباً، ولو ذمياً، أو مستأمناً لا يرجع.
(شامی، کتاب الہبۃ، باب للرجوع فی الہبۃ، کراچی ۷۰۴/۵، زکریا ۵۱۲/۸)
بعث إلى امرأة ابنه متاعاً، ثم ادعى أنه بعث أمانة صدق. (تاتارخانیہ، زکریا ۲۱۰/۴، رقم: ۵۹۹۱)

(۴) یہ سارا سامانِ مثنینیں یہ سب کی سب اور نگ زیب کے ترکہ میں شمار ہوں گے اور ان کو چار حصہ کر کے ایک حصہ اور نگ زیب کی بیوی کا حق ہے؛ اس لئے کہ اولاد کی عدم موجودگی میں بیوی کو چوتھا حصہ ملتا ہے۔

ویقسم الباقي بعد ذلک بین ورثته أي الذین ثبت إرثهم بالکتاب، أو السنة. (شامی، کتاب الفرائض، کراچی ۶/۷۶۱، زکریا ۱۰/۴۹۷، السراجی فی المیراث ۵)

أما للزوجات فحالتان الربع للواحدة فصاعدة عند عدم عدم الولد وولد الابن وإن سفل. (السراجی فی المیراث ۱۲)

فیفرض للزوجة فصاعداً الثمن مع ولد، أو ولد ابن وإن سفل، والربع لها عند عدمها. (تنویر الأبصار مع الشامی ۶/۷۶۹، ۷۷۰، زکریا ۱۰/۵۱۲)

(۵) بلا عذر شرعی جان بوجھ کر حمل کا گرا دینا گناہ کبیرہ ہے، حمل گرانے میں جن کا مشورہ شامل ہے بیوی کے ساتھ وہ بھی گنہگار ہوں گے، سب کے اوپر تو بے لازم ہے۔

عن أبي عبيدة بن عبد الله عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (سنن ابن ماجه، أبواب الزهد، باب

ذكر التوبة، النخسة الهندية ۳۱۳، دار السلام رقم: ۴۲۵۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲/۲/۱۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷ اصفیٰ مظفر ۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۹۲۹)

شوہر کے انتقال کے بعد مہر معاف کروانا

سوال [۵۹۴۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی کے شوہر کا وہ انتقال ہو گیا اور اس نے مہر ادا نہیں کیا تھا، تو پڑوس کے

لوگ کہتے ہیں کہ تو اپنے شوہر کا مہر معاف کر دے، جو اس نے ادا نہیں کیا ہے، تو عورت ان کے اصرار کرنے پر معاف کر دیتی ہے آیا یہ معاف کرنا اور کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی: نظام الدین، بھوپالی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر نے اپنی زندگی میں بیوی کا مہر ادا نہیں کیا تھا، تو شوہر کے انتقال کے بعد ترکہ میں سے بیوی کا مہر ادا کرنا لازم ہے، پڑوس کے لوگوں کا بیوی پر اصرار کرتے ہوئے یہ کہنا کہ مہر معاف کر دے درست نہیں ہے اور عورت مجبور ہو کر شرم و حیاء کی وجہ سے مہر معاف کر دے، تو یہ معافی معتبر نہیں سمجھی جائے گی؛ بلکہ عورت کا مہر شوہر کے ذمہ علی حالہ باقی رہے گا، شوہر کے ترکہ میں سے بیوی کا مہر ادا کرنا لازم اور ضروری ہے۔
(مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۱۱/۵، جدید ذکر یا ۱۱۲/۵)

ولا بد في صحة حطها من الرضا حتى لو كانت مكرهة لم يصح.

(ہندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع في المهر، الفصل السابع في الزيادة في المهر،

زکریا ۱/۳۱۳، جدید زکریا ۱/۳۸۰)

(فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰/رجب المرجب ۱۴۱۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۵۸۵۸)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۲/۷/۱۴۱۹ھ

میت کے کان میں مہر معاف کرنا

سوال [۵۹۴۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ہمارے یہاں ایک رواج ہے، جب کسی کے گھر میت ہو جاتی ہے، تو اس کی قریبی عورت اور خاندان اور پڑوس کی عورتیں اپنے اپنے گھر سے گیہوں، چاول، دال، آٹا،

مرچ وغیرہ میت کے گھر پہنچاتی ہیں اور پھر وہ سارا راشن کسی غریب کو دیدیا جاتا ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ یہ کیا طریقہ ہے، اس طرح سے میت کے گھر پر چیزیں پہنچانی درست ہیں؟ اگر درست نہیں تو عوام کو اس سے کس طرح سے منع کریں اور سمجھائیں، ایسے ہی اگر شوہر کا انتقال ہوتا ہے، تو اس کی عورت کو دیگر عورتیں مجبور کرتی ہیں کہ اپنے شوہر کے کان میں کہہ دے کہ میں نے مہر معاف کر دیا۔ کیا اس طرح مہر معاف کرانے سے مہر معاف ہو جائے گا یا اس عدم ادائیگی کا وبال شوہر پر رہے گا؟

المستفتی: عبدالرشید قاسمی، سیڈھا، بنجور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: میت کے گھر آٹا، گہوں وغیرہ راشن پہنچانے کے متعلق کسی حدیث وفقہ کی عبارت نظر سے نہیں گذری، یہ عوام کی ایجاد کردہ ہے۔ نیز غریب وفقیر کو صدقہ کرنا فی نفسہ نیک کام ہے، مگر جس کو دینا ہے وہ اپنے گھر سے دے سکتا ہے، میت کے گھر لے جانے کی ضرورت نہیں۔

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ. [سورة النحل: ۱۲۵]

کے طریقہ سے سمجھایا جائے، البتہ تیار شدہ کھانا میت کے پسماندگان کے لئے بھیجنا حدیث شریف سے ثابت ہے؛ کیونکہ وہ لوگ اپنی مشغولیت و غم کی وجہ سے کھانا تیار نہ کر سکیں گے۔

وَيَسْتَحِبُّ لِحَيْرَانِ أَهْلِ الْمَيِّتِ وَالْأَقْرَبَاءِ الْأَبْعَادِ تَهْيِئَةَ طَعَامٍ لَهُمْ يَشْبِعُهُمْ يَوْمَهُمْ وَلَيْلَتَهُمْ. لقوله صلى الله عليه وسلم اصنعوا لآل جعفر طعاماً، فقد جاء هم ما يشغلهم الخ. (شامی، کتاب الصلاة، باب صلوة الجنائز، زکریا ۱۴۸/۳، کراچی ۲/۲۴۰، ہکذا ہندیہ، زکریا ۳۴۴/۵، جدید ۳۹۸/۵ قاضیخاں علی الہندیہ، زکریا ۳/۴۰۵، جدید ۳/۲۹۲)

اور موت کے بعد کان میں مہر معاف کرنے کی بات کسی صحیح روایت یا فقہی عبارت میں دیکھنے میں نہیں آئی؛ ہاں البتہ مہر معاف کر دینے سے معاف ہو جاتا ہے۔

إن المرأیعامل فی حق نفسه كما أقربه الخ. (قواعد الفقہ اشرفی ۱۴)
فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۹/۳۴۲۵)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۲/۴/۱۴۱۲ھ

مجبور ہو کر طلاق دینے کی صورت میں مہر کا حکم

سوال [۵۹۴۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر بیوی شوہر کو چھوڑ کر چلی جائے اور باوجود کوشش کے نہ آئے، مجبور ہو کر طلاق دینی پڑے، تو کیا ایسی صورت میں طلاق دینے کے بعد شوہر کے ذمہ دین مہر کی ادائے کی لازم ہے؟

المستفتی: عبد الجبار، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر طلاق دینے سے قبل بیوی سے طلاق علی الممال یا خلع بعوض مہر کا معاملہ نہیں کیا گیا، تو ایسی صورت میں آپ کے ذمہ مہر کی ادائیگی لازم ہے۔
(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۸/۲۴۹)

وتجب العشرة إن سماها، أو دونها ويجب الأكثر منها إن سمي الأكثر ويتأكد عند وطء، أو خلوة صحت من الزوج، أو موت أحدهما.
(درمختار، کتاب النکاح، باب المہر، کراچی ۳/۱۰۲، زکریا ۲۳۳/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۵/۷۰۵۳)

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۹/۱/۱۴۲۲ھ